حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ

علامہ عالم فقری

طاہر ندیم بٹ چیئرمین

(امور علمیہ کمیٹی چاہ میراں لاہور)

(۳۲ صفحات)

۸۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ (۴۸ صفحات)

۹۔ حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمتہ اللہ علیہ (۸ صفحات)

۱۰۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ (۷۲ صفحات)

۱۱۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ (۶۴ صفحات)

۱۲۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ (۴۸ صفحات)

۱۳۔ مشاہدات اولیاء (۸۰ صفحات)

۱۴۔ رویائے صالحین (۴۸ صفحات)

علامہ عالم فقری صاحب کی زندگی کے مختلف ادوار کی تصاویر اگلے صفحے پر ہیں

Marfat.com

تصانیف علامہ فقری

DATA ENTERED

۱۔ اللہ میری توبہ
۲۔ اللہ سے دوستی
۳۔ اللہ کا فقیر
۴۔ اللہ کا ذکر کر
۵۔ اللہ تعالیٰ کے ناموں کی شرح
۶۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے فضائل
۷۔ اللہ کے ولیؒ
۸۔ اسم اعظم
۹۔ اولیائے لاہور
۱۰۔ اولیائے پاکستان
۱۱۔ اولیائے ہندوستان
۱۲۔ اعتکاف مجموعہ وظائف
۱۳۔ اذکار قرآنی
۱۴۔ ازواج مطہرات
۱۵۔ اخلاق حسنہ
۱۶۔ اسلامی اخلاق
۱۷۔ اسلامی اقوال زریں
۱۸۔ احکام نماز اخلاق نبویؐ
۱۹۔ آداب سنت
۲۰۔ آفتاب زنجان
۲۱۔ آداب زندگی
۲۲۔ بارہ ماہ کی نفلی عبادت
۲۳۔ پیارے نبیؐ کی پیاری باتیں
۲۴۔ پیغام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
۲۵۔ پیارے رسول کی پیاری دعائیں
۲۶۔ تحفہ درود شریف
۲۷۔ تذکرہ حضرت کرم الٰہیؒ
۲۸۔ تذکرہ علی احمد صابر کلیریؒ
۲۹۔ تزکیۃ القلوب
۳۰۔ تصوف کی باتیں
۳۱۔ تحفہ خواتین
۳۳۔ حضورؐ کی ادائے تبسم
۳۴۔ حُلیہ مبارک
۳۵۔ حدیث ایمان
۳۶۔ حضرت داتا گنج بخشؒ
۳۷۔ حکایات صحابہؓ

Marfat.com

Marfat.com

حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ

علامہ عالم فقری

طاہر ندیم بٹ چیئرمین
(امور علمیہ کمیٹی حیات میراں لاہور)

Marfat.com

حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ

شجاع طریقت متبع شریعت حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ انتہائی عالی ہمت اور بلند احوال کے مالک تھے مردان خدا میں آپ کا مرتبہ بہت بلند ہوا ہے آپ کے القابات مخدوم العارفین، بحر المتحبرین، برہان الحق والدین، سلطان الراشدین، ماوا العابدین صاحب عبادت وریاضت، صدق وصفا میں یکتا اور جود وسخا میں بے ہمتا، ہمت ومروت میں بلند درجہ اور خوارق وکرامات میں پایہ ارجمند تھے۔آپ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جانشین اعظم ہوئے ہیں۔

نام ونسب

آپ کا اصل نام حبیب کنیت ابو محمد اور ابو نصر تھی آپ کے والد کا اسم گرامی شیخ محمد تھا آپ کا اصل وطن فارس تھا اسی لئے آپ کو عجمی کہا جاتا ہے۔

بیعت وخرقہ خلافت

حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت اور توبہ کی ان کی بیعت اور توبہ کا واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ ابتداء میں حبیب عجمی بڑے مالدار تھے آپ کا ذریعہ معاش سود خوری تھا آپ لوگوں کو قرضہ دے کر اس پر سود وصول کر کے اپنی بسر اوقات کرتے۔ایک روز کا واقعہ ہے کہ آپ کی بیوی نے کہا آج گھر میں کوئی پیسہ نہیں۔کوئی انتظام کیجئے۔حبیب عجمی گھر سے نکلے اور اپنے ایک مقروض کا دروازہ کھٹکھٹایا سوئے اتفاق کہ گھر کا مالک

Marfat.com

گھر پہ نہ تھا اس کی بیوی نے بتایا کہ اس کا شوہر گھر پر نہیں ہے۔ حضرت حبیب عجمی نے کہا مجھے شوہر نہیں اپنی سودی قسط درکار ہے۔ اس پر مالک کی بیوی نے جواب دیا جب شوہر گھر پر نہیں تو آپ کو سودی قسط کس طرح مل سکتی ہے۔ اس پر حبیب عجمی نے پھر کہا کہ مجھے تمہاری کسی بات سے سروکار نہیں اگر تم مجھے میری قسط نہ دو گے تو میں وقت کے ضائع کرنے کا ہرجانہ بھی وصول کروں گا۔ قرض دار شخص کی بیوی نے کہا جب ہمارے پاس کوئی پیسہ ہی نہیں تو پھر سودی قسط کہاں اور ہرجانے کی رقم کہاں۔ ہم دے ہی کچھ نہیں سکتے۔ حبیب عجمی نے دروازے پر ٹھوکر مار کر کہا میں خالی ہاتھ تو نہ جاؤں گا کچھ نہ کچھ تو لے کر ہی جاؤں گا۔ قرض دار کی بیوی کو بڑا غصہ آیا اس نے سوچا عجیب خبیس قسم کا انسان ہے جب میں اپنی مجبوری اور معذوری بیان کر رہی ہوں پھر بھی تقاضے کیا جا رہا ہے۔ اس نے جان چھڑانے کے لئے کہا ہم نے کل ایک بکری ذبح کی تھی اس کا گوشت وغیرہ تو ختم ہو چکا ہے اس کی سری پڑی ہے وہ لینی ہے تو لے لو" وہی دے دو" حبیب عجمی نے کہا۔ عورت نے فوراً سری حبیب عجمی کی طرف بڑھا دی وہ سری لے کر گھر کو چل دیئے اور بیوی سے جا کر کہا آج ہرجانے میں سری ہی ملی ہے اس کو ہی آج پکاؤ۔ حضرت حبیب عجمی کی بیوی نے کہا کہ خالی سری سے تو کام نہیں چل سکتا۔ اس کے لئے ایندھن لکڑی مرچ مصالحہ اور دیگر اشیاء کی بھی ضرورت ہے اور یہ چیزیں بھی نہیں ہیں۔ حضرت حبیب عجمی نے کہا کہ فکر مت کرو میں یہ چیزیں بھی سود میں لے آتا ہوں۔ فوراً باہر گئے اور دیگر تمام چیزیں بھی سود میں لے آئے۔ بیوی نے سالن پکانے کے لئے ہانڈی چولہے پر رکھ دی اور اس میں سری کا گوشت پکنے کے لئے رکھ دیا۔ کچھ دیر کے بعد سالن تیار ہو گیا اور بیوی نے کہا کہ سالن پک گیا ہے لہٰذا کھانا کھا لیں عین اس وقت دروازے پر دستک ہوئی۔ دروازہ کھولا گیا تو در پر ایک فقیر کھڑا بھیک کا طالب تھا۔ فقیر کو دیکھ کر حبیب عجمی سخت برہم ہوئے "کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ ایک وصول کرنے والے کا گھر ہے اور میں جو خود لوگوں سے سارا دن رقمیں وصول کرتا ہوں

Marfat.com

تو مجھ سے وصول کرنے آ گیا ہے۔ کچھ شرم کر اور اپنا راستہ ناپ فقیر نے عاجزانہ انداز میں التجا کی کہ جناب مجھے بھوک لگی ہے بخدا مجھے کچھ کھانا کھلائیں حبیب عجمی بولے جاؤ ایک بار تو کہہ دیا ہے کہ کھانا نہیں ملے گا۔ اس پر فقیر نے کہا اے حبیب عجمی میں بھی تمہارا شاگرد ہوں جس طرح تو لوگوں کے دروازوں پر اکڑ کر کھڑا ہو جاتا ہے اور کچھ لئے بغیر وہاں سے نہیں ٹلتا میں بھی یہاں سے کچھ لئے بغیر نہیں جاؤں گا۔ اس پر حبیب عجمی دوبارہ کہنے لگے کہ میں نے تو لوگوں کو قرض دیا ہوتا ہے اس کا سود طلب کرتا ہوں۔ تم نے مجھے کیا دیا ہوا ہے جو مجھ سے لینے آیا ہے مگر فقیر کہنے لگا کہ مالداروں کے مال و زر میں اہل احتیاج کا بھی حصہ ہوتا ہے اور میں اپنا حصہ وصول کرنے آیا ہوں اور وصول کر کے جاؤں گا۔ حبیب عجمی غصے سے بولے یہاں سے چلا جا۔ میں اب بھی تیرا لحاظ کر رہا ہوں ورنہ کوئی اور ہوتا تو اس سے کاغذ پر دستخط کروا کر اپنے وقت کے زیاں کی قیمت وصول کر لیتا۔ فقیر کہنے لگا کہ اے حبیب عجمی! تمہارا دم تو کنجوسی سے ویسے ہی نکلا جا رہا ہے۔ میں نے تم سے کوئی مال و زر تو نہیں مانگا۔ میں تو فقط کھانے کے لئے کچھ مانگ رہا ہوں۔ حبیب عجمی نے سخت روئی سے کہا اے نانہجار فقیر! میں نے تمہیں بتای ہے کہ میں تمہیں کچھ نہیں دوں گا اگر میں تمہیں کچھ مال دے بھی دوں تو تم اس سے امیر نہیں ہو سکتے مگر میں غریب ضرور ہو جاؤں گا اگر میں تمہیں کھانے کے لئے کچھ کھانا دوں تو تمہارا پیٹ نہیں اور میں خواہ مخواہ بھوکا رہ جاؤں گا۔

اس پر فقیر کو بھی غصہ آ گیا اور کہنے لگا اے حبیب عجمی! اگر مجھے کھانا دینے سے تو بھوکا رہ جائے گا تو مجھے کھانا مت دے مگر ایک بات یاد رکھ جب اللہ کسی کو بھوکا رکھنے کا ارادہ کرے تو وہ شخص کبھی پیٹ نہیں بھر سکتا، اور آج تو خدا کے حکم سے بھوکا رہے گا۔

فقیر کی بات سن کر حبیب عجمی پر تو کوئی اثر نہ ہوا مگر ان کی بیوی کا دل پسیج گیا اور اس نے یہ خواہش کی کہ فقیر کو کھانا دے دیا جائے گا مگر وہ اپنے شوہر کے آگے بے بس تھی۔ اس نے بڑی کوشش کی کہ حبیب عجمی کچھ کھانا فقیر کو دے دیں مگر حبیب عجمی پر

Marfat.com

حرص وطمع کا غلبہ تھا۔ انہوں نے بیوی کو بھی مطعون کیا اور فقیر کو بھگا دیا۔ فقیر تو خدا کا بھیجا ہوا فرشتہ تھا جو انسانی روپ میں آیا تھا۔ اس نے جب یہ بد دعا دی کہ اگر تو مجھے کھانا نہیں دے گا تو خود بھی نہیں کھا سکے گا۔ اس کی اس بات کو جھٹلانے کیلئے حبیب عجمی نے اپنی بیوی سے کہا لاؤ کھانا میں ابھی اس فقیر کو کھانا کھا کر دکھاتا ہوں۔ بیوی نے سالن نکالنے کے لئے جب دیگچی کا ڈھکنا اٹھایا تو حیران رہ گئی کہ دیگچی شوربے اور سالن کے بجائے خون سے بھری پڑی تھی اس نے حبیب عجمی کو بلا کر سارا معاملہ سنایا اور دکھایا۔ پہلے تو حبیب عجمی نے سالن کے رنگ و بو پر غور کیا اور جب ان کو اطمینان ہو گیا کہ یہ واقعی خون ہے تو پھر ان کا بھی ماتھا ٹھنکا۔ اب بیوی کو بولنے کا موقع ملا اس نے کہا تم نے ہمیشہ بخیلی سے کام لیا، اپنی ہوس کے لئے لوگوں کا خون چوسا۔ لوگوں کی زندگیوں کو اجیرن کیا اور آج اسی سائل کو جو غالباً خدا کا بھیجا ہوا فرشتہ تھا، اس سے نہایت برا رویہ اختیار کیا اور خدا نے اس خون سے جو تم لوگوں کا چوستے ہو ہمارا سالن بدل دیا ہے۔

حبیب عجمی کی حالت تو پہلے ہی پریشان کن تھی۔ اوپر سے بیوی کی جلی کٹی باتوں نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور وہ فقیر کو ڈھونڈنے کے لئے بھاگے مگر وہ تو نامعلوم کہاں غائب ہو گیا تھا۔ اسی پریشانی میں گھر واپس آئے تو بیوی نے کہا اب میرا ایک مشورہ مان لو۔ پوچھا جلدی بتاؤ۔ میں سخت بے کل و بے قرار ہوں نامعلوم مجھے کون سی سزا ملنے والی ہے۔ اس پر بیوی نے کہا میری بات مانو تو اپنا سارا قرضہ جو تم نے لوگوں سے لینا ہے ایک دم معاف کر دو۔ تمہاری اس سخاوت اور دریا دلی کی خبر سن کر فقیر خود بخود دوڑا دوڑا آئے گا۔

حبیب عجمی کہنے لگے کہ مگر میں پھر ساری زندگی روپے پیسے کے بغیر کس طرح گزاروں گا۔ اس پر بیوی نے جواب دیا کہ یہ کون سی مشکل بات ہے۔ اتنی مدت تم نے عیش سے زندگی بسر کی ہے اب باقی زندگی میں محنت و مشقت کرنا، تجارت کر لینا

Marfat.com

پیسہ کسی طرح بھی تم کما سکتے ہو۔ اب حبیب عجمی سوچوں میں غرق ہو گئے، گھناؤنا کاروبار، دولت وحشمت اور عیش وعشرت چھوڑنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ جوں جوں کاروبار کو چھوڑنے کی سوچتے دل و دماغ میں الجھن بڑھتی جارہی تھی مگر پھر اچانک حبیب عجمی کے دل میں سودی کاروبار سے نفرت وکراہت پیدا ہوگئی۔ اسی وقت پاک و صاف ہو کر مصلّے پر آ گئے۔ نماز ادا کر کے سجدے میں گر گئے اور عرض کی۔ اے خدائے مطلق میں گنہگار اور سیاہ کار ہوں۔ زندگی بھر غلطیوں اور بداعمالیوں کا شکار رہا ہوں۔ ان سے لاتعلق ہونا چاہتا ہوں۔ میری مدد فرما کیونکہ میری عقل کمزور ہے لہٰذا مجھے عقل کے حوالے کرنے کی بجائے تو خود میری دستگیری اور رہنمائی فرما۔ میں تیرے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ میں اپنے تمام سودی کاروبار ختم کردوں گا اور اپنے سارے قرضے لوگوں کو معاف کر دوں گا۔

دعا ختم ہوئی، حبیب عجمی کے دل و دماغ سکون واطمینان سے پر ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے فیصلے پر قائم رکھنے کا حوصلہ دیا اور گنہگاری ترک کرنے کی ہدایت دی۔ آپ نے فوراً اپنی بیوی کو بتایا میں تمہارے سامنے اپنے گناہوں سے تائب ہو کر فعال زندگی گزارنے کا اقرار کرتا ہوں تو میری گواہ رہنا۔ بیوی بڑی خوش ہوئی اور بولی آپ نے زندگی کی حقیقت کو پا لیا۔ گنہگاری ترک کر دی اور استغفار کے ذریعہ صراطِ مستقیم اختیار کی۔ میں آپ کی قیامت تک گواہ رہوں گی یہ سن کر حبیب عجمی کا چہرہ تشفی اور تسلی کے نور سے چمک اٹھا وہ فوراً گھر سے باہر نکلے اور بلند آواز سے لوگوں کو بتاتے جاتے کہ میں نے جس کسی سے قرض لینا ہے وہ مجھ سے قرض کی معافی کی فارغ خطی لکھوا لے۔ جب لوگوں نے سنا کہ حبیب عجمی اپنی فطرت وعادت کے برخلاف اعلان کر رہے ہیں تو اکثر نے یہ کہا کہ حبیب عجمی لوگوں کے خون نچوڑنے کے نئے طریقے کا اعلان کر رہے ہیں۔ گلی کے لڑکوں نے آپ کو دیکھا تو ایک دوسرے کو خبردار کرنے لگے، "حبیب عجمی کے قریب مت جانا کیونکہ اس کے قریب جانا جہنم کی

Marfat.com

آگ کو چھونے کے برابر ہے۔''

یہ باتیں سن کر حبیب عجمی کو بڑا دکھ ہوا مگر کسی کو کیا کہتے۔ یہ سب ان کی اپنی بداعمالیاں تھیں۔ کسی پر کیا دوش دیا جا سکتا تھا۔ روتے روتے وہ خواجہ حسن بصریؒ کی مجلس کی طرف چلے۔ وہاں پر موضوع بھی آپ کے حسب حال تھا جس نے آپ کے ذہن کے بند دریچوں کو کھول دیا اور بعد میں خواجہ حسن بصریؒ کی روح پرور تقریر اور نصیحتوں نے آپ کی کایا پلٹ کر رکھ دی اور آپ نے بیوی کے علاوہ خواجہ حسن بصریؒ کو بھی اپنی توبہ کا گواہ بنالیا اور خدا سے وعدہ کیا کہ وہ سود جیسے مکروہ کاروبار کا خیال بھی دل میں نہ لائیں گے اور لوگوں سے اپنے سارے قصوروں کی معافی مانگیں گے۔

خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے فیصلے اور استغفار کو بڑا سراہا اور آپ کے حق میں دعا کی۔ حبیب عجمی خواجہ حسن بصریؒ کی دعا لیتے واپس گھر لوٹے۔ راستے میں آپ کو ایک شخص ملا جو آپ کا قرض دار تھا۔ آپ نے اس سے کہا ''چلو میرے ساتھ میرے گھر۔ میں کاغذ پر تمہیں تمہارے قرضے سے فارغ خطی لکھ دوں۔'' قرضدار بولا اگر میں آپ کے گھر گیا تو آپ وہاں میرے ساتھ برا سلوک کریں گے۔ میں تو ہرگز نہ جاؤں گا۔ حبیب عجمی بولے بیشک تم میرے ساتھ چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں، مجھے اپنے گھر لے چلو وہاں جا کر میں تمہیں فارغ خطی لکھ دیتا ہوں مگر وہ شخص بالکل نہ مانا اور بولا آپ میرے گھر جا کر وہاں شور وغل مچا کر مجھے محلے بھر میں رسوا کریں گے۔ آپ رونے لگے اور خدا سے عرض کی اے خدا! میں اتنا ہی بے اعتبار ہو چکا ہوں کہ میری نیکی پر بھی لوگ یقین نہیں کرتے۔ آپ نے اس قرض دار سے کہا تو جا اور کاغذ یہاں لے آ میں تمہیں یہاں پر ہی فارغ خطی لکھ دیتا ہوں۔ اب اس شخص کو تھوڑا سا اعتماد پیدا ہوا اور وہ آپ کے ساتھ گھر چلنے پر آمادہ ہو گیا۔ راستے میں پھر گلی کے لڑکوں سے حبیب عجمی کا سامنا ہوا۔ لڑکے آپ کو دیکھ کر بولے۔ ہٹ جاؤ، کہیں ہماری اڑائی ہوئی گرد عجمی پر نہ پڑ جائے اور ہم گناہ گار نہ ہو جائیں۔ یہ بات سن کر

Marfat.com

قرضدار بڑا متعجب ہوا۔ حبیب عجمی اسی وقت سجدے میں گر گئے۔ عرض کی یا مولا کریم! تیری قدرت کے بھی عجیب تماشے ہیں۔ ادھر میں نے توبہ کی ہے ادھر تو نے میری نیک نامی کے اعلان کرانا شروع کر دیئے ہیں۔ اسی وقت آپ نے اپنے تمام قرض داروں کو فارغ خطی لکھ کر دینا شروع کر دی اور اعلان کروا دیا کہ میرا کوئی بھی مقروض جہاں بھی ہو وہ مجھ سے فارغ خطی لکھوا لے۔ تمام قرضداروں کو فارغ خطیاں لکھ کر دینے کے بعد آپ نے اپنا تمام اثاثہ لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ جب سارا کچھ بانٹ چکے تو ایک سائل آ گیا۔ اس وقت آپ کے پاس کچھ نہ رہا تھا آپ نے اس کو اپنا کرتہ دے دیا۔ ابھی وہ سائل موجود ہی تھا کہ ایک اور آ گیا آپ نے اس کو اپنی بیوی کی چادر دے دی اور اپنا دامن دنیاوی دولتوں سے جھاڑ دیا۔

ریاضت وعبادت

حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ نے توبہ کے بعد بے پناہ عبادت کی۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے دریائے فرات کے کنارے ایک عبادت خانہ بنوایا دن کے وقت حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں رہ کر علم سیکھتے اور رات کے وقت اس عبادت خانے میں جا کر اللہ کی عبادت میں مشغول رہتے ظاہری شریعت کی اتباع کے ساتھ ساتھ آپ نے بے پناہ ریاضت اور عبادت کی۔ آپ کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ دنیا سے بالکل کنارہ کش ہو گئے اور یکسو ہو کر اللہ کے ذکر وفکر میں مصروف رہے۔ آپ کے واقعات حسب ذیل ہیں۔

عبادت میں استغراق

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک کنیز خریدی اور اس کو اپنے گھر میں بھیج دیا۔ اس کے بعد اپنے حجرے میں جا کر عبادت الٰہی میں

Marfat.com

مشغول ہوگئے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اس قدر مستغرق ہوئے کہ کسی چیز کا ہوش ہی نہ رہا تقریباً بیس برس تک عبادت الٰہی میں روز و شب مشغول رہے۔ ایک دن آپ کو یاد آیا کہ آپ نے ایک کنیز خریدی تھی چنانچہ اپنے گھر پہنچے سامنے وہی کنیز نظر آئی مگر آپ بھول چکے تھے کہ یہ کون ہے چنانچہ اس سے کہنے لگے، اے خاتون! ذرا میری کنیز کو میرے پاس بھیج دیں۔ کنیز نے حیرت سے آپ کی طرف دیکھا اور بولی، یا حضرت! آپ کس کنیز کے بارے میں کہہ رہے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ آپ اندر جا کر میری بیوی سے دریافت کریں وہ آپ کو کنیز کے بارے میں بتا دے گی۔ کنیز نے کہا، اے حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ! آپ میرے ساتھ کوئی مذاق تو نہیں کر رہے کیونکہ میں آپ کی کنیز ہوں اور آپ کے سامنے کھڑی ہوں اور آپ مجھ ہی سے کہہ رہے ہیں کہ میری کنیز کو میرے پاس بھیجو۔ حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا، میں آپ سے قطعاً مذاق نہیں کر رہا بلکہ میں نے تو ایک عرصہ سے کسی کے ساتھ مذاق بھی نہیں کیا اصل بات یہ ہے کہ میں آپ کو شناخت نہیں کر سکا کہ آپ ہی میری کنیز ہیں میرا تو یہ عالم ہے کہ مجھے اکثر لوگوں کی شناخت بھول گئی ہے اور کئی لوگ مجھ سے اس بات کا شکوہ کرتے ہیں۔ لیکن میں نے جب سے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا ہے میرے دل سے بندوں کا خیال نکل گیا ہے یہ کہہ کر حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ نے اسی وقت کنیز کو آزاد کر دیا۔

اللہ تعالیٰ پر توکل

حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ آپس میں بہت انس رکھتے تھے اور آپ کے مابین بہت تعلق تھا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ غسل کرنے کی غرض سے اپنے گھر میں تشریف لے گئے چونکہ آپ کا گھر چوراہے (چوک) پر واقع تھا اس لئے آپ نے اپنا لباس اپنے گھر کی دیوار

Marfat.com

پر اس طرح سے لٹکا دیا کہ آپ کے کپڑے دیوار کے اوپر سے باہر سے گزرنے والا کوئی بھی شخص آسانی سے اتار سکتا تھا۔ اتفاق سے حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ ادھر سے گزرے آپ نے حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ کے کپڑوں کی طرف دیکھا تو وہیں پر رک گئے اور کھڑے ہو کر کپڑوں کی نگرانی کرتے رہے کہ مبادا کوئی چور ان کپڑوں کو اٹھا کر نہ لے جائے۔ جب حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ واپس آئے تو آپ نے حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے کپڑوں کے پاس کھڑے ہوئے دیکھا تو دریافت فرمایا کہ، آپ یہاں پر کیسے کھڑے ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ میں ادھر سے گزر رہا تھا دیوار پر آپ کے کپڑے پڑے ہوئے دکھائی دیئے تو میرے دل میں خیال گزرا کہ کہیں کوئی چور آپ کے کپڑے اٹھا کر نہ لے جائے چنانچہ اس خیال کے تحت یہاں پر ٹھہر گیا کہ ان کی نگرانی کروں، پھر حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا، اے حبیب عجمیؒ! آپ نے اپنے کپڑے کس کے بھروسہ پر دیوار پر لٹکا دیئے تھے اگر کوئی چوری کر کے لے جاتا تو پھر؟ حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا اگر کپڑے کوئی چوری کر کے لے جاتا تو پھر جس نے مجھے یہ کپڑے دیئے تھے وہ اور دے دیتا اور پھر جس نے میرے کپڑوں کی نگرانی کے لئے آپ کو بھیجا ہے میں بھی اسی کے بھروسے پر کپڑے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ جواب سنا تو خاموشی سے اپنی راہ چل دیئے۔

حصول رضائے الٰہی

ایک مرتبہ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مغرب کی نماز کے وقت حضرت حبیب عجمیؒ کے پاس پہنچے لیکن آپ نماز کے لئے کھڑے ہو چکے تھے اور حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے جب یہ دیکھا کہ آپ الحمد کے بجائے الھمد (چھوٹی ہ سے) قرأت کر رہے ہیں تو یہ خیال کر کے کہ آپ چونکہ قرآن کا تلفظ صحیح ادا نہیں کر

Marfat.com

سکتے اس لئے آپ کے پیچھے نماز نہ پڑھنی چاہئے چنانچہ انہوں نے علیحدہ نماز پڑھی لیکن اسی رات کو خواب میں اللہ کا دیدار ہوا تو آپ نے عرض کیا کہ یا اللہ! تیری رضا کا ذریعہ کیا ہے؟ ارشاد ہوا کہ تو نے ہماری رضا پائی لیکن اس کا مقام نہیں سمجھا۔ آپ نے پوچھا کہ وہ کون سی رضا تھی؟ ارشاد ہوا کہ اگر تو نماز میں حبیب عجمیؒ کی اقتدا کر لیتا تو تیرے لئے تمام عمر کی نمازوں سے بہتر تھا کیونکہ تو نے اس کی ظاہری عبادت کا تصور تو کیا لیکن اس کی نیت نہیں دیکھی جبکہ ولی کی نیت سے تلفظ کی صحت کم درجہ رکھتی ہے۔

آپ کی علمی بصیرت

ایک روز حضرت حبیب عجمیؒ ایک جگہ تشریف فرما تھے اور عبادت میں مشغول تھے۔ وہاں سے امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا گزر ہوا۔ حبیب عجمیؒ کو دیکھ کر امام احمد بن حنبل سے امام شافعی بولے، حبیب واصل باللہ ہیں، ان سے سوال کرنا فضول ہے ان کا مسلک ہم سے مختلف ہے لہٰذا ان کو سوالوں سے ہلکان کرنا دانشمندی نہیں۔ امام احمد بن حنبل پر امام شافعی کی بات نے کوئی اثر نہ کیا اور انہوں نے ایک سوال کر دیا اور پوچھا اے حبیب عجمیؒ! اگر کسی شخص کی پانچ نمازوں میں سے ایک نماز قضا ہو جائے گی مگر وہ شخص بھول چکا ہو کہ کون سی نماز قضا ہوئی تھی تو پھر وہ اس صورت میں کون سا راستہ اختیار کرے گا۔ حبیب عجمیؒ نے جواب دیا کہ اس شخص کو سارے دن کی تمام نمازیں ادا کرنی ہوں گی کیونکہ وہ خدا کی فرض عبادت سے اتنا غافل کیوں ہوا اور اتنی بڑی غلطی کے ارتکاب کی اتنی سزا تو بے حد ضروری ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ خاموش ہو گئے مگر امام شافعیؒ کو بہت خوشی ہوئی اور فرمایا میں نے تمہیں بتایا تو تھا کہ حبیب عجمیؒ سے کوئی ایسا ویسا سوال نہ کرنا جس سے تمہیں سبکی ہو کیونکہ جس مرتبے پر حبیب عجمیؒ فائز ہیں وہاں بڑے بڑے اولیاء نہیں پہنچ سکے تو پھر ہمارا بھلا کیا مقام ہے۔

Marfat.com

آپ کی دعا سے گم شدہ بچہ مل گیا

ایک عورت فریادوزاری کرتی ہوئی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرا بچہ گم ہو گیا ہے جس کی وجہ سے میں بہت ہی مضطرب ہوں۔آپ نے پوچھا کہ تمہارے پاس اور کیا ہے؟ اس نے کہا کہ دو درہم ہیں۔آپ نے اس سے وہ دو درہم لے کر خیرات کر دیئے اور دعا کر کے فرمایا کہ جاؤ تمہارا بچہ آ گیا چنانچہ گھر پہنچ کر جب اس نے دیکھا تو واقعی اس کا بچہ گھر پر موجود تھا۔اس کو گلے لگا کر پوچھا کہ تو کہاں چلا گیا تھا۔لڑکے نے کہا کہ میں تو کرمان میں تھا اور میرے استاد نے گوشت لانے کے لئے بازار بھیجا راستہ میں اچانک ایسی آندھی آئی کہ جو مجھے یہاں تک اڑا کر لے آئی اور میں نے کسی کہنے والے کو سنا کہ اے ہوا اس کو گھر پہنچا دے۔

فتوح غیبی

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ کی بیوی نے آپ سے فقر وفاقہ اور تنگدستی کی شکایت کی اور یہ مشورہ دیا کہ آپ گوشہ نشینی اختیار کرنے کی بجائے خوردونوش کے لئے بھی کچھ کما کر لائیں۔حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی بیوی کا مشورہ سن کر فرمایا کہ تم بالکل فکر نہ کرو میں صبح سے مزدوری پر جاؤں گا اور تمہارے لئے کافی کچھ کمائی کر کے لاؤں گا۔چنانچہ جب دوسرا دن ہوا تو آپ جنگل کی طرف نکل گئے اور ایک کونے میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو گئے آپ نے سارا دن اللہ تعالیٰ کی یاد میں گزار دیا جب شام ہوئی تو گھر آئے۔بیوی نے آپ سے مزدوری طلب کی تو ارشاد فرمایا کہ میں نے آج جس کی مزدوری کی ہے اس نے معاوضہ نقد نہیں ادا کیا لیکن تم بالکل فکر نہ کرو میں کل لے آؤں گا جس کی میں نے مزدوری کی ہے وہ ایسا سخی ہے کہ بغیر مزدوری مانگے بھی دے دیا کرتا ہے۔

Marfat.com

چنانچہ جب اگلا دن ہوا تو حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ پھر جنگل میں جا کر سارا دن اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے رات کو جب گھر واپس آئے تو بیوی نے مزدوری کا تقاضہ کیا آپ نے ارشاد فرمایا، تم فکر نہ کرو میں اس سے اکٹھی مزدوری لے لوں گا کیونکہ مجھے ہر روز اس سے مزدوری طلب کرنے میں شرم محسوس ہوتی ہے اب میں دس دنوں کے بعد اس سے مزدوری طلب کروں گا۔ آپ کی بیوی نے یہ جواب سن کر خاموشی اختیار کر لی اور بڑی تنگی کے ساتھ دس دن گزارے جب دسواں دن بھی گزر گیا اور حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ اپنے گھر کی طرف واپس چلے جا رہے تھے دل میں سخت شرمندگی اور بے چینی محسوس کر رہے تھے سوچ رہے تھے کہ آج دس دن گزر گئے ہیں میں نے تو اپنی بیوی سے وعدہ کیا تھا کہ دس دنوں کے بعد مزدوری لے کر ضرور آؤں گا مگر آج پھر حسب سابق خالی ہاتھ ہی گھر لوٹ رہا ہوں۔

حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ یہ سوچتے ہوئے اپنے گھر کی طرف چلے جا رہے تھے کہ ادھر اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ کے گھر بھیجا جس نے ایک بوری آٹا اور ایک بھنی ہوئی بکری حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ کی بیوی کو دے دی۔ اس شخص کے جاتے ہی ایک دوسرا شخص آیا اس نے شہد اور گھی کا ایک مشکیزہ دے دیا۔ پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے تیس ہزار دینار کی ایک تھیلی دیتے ہوئے کہا کہ آپ کے شوہر جس کے ہاں مزدوری کرتے ہیں یہ ساری چیزیں اسی نے بھیجی ہیں اور ساتھ ہی یہ پیغام بھی دیا ہے کہ اب آپ حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ کو کہہ دیں کہ اگر وہ اور زیادہ محنت سے کام کرے گا تو اس کو مزدوری بھی زیادہ ملے گی۔

رات کا وقت تھا حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ شرمندگی کے عالم میں خالی ہاتھ اپنے گھر کے دروازے پر آئے سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ بیوی کے ساتھ کیا بہانہ کریں اور اسے کیا جواب دیں۔ جب گھر میں داخل ہوئے تو گھر سے انتہائی لذیذ قسم کے کھانے کی خوشبو آئی آپ کے بات کرنے سے پہلے ہی آپ کی بیوی خوشی اور

Marfat.com

مسرت کا اظہار کرتے ہوئے آپ کے سامنے آئی اور کہا کہ آپ جس کے پاس کام کرتے ہیں وہ تو بہت ہی زیادہ سخی ہے اس نے ہی یہ سب چیزیں اور اس قدر رقم بھیجی ہے اور یہ پیغام بھی پہنچایا ہے کہ اور محنت سے کام کرو گے تو اس سے بھی بہت زیادہ مزدوری ملے گی۔ حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ نے جب یہ سنا تو دل پر رقت طاری ہوگئی اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شب و روز مشغول ہو گئے۔

استجابت دعا کا واقعہ

حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ ایک دن ایک پھانسی گھاٹ کے نزدیک سے گزر رہے تھے کہ عین اس وقت ایک قاتل کو پھانسی کے لئے کھڑا کیا ہوا تھا جلاد نے اس شخص کی گردن میں پھندا ڈال دیا تھا۔ قاتل نے حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا تو آپ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا، یا حضرت! میں گناہوں میں ڈوبا ہوا ہوں میری مغفرت کی دعا فرمائیں۔ آپ نے اسی وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے ہاتھ دعا کے لئے پھیلا دیئے اور کہا، اے اللہ! اس شخص نے مجھے کوئی نیک بزرگ جان کر دعا کے لئے درخواست کی ہے یا اللہ! تو اس پر رحم فرما اور اس کی مغفرت فرما دے۔ حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ دعا مانگ کر وہاں سے چلے گئے آپ کے جانے کے بعد اس قاتل کو پھانسی دے دی گئی اور وہ اگلے جہان پہنچ گیا جب اس کی نعش کو اٹھایا جا رہا تھا تو جلاد کو اس پر رحم آیا اور بے ساختہ کہنے لگا، اس بیچارے کو حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ کی دعا خوب لگی کہ اس جہان سے ہی کوچ کر گیا۔

اسی رات کو خواب میں جلاد نے ایک عجیب و غریب منظر دیکھا کہ وہ قاتل جس کو پھانسی دی گئی تھی ایک عالی شان باغ میں نہایت خوشی و مسرت کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے اور اس کے ارد گرد کا ماحول اس قدر خوش کن ہے کہ نظروں کو بھا رہا ہے۔ جلاد نے قاتل کو اس قدر خوش دیکھ کر پوچھا کہ تم اتنے خوش کیوں ہو؟ اس نے جواب دیا کہ یہ سب

Marfat.com

کچھ حضرت حبیب عجمیؒ کی دعا کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اپنا خصوصی فضل و کرم نازل فرمایا اور اس قدر نوازش کی۔ صبح اٹھ کر جلاد فوری طور پر حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے معافی کا خواستگار ہوا کہ اس نے آپ کے بارے میں سوء ظن سے کام لیا تھا آپ نے اس کو معافی دے دی اور اسے اچھی اچھی نصیحتیں کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کی۔

حضرت حبیب عجمیؒ کا روحانی تصرف

ایک مرتبہ حسن بصریؒ، حجاج بن یوسف کے سپاہیوں سے چھپتے ہوئے حضرت حبیب عجمیؒ کی عبادت گاہ میں پہنچ گئے اور جب سپاہیوں نے حبیب عجمیؒ سے معلومات حاصل کیں تو انہوں نے صاف بتا دیا کہ حسن عبادت گاہ کے اندر ہیں لیکن پورے عبادت خانے کی تلاشی کے باوجود بھی حضرت حسنؒ کا سراغ نہ مل سکا اور حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ سات مرتبہ سپاہیوں نے میرے اوپر ہاتھ رکھا لیکن مجھے نہ دیکھ سکے۔ پھر سپاہیوں نے حضرت حبیبؒ سے کہا کہ حجاج تم کو دروغ گوئی کی سزا دے گا۔ آپ نے فرمایا کہ حسن میرے سامنے عبادت گاہ میں داخل ہوئے تھے لیکن اگر وہ تمہیں نظر نہیں آئے تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔ چنانچہ دوبارہ پھر تلاشی لی لیکن ان کو نہ پا کر واپس آ گئے۔ حضرت حسن نے باہر نکل کر حضرت حبیبؒ سے کہا کہ آپ نے تو استادی کے حق کا بھی کچھ پاس نہیں کیا اور صاف صاف انہیں میرا پتہ بتا دیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ چونکہ میں نے سچ سے کام لیا اس لئے آپ محفوظ رہے اور اگر میں دروغ گوئی سے کام لیتا تو پھر یقیناً ہم دونوں گرفتار کر لئے جاتے۔ یہ سن کر حضرت حسنؒ نے پوچھا کہ آخر تم نے کیا منتر پڑھ دیا تھا کہ جس کی وجہ سے میں سپاہیوں کو نظر نہ آ سکا۔ آپ نے فرمایا کہ دو مرتبہ آیۃ الکرسی، دو مرتبہ قل ھو اللہ احد، اور دو مرتبہ آمن الرسول پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ حسن کو تیرے حوالے کیا تو ہی ان کی حفاظت کرنا۔

Marfat.com

کلمات طیبات

آپ تنہائی میں بیٹھ کر یوں کہتے کہ یا الٰہی جو تیرے ساتھ خوش نہیں ہے اس کو خوشی کیسے نصیب ہو سکتی ہے اور جس کو تجھ سے کوئی اُنس نہیں اس کو کسی سے اُنس کیسے ہو سکتی ہے اور فرماتے کہ رضا دوستوں کی صفت اور نفاق دشمنوں کی صفت ہے اللہ مجھے پناہ میں رکھ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ رضا اس دل میں ہوتی ہے جو نفاق سے صاف ہو۔

وصال

آخری عمر میں آپ کو اختاج قلب کا مرض لاحق ہو گیا چار پانچ گھڑی تک بے چینی محسوس رہی اس موقع پر ایک مرید کو اشارے سے قریب بلایا اور فرمایا کہ طالبین سے کہہ دو جب رات کو بستر پر لیٹا کریں تو اس بات پر غور کیا کریں کہ آج کتنی نیکیاں کی ہیں اور کتنی برائیاں کی ہیں اور اللہ سے نیکیوں کی توفیق مانگا کرو اسی حالت میں آپ نے اللہ ربی اللہ ربی کی آواز بلند کی اور اس کے بعد کلمہ طیبہ پڑھ کر واصل الی اللہ ہو گئے۔ آپ کی وفات کے بعد غیب سے ایک ندا آئی کہ اے زمین حبیب واصل بحق ہوا اور حق اس سے راضی ہوا اس کے بعد آپ کا جنازہ تیار ہوا اور آپ کو بغداد میں دفن کیا گیا جہاں آپ کا مزار پر انوار مرجع خلائق ہے۔ آپ کی تاریخ وصال ۳ ربیع الثانی ۱۵٦ ہجری مطابق ۷۷۳ عیسوی بعہد خلافت ابو جعفر منصور ہوئی۔

خلفاء عظام

حضرت حبیب عجمیؒ کے خلفاء میں حضرت داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ کا شمار آپ کے اکابر خلفاء میں ہوتا ہے اور انہیں سے آپ کا سلسلہ طریقت آگے بڑھا۔ حضرت بایزید بسطامیؒ اور حضرت شیخ احمد توریزیؒ نے بھی آپ کی صحبت سے فیض پایا۔

Marfat.com

حضرت شیخ عبدالواحد بن زید

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

علامہ عالم فقری

طاہر ندیم بٹ

چیئرمین اُمور علمیہ کمیٹی چاہ میراں لاہور

Marfat.com

حضرت شیخ عبدالواحد بن زید

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا اصل نام عبدالواحد اور کنیت ابوالفضل تھی اور آپ کے والد گرامی کا اسم گرامی زید تھا اہل تصوف کی دنیا میں آپ حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ بصرہ کے رہنے والے تھے اور آپ کا سلسلہ نسب زیدان کے نام سے مشہور تھا بصرہ کا شہر امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں آباد ہوا تھا تاریخ اسلام میں اس شہر کو بڑی اہمیت حاصل ہے اس شہر میں چند مشہور اولیاء اللہ بھی ہوئے ہیں علم ظاہری و باطنی میں آپ کو کمال حاصل ہوا آپ علم وفضل میں منفرد مقام رکھتے تھے

بیعت وارادت

آپ نے حضرت خواجہ حسب بصری رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی بیعت ہونے کے بعد آپ نے اپنا مال و دولت اللہ کی راہ میں دے دیا اور تنہائی کی زندگی اختیار کر کے ہمہ تن یاد الہٰی میں مشغول ہو گئے۔

بعض کتب میں یہ بھی لکھا ہے کہ بیعت ہونے سے پہلے آپ عرصہ دراز تک مجاہدے اور ریاضت میں مشغول رہے آپ ہمیشہ روزہ رکھتے صرف پانی سے افطار کرتے اور تیسرے دن کھانے کے چند نوالے کھاتے اس طرح آپ نے زُہد و تقویٰ کے ذریعے راہ حق اختیار کی اور بیعت کے بعد آپ کو حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کی نگاہ شفقت سے قرب الہٰی حاصل ہوا اور انہوں نے آپ کو خرقہ فقر وارادت دیا اس کے بعد آپ سجادہ ارشاد و ہدایت پر تمکین ہو گئے حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ

Marfat.com

اللہ علیہ کے علاوہ آپ نے حضرت امام کمیل بن زیادؒ سے بھی خرقہ ارادت حاصل کیا اس طرح آپ نے دنیائے تصوف میں بلند مقام حاصل کیا تصوف کا مشہور سلسلہ چشتیہ آپ ہی سے جاملتا ہے۔

بدظنی پر توبہ

شیخ عبدالواحد بن زیدؒ نے ایک غلام خریدا۔ رات کا اندھیرا چھایا اور شیخ نے غلام کو تلاش کیا تو پورے گھر میں کہیں نہ پایا۔ دروازوں کو دیکھا تو سب بند ہیں، کوئی دروازہ بھی کھلا ہوا نہیں۔ وہ سخت حیرت میں پڑے کہ آخر وہ کیسے غائب ہوا۔ صبح ہوئی تو حاضر ہو گیا اور شیخ کی خدمت میں ایک درہم پیش کیا جس پر سورہ اخلاص کندہ تھی۔ عرض کیا اگر آپ مجھے رات کی خدمت سے آزاد رکھیں تو ایسا ہی درہم میں روزانہ حاضر کیا کروں۔ شیخ نے اسے اس کی مہلت دے دی۔ کچھ عرصہ بعد شیخ کے چند پڑوسیوں نے آکر ان سے شکایت کی کہ آپ کا غلام کفن چور ہے، اسے بیچ ڈالئے۔ شیخ نے ان لوگوں کو تو رخصت کیا اور خود اس بات کی تحقیق کا ارادہ کیا۔ شیخ نے دیکھا کہ عشاء کے بعد جب اس کے جانے کا وقت ہوا، اس نے بند دروازے کو اشارہ کیا جو خود بخود کھل گیا۔ اسی طرح مکان کے تمام دروازوں سے گزر کر وہ ایک چٹیل میدان میں پہنچا۔ جو لباس اس کے بدن پر تھا اتار کر صوف کا موٹا کپڑا پہنا اور صبح تک مصروف نماز رہا۔ صبح کے آثار نمودار ہوئے تو اس نے دعا کی۔ اے میرے آقائے حقیقی! میرے مجازی آقا کی اجرت عطا کر۔ آسمان سے ایک درہم اس کے ہاتھ میں گرا جسے اس نے رکھ لیا۔ شیخ یہ سارے واقعات دیکھ کر حیران رہ گئے اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور اس کے حق میں اپنی بدظنی سے استغفار کیا اور اس کو آزاد کرنے کا عہد کیا۔ اس سے فارغ ہو کر انہوں نے غلام کو تلاش کیا تو وہاں اسے نہیں پایا اور وہ میدان و بیابان بھی شیخ کے لئے اجنبی تھا۔ اسی وقت وہاں ایک اسپ سوار نمودار ہوا اور خود ہی پوچھا عبدالواحد آپ آج

Marfat.com

یہاں کیسے؟ شیخ نے سارا قصہ ذکر فرمایا۔ اسپ سوار: کیا آپ کو معلوم ہے یہ بیابان آپ کے شہر سے کتنی دور ہے۔ فرمایا نہیں؟ اس نے کہا اگر تیز سواری سے سفر ہو تو دو برس میں آپ اپنے شہر پہنچ سکیں گے۔ آپ یہیں ٹھہریں اور اس غلام کے آنے کا انتظار کریں۔ رات ہوئی تو غلام وہاں جا پہنچا۔ اس کے ہاتھ میں دستر خوان تھا جس میں انواع واقسام کے کھانے تھے۔ اس نے عرض کیا۔ اے میرے آقا لیجئے تناول فرمایئے اور آئندہ ایسا نہ کیجئے گا۔ شیخ نے کھانا کھایا اور غلام پھر اپنی نماز میں مشغول ہو گیا۔ نماز سے فارغ ہو کر اس نے کوئی اسم اعظم پڑھا اور پھر چند قدم اٹھانے کے بعد ہم لوگ اپنے گھر جا پہنچے۔ غلام: اے میرے آقا! کیا آپ نے مجھے آزاد کرنے کا عہد نہیں کر لیا ہے؟ شیخ: میں اپنے عہد پر اب بھی قائم ہوں۔ غلام: میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ مجھے آزاد رکھیے اور میری قیمت لے لیجئے۔ یہ کہہ کر اس نے زمین سے ایک پتھر اٹھایا جو اٹھاتے ہی خالص سونا بن گیا۔ وہ شیخ کو دیا اور چلا گیا۔ شیخ اس عارف حق غلام کو جاتے ہوئے بھیگی ہوئی پلکوں سے دیکھتے رہے۔ بعد میں جب ہمسایوں نے شیخ سے دریافت کیا کہ اس غلام کا آپ نے کیا کیا اور شیخ نے انہیں حقیقت حال سے باخبر فرمایا اور اس کی کرامات سنائیں تو سب نے اپنی بدظنی پر توبہ کی اور تاسف کے اشک بہائے۔

اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کی تاکید

حضرت عبدالواحد بن زید کی مجلس میں قریش کے کچھ شرفاء بیٹھا کرتے تھے۔ ایک روز ان میں سے کسی نے کہا ہم لوگوں کو تنگدستی کی وجہ سے تباہی اور موت کا اندیشہ ہے۔ حضرت نے آسمان کی جانب نگاہ اٹھا کر دعا کی۔ اللھم اسئلك باسمك المرتفع الذی تکرم به من شئت من اولیائك و تلهمه من احبابك ان ترزقنا برزق من لدنك الساعة تقطع به علائق الشیطن من قلوبنا و

Marfat.com

قلوب اصحابنا انك انت الحنان المنان القديم الاحسان، اللهم الساعة الساعة الساعة۔ ''اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے اس اسم رفیع کے وسیلہ سے جس سے تو مخصوص اولیاء میں سے جسے چاہتا ہے نوازتا ہے اور وہ نام اپنے برگزیدہ بندے کے دل میں الہام فرماتا ہے۔ تو اسی وقت ہمیں ایسا رزق عطا فرما جس سے شیطانی خیالات میرے اور میرے دوستوں سے دور ہو جائیں۔ بے شک تو احسان فرمانے والا، قدیم الاحسان ہے۔ اے اللہ ابھی...... ابھی...... ابھی''

اسی وقت حاضرین نے چھت شق ہونے کی آواز سنی اور دیناروں کی بارش ہونے لگی۔ پھر حضرت نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے غیر خدا سے بے نیاز ہو جاؤ'' پھر آپ نے حکم دیا کہ یہ سب دینار اٹھا لو۔ ان لوگوں نے لے لئے اور حضرت نے خود کچھ نہیں لیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونفعنا بہ آمین۔

ایک خواب کا واقعہ

حضرت عبدالواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ ہم لوگ ایک مرتبہ ایک کشتی میں سوار ہو کر جا رہے تھے کہ ہوا کی گردش نے ہماری کشتی کو ایک جزیرے میں پہنچا دیا۔ ہم نے وہاں ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ کفر میں مبتلا ہے اور ایک بت کی پوجا کر رہا ہے۔ ہم نے اس سے پوچھا کہ تم کس کی پوجا کرتے ہو؟ اس نے بت کی طرف اشارہ کیا۔ ہم نے کہا کہ تیرا معبود خود تیرا بنایا ہوا ہے اور ہمارا معبود وہ ہے جس نے ہر ایک کو بنایا ہے اور جو تو نے اپنے ہاتھ سے بت بنایا ہے وہ پوجنے کے لائق نہیں ہے۔ اس نے کہا تم کس کی پرستش کرتے ہو؟ ہم نے کہا اس پاک ذات کی جس کا عرش آسمان کے اوپر ہے اس کی گرفت زمین پر ہے۔ اس کی عظمت اور بڑائی سب سے بالاتر ہے۔ کہنے لگا تمہیں اس پاک ذات کا علم کس طرح ہوا؟ ہم نے کہا اس نے ایک رسول صلی اللہ علیہ وسلم (قاصد) ہمارے پاس بھیجا جو بہت کریم اور

Marfat.com

شریف تھا۔ اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ سب باتیں بتائیں۔ اس نے کہا وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ ہم نے کہا کہ اس نے جب پیغام پہنچا دیا اور اپنا حق پورا کر دیا تو اس مالک نے اس کو اپنے پاس بلا لیا تا کہ اس کے پیغام پہنچانے اور اس کو اچھی طرح پورا کر دینے کا صلہ وانعام عطا فرمائے۔ اس نے کہا کہ اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے پاس کوئی علامت چھوڑی ہے؟ ہم نے کہا اس مالک کی پاک کلام ہمارے پاس چھوڑی ہے۔ اس نے کہا مجھے وہ کتاب دکھاؤ۔ ہم نے قرآن پاک لا کر اس کے سامنے رکھا۔ اس نے کہا میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں تم اس میں سے مجھے کچھ سناؤ۔ ہم نے ایک سورت سنائی وہ سنتے ہوئے روتا رہا یہاں تک کہ وہ سورت پوری ہو گئی۔ اس نے کہا اس پاک کلام والے کا حق یہی ہے کہ اس کی نافرمانی نہ کی جائے۔ اس کے بعد وہ کفر سے توبہ کر کے مسلمان ہو گیا ہم نے اسے اسلام کے ارکان اور احکام بتائے اور چند سورتیں قرآن پاک کی سکھائیں۔ جب رات ہوئی عشاء کی نماز پڑھ کر ہم سونے لگے تو اس نے پوچھا کہ تمہارا معبود بھی رات کو سوتا ہے؟ ہم نے کہا وہ پاک ذات حی القیوم ہے وہ نہ سوتا ہے نہ اس کو اونگھ آتی ہے (آیۃ الکرسی) وہ کہنے لگا تم کس قدر نالائق بندے ہو کہ آقا تو جاگتا رہے اور تم سو جاؤ۔ ہمیں اس بات سے بڑی حیرت ہوئی۔ جب ہم اس جزیرہ سے واپس ہونے لگے تو وہ کہنے لگا کہ مجھے بھی اپنے ساتھ ہی لے چلو تا کہ میں دین کی باتیں سیکھوں ہم نے اپنے ساتھ لے لیا۔ جب ہم شہر عبادان میں پہنچے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا یہ شخص نو مسلم ہے اس کے لئے کچھ معاش کا فکر بھی چاہئے۔ ہم نے کچھ درم چندہ جمع کیا اور اس کو دینے لگے، اس نے پوچھا یہ کیا ہے؟ ہم نے کہا کچھ درم ہیں۔ ان کو تم اپنے خرچ میں لے آنا۔ کہنے لگا لا الہ الا اللہ! تم لوگوں نے مجھے ایسا راستہ دکھایا جس پر خود بھی نہیں چلتے۔ میں ایک جزیرہ میں تھا۔ ایک بت کی پرستش کرتا تھا خدائے پاک کی پرستش بھی نہ کرتا تھا اس نے اس حالت میں بھی مجھے ضائع اور ہلاک نہیں کیا حالانکہ میں اس کو جانتا بھی نہ تھا پس وہ اس

Marfat.com

وقت مجھے کیونکر ضائع کر دے گا جبکہ میں اس کو پہچانتا بھی ہوں (اس کی عبادت بھی کرتا ہوں) تین دن کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ اس کا آخری وقت ہے۔ موت کے قریب ہے۔ ہم اس کے پاس گئے اس سے پوچھا کہ تیری کوئی حاجت ہو تو بتا۔ کہنے لگا میری تمام حاجتیں اس پاک ذات نے پوری کر دیں جس نے تم لوگوں کو جزیرہ میں میری ہدایت کے لئے بھیجا تھا۔ شیخ عبدالواحد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر دفعتۃً نیند کا غلبہ ہوا۔ میں وہیں سو گیا تو میں نے خواب میں دیکھا ایک نہایت سرسبز شاداب باغ ہے۔ اس میں ایک نہایت نفیس قبہ بنا ہوا ہے اس میں ایک تخت بچھا ہوا ہے۔ اس تخت پر ایک نہایت حسین لڑکی کہ اس جیسی خوبصورت عورت کبھی کسی نے نہ دیکھی ہوگی۔ یہ کہہ رہی ہے خدا کے واسطے اس کو جلدی بھیج دو۔ اس کے اشتیاق میں میری بے قراری حد سے بڑھ گئی۔ میری جو آنکھ کھلی تو اس نومسلم کی روح پرواز کر چکی تھی۔ ہم نے اس کی تجہیز و تکفین کی اور دفن کر دیا جب رات ہوئی تو میں نے وہی باغ اور قبہ اور تخت پر وہ لڑکی اس کے پاس دیکھی اور وہ یہ آیت شریفہ پڑھ رہا تھا۔

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ (رعد، ع۳)

اور فرشتے ان کے پاس ہر دروازہ سے آتے ہوں گے......

اور ان کو سلام کرتے ہوں گے (جو ہر قسم کی آفت سے سلامتی کا مژدہ ہے) اور یہ اس وجہ سے کہ تم نے صبر کیا تھا (اور دین پر مضبوط جمے رہے) پس اس جہان میں تمہارا انجام بہت بہتر ہے۔ حق تعالیٰ شانہ کی عطا اور بخشش کے کرشمے ہیں کہ ساری عمر بت پرستی کی اور اس نے اپنے لطف و کرم سے موت کے قریب ان لوگوں کو زبردستی کشتی کے بے قابو ہو جانے سے وہاں بھیجا اور اس کو آخرت کی دولت سے مالا مال کر دیا۔

اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ

مالک الملک! جس کو تو دینا چاہے اس کو کوئی روکنے والا نہیں اور جس کو تو نہ دینا چاہے اس کو کوئی دینے والا نہیں۔

Marfat.com

حضرت شیخ عبدالواحد بن زیدؒ اور ایک راہب کی گفتگو

حضرت شیخ عبدالواحد بن زید فرماتے ہیں۔ ملک چین کے اندر میں ایک راہب کے حجرہ کے قریب گیا اور اسے آواز دی۔ ''اے راہب!'' دوبار اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تیسری بار پکارنے پر اس نے مجھے جھانک کر دیکھا اور کہا اے شخص! میں راہب نہیں ہوں۔ راہب وہ ہے جو اللہ سے ڈرے اور اس کی کبریائی کی عزت کرے، اس کی بلاؤں پر صابر ہو۔ اس کی تقدیر پر راضی ہو، اس کی عطا پر حمد بجالائے اور اس کی نعمتوں پر شکر کرے، اس کی قدرت کو مانے اس کے جلال کے آگے سرنگوں ہو، اس کے حساب و عذاب میں تفکر کرے، دن روزہ میں رات قیام میں بسر کرے، اسے جہنم اور سوال و جواب کے ذکر نے جگا رکھا ہو اور میں تو محض ایک کاٹ کھانے والا کتا ہوں۔ جس نے خود کو اس صومعہ میں بند کر رکھا ہے تا کہ کسی کو اپنی زبان سے نہ کاٹ کھائے۔ شیخ عبدالواحد: یہ بتاؤ کس چیز نے لوگوں کو معرفت کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے غافل رکھا ہے۔ راہب: اے برادر! اللہ تعالیٰ کی معرفت کے بعد اس سے غفلت نہیں ہوتی۔ ہاں! جس شے نے لوگوں کو اس سے بہکایا ہے وہ دنیا کی محبت، اور اس کی زینت ہے۔ اس لئے کہ یہی معصیت اور نافرمانی کی بنیاد ہے۔ دانشمند وہ ہے جو اسے دل سے نکال دے اور اپنے گناہوں سے اللہ کے دربار میں توبہ کرے اور اس سے قریب کرنے والی چیزوں کی جانب توجہ کرے۔ حضرت عبدالواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ''میں ایک راہب کے صومعہ پر گزرا۔ اپنے ساتھیوں کو الگ ٹھہرا کر میں نے راہب سے بات کی اور پوچھا علم الیقین کیا ہے؟ راہب نے پردہ ہٹا کر جواب دیا۔ اے عبدالواحد! اگر علم الیقین پانا چاہتے ہو تو اپنے اور دنیاوی شہوت کے درمیان لوہے کی دیوار کھڑی کرو'' یہ کہہ کر پردہ گرادیا۔

Marfat.com

رفیق جنت کے لئے دعا

حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ نے تین شب متواتر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ مولا پاک مجھے اس شخص کا دیدار کرادے جو میرا رفیق جنت ہوگا۔ جواب ملا میمونہ سوداء تیری رفیق جنت ہے جو کوفہ کے فلاں قبیلہ میں رہتی ہے۔ حضرت شیخ وہاں تشریف لے گئے اور اس کے بارے میں لوگوں سے پوچھا لوگوں نے جواب دیا کہ میمونہ تو ایک دیوانی عورت ہے۔ بکریاں لئے جنگل میں پڑی رہتی ہے۔ حضرت شیخ عبدالواحدؒ جنگل میں پہنچے تو ملاحظہ کیا کہ عصا کا سترہ بنائے کھڑی مصروف نماز ہے، اس کے جسم پر اون کا ایک جبہ ہے جس پر لکھا ہوا ہے۔ "یہ خریدی اور بیچی نہیں جاسکتی" بکریوں کے ریوڑ پر نظر اٹھائی تو دیکھا کہ بکریاں اور بھیڑیئے قریب قریب ہیں۔ مگر نہ بکریاں بھیڑیوں سے ڈرتی ہیں اور نہ بھیڑیئے بکریوں پر حملہ کرتے ہیں۔ شیخ کی آہٹ پا کر میمونہ نے نماز مختصر کی اور سلام پھیر کر بولی۔ میمونہ: ابن زیدؒ! اس وقت جاؤ وعدہ یہاں (دنیا میں) ملنے کا نہیں بلکہ کل کا ہے۔ شیخ عبدالواحد: تمہیں کس نے بتایا کہ میں ابن زیدؒ ہوں۔ میمونہ: کیا خبر نہیں کہ حدیث میں آیا ہے کہ ارواح لشکر کی لشکر ایک مقام پر ہیں جن ارواح میں وہاں تعارف ہوگیا وہ یہاں بھی باہم متعارف ہیں اور جن میں وہاں ناآشنائی رہی یہاں بھی رہی۔ شیخ عبدالواحدؒ: مجھے کچھ نصیحت کرو۔ میمونہ: رب نے جس بندہ کو دنیا کی کوئی شے ایک بار دیدی پھر وہ دوبارہ اس کی طلب میں رہا۔ رب اس سے لذت خلوت سلب کر لیتا ہے اور قرب کو بعد سے بدل دیتا ہے۔ اس کے دل میں وحشت بٹھا دیتا ہے اور کچھ ناصحانہ شعر پڑھے۔ شیخ عبدالواحدؒ: بھیڑیئے بکریوں کے ہمراہ کس طرح رہتے ہیں؟ کہ نہ وہ انہیں کھاتے ہیں اور نہ یہ ان سے ڈرتی ہیں۔ میمونہ: جاؤ یہ باتیں نہ کرو۔ میں نے اپنے رب سے معاملہ درست کر لیا ہے۔ اس لئے اس نے بھیڑیوں اور بکریوں میں بھی صلح کرادی ہے۔

Marfat.com

عبدالواحد بن زیدؒ کو راہ حق کیسے ملا؟

عہد شباب میں حضرت عبدالواحد بن زیدؒ نہایت ہی شوخ و نڈر تھے اور اکثر والدین سے لڑ جھگڑ کر بھاگ جاتے تھے۔ وہ اتفاق سے ایک دن خواجہ حسن بصری رضی اللہ کی مجلس وعظ میں جا پہنچے اور آپ اپنے وعظ میں یہ فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو اس طرح اپنی جانب متوجہ کر لیتا ہے جس طرح کوئی محتاج ہو کر کسی کے سامنے جاتا ہے۔ یہ سن کر عبدالواحد بن زید پر ایسا اثر ہوا کہ چیخ ماری اور کپڑے پھاڑ کر قبرستان کی جانب چل دیئے اور تین شب و روز عالم بے خودی میں وہیں پڑے رہے لیکن جس دن ان کے اوپر یہ کیفیت طاری ہو رہی تھی اسی دن یوسف بن حسین نے خواب میں یہ ندا سنی کہ تائب ہونے والے نوجوان کو تلاش کرو چنانچہ جس وقت تلاش کرتے ہوئے قبرستان پہنچے تو تین ہی یوم میں حضرت عبدالواحد بن زیدؒ نے وہ مدارج طے کئے تھے کہ آپ کو دیکھتے ہی کہا کہ آپ کو تو تین یوم قبل حکم دیا گیا تھا لیکن آپ آج پہنچے ہیں۔

غیبی معالج

شیخ عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ اپنے وقت کے عظیم بزرگ ہوئے ہیں۔ انہوں نے چالیس برس تک عشاء کے وضو سے نماز فجر پڑھی۔ دن خدا کی رضا میں اور راتیں ریاضت و مجاہدے اور سجدہ گزاری میں بسر ہوتیں۔ ایک بار ان کی ٹانگوں میں شدید درد ہوا، جس کی تکلیف سے نمازوں میں خلل ہونے لگا۔ ایک شب نماز کے لئے اٹھے مگر درد اس شدت کا اٹھا کہ بمشکل رکعتیں پوری کر سکے، وہیں لیٹ گئے آنکھ لگ گئی۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک حسین و جمیل دوشیزہ چند ہمجولی سہیلیوں کے ساتھ آئی اور سلیقہ سے میرے قریب بیٹھ گئی۔ اس کی سہیلیاں بھی اس کے پیچھے بیٹھ گئی۔ اس نے سہیلیوں سے کہا۔ اس کے لئے بستر لگا کر آہستگی سے اس پر لٹاؤ۔ دیکھو بیدار نہ ہو

Marfat.com

جائے۔ ان سبوں نے نرم و نازک سات تہوں کا بستر بچھا کر اس پر مجھے لٹایا، سبز تکیے لگائے اور میرے اردگرد خوشنما پھلواریاں سجا دیں۔ اس کے بعد وہ خوب رو میرے قریب آئی اور اپنے ہاتھ سے درد والی پنڈلی سہلائی اور بولی فم شفاك الله الى صلوتك غير مضرور ''اٹھ آرام سے اپنی نماز میں مشغول ہو، اللہ نے تجھے شفا بخشی'' یہ سن کر میں بیدار ہو گیا اور درد کا کہیں دور دور پتہ نہیں تھا۔ اس کے بعد پھر میں اس تکلیف میں کبھی مبتلا نہیں ہوا۔ اس کے یہ الفاظ آج بھی میرے کانوں میں رس گھول رہے ہیں۔ فم شفاك الله الى صلوتك غير مضرور (ص:۴۷)

حضرت شیخ عبدالواحد بن زیدؒ کا ایک سفر

حضرت شیخ عبدالواحد بن زیدؒ اور حضرت ایوب السختیانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام میں سفر فرما رہے تھے۔ انہوں نے ایک حبشی شخص کو دیکھا جو لکڑیوں کا بوجھ سر پر اٹھائے آیا۔ حضرت شیخ عبدالواحدؒ نے اس سے پوچھا: تیرا رب کون ہے؟ حبشی: مجھ جیسے شخص سے آپ یہ پوچھ رہے ہیں یہ کہہ کر لکڑی کا بوجھ زمین پر رکھا اور آسمان کی طرف سر اٹھایا کہا اے پروردگار اسے سونا بنا دے چنانچہ لکڑیوں کا وہ بوجھ فوراً سونا بن گیا مزید کہا کیا آپ اسے دیکھ رہے ہیں؟ شیخ عبدالواحدؒ: میں دیکھ رہا ہوں۔ حبشی: اے اللہ اسے پھر لکڑی بنا دے۔ یہ کہتے ہی پورا بوجھ پھر لکڑی بن گیا پھر کہا عارفین سے سوال کرتے رہو۔ ان کے عجائب ختم نہیں ہوتے۔ حضرت ایوب فرماتے ہیں میں اس حبشی کا کمال دیکھ کر حیرت میں ڈوب گیا اور اتنا شرمندہ ہوا جتنا کبھی نہیں ہوا تھا اور میں نے پوچھا کیا آپ کے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ انہوں نے اشارہ کیا فوراً ہمارے پاس ایک پیالہ آ گیا جس میں شہد تھا جو برف سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ حبشی: لیجئے تناول کیجئے۔ یہ مکھیوں کے شکم سے نکلا ہوا نہیں ہے۔ ہم نے کھایا تو اس سے میٹھی کوئی شے ہمیں یاد نہ رہی۔ ہم نے تعجب کا اظہار کیا۔ حبشی: ایسی کرامتوں پر

Marfat.com

تعجب کرنے والا عارف نہیں ہوتا اور جو متعجب ہو جان لو کہ وہ اللہ سے دور ہے اور جو شخص کرامتیں دیکھ کر اللہ کی عبادت کرتا ہے وہ اللہ سے ناواقف ہے۔

ایک بوڑھے شخص کی داستان

ایک دن آپ کسی راستے سے گزر رہے تھے۔ شدید گرمی کا موسم تھا اور ایک بوڑھا شخص راستے میں بے حال پڑا ہوا تھا۔ لوگ ادھر سے جا رہے تھے مگر کوئی بھی اس بوڑھے شخص کا پرسان حال نہیں تھا۔ حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس بے حسی پر دل ہی دل میں افسوس کیا اور بوڑھے کے قریب پہنچ کر پوچھا ''کیا حال ہے'' بوڑھے نے انتہائی سخت لہجے میں جواب دیا ''تم بھی دوسروں کی طرح گزر جاؤ'' حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت شیریں لہجے میں فرمایا ''میں اپنے بھائی کی تکلیف دیکھ کر گزر جانے والوں میں سے نہیں ہوں مجھے اپنا دکھ بتاؤ'' بوڑھا آپ کا اخلاق کریمانہ دیکھ کر رونے لگا ''میں ایک بیمار شخص ہوں، دوا کے لئے پیسے نہیں، اب راستے میں تھک کر گر گیا ہوں تو کوئی اٹھانے والا نہیں'' حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بوڑھے شخص سے پوچھا ''تمہارا کوئی گھر یا آل اولاد نہیں۔'' بوڑھے شخص نے انتہائی نفرت آمیز لہجے میں جواب دیا ''میرا گھر ہے مگر بے گھر ہوں۔ میرے تین جوان بیٹے لیکن لاولد ہوں۔'' حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے کسی قدر حیرت زدہ لہجے میں پوچھا ''یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک شخص کے تین جواں سال بیٹے ہوں اور وہ خود کو لاوارث قرار دے۔'' یکایک بوڑھا شخص رونے لگا ''میرے تینوں بیٹے اپنی بیویوں کے غلام ہیں۔ ان ہی بدذات عورتوں کے کہنے پر میرے بیٹوں نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے۔'' یہ سن کر حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ کا لہجہ اچانک بدل گیا، ''بڑے صاحب! آج تم کس منہ سے بیٹوں کی شکایت کر رہے ہو؟ کبھی تم بھی تو کسی

Marfat.com

کے بیٹے تھے۔ تم نے جو کچھ بویا ہے وہی کاٹ رہے ہو۔ تمہارے بھی تو ماں باپ تھے کیا تم نے انہیں نوکروں کی طرح گھر کے ایک کونے میں نہیں ڈال دیا تھا کیا تمہاری بیوی ان بزرگوں کے ساتھ بے رحمی کا سلوک نہیں کرتی تھی۔ کیا تم اپنی بیوی کی ناز برداری کے لئے یہ سب کچھ برداشت نہیں کرتے تھے؟ اللہ تعالیٰ کے یہاں تو پورا پورا انصاف ہے۔ یہ اس کے انصاف کی پہلی قسط ہے۔ آخری قسط تمہیں حشر کے میدان میں ادا کی جائے گی۔'' یہ سنتے ہی بوڑھا شخص بے اختیار چیخ اٹھا،''یقیناً تم اللہ کے ولی ہو ورنہ میرے ماضی کے پوشیدہ رازوں سے کس طرح باخبر ہوتے'' حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت عاجزانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا،''میں اس کی دوستی کے قابل کہاں، بس یہی اس کا سب سے بڑا کرم ہوگا کہ وہ مجھ گنہگار کو معاف فرمادے۔'' یہ کہہ کر حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ چلنے لگے تو اس بوڑھے شخص نے فریادی لہجے میں پکار کر کہا،''تمہیں اللہ کا واسطہ ہے۔ مجھے اس حال میں چھوڑ کر نہ جاؤ۔'' حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ واپس لوٹ آئے اور ناگوار لہجے میں فرمایا،''تمہیں بھی تو تمہارے ماں باپ نے ہزاروں بار اللہ کا واسطہ دیا مگر تم نے اس واسطے کی کوئی اہمیت نہیں سمجھی۔ کوئی قدر نہیں کی۔ پھر تم کس طرح کسی کو اللہ کا واسطہ دے سکتے ہو۔'' بوڑھا شخص زاروقطار رونے لگا،''میں تو نادان و بے خبر تھا اس لئے اللہ کو نہیں جانتا تھا مگر تم اللہ کو خوب جانتے ہو اس لئے اسی کی خاطر مجھ پر رحم کرو، ورنہ میں اسی طرح ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاؤں گا۔'' حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے زیر لب کچھ پڑھا اور بوڑھے شخص پر دم کر دیا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ بوڑھا اٹھ کر بیٹھ گیا جس بیماری نے اسے تھکا ڈالا تھا اب اس کے آثار تک نہیں تھے۔ بوڑھا جوش عقیدت میں حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں سے لپٹ گیا۔''بس اتنا اور بتا دیں کہ میرے وہ گناہ کس طرح معاف ہوں گے جو والدین کے سلسلے میں مجھ سے سرزد ہوئے ہیں۔'' حضرت شیخ

Marfat.com

عبدالواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''پابندی سے نماز پڑھو اور ہر نماز کے بعد اپنے والدین کے لئے دعائے استغفار کرو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مقدس ہے ''اگر کسی شخص کو کسی وجہ سے اپنے والدین کی خدمت کا موقع نہ ملے تو اسے لازم ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے ماں باپ کے لئے اللہ سے مغفرت طلب کرے۔ والدین کے قریبی عزیزوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے اور بوڑھے لوگوں کی خدمت کرے۔'' یہ کہہ کر حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اگلی منزل کی طرف چلے گئے۔ بوڑھا شخص صحت یاب ہو گیا مگر وہ اس کشمکش میں مبتلا تھا کہ اپنے گھر کس طرح جائے کہ وہاں اس کی کوئی عزت نہیں تھی۔ اچانک اس نے ایک ناقابل یقین منظر دیکھا۔ اس کے تینوں بیٹے شدید بے قراری کے عالم میں اپنے باپ کو ڈھونڈتے پھر رہے تھے۔ جیسے ہی ان کی نظر اپنے باپ پر پڑی وہ دیوانہ وار آگے بڑھ کر بوڑھے سے لپٹ گئے۔ ''اللہ کا شکر ہے بابا کہ آپ مل گئے۔'' بوڑھے شخص نے انتہائی ناگوار لہجے میں کہا، ''تمہیں میری کیا پرواہ، میں تو تمہارے گھر کا بیکار سامان تھا جسے تم نے اٹھا کر باہر پھینک دیا تھا۔'' تینوں لڑکے رو رو کر کہنے لگے، ''نہیں بابا! کچھ دیر پہلے تک ہم شدید گمراہی میں مبتلا تھے اور اندھیرے میں بھٹک رہے تھے مگر اب ہمیں روشنی مل گئی اور ہم پہچان گئے ہیں کہ آپ ہمارا سب سے قیمتی سرمایہ ہیں۔'' بوڑھے نے شدید حیرت کے لہجے میں اپنے بیٹوں سے سوال کیا، ''اچانک تمہیں یہ روشنی کس طرح مل گئی۔'' ''کچھ دیر پہلے ہمارے گھر کے دروازے پر تیز دستک ہوئی۔'' ایک بیٹے نے کسی قدر سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا پھر جب میں گھر سے باہر نکلا تو باہر ایک بہت ہی نورانی صورت بزرگ کھڑے تھے، میں ان بزرگ کو دیکھ کر گھبرا سا گیا۔ ان کے چہرے پر ایسا جلال تھا کہ میں انہیں آنکھ بھر کے دیکھ بھی نہیں سکتا تھا۔ میں نے نظریں نیچی کئے ہوئے بزرگ سے پوچھا، ''آپ کیا چاہتے ہیں؟'' میری بات سنتے ہی بزرگ کا جلال کچھ اور بڑھ گیا اور وہ انتہائی بارعب آواز میں کہنے لگے، ''جب تین

Marfat.com

جوان بیٹے مل کر اپنے حقیقی باپ کو کچھ نہیں دے سکتے تو وہ ایک غیر آدمی کو کیا دیں گے؟ میں تم سے کچھ مانگنے نہیں، تمہیں دینے آیا ہوں۔ تمہارا بوڑھا اور بیمار باپ ایک کھلے میدان میں بے سہارا پڑا ہے جاؤ اسے منا کر عزت و احترام کے ساتھ اپنے گھر لے آؤ اور اتنی خدمت کرو کہ وہ تم سے راضی ہو جائے۔ اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو پھر عذاب الٰہی کا انتظار کرو جو بہت جلد اس پورے گھر کو تباہ و برباد کر دے گا۔" یہ کہہ کر وہ بزرگ چند قدم آگے بڑھے اور پھر نظروں سے غائب ہو گئے۔ ہمیں معاف کر دیں بابا کہ ہم بڑی غلطی پر تھے۔" تینوں بیٹے باپ کے قدموں سے لپٹے ہوئے معافی مانگ رہے تھے اور وہ بوڑھا شخص حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ کے تصور میں گم تھا۔

شیخ عبدالواحد بن زیدؒ کی کرامت

ایک بار حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ دریائے دجلہ کے کنارے سے گزر رہے تھے وہاں کچھ غریب لوگ کشتی کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ فوراً ہی کشتی آ گئی۔ غریب لوگ کشتی میں چڑھنے لگے تو ملاح نے انہیں سخت لہجے میں مخاطب کرتے ہوئے کہا، "تمہارے پاس کرایہ دینے کے لئے پیسے ہیں؟" یہ سن کر غریبوں کے چہرے اتر گئے۔ وہ سب کے سب خالی جیب تھے۔ اس علاقے میں مزدوری کرنے آئے تھے لیکن جب مزدوری نہیں ملی اور شام سر پر آ گئی تو اپنے گھروں کو واپس جانے لگے۔ "ہمارے پاس پھوٹی کوڑی بھی نہیں ہے۔ بس اللہ کے نام پر دریا کے پار اتار دو" ملاح نے منہ بنا کر کہا، "اگر میں اللہ کے نام پر مسافروں کو دریا پار کرانے لگا تو پھر کھاؤں گا کہاں سے؟ کوئی اور کشتی ڈھونڈو، شاید وہ تمہیں اللہ کے نام پر لے جائے۔" حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ قریب ہی کھڑے ملاح اور غریبوں کی گفتگو سن رہے تھے جس سے آپ کو شدید اذیت پہنچ رہی تھی۔ آخر جن لوگوں کے پاس کرایہ دینے کے لئے پیسے تھے وہ کشتی میں سوار ہو گئے اور ملاح اپنا مخصوص خوشی کا گیت گاتا

Marfat.com

ہوا کشتی لے کر آگے بڑھ گیا۔ حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ ان غریبوں کے پاس آئے۔ وہ سب کے سب اداس بیٹھے تھے۔ آپ نے انہیں تسلی دیتے ہوئے فرمایا "ایک کشتی چلی گئی تو کیا غم ہے؟ دوسری آ جائے گی۔" حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ کے تسکین آمیز کلمات سن کر ایک غریب مسافر نے کہا، "کشتیاں تو بہت ہیں مگر ان کے مالک بھی پیسے مانگیں گے۔" "چلو تم اس کشتی میں سوار ہو جاؤ جس کا مالک کرایہ نہیں مانگتا۔" حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے محبت آمیز لہجے میں فرمایا۔ آپ کی بات سن کر سارے مسافر خوشی میں کھڑے ہو گئے اور پوچھنے لگے۔ "اس کشتی کا مالک کہاں رہتا ہے؟ ہمیں اس کا پتا بتا دو۔ ہمارا روز کا آنا جانا ہے۔ اس طرح ہمارا کرایہ ہی بچ جائے گا۔" حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے انتہائی جذب وسوز کے عالم میں فرمایا "وہ مالک ہر جگہ رہتا ہے مگر لوگوں کو نظر نہیں آتا۔" یہ کہہ کر آپ مڑے اور دریائے دجلہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا، "اے دجلہ! ان غریب مسافروں کو اللہ کے نام پر راستہ دے دے" تمام مسافر بڑی حیرت سے حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھ رہے تھے۔ دوسرے ہی لمحے ان کی نظروں کے سامنے ایک ناقابل یقین منظر تھا۔ دریائے دجلہ جو کچھ دیر پہلے موجیں مار رہا تھا اچانک سمٹنے لگا۔ پھر اس قدر سمٹا کہ اس میں ٹخنے ٹخنے پانی رہ گیا۔ حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ نے غریب مسافروں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا، "اب تم بے خوف وخطر دریا کے پار اتر جاؤ۔" یہ کہہ کر حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ آگے تشریف لے گئے۔ تمام مسافر شدید حیرت وسکوت کے عالم میں اس مرد خدا کو جاتے دیکھتے رہے جس کی زبان مبارک سے ادا ہونے والے چند الفاظ نے دریائے دجلہ کی ظاہری حالت بدل ڈالی تھی۔ پھر جب حضرت شیخ عبدالواحد نظروں سے اوجھل ہو گئے تو وہ مسافر دریا میں اتر گئے اور کسی دشواری کے بغیر دجلہ کے پار چلے گئے۔ پھر جیسے ہی آخری مسافر دریا سے باہر آیا دریا کا پانی بڑھنے

Marfat.com

لگا اور تھوڑی ہی دیر میں موجیں مارنے لگا۔ پھر اس سے زیادہ حیرت انگیز منظر وہ تھا کہ جب یہ غریب لوگ اپنے گھروں کو پہنچے تو ان کی بیویاں طرح طرح کے کھانے پکا رہی تھیں حالانکہ آج کسی کو بھی مزدوری نہیں ملی تھی اور ہر شخص اپنی جگہ سوچ رہا تھا کہ آج تو سوکھی روٹی ہی کھانا پڑے گی یا پھر فاقہ ہو جائے گا مگر ان کی توقع کے خلاف گھر سے ایسے لذیذ کھانوں کی خوشبو اٹھ رہی تھی کہ آج تک ان افلاس زدہ لوگوں کی زبانوں نے ایسے کھانوں کا ذائقہ بھی نہیں چکھا تھا۔ ان تمام لوگوں نے اپنی بیویوں سے ایک ہی سوال کیا۔ ''تمہارے پاس ان لذیذ غذاؤں کے پکانے کا سامان کہاں سے آیا؟'' بیویوں نے جواب دیا ''ہم نے کسی کی چوری نہیں کی ہے بلکہ اپنے پیسوں سے سارا سامان خریدا ہے'' شوہروں نے دوسرا سوال کیا، ''اور تمہارے پاس سامان خریدنے کے لئے پیسے کہاں سے آئے؟'' تمام بیویوں نے اپنے شوہروں کے اس سوال کا ایک ہی جواب دیا۔ ''اچانک دروازے پر دستک ہوئی دروازہ کھولا تو ایک بزرگ صورت انسان کھڑا تھا۔ میں نے اسے سوالی سمجھ کر کہا، ''بابا! معاف کرو، میرے شوہر مزدوری کرنے گئے ہیں، اس وقت تو تمہیں دینے کے لئے کچھ بھی نہیں۔'' اس شخص نے میری طرف ایک تھیلی بڑھائی اور آہستہ سے بولا، ''میں کچھ لینے نہیں دینے آیا ہوں۔ اسے رکھ لو، جب تمہارا شوہر آئے اور تم سے اس کے بارے میں پوچھے تو بتا دینا کہ حضرت شیخ عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ کے دوستوں میں سے ایک فقیر آیا تھا، وہ یہ تھیلی دے گیا ہے اور یہ بھی کہہ دینا کہ آئندہ اللہ کے نام پر اللہ ہی سے مانگنا، کسی بندے سے سوال نہ کرنا۔'''' یہ کہہ کر وہ شخص چلا گیا۔ پھر میں نے تھیلی کھول کر دیکھی تو اشرفیوں سے بھری ہوئی تھی۔'' یہ سن کر سب لوگ حیرت زدہ رہ گئے اور انہوں نے اپنی بیویوں کو پورا واقعہ سنا دیا۔ اس کے بعد ان لوگوں کی دنیا ہی بدل گئی وہ خوش حال بھی ہو گئے اور احکام شریعت کی پابندی بھی کرنے لگے۔

Marfat.com

جنت کے نظارے

مسیحی رومیوں کی سرحد پر مسلمان مشغول جہاد تھے۔ چودہ پندرہ سال کا ایک نوجوان مجنونانہ انداز میں چیخ رہا تھا۔ اے عنیاء مرضیہ تو کہاں ہے؟ اب تیری فرقت مجھے گوارا نہیں۔ اہل قافلہ حیران تھے کہ اس کو یک بیک کیا ہو گیا۔ نوجوان کی حالت میں یہ تغیر اس وقت ظہور پذیر ہوا جب وہ حضرت شیخ عبدالواحد بن زید کا قافلہ مجاہدین کے ہمراہ سرحد روم پر پہنچا تھا۔ وہ راتوں کو متواتر جاگتا رہتا اور نمازیں پڑھتا۔ دن کو روزے رکھتا، رفقاء اور ان کی سواریوں کی خدمت کرتا۔ سرحد پر پہنچنے کے بعد ایک رات اس پر غنودگی طاری ہوئی۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا عنیاء مرضیہ تیرا انتظار کر رہی ہے۔ چلو اس کے پاس چلیں۔ وہ نوجوان کو لے کر ایک خوبصورت باغ میں داخل ہوا جہاں صاف وشفاف نہریں جاری تھیں۔ نہروں کے کنارے حسین وجمیل لڑکیاں زیور، اور لباس سے آراستہ موجود تھیں۔ ان لڑکیوں نے جب نوجوان کو دیکھا تو باہم سرگوشی کرنے لگیں کہ یہ عنیاء مرضیہ کا شوہر ہے۔ نوجوان نے پوچھا تم میں عنیاء مرضیہ کون ہے؟ جواب ملا ہم سب تو اس کی کنیز ہیں۔ نوجوان اور آگے بڑھا تو پہلے باغ سے زیادہ مرصع خوبصورت باغ ملا جہاں دودھ کی نہر جاری تھی۔ وہاں بھی پہلی عورتوں سے زیادہ حسین وجمیل لڑکیاں تھیں۔ انہوں نے بھی نوجوان کو دیکھ کر باہم کہنا شروع کیا کہ عنیاء مرضیہ کا شوہر ہے۔ نوجوان نے ان لڑکیوں سے عنیاء مرضیہ کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے بھی وہی بات کہی کہ ہم سب اس کی خادمائیں ہیں۔ آپ اور آگے تشریف لے جائیں۔ نوجوان آگے بڑھا تو اسے تیسرا باغ ملا اور اس باغ کی تزئین دونوں باغوں سے زیادہ تھی۔ وہاں شہد کی نہر جاری تھی اور خوبصورت دوشیزاؤں کی جماعت موجود تھی جن کے حسن وجمال گزشتہ دونوں باغ والیوں سے فزوں تر تھے۔ انہوں نے بھی نوجوان کا اسی طرح خندہ پیشانی سے

Marfat.com

استقبال کیا اور کہا اے اللہ کے ولی ہم سب اس کی خادمہ ہیں۔آپ آگے تشریف لے جائیں۔اس کے بعد نوجوان آگے بڑھا تو اسے سفید موتیوں کا ایک محل نظر آیا۔ایک ماہ وش اس کے دروازے پر خدمت دربانی انجام دے رہی تھی۔اور وہ ایسے لباس و زیورات سے مزین تھی جس کا آج تک نوجوان نے تصور بھی نہیں کیا تھا جب اس دربان خادمہ نے نوجوان کو آتے ہوئے دیکھا تو باادب استقبال کیا اور خیمہ کے اندر جا کر عنیاء مرضیہ کو آمد کی خبر دی۔اس کے بعد نوجوان خیمہ کے اندر داخل ہوا تو وہاں دیکھا کہ سونے کا مرصع تخت بچھا ہوا ہے۔اور اس پر ایک حسن و جمال کی ملکہ متمکن ہے۔نوجوان اسے دیکھتے ہی مفتون ہوا۔اس نے استقبال کیا اور کہا مرحبا اے اللہ کے ولی! ہمارے پاس آپ کی آمد کا وقت قریب ہے۔نوجوان بے قرار ہوا اور چاہا کہ اس کے قریب جائے مگر عنیاء مرضیہ نے روکا اور کہا صبر کیجئے ابھی آپ میں حیاتِ دنیوی کا اثر باقی ہے۔اس لئے ہمارا وصال ناممکن ہے مگر ہاں! انشاء اللہ آج شام آپ یہیں آ کر روزہ افطار کریں گے۔نوجوان اس خواب سے بیدار ہوا تو اس کی حالت متغیر تھی۔ سکون و چین غائب، صبر رخصت، دیوانوں کی طرح پکارتا پھرتا تھا اے عنیاء مرضیہ تو کہاں ہے؟ تمام رفقائے جہاد نوجوان کی حالت سے متفکر ہیں۔یہ وہی نوجوان ہے کہ ایک دن جب حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ نے اپنے رفقاء کے ہمراہ جہاد کی تیاری کی اور آپ نے فرمایا جہاد کے فضائل میں قرآن مجید کی دو آیتوں کی تلاوت کی جائے۔رفقاء میں سے ایک نے قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ تلاوت کی۔

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ

(التوبہ:۹، ۱۱۲)

ترجمہ: بیشک اللہ نے مومنوں کی جان اور مال کو خرید لیا ہے اس قیمت پر کہ ان کے لئے جنت ہے

ان رفقاء میں چودہ پندرہ سال کا ایک لڑکا بھی تھا جس کا باپ بہت ساری دولت

Marfat.com

چھوڑ کر مرا تھا۔ یہ آیت سن کر اس نے شیخ سے پوچھا کیا واقعی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جان اور مال کو جنت کے عوض خرید فرمایا ہے۔ شیخ عبدالواحد نے فرمایا بیشک اللہ نے خرید لیا ہے۔ اس نے کہا پھر آپ حضرات گواہ رہیں کہ میں نے اپنی جان اور مال جنت کے بدلے بیچی۔ شیخ نے اولاً تو اسے بہت فہمائش کی کہ اس راہ میں بے شمار مصائب ہیں مگر اس نے ایک نہ مانی۔ اور سامان جہاد کے سوا تمام مال و دولت راہِ خدا میں لٹا کر حضرت شیخ اور ان کے رفقاء کی فوج کے ہمراہ سرحد روم کی جانب چل پڑا۔ نوجوان کی اس حالت کی خبر جب شیخ عبدالواحد بن زید کو پہنچی اور انہوں نے نوجوان سے ماجرا دریافت کیا تو اس نے مذکورہ بالا خواب ذکر کیا۔ حضرت شیخ کا بیان ہے کہ ابھی نوجوان اپنی داستان ختم کر کے میری مجلس سے اٹھا بھی نہیں تھا کہ رومیوں کے ایک لشکر نے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ نوجوان نے اٹھ کر ان سے مقابلہ کیا اور ۹ کافروں کو مار ڈالا۔ اس کے بعد دسواں یہ خود تھا زخم کھا کر زمین پر آ رہا۔ شیخ نے دیکھا کہ اس کا پورا جسم خون میں لت پت ہے اور وہ زور زور سے ہنس رہا ہے مسرت و شادمانی کی ہنسی، اور چند لمحے بعد اس کی روح قید جہاں سے آزاد ہوگئی۔

زاہد اور عارف میں فرق

حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں بیت المقدس کے لئے روانہ ہوا راستہ بھول گیا۔ اچانک ایک عورت ملی، میں نے اس سے پوچھا اے مسافر عورت! کیا تو بھی راستہ بھول گئی ہے؟ جواب: اس کا آشنا، مسافر کیسے ہو سکتا ہے؟ اور اس کی محبت رکھنے والا راستہ شیخ فرماتے ہیں کہ اس کے کہنے کے بموجب میں زیادہ سے زیادہ سات قدم چلا ہوں گا کہ بیت المقدس کی مسجد نظر آ گئی میں نے ہاتھ سے آنکھوں کو ملا کہ شاید مجھے اشتباہ ہو رہا ہے خاتون بولیں: "اے شخص تیری سیر زاہدوں کی سیر ہے اور میری سیر عارفوں کی، زاہد چلتا ہے، عارف پرواز کرتا ہے اور

Marfat.com

چلنے والا بھلا اڑنے والے کو کب پا سکتا ہے؟ یہ کہہ کر غائب ہوگئی، میں نے پھر انہیں نہیں دیکھا (رضی اللہ تعالیٰ عنہما ونفعنا بہما آمین)

حقائق زندگی!

لوگوں نے عبدالواحد بن زید سے سوال کیا کہ آپ کسی ایسے فرد سے واقف ہیں جو اپنے حال میں مست رہتے ہوئے دوسرے کے حال سے بے خبر رہے فرمایا کہ ہاں، تھوڑی دیر انتظار کرو، وہ ابھی آتا ہے چنانچہ سامنے سے حضرت عتبہ تشریف لے آئے اور لوگوں نے جب ان سے سوال کیا کہ راہ میں کس کس سے آپ کی ملاقات ہوئی تو جواب دیا کہ مجھ کو تو کوئی نہیں ملا حالانکہ آپ بازار کی جانب سے آرہے تھے۔

آپ نہ کبھی عمدہ کھانا کھاتے اور نہ کبھی اچھا لباس پہنتے ایک مرتبہ آپ کی والدہ نے فرمایا اے عتبہ اپنی حالت پر رحم کر آپ نے عرض کیا کہ میری خواہش تو یہ ہے کہ روز محشر مجھ پر رحم کیا جائے جو ہمیشہ کے لئے سودمند ہو۔ دنیا تو چند روزہ ہے اگر یہاں کی تکالیف سے قیامت کی تکالیف کا ازالہ ہو جائے تو بڑی خوش بختی ہے۔

متواتر کئی رات بیدار رہ کر یہ جملہ دہراتے رہتے کہ اے اللہ خواہ مجھ کو عذاب میں مبتلا کر یا معاف فرما دے ہر حال میں تو میرا دوست ہے۔ ایک مرتبہ خواب میں ایک حور کو یہ کہتے دیکھا کہ اے عتبہ میں تم پر فریفتہ ہوگئی ہوں اور میری خواہش ہے کہ تم کبھی ایسا کام نہ کرنا جو ہماری جدائی کی شکل میں نمودار ہو فرمایا کہ میں تو دنیا کو طلاق دے چکا اور تجھ سے وصال کے وقت کبھی دنیا کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھوں گا۔

ارشادت عالیہ

فرمایا کہ شیخ کی اتباع کرو کیوں کہ شیخ کی اتباع اور متابعت سے اتباع رسول اکرام صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوتی۔

Marfat.com

فرمایا کہ جو شخص درویشوں کا خرقہ پہنے وہ دنیا کو نہ چھوئے اور اگر چھوئے تو پاس نہ رکھے اور اگر دنیا کو پاس رکھے گا تو وہ درویش نہ رہے گا اور قیامت کے دن بارگاہ رسالت میں شرمندہ ہونا پڑے گا۔

فرمایا کہ درویش کو جو کچھ ملتا ہے کھالیتا ہے اور اللہ کی یاد میں محو رہتا ہے جو رزق مقدر میں ہے وہ انشاء اللہ مل کر رہتا ہے اگر مقدر میں نہیں تو جمع رکھنے سے کیا فائدہ جبکہ اسے کھایا نہ جائے۔

فرمایا کہ درویش کی زندگی چونکہ اتباع سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں گزرتی ہے اس لئے درویش کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اور ہر قول و فعل کرامت ہوتی ہے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ تم اللہ کی مخلوق ہو جسے بادشاہ کی محبت ہو وہ بادشاہ کے غلام کی تعظیم کرتا ہے جسے اللہ سے محبت ہوتی ہے وہ خلق خدا کی تعظیم کرتا ہے لہٰذا اللہ کے بندوں کی تعظیم کرنا اللہ کی تعظیم کرنے کے مترادف ہے۔

سلسلہ طریقت زیدیہ

حضرت خواجہ عبدالواحد بن زیدؒ نے طریقت میں جو راستہ اپنایا اسے سلسلہ زیدیہ کہا جاتا ہے۔ بے پناہ لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو کر حصول روحانیت کی راہ پر گامزن ہوئے اس لئے آپ کے سلسلہ کو بے پناہ شہرت حاصل ہوئی۔ آپ نے اپنی تمام زندگی اتباع شریعت میں گزاری۔ عمر کا بیشتر حصہ کثرت ریاضت و عبادت میں گزرا۔ اس لئے آپ کے سلسلہ میں ریاضت اور مجاہدے کو بڑا دخل حاصل ہے اس لئے آپ اپنے ارادت مندوں کو مجاہدہ کے لئے کثرت نوافل، کثرت تلاوت اور کثرت ذکر میں مشغول رہنے میں بڑی تاکید کیا کرتے تھے اور اس کے ساتھ اپنے نفس کی مخالفت کرنے کی بھی تلقین کرتے تاکہ مرید کو پوری طرح تزکیہ اور تصفیہ حاصل ہو جائے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد

61076

Marfat.com

سے پانچ حضرات نے بھی آپ سے بیعت کی اور پھر آپ کے بتائے ہوئے شریعت اور طریقت کے اصولوں پر عمل کر کے راہ حق پر استوار ہوئے جب حضرت خواجہ عبد الواحد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آخری وقت آیا تو آپ نے ایک خرقہ خلافت حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا اور دوسرا خرقہ خلافت دوسرا حضرت ابوالفضل بن رزین رحمتہ اللہ علیہ اور تیسرا حضرت ابویعقوب السوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرحمت فرمایا پھران بزرگوں سے سلسلہ طریقت آگے چلا۔ اور سلسلہ زیدیہ ہی کی ایک شاخ سلسلہ چشتیہ بنی جس کو ہندو پاک میں بڑا عروج حاصل ہوا۔

مرض الموت

حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رحمتہ اللہ علیہ عمر کے آخری حصہ میں سخت بیمار ہو گئے اور نشست و برخواست بھی مشکل ہو گئی خادم ہی اُٹھاتا اور بیٹھاتا اور وضو کرواتا تھا اتفاق سے ایک دن خادم موجود نہ تھا اور نماز کا وقت ہو گیا اور جب نماز کے قضا ہونے کا اندیشہ ہوا تو آپ نے بارگاہ الٰہی میں التجاء کی کہ یاالٰہی مجھے اتنی قوت عطا فرما کہ میں خود اُٹھ کر وضو کرلوں اور نماز پڑھ لوں اور تیرا جو حکم ہو اس پر میں راضی ہوں اللہ تعالیٰ نے آپ کے حال پر مہربانی فرمائی اور آپ کی دعا قبول فرمائی آپ اُٹھے اور وضو کیا اور نماز ادا فرمائی پھر بستر پر جا لیٹے اس کے بعد پھر جب بیماری کا غلبہ ہوا تو اسی حالت میں آپ انتقال فرما گئے۔

سن وصال

آپ کا سن وصال ۲۷ صفر ۱۷۰ ہجری ہے اور آپ کو بصرہ میں دفن کیا گیا جہاں آپ کا مزار پرانور مرجع خلائق ہے۔

Marfat.com

اسمائے گرامی عہدہ داران

اُمور علمیہ کمیٹی
چاہ میراں لاہور

چیئرمین
طاہر ندیم بٹ

جنرل سیکرٹری **شیخ نعیم احمد**	فنانس سیکرٹری **محمد اعظم**	سینئر وائس چیئرمین **جاوید رحمت**
وائس چیئرمین **شیخ مبشر حسین** (ایڈووکیٹ)	صدر **ملک عبدالحق**	سینئر نائب صدر **محمد نعیم** رنگائی والے
نائب صدر **حاجی خلیل احمد**	اسسٹنٹ نائب صدر **حافظ ارشد علی**	ڈپٹی جنرل سیکرٹری **محمد اعجاز**
جوائنٹ سیکرٹری **محمد اسلم** ٹیلر ماسٹر	سیکرٹری نشر و اشاعت **سید شبیر حسین** شاہ بخاری	سیکرٹری ریسرچ **محمد شبیر علی**

اراکین۔ محمد محسن نقری۔ شیخ مقصود احمد۔ سہیل علی۔ عبدالرحمٰن بٹ۔ فصیح الرحمٰن بٹ

عبداللہ اعظم۔ عبداللہ جاوید رحمت۔ عدنان خلیل۔ علی رضا اسلم۔

Marfat.com

حضرت مالک بن دینار

رحمتہ اللہ علیہ

علامہ عالم فقری

طاہر ندیم بٹ

چیئرمین اُمور علمیہ کمیٹی چاہ میراں لاہور

Marfat.com

حضرت مالک بن دینار

رحمتہ اللہ علیہ

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ دور تابعین میں زہد وتقویٰ کے اعتبار سے انتہائی زاہد اور عابد بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ کو امام طریقت اور نقیب اہل محبت کہا جاتا تھا۔ آپ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کے مصاحب تھے۔ اس لئے طریقت میں آپ کو بلند مقام حاصل تھا۔ آپ کا شمار ان بزرگان دین میں ہوتا ہے جو کرامات اور ریاضت میں مشہور زمانہ ہوئے ہیں۔ آپ کے والد غلام تھے اور ان کا نام دینار تھا۔ آپ غلامی کی حالت ہی میں پیدا ہوئے۔ اگرچہ ظاہری طور پر آپ غلام زادے تھے لیکن باطنی طور پر آپ فیوض وبرکات سے مالا مال تھے۔

دینار کہنے کا سبب

ایک مرتبہ حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ ایک کشتی میں سفر کر رہے تھے۔ جب کشتی عین منجدھار میں پہنچ گئی تو ملاح نے ان سے کرایہ طلب کیا۔ بزرگ نے فرمایا کہ میرے پاس تو تمہیں دینے کیلئے کچھ نہیں ہے۔ اگر ایسی ہی بات تھی تو مجھے کشتی میں سوار کرنے سے پہلے کہہ دیا ہوتا تاکہ میں سفر کیلئے کوئی اور وسیلہ تلاش کر لیتا۔ ان کی بات سن کر کشتی کا مالک سخت بدتمیزی اور بدکلامی پر اتر آیا۔ اس نے آپ کو اس قدر مارا کہ آپ پر غشی طاری ہوگئی۔ کشتی والا کوئی بہت ہی ظالم اور سنگدل انسان معلوم ہوتا تھا۔ اس نے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ جب آپ کی غشی دور ہوئی تو اس نے آپ سے دوبارہ کرایہ طلب کرتے ہوئے کہا کہ اگر تم نے کشتی میں سفر کرنے کا معاوضہ ادا نہ کیا تو میں تمہیں دریا کی طوفانی موجوں کے سپرد کر دوں گا۔ ابھی اس ملاح نے اپنی بات بھی

Marfat.com

مکمل نہ کی تھی کہ اچانک کچھ مچھلیاں منہ میں ایک ایک دینار دبائے پانی کے اوپر کشتی کے پاس آئیں اور آپ نے ایک مچھلی کے منہ سے دینار لے کر کرایہ ادا کر دیا۔ ادھر ملاح یہ ساری صورتحال دیکھ کر تھر تھر کانپنے لگا اور فوراً آپ کے قدموں میں گر کر معافی طلب کرنے لگا مگر آپ کشتی میں سے دریا میں اتر گئے اور پانی پر چلتے ہوئے نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

راہِ مولیٰ کیسے اختیار کی

ایک شخص نے حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ آپ نے دنیا سے تائب ہو کر راہِ مولیٰ کیسے اختیار کی۔ اس کا سبب کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا میں ایک شرابی انسان تھا...... ہر وقت شراب میں مست رہتا۔ اسی زمانے میں میں نے ایک حسین و جمیل کنیز خریدی۔ اس کنیز کے بطن سے ایک بچی پیدا ہوئی۔ اس سے مجھے بیحد محبت ہو گئی۔ وہ بیٹی ذرا بڑی ہو کر جب گھٹنے لگی تو میرے دل میں اس کی محبت نے اور جڑ پکڑ لی...... پھر ایسا ہوتا کہ شراب لے کر بیٹھتا تو وہ میرے پاس آ جاتی اور شراب کا پیالہ مجھ سے چھینتے ہوئے میرے کپڑوں پر گرا دیتی...... وہ میری بیٹی جب دو سال کی ہوئی تو اچانک اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کی موت کے غم نے مجھے بدحال کر دیا۔ شب برأت (پندرہویں شعبان) آئی۔ جمعہ کی رات بھی تھی۔

میں نے اس شب بھی شراب پی اور شراب کے نشے میں سو گیا۔ عشاء کی نماز بھی نہ پڑھ سکا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ قیامت کا میدان ہے۔ مردے قبروں سے نکل نکل کر آ رہے ہیں۔ انہی میں میں بھی ہوں۔ مجھے اپنے پیچھے کسی چیز کی آہٹ ہوئی۔ مڑ کر جو دیکھا تو ایک بہت بڑا کالا سانپ منہ کھولے میری ہی طرف دوڑا آ رہا تھا۔ مجھ پر خوف طاری ہوا اور میں نے بھاگنا شروع کیا۔ ایک راہ پر مجھے ایک سفید پوش بزرگ شخص ملا۔ میں نے اس سے منت سماجت کی کہ مجھے اس مہلک سانپ سے

Marfat.com

بچالو۔ مگر اس نے معذرت کی اور کہا میں کمزور ہوں اور سانپ بہت زبردست ہے۔ اس لئے میں تمہاری مدد نہیں کرسکتا۔ مگر آگے جاؤ شاید مولا تعالیٰ تمہاری نجات کا کوئی راستہ ظاہر فرما دے۔ میں وہاں سے آگے چلا اور ایک بلند ٹیلے پر جا کر چڑھا...... جہاں سے جہنم کی آگ' اس کے طبقات اور بھڑکتے شعلے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ پیچھے آتے ہوئے سانپ کے اندیشے سے مجھے ڈر لگا کہ کہیں میں اس غار جہنم میں نہ گر پڑوں...... اتنے میں میں نے غیب سے ایک آواز سنی۔ پیچھے ہٹ جاؤ تو دوزخی نہیں ہے۔ یہ سن کر مجھے قدرے اطمینان ہوا۔ میں وہاں سے پلٹا تو سانپ بھی میرے ساتھ آیا۔ ایک آواز سن کر میں ضعیف مرد کے پاس آیا اور کہا آپ نے اس سانپ سے بچانے میں میری مدد نہیں کی۔ ضعیف مرد میری بات سن کر رونے لگے۔ میں تو ضعیف و ناتواں ہوں مگر تم اس ٹیلے پر چلے جاؤ جہاں اہل ایمان کی امانتیں رکھی ہوئی ہیں۔ اگر تمہاری بھی کوئی امانت ہوگی تو اس سے تمہیں ضرور مدد ملے گی...... میں ادھر بھاگا۔ وہ ایک پہاڑی تھی۔ اس کے اندر بہت سے دروازے تھے۔ دروازوں پر ریشمی پردے لٹک رہے تھے۔ ہر ایک پر موتی اور یاقوت جڑے ہوئے سونے کے پٹ لگے ہوئے تھے۔ میں پہاڑی پر دوڑا تو سانپ بھی میرے تعاقب میں آیا۔ میں دروازہ کے نزدیک پہنچا تو ایک فرشتے نے پکارا۔ پردے اٹھا دو' دروازے کھول دو۔ شاید اس بدحال کی یہاں کوئی امانت ہو جو اس کے دشمن سے اسے بچا سکے۔ دروازہ کھلتے ہی بہت سے چاند جیسے خوبصورت بچے میرے پاس آ گئے۔ اتنے میں سانپ بھی میرے قریب آ گیا۔ بچوں میں سے ایک نے چیخ مار کر کہا۔ سب کے سب جلدی پہنچو۔ سانپ تو اس کے قریب آ گیا۔ اسی اثناء میں میری بیٹی بھی وہاں آ گئی اور مجھے دیکھ کر رو پڑی۔ بولی بخدا! یہ تو میرے باپ ہیں یہ کہہ کر بجلی کی سرعت کے ساتھ ایک نورانی جھولے میں میرے پاس آ پہنچی۔ پھر اپنا بایاں ہاتھ میری داہنی جانب بڑھایا جسے میں نے پکڑ لیا...... پھر اس نے اپنا دایاں ہاتھ سانپ کی طرف بڑھایا تو وہ

Marfat.com

پیچھے بھاگ نکلا...... پھر اس نے مجھے بٹھایا اور خود میری گود میں آ بیٹھی۔ میری ریش پر ہاتھ پھیرا اور بولی۔

الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق (الحدید:۱۶)

کیا وہ وقت نہیں آیا ایمان والوں کیلئے کہ ان کے دل جھک جائیں۔ اللہ کی یاد اور اس حق کے لئے جو نازل ہوا۔

میں یہ سن کر آبدیدہ ہو گیا۔ میں نے پوچھا اے بیٹی! کیا تم یہاں قرآن مجید بھی جانتی ہو۔ اس نے کہا کہ ہم لوگوں کو آپ لوگوں سے زیادہ علم ہے تو باپ نے پوچھا کہ بیٹی تو بتاؤ یہ سانپ جو مجھے دوڑا رہا تھا۔ یہ کیا مصیبت تھی؟ اس پر اس نے جواب دیا۔ یہ آپ کا برا عمل تھا۔ آپ نے انہیں اسے مضبوط بنایا تو وہ توانا اور مضبوط ہو گیا اور آپ کو جہنم میں لے جانا چاہتا تھا۔ باپ نے پھر پوچھا کہ یہ بزرگ مرد کون تھے۔ تو بیٹی نے کہا یہ آپ کا نیک عمل تھا۔ جسے آپ نے اتنا کمزور کر دیا کہ آپ کے عمل بد سے ٹکرانے کی اس میں قوت نہ رہی۔ باپ نے سوال کیا کہ اس پہاڑی میں تم لوگ کیا کرتی ہو؟ اس نے کہا ہم سب مسلمانوں کی اولاد ہیں۔ ہم قیامت تک یہیں رہیں گے۔ ہم لوگوں کو آپ لوگوں کا انتظار ہے تاکہ ہم شفاعت کریں۔

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میری آنکھ کھلی تو میں حیران و پریشان تھا۔ مجھ پر خوف طاری تھا۔ صبح ہوئی تو جو سرمایہ پاس تھا لوگوں کو دیدیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور صدق دل سے توبہ کی۔ یہی واقعہ میری توبہ کا سبب ہوا۔

اللہ کی عبادت میں خلوص کا پیدا ہونا

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کے رجوع الی اللہ ہونے اور سچے دل سے توبہ کرنے کا واقعہ اس طرح سے ہے کہ دمشق شہر میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

Marfat.com

نے ایک عالی شان مسجد تعمیر کروائی اور مسجد کیلیئے بہت سی جائیداد بھی وقف کر دی۔اس کے ساتھ ہی امام مسجد کو خاصی سہولت دیتے ہوئے کافی مقدار میں وظیفہ بھی مقرر کر دیا۔اس مسجد کے احوال کے بارے میں جب حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کو علم ہوا تو آپ کے دل میں لالچ پیدا ہوا کہ اگر کسی طرح اس مسجد کا متولی میں بن جاؤں تو بہت سا مال و دولت میرے ہاتھ آسکتا ہے۔ چنانچہ حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ ریاکاری سے کام لیتے ہوئے مسجد کے ایک کونے میں گوشہ نشین ہو کر بیٹھ گئے اور اعتکاف کی نیت کر لی۔رات دن آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے۔اس طرح تھوڑی ہی مدت میں آپ کی عبادت گزاری اور پارسائی کی دھوم سارے شہر میں مچ گئی۔لوگوں نے جب آپ کو اس قدر عبادت گزار دیکھا تو آپ کو مسجد کی امامت اور تولیت کے لئے مقرر کرنے پر زور دینا شروع کر دیا۔آپ کو صبح و شام عبادت کرتے ہوئے ایک سال کا عرصہ بیت گیا۔ایک دن آپ کے دل سے آواز آئی۔اے مالک! تم منافق ہو، ریاکار ہو۔ایک سال کی مدت کے بعد جب آپ مسجد سے باہر نکلے تو آپ کے کانوں میں غیب سے یہ ندا آئی۔اے مالکرحمتہ اللہ علیہ! وہ وقت کب آئے گا کہ تو بہ توبہ کرے گا؟ جب یہ آواز حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کے کانوں سے ٹکرائی تو دل پر رقت طاری ہو گئی۔ندامت کے آنسو بہہ نکلے' واپس مسجد میں تشریف لے گئے اور پھر بارگاہ الٰہی میں رو رو کر سچے دل سے توبہ کر لی اور خلوص دل کے ساتھ عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے۔اس بات کو ایک ہی دن گزرا تھا کہ اگلے روز شہر کے لوگ مسجد میں اکٹھے ہو گئے اور امام مسجد کے خلاف ایک تہمت لگاتے ہوئے احتجاج کرنا شروع کر دیا۔

پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد ان لوگوں نے امام مسجد کو بے عزت کر کے مسجد سے نکال دیا۔اس کے بعد سب لوگ حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے التجا کی کہ آپ مسجد کی امامت قبول فرمائیں۔آپ نے

Marfat.com

فرمایا سبحان اللہ! میں ایک سال تک منافقت اور ریاکاری سے اسی مقصد کیلئے عبادت کرتا رہا اور کسی نے مجھ سے اس بارے میں بات تک نہ کی۔ اب ایک ہی دن میں جبکہ میں نے سچے دل سے توبہ کرلی اور خلوص دل کے ساتھ بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز ہوا ہوں تو لوگ مجھے امامت اور تولیت قبول کرنے کیلئے مجبور کررہے ہیں۔ فرمایا اللہ کی قسم! میں ہرگز یہ کام نہیں کروں گا۔ چنانچہ آپ اسی وقت وہاں سے اٹھے اور جنگل کی طرف نکل گئے۔ وہاں جاکر آپ عبادت الٰہی میں مشغول ہوگئے۔

نفس کی اصلاح کا طریقہ کار

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ نے چالیس برس بصرہ میں قیام فرمایا حالانکہ بصرہ میں کھجور بہت زیادہ پیدا ہوتی ہے۔ مگر اس کے باوجود آپ نے کبھی ایک کھجور تک نہیں کھائی۔ بہت مرتبہ آپ کو کھجور کھانے کی خواہش پیدا ہوئی لیکن آپ اپنے نفس پر قابو پاتے اور صبر سے کام لیتے رہے۔ ایک مرتبہ آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ میں نے کبھی کھجور نہیں کھائی اور کھجور نہ کھانے سے نہ تو میرا پیٹ کم ہوا ہے نہ ہی تمہارا پیٹ بڑھا ہے۔ اس قدر ضبط نفس کے باوجود کہ چالیس برس تک کھجور نہ کھائی۔ ایک مرتبہ آپ کو کھجور کھانے کی شدید خواہش پیدا ہوئی۔ آپ کے نفس نے آپ کو بہت زیادہ تنگ کیا اور کھجور کھانے کی رغبت دلائی مگر آپ نے اپنے نفس سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ ''اے نفس! میں کبھی تیری خواہش پوری نہیں ہونے دوں گا'' پھر ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ کو خواب میں کھجور کھانے کا اشارہ ملا اور کہا گیا اے مالک بن دینار! اپنے نفس پر لگائی ہوئی پابندی ہٹادے۔ جب آپ بیدار ہوئے تو اپنے نفس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ اس شرط پر میں تیری خواہش پوری کرسکتا ہوں کہ تو مسلسل سات دن تک روزے رکھے۔ چنانچہ آپ نے اپنے نفس کو دبانے کی خاطر سات دن تک روزے رکھے۔ اس کے بعد بازار سے کھجوریں خریدیں اور مسجد میں تشریف لے

Marfat.com

گئے۔ ابھی آپ نے کھجوریں کھائی بھی نہ تھیں کہ ایک لڑکے نے آپ کی طرف دیکھا اور اپنے والد کو آواز دے کر بلایا کہ مسجد میں کوئی یہودی گھس آیا ہے۔ یہودی کا نام سنتے ہی اس لڑکے کا والد ڈنڈا لے کر دوڑا مگر جب آپ کے سامنے آیا تو آپ کو پہچان لیا اور معافی کا طلب گار ہوا۔ کہنے لگا کہ دراصل بات یہ ہے کہ ہمارے محلّہ میں یہودیوں کے علاوہ اور کوئی بھی دن کے وقت نہیں کھاتا۔ تمام لوگ روزہ رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میرے بیٹے نے آپ کو یہودی سمجھا۔ آپ اس کی غلطی معاف فرمادیں۔ حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ جلال میں آ گئے اور فرمایا۔ بچوں کی زبان غیبی زبان ہوتی ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں متوجہ ہوئے اور کہا۔ اے باری تعالیٰ! ابھی میں نے کھجور کھائی بھی نہیں اور آپ نے مجھے یہودیوں کے ساتھ ملا دیا اگر کھا لیتا تو پھر نہ جانے میرا انجام کفار سے بھی زیادہ برا ہوتا۔ میں اس بات کی اب قسم کھاتا ہوں کہ کبھی میری زبان پر کھجور کا نام بھی نہیں آئے گا۔

دنیوی لذات کا ترک کرنا

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کا شمار اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں میں ہوتا ہے۔ آپ صبر و برداشت کے مقام میں بہت بلند درجہ رکھتے تھے۔ کئی برسوں تک آپ نے صرف روکھی سوکھی روٹی کھانے پر ہی گزارا کیا اور اپنے نفس کے تقاضے کے باوجود کبھی میٹھی یا نمکین یا ترش کوئی بھی غذا نہ کھائی۔ ہر روز اپنا پیٹ روکھی روٹی پانی کے ساتھ کھا کر بھر لیتے تھے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ بیمار ہو گئے۔ اس دوران آپ کے دل میں گوشت کھانے کی خواہش پیدا ہوئی۔ آپ نے صبر و برداشت سے کام لیا لیکن اس خواہش میں بے حد شدت پیدا ہو گئی اور نفس کا تقاضا حد سے گزر گیا۔

جب حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کے نفس نے بہت زیادہ تنگ کیا تو آپ اپنی جائے رہائش سے نکلے اور سیدھے ایک قصائی کی دکان پر پہنچے۔ قصائی سے

Marfat.com

گوشت کا ایک ٹکڑا خریدا اور اپنی آستین میں چھپا کر ایک طرف کو چلے گئے۔ قصائی آپ کو جانتا تھا اس نے اپنا ایک ملازم آپ کے تعاقب میں روزانہ کیا تاکہ معلوم کرے کہ آپ گوشت کا کیا کرتے ہیں۔ وہ ملازم تھوڑی دیر کے بعد واپس آ گیا اور اس نے آ کر بتایا کہ میں حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے تعاقب میں گیا۔ آپ چلتے ہوئے ایک ویران مقام پر جا پہنچے اور وہاں پہنچ کر آپ نے گوشت کا ٹکڑا اپنی آستین سے باہر نکالا۔ اس کو تین مرتبہ سونگھا سامنے سے ایک فقیر آ رہا تھا وہ گوشت کا ٹکڑا آپ نے اس فقیر کو دیدیا۔ پھر اپنے آپ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے اے جسم ناتواں! یہ تکلیف جو میں تجھے دیتا ہوں یہ خیال نہ کر کہ یہ کسی دشمنی کی وجہ سے ہے تو تھوڑے دن اور صبر کر لے ہو سکتا ہے کہ یہ محنت ختم ہو جائے اور پھر ایسی نعمت حاصل ہو جائے کہ جسے کبھی بھی زوال نہ ہوگا۔

مالک بن دینارؒ کا ایک خواب

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ بیان فرمایا کہ میں نے بصرہ میں چند لوگوں کو جنازہ لے جاتے ہوئے دیکھا۔ ان کے ہمراہ جنازہ اٹھانے والوں کے سوا اور کوئی شخص بھی نہ تھا۔ میں نے آگے بڑھ کر ان لوگوں سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ یہ شخص بہت زیادہ گنہگار تھا۔ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس شخص کی نماز جنازہ ادا کی اور اس کو قبر میں اتارا۔ فارغ ہونے کے بعد میں تھوڑی دور آ گے ایک سایہ دار جگہ پر لیٹ گیا۔ خواب میں میں نے دیکھا کہ آسمان سے دو فرشتے نازل ہوئے اور اس کی قبر کو شق کیا۔ پھر ان میں سے ایک قبر میں داخل ہوا اور اپنے ساتھی سے کہنے لگا کہ اس کو دوزخیوں میں لکھ لیجئے۔ اس لئے کہ اس کا کوئی عضو گناہ سے محفوظ نہیں ہے۔ اس کے ساتھی نے کہا کہ بھائی اس قدر جلدی نہ کرو۔ اس کی آنکھوں کو دیکھو۔ پہلے والے نے کہا کہ میں نے اچھی طرح

Marfat.com

دیکھا ہے۔ وہ بری نگاہوں اور حرام سے بھری ہوئی ہیں۔ اس نے کہا کہ اس کے کانوں کو دیکھو۔ اس نے جواب دیا کہ وہ بھی فواحش ومنکرات کے سننے سے بھرے ہوئے ہیں۔ پھر اس نے کہا کہ اس کی زبان کی طرف توجہ کر۔ کہا کہ وہ بھی خلاف شرع باتوں سے بھری ہوئی ہے۔ کہنے لگا اس کے ہاتھوں کی طرف غور کر۔ کہا کہ وہ بھی حرام کھانے اور شہوت سے بھری ہوئی ہے۔ کہنے لگا اس کے پاؤں کی طرف دیکھ۔ کہا میں نے ان کو بھی دیکھا ہے وہ بھی برے افعال اور پلید جگہ کی جانب دوڑنے سے بھرے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد وہ فرشتہ بولا۔ اے بھائی! اس قدر جلدی نہ کر اب مجھے اترنے دے۔ چنانچہ دوسرا فرشتہ اترا اور چند لمحے اس کے پاس رہا پھر بولا اے بھائی! میں نے اس کا قلب دیکھا ہے وہ ایمان سے پر ہے لکھ دے کہ یہ محروم اور نیک ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اس کی غلطی اور گناہوں کو دھو دے گا اور یہ دو اشعار پڑھے:

لما راوہ مبعدا عن اطاعتی
حکموا بانی لا اجود برحمتی
حلمی اجل ولن یضیق علی الوری
من ذالحد اوامری ومشیتی

ترجمہ: لوگوں نے جب بندے کو میری عبادت سے دور رہتے دیکھا تو حکم لگا دیا کہ اس کو میری اپنی رحمت سے نہ بخشوں گا۔ میرا حلم بہت بڑا اور مخلوق پر حلم کا دروازہ تنگ نہیں ہے۔ میرے احکامات اور مشیت کو کون پورا کرسکتا ہے۔

(علماء کرام کا کہنا ہے کہ) اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کی بدولت ایسی صورتحال اس شخص کے ساتھ واقع ہوئی اس پر فخر نہیں کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جہاں غفور ورحیم ہے وہاں وہ قہار وجبار بھی ہے۔ وہ چاہے تو بخش دے چاہے تو حساب لے۔ اس لئے گناہوں سے اجتناب کرتے ہوئے ہر بندے کو اس بات سے ڈرنا

Marfat.com

چاہیئے کہ نہ جانے مشیت ایزدی اس کے ساتھ کیا معاملہ کرے۔

مالک بن دینارؒ کی سیف زبانی

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ شدید بیماری کے بعد جب صحت یاب ہوئے تو کسی ضرورت کے تحت انتہائی مشکل سے گرتے پڑتے بازار تشریف لے گئے۔ حسن اتفاق سے اس وقت سامنے سے بادشاہ سلامت کی سواری آرہی تھی۔ سواری کو راستے دلوانے کیلئے پہرے داروں نے لوگوں کو ادھر اُدھر ہٹانے کیلئے ایک شور بلند کیا۔ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ اس قدر کمزوری محسوس کر رہے تھے کہ انہیں راستے سے ہٹنے میں تھوڑی سی تاخیر ہوگئی۔ چنانچہ ایک پہریدار نے آپ کو زور سے کوڑا مارا کہ تکلیف کی حالت میں آپ کے منہ سے اس پہریدار کے بارے میں یہ کلمہ نکل گیا کہ خدا کرے کہ تیرے ہاتھ کٹوا دیئے جائیں۔ کرنا خدا کا کیا ہوا کہ چند ہی روز بعد کسی جرم کی پاداش میں اس پہریدار کے ہاتھ کٹوا دیئے گئے تاہم آپ کو اس کی یہ حالت دیکھ کر انتہائی قلق ہوا اور آپ نے دل میں کہا کہ کاش کرب کی حالت میں میرے منہ سے پہریدار کے بارے میں برا کلمہ نہ نکلا ہوتا۔

مناظرہ میں آپؒ کا تصرف

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا ایک بار ایک دہریے سے مناظرہ ہوا۔ گفتگو بڑھ گئی اور بات یہاں آ کر ختم ہوئی کہ اس دہریے کا ہاتھ اور حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ دونوں ہاتھوں کو یکجا باندھ کر آگ میں ڈالا جائے۔ پھر دیکھا جائے کہ آگ کس کے ہاتھ کو جلاتی ہے اور کس کے ہاتھ کو چھوڑ دیتی ہے۔ جس کے ہاتھ کو آگ چھوڑ دے وہ سچا ہے اور جس کے ہاتھ کو جلا دے وہ جھوٹا۔ چنانچہ دونوں کے ہاتھ باہم ملا کر باندھے گئے اور آگ میں ڈالے گئے۔ خدا کی قدرت سے ایسا

Marfat.com

ہوا کہ دونوں میں سے کسی کا ہاتھ نہ جلا بلکہ آگ سرد ہوگئی اور دونوں بچ گئے۔ حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ یہ واقعہ دیکھ کر بڑے پریشان ہوئے اور سجدہ میں گر کر مناجات کی کہ الٰہی! یہ کیا قصہ ہے۔ غیب سے آواز آئی کہ اے میرے مالک! دہریے کا ہاتھ تیرے ہاتھ کے ساتھ ملا ہوا باندھا گیا ہے اور تیرے ہاتھ کے ساتھ ساتھ آگ میں ڈالا گیا ہے اور جو چیز تیرے ہاتھ سے لگ جائے گی ہم اسے بھی نہ جلائیں گے۔ دہریے کا ہاتھ جلنے سے اگر بچا ہے تو تمہارے ہی ہاتھ کی برکت سے تم اپنا ہاتھ الگ اور اس کا الگ آگ میں ڈالو۔ پھر تماشا دیکھو۔ چنانچہ پھر دوسری مرتبہ ایسا ہی کیا گیا۔ تو حضرت مالک کا ہاتھ تو محفوظ رہا اور دہریے کا ہاتھ جل گیا اور اس کا جھوٹا ہونا ظاہر ہوگیا۔

یہودی ہمسایہ کی اذیت پہنچانے پر صبر

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مکان کرایہ پر لیا۔ اس مکان کے پڑوس میں ایک یہودی کا مکان تھا اور حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کا حجرہ اس یہودی کے مکان کے دروازے کے قریب تھا۔ اس یہودی نے ایک پرنالہ بنا رکھا تھا اور ہمیشہ اس پرنالہ کی راہ سے نجاست حضرت مالک کے گھر میں پھینکا کرتا تھا۔ اس نے مدت تک ایسا ہی کیا۔ مگر حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ نے اس کی شکایت کبھی نہ فرمائی۔ آخر ایک دن اس یہودی نے خود ہی حضرت مالک بن دینارؒ سے پوچھا کہ حضرت! آپ کو میرے پرنالے سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا ہوتی تو ہے مگر میں نے ایک ٹوکری اور جھاڑو رکھ چھوڑی ہے جو نجاست گرتی ہے اس سے صاف کر دیتا ہوں۔ اس نے کہا کہ آپ اتنی تکلیف کیوں کرتے ہیں اور آپ کو غصہ کیوں نہیں آتا؟ فرمایا کہ میرے خدا کا قرآن میں ارشاد ہے کہ جو لوگ غصہ پی لیتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں وہ بڑے اچھے لوگ ہیں۔ یہودی نے کہا کہ پھر

Marfat.com

مجھے کلمہ پڑھائیے۔ جو دین ایسی اچھی تعلیم دیتا ہے وہ دین بھی بڑا اچھا ہے۔

آپ کی توجہ کا اثر

یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اگر نظر کرم ہو جائے تو بڑے بڑے گنہگار اور پاپ کرنیوالے بھی نیکوکار اور پرہیزگار بن جاتے ہیں۔ روایت ہے کہ ایک بدمعاش قسم کا نوجوان حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کے پڑوس میں رہتا تھا اور شرفاء اس نوجوان کے ہاتھوں خاصے پریشان تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ لوگوں نے آپ سے اس کے مظالم کی شکایت کی مگر آپ نے جب اس نوجوان کے پاس جا کر اسے نصیحت کی تو وہ آپ کے ساتھ گستاخی سے پیش آتے ہوئے بولا کہ میں حکومت کا آدمی ہوں اور کسی کو میرے کاموں میں دخل دینے کی قطعی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میں اپنے اچھے برے فعل کا خود ذمہ دار ہوں۔ حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ نے جب اس سے فرمایا کہ میں بادشاہ سے تیری شکایت کروں گا تو اس نے جواب دیا کہ بادشاہ بہت رحم دل اور نرم مزاج ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ میرے خلاف کسی کی بات سننا گوارا نہیں کرے گا۔ مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر بادشاہ نے تمہارے خلاف شکایت نہ سنی تو میں اللہ تعالیٰ سے تیری شکایت کروں گا۔ اس پر نوجوان نے فخریہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ تو بادشاہ سے بھی زیادہ رحیم و کریم ہے۔ نوجوان کی یہ بات سن کر مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ واپس لوٹ آئے لیکن چند ہی روز بعد جب لوگوں نے دوبارہ اس نوجوان کے مظالم کی شکایت کی تو آپ پھر اس نوجوان کو نصیحت کرنے تشریف لے گئے لیکن اتنے میں غیب سے ندا آئی کہ میرے دوست کو پریشان مت کرو۔

غیب کی یہ ندا سن کر حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ حیرت زدہ رہ گئے اور انہوں نے اس نوجوان سے جا کر کہا کہ میں اس غیبی آواز کے متعلق تجھ سے پوچھنے آیا

Marfat.com

ہوں جو میں نے راستے میں سنی ہے۔نوجوان یہ سن کر خود بھی حیرت زدہ رہ گیا اور پھر ایک مصمم ارادے کے ساتھ پرعزم انداز میں کہنے لگا کہ اگر یہ بات ہے تو میں اپنی تمام دولت خدا کی راہ میں قربان کرتا ہوں۔ چنانچہ کچھ ہی دن بعد وہ نوجوان اپنا پورا اثاثہ خیرات کر کے نامعلوم سمت کی جانب روانہ ہو گیا۔ پھر ایک مرتبہ مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ جب مکہ معظّمہ پہنچے تو انہوں نے اس نوجوان کو وہاں انتہائی کمزور اور قریب المرگ حالت میں دیکھا۔ جو اس وقت سجدے میں پڑا کہہ رہا تھا۔ ''خدا نے مجھے اپنا دوست فرمایا ہے اس لئے میں بھی اس کے احکام پر اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کروں گا اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اس کی رضا اور خوشنودی صرف عبادت سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ آج سے میں کوئی بھی ایسا کام کرنے سے سچی توبہ کرتا ہوں جو اس کی تسلیم ورضا کے خلاف ہوگا'' پھر حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ نے دیکھا کہ اتنا کہنے کے بعد وہ نوجوان اسی وقت اپنے مالک حقیقی سے جاملا۔

گناہوں کا وبال

خودشناسی کے ساتھ ساتھ آپ کو لوگوں کو پرکھنے اور ان کے باطن کو بھی سمجھنے کی صلاحیت بدرجہ اتم موجود تھی۔ مثلاً ایک مرتبہ حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کسی مریض کی مزاج پرسی کیلئے تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر جب آپ نے دیکھا کہ مریض قریب المرگ ہے اور زندگی کے آخری سانس گن رہا ہے تو آپ نے اسے کلمہ پڑھنے کی تلقین فرمائی۔ لیکن جب وہ کلمہ پڑھنے کے بجائے بار بار ''دس اور گیارہ'' کہتا رہا تو آپ نے اس کا سبب دریافت کیا۔ آپ نے جب ایک مرتبہ پھر کلمہ پڑھنے کیلئے کہا تو مریض نے نقاہت کے عالم میں بتایا کہ جب وہ کلمہ پڑھنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کے سامنے آگ کا پہاڑ آ جاتا ہے اور آگ کے شعلے اس کی جانب لپکتے ہیں۔ حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ نے مریض کے پاس کھڑے دوسرے لوگوں سے

Marfat.com

پوچھا۔ کیا یہ شخص سود کا کاروبار کرتا تھا؟ لوگوں نے کہا اعلیٰ حضرت! یہ تو بالکل سچ ہے لیکن آپ نے کیسے جانا؟ اس پر حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس شخص کو دم آخر دشواری نظر آئے تو سمجھ لو کہ وہ کم تولنے والا اور سود کھانے والوں میں سے تھا۔

جنت کا محل

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ ایک مرتبہ گھومتے پھرتے بصرہ کے ایک محلّہ میں ایک عالیشان محل کے اندر داخل ہوئے۔ دیکھا کہ وہاں ایک جوان رعنا' مزدوروں' مستریوں اور کام کرنے والوں کو بڑے انہماک اور توجہ سے ہر ہر کام کی ہدایت دے رہا ہے۔ حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے رفیق جعفر بن سلیمان سے فرمایا۔ دیکھتے ہیں یہ جوان محل کی تعمیر وتزئین کے معاملہ میں کتنی دلچسپی رکھتا ہے۔ مجھے تو اس کے حال پر رحم آرہا ہے اور چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے اس کے حق میں دعا کروں کہ اسے اس حالت سے نجات دے۔ کیا عجب کہ یہ جوانان جنت سے ہو جائے۔ حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ جعفر بن سلیمان کے ساتھ اس کے پاس گئے۔ سلام کیا۔ اس نے مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کو نہیں پہچانا۔ جب تعارف ہوا تو عزت وتوقیر کی کسر نہ رکھی اور عرض کیا حضرت کو کوئی کام ہے؟ آپ نے اس سے پوچھا کہ اس عالیشان مکان پر کتنی دولت خرچ کرنے کا ارادہ رکھتے ہو۔ نوجوان نے جواب دیا کہ تقریباً ایک لاکھ درہم خرچ کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ نے اس کا جواب سن کر کہا کہ اتنی بڑی رقم اگر تم مجھے دیدو تو میں تمہارے لئے ایک ایسے عالی شان محل کی ضمانت لے لوں جو اس سے زیادہ پائیدار' خوبصورت اور دیرپا ہے۔ جس کی مٹی مشک وزعفران کی ہوگی۔ وہ کبھی منہدم نہ ہوگا اور صرف محل ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ خادم' خادمائیں اور سرخ یاقوت کے قبے' نہایت شاندار اور

Marfat.com

حسین خیمے وغیرہ محل کے ساتھ ہوں گے۔اس محل کو معماروں نے نہیں بنایا بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کے ''کن'' فرمانے سے بن گیا۔

نوجوان نے کہا مجھے اس بارے میں ایک شب غور کرنے کی مہلت عنایت فرمائیں۔آپ نے فرمایا بہت بہتر ہے تو غور وفکر کر کے مطلع کر دینا۔اس مکالمہ کے بعد وہ لوگ وہاں سے چلے آئے۔حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کو شب بھر بار بار نوجوان کا خیال آتا رہا۔رات سے صبح تک اس کے حق میں دعائے خیر فرماتے رہے۔صبح کے وقت پھر اس جانب تشریف لے گئے تو نوجوان کو اپنے دروازے پر منتظر پایا۔نوجوان نے آپ سے کہا کہ کل جو بات ہوئی تھی وہ یاد ہے۔حضرت نے جواب دیا بالکل یاد ہے۔اس کے بعد ایک لاکھ درہموں کی تھیلیاں مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے کر دیں اور ساتھ ہی قلم' دوات اور کاغذ بھی پیش کر دیا۔ اس سے حضرت کاغذ اور قلم ہاتھ میں لے کر اس مضمون کا بیع نامہ یوں تحریر کرتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔یہ تحریر اس غرض کیلئے ہے کہ مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ فلاں بن فلاں کے لئے اس کے اس مکان کے عوض اللہ تعالیٰ اسے ایک ایسا شاندار محل دلانے کا ضمانت دار ہے۔اگر اس محل میں مزید کچھ اور ہو تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔اس ایک لاکھ درہم کے بدلہ میں میں نے جنت کا ایک محل فلاں بن فلاں کیلئے خرید لیا ہے جو اس کے محل سے زیادہ وسیع اور شاندار ہے۔وہ محل قرب الٰہی کے سائے میں ہے۔

پھر کاغذ نوجوان کے حوالے کر کے ساری دولت شام سے پہلے پہلے فقراء و مساکین میں تقسیم فرما دیتے ہیں۔اس عظیم عہدنامے کو لکھے ہوئے ابھی چالیس روز بھی نہیں گزرے تھے کہ نماز فجر کے بعد مسجد سے نکلتے ہوئے حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کی نگاہ محراب مسجد پر پڑی تو کیا دیکھتے ہیں کہ نوکر کیلئے لکھا ہوا وہی کاغذ وہاں رکھا ہے۔اس کی پشت پر بغیر سیاہی کے یہ تحریر چمک رہی ہے۔

عزیز وحکیم اللہ کی جانب سے مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کیلئے پروانہ برأت

Marfat.com

ہے کہ تم نے جس محل کیلئے ہمارے نام سے ضمانت لی تھی وہ ہم نے اس جوان کو عطا فرما دیا بلکہ اس سے ستر گنا زیادہ نوازا۔

اس تحریر کو لے کر حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ دوڑتے ہوئے نوجوان کے گھر کی جانب تشریف لے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے گھر کا دروازہ ماتم گسار ہے۔ اندر سے نالہ وشیون کی آواز آ رہی ہے۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ نوجوان کل خدا کو پیارا ہو گیا۔ نوجوان کے جنازہ کو غسل دینے والے شخص نے بتایا کہ اس نے مجھے بلوایا اور وصیت کی کہ میرے جنازہ کو غسل و کفن تم دینا اور کاغذ کا ایک ورق مجھے کفن کے اندر رکھنے کی وصیت کی۔ چنانچہ میں نے اس کی وصیت پر عمل کر کے اس کی تدفین کر دی۔

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ نے محراب سے ملا ہوا کاغذ غسال کو دکھایا تو وہ چیخ پڑا کہ واللہ یہ تو وہی کاغذ ہے جو میں نے کفن میں رکھا تھا۔ یہ ماجرا دیکھ کر ایک شخص نے مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں دو لاکھ درہم کی پیشکش پر ضمانت نامہ لکھنے کی التجا کی تو آپ نے فرمایا جو ہونا تھا ہو چکا۔ اللہ جس کے ساتھ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ حضرت اسے یاد کر کے بہت روئے۔

ایک نوجوان کا راہ راست پر آنا

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ایک جوان ہمسائے کے حق میں بددعا کرنا چاہی کیونکہ وہ آپ کو تکلیف پہنچانے میں حد سے بڑھ گیا تھا اور بار بار سمجھانے اور نصیحت کرنے کے باوجود باز نہیں آتا تھا۔ اچانک آپ کو غیب سے آواز آئی اے مالک! اس جوان کے حق میں بددعا نہ کرنا کیونکہ یہ جوان میرے دوستوں میں سے ایک ہے۔ حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ یہ آواز سن کر بڑے حیران و شرمندہ ہوئے اور صبح اٹھ کر اس جوان کے پاس آئے۔ وہ جوان کہنے لگا کہ آپ کیسے تشریف لائے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں تم

Marfat.com

سے معافی مانگنے کیلئے آیا ہوں۔ اس جوان نے بھی چونکہ آپ کو بہت زیادہ تنگ کیا ہوا تھا اس لئے وہ رات کے وقت اپنے دل میں نادم ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنا خاص فضل کیا اور اس کی ندامت کے صدقہ میں اس کو اپنے دوستوں کا درجہ عطا کیا۔ پھر اس جوان نے بھی رات کے وقت کچھ دیکھ لیا تھا اس لئے وہ اپنے بیوی بچوں سے رخصت حاصل کرنے کی غرض سے گھر کے اندر گیا پھر باہر آیا اور حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ سے کہنے لگا میں تمہارے درمیان سے اور تمہارے شہر سے جا رہا ہوں۔ اس کے بعد اس نے جنگل کی راہ لی۔ پھر ایک مدت کے بعد اس جوان کو خانہ کعبہ میں طواف کرتے ہوئے اس حالت میں دیکھا گیا کہ اس کی پیشانی سے انوار ولایت چمک رہے تھے۔

عشق الٰہی کا صلہ

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حج کے لئے بیت اللہ جا تا تھا کہ ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔ اس کے پاس نہ کوئی توشہ تھا' نہ پانی تھا اور نہ سواری۔ پا پیادہ ذوق وشوق میں راہ طے کر رہا تھا۔ میں نے اسے سلام کیا۔ اس نے میرے سلام کا جواب دیا۔ پھر میں نے پوچھا۔ اے جوان! تو کہاں سے آتا ہے؟ کہا اسی کے پاس سے۔ میں نے کہا۔ کہاں جاتا ہے؟ کہا اسی کی طرف۔ میں نے کہا توشہ کہاں ہے؟ کہا اسی کے ذمہ میں نے کہا۔ بھلا پانی اور توشہ کے بغیر راستہ کیونکر کٹے گا۔ تیرے پاس تو کچھ نظر نہیں آتا کہا ہاں۔ میں نے گھر سے نکلتے وقت پانچ حرف توشہ کیلئے لائے ہیں۔ میں نے کہا وہ کون سے ہیں؟ کہا قول خدا کھیعص۔ میں نے کہا اس کے معنی؟ کہا کاف کے معنی کافی' ہ کے معنی ہادی' ے کے معنی جگہ دینے والا' ع کے معنی عالم' ص کے معنی صادق۔ جس کا مصاحب اور ساتھی کافی' ہادی' جگہ دینے والا' عالم اور صادق ہو وہ برباد نہ ہوگا اور نہ اسے خوف ہوگا۔ نہ وہ سفر کا توشہ اور پانی لینے کا

Marfat.com

محتاج ہے۔ مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب میں نے اس کی باتیں سنیں تو اپنا کرتہ اتار کر پہنانا چاہا۔ اس نے انکار کیا اور کہا اے شیخ! دنیا کے کرتے سے ننگا رہنا بہتر ہے۔ دنیا کی حلال چیز میں حساب ہوگا اور اس کے حرام میں عذاب۔ جب رات ہوئی تو اس جوان نے اپنا منہ آسمان کی طرف کر کے کہا۔ اے وہ خدائے کریم جسے طاقت خوش آتی ہے اور گناہ اس کا کچھ نقصان نہیں کرتا۔ جو تجھے خوش آئے مجھے بخش اور میرے گناہ جو تجھے نقصان نہیں پہنچاتے بخش دے۔ جب لوگوں نے احرام باندھ کر لبیک کہی۔ میں نے اس سے کہا تم لبیک نہیں کہتے۔ کہا اے شیخ! میں ڈرتا ہوں کہ میں تو لبیک کہوں اور جواب میں وہاں سے ''لا لبیک والا سعدیک'' ہو (میں تیری بات نہیں سنتا اور نہ تیری طرف دیکھتا ہوں) یہ کہہ کر چل دیا۔ پھر میں نے منیٰ کے سوا اور کہیں نہیں دیکھا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ میرا دوست وہ ہے جسے میرا خون گرانا پسند ہے۔ اس کے واسطے میرا خون حل اور حرم میں حلال ہے۔ خدا کی قسم! اگر میری روح کو معلوم ہو کہ کس سے تعلق ہے تو سر کے بل اس کے واسطے کھڑی ہو جائے۔ اے ملامت کرنے والے اس کی محبت میں مجھے ملامت نہ کر کیونکہ جو خوبی اور حسن میں اس میں دیکھتا ہوں اگر تو دیکھ پائے تو ہرگز نہ بچے بلکہ میری طرح اس کے عشق میں جان و دل قربان کر ڈالے۔ لوگوں نے تو عید کے دن بکری اور مینڈھے قربان کئے اور میرے دوست نے میری جان کی قربانی کی۔ پھر کہا خداوند! لوگوں نے قربانیاں کیں اور تجھ سے تقرب حاصل کیا۔ میرے پاس تو کوئی چیز بھی نہیں کہ جس کے ذریعہ سے تقرب حاصل کروں۔ ہاں ایک جان ہے جو تیری راہ میں قربان کرتا ہوں۔ تو میری طرف سے اسے قبول فرما۔ پھر زور سے ایک چیخ ماری اور مردہ ہو کر گر پڑا۔ ناگاہ ہاتف غیبی نے آواز دی۔ یہ خدا کا دوست ہے۔ خدا کا مقتول ہے خدا کی تلوار سے قتل ہوا ہے۔ مالک کہتے ہیں میں نے اس کی تجہیز و تکفین کر کے اسے دفن کیا اور اس رات نہایت درجہ پریشان سویا۔ خواب میں دیکھ کر اس سے پوچھا کہ خدا نے تیرے ساتھ کیا معاملہ

Marfat.com

کیا۔ کہا وہ معاملہ کیا جو بدر کے شہیدوں کے ساتھ کیا بلکہ ان سے بھی زیادہ دیا۔ میں نے کہا زیادتی کی وجہ۔ کہا وہ لوگ تو کافر کی تلواروں سے مارے گئے اور میں خدائے جبار کی محبت میں۔ خدا اس سے راضی ہو۔

خیر خواہی کی باتیں

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ بصرہ کی ایک گلی میں سے گزر رہے تھے کہ آپ نے ایک کنیز کو بڑے جاہ وجلال کے ساتھ جاتے ہوئے دیکھا تو اس کو آواز دے کر پوچھا کہ کیا تمہارا مالک تمہیں فروخت کرتا ہے یا نہیں؟ کنیز نے جواب دیا اے شیخ! کیا کہہ رہے ہو ذرا دوبارہ تو کہنا۔ آپ نے پھر اس سے پوچھا۔ تمہارا مالک تمہیں فروخت کرتا ہے یا نہیں؟ کنیز کہنے لگی اگر فرض کیا میرا مالک مجھے بیچتا ہے تو کیا تم جیسا غریب مجھے خرید لے گا۔ آپ نے فرمایا ہاں تو کیا شے ہے میں تو تم سے بھی اچھی خرید سکتا ہوں۔ یہ بات سن کر وہ کنیز ہنسی اور اپنے خادموں کو حکم دیا کہ اس شخص کو ہمارے ساتھ گھر تک لے آؤ۔ چنانچہ خادم حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کو ساتھ ہی لے آئے۔ کنیز نے اپنے مالک سے سارا واقعہ بیان کیا۔ سن کر وہ ہنسنے لگا اور کہا۔ ہم بھی تو ایسے درویش کو دیکھیں۔ چنانچہ اس نے حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے پاس بلایا۔ آپ کو دیکھتے ہی اس کے دل پر ایک ہیبت سی طاری ہوگئی اور پوچھنے لگا کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اس کنیز کو میرے ہاتھ فروخت کر دو۔ وہ کہنے لگا کہ آپ اس کی قیمت ادا کر سکتے ہیں؟ ارشاد فرمایا اس کی قیمت ہے ہی کیا؟ میرے نزدیک تو اس کی قیمت کھجور کی دو گلی سڑی گٹھلیاں ہیں۔ آپ کی اس بات سے وہاں پر موجود تمام لوگ ہنس پڑے اور پوچھنے لگے کہ آپ نے یہ قیمت کیسے لگائی ہے؟ حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا۔ اس میں بہت سے نقائص ہیں اور نقص والی چیز کی قیمت ایسی ہی ہوا کرتی ہے۔ آپ سے

Marfat.com

اس کے نقائص کی تفصیل پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا۔ سنو! جب یہ عطر نہ لگائے تو اس سے بدبو آنے لگتی ہے' اگر منہ صاف نہ کرے تو منہ گندا ہو جاتا ہے' بدبو آنا شروع ہو جاتی ہے اور اگر تیل نہ ڈالے' کنگھی نہ کرے تو سر میں جوئیں پڑ جاتی ہیں اور بال گندے اور غبار آلود ہو جاتے ہیں۔ جب اس کی عمر زیادہ ہوگئی تو بوڑھی ہو کر کسی بھی کام کی نہ رہے گی۔ حیض بھی اسے آتا ہے' پیشاب پاخانہ بھی کرتی ہے' طرح طرح کی نجاستوں سے بھری ہوئی ہے' ہر طرح کی تکالیف اور رنج و غم اسے پیش آتے رہتے ہیں۔ فرمایا۔ یہ تو ظاہری نقص ہیں اب باطنی بھی سنو۔ یہ اس قدر خود غرض ہے کہ تمہارے ساتھ جو یہ محبت کرتی ہے وہ غرض کے ساتھ ہے۔ یہ وفا کرنے والی نہیں اور اس کی دوستی بھی سچی نہیں' تمہارے بعد تمہارے جانشین سے بھی ایسی ہی محبت کرے گی جیسا کہ اب تمہارے ساتھ کر رہی ہے۔ اس لئے اس کا بھروسہ نہیں اور میرے پاس تو اس سے بھی کم قیمت کی ایک کنیز ہے کہ اس کو حاصل کرنے کیلئے میری ایک کوڑی بھی خرچ نہیں ہوئی اور وہ تمام باتوں میں اس سے برتر ہے۔ اس کی پیدائش زعفران' مشک' کافور' جوہر نور سے ہے۔ اگر اس کا آب دہن اس کھاری پانی میں گرا دیا جائے تو وہ میٹھا اور خوش ذائقہ ہو جائے۔ اگر کسی مردہ کو اپنا کلام سنا دے تو وہ بھی بول اٹھے۔ اگر اس کی ایک کلائی سورج کے سامنے آشکارہ ہو جائے تو سورج بھی شرمندہ ہو جائے اور اگر تاریکی میں عیاں ہو تو اجالا پھیل جائے۔ اگر وہ لباس و زیور سے آراستہ ہو کر دنیا میں آ جائے تو سارا جہاں معطر و مزین ہو جائے۔ اس نے مشک اور زعفران کے باغات اور یاقوت و مرجان کی شاخوں میں پرورش پائی ہے اور طرح طرح کی راحتوں میں رہی ہے۔ اس کو تبسم کے پانی سے غذا دی گئی ہے' اپنے عہد کو پورا کرنے والی اور دوستی کو نباہنے والی ہے۔ اب تم ہی بتاؤ کہ ان دونوں میں سے کون سی خریدنے کے قابل ہے؟

وہ شخص کہنے لگا کہ جس کی آپ نے تعریف فرمائی ہے وہی خریدنے کے قابل

Marfat.com

ہے۔ حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پھر اس کی قیمت بھی ہر وقت ہر شخص کے پاس موجود ہے اور اس میں بھی کچھ خرچ نہیں ہوتا۔ اس شخص نے بڑے اشتیاق سے پوچھا کہ حضرت! اس کی قیمت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس کی قیمت یہ ہے کہ ساری رات میں ایک گھڑی کیلئے اپنے تمام کاموں سے فراغت حاصل کرو اور نہایت اخلاص کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کرو۔ اس کی قیمت یہ ہے کہ جب تمہارے سامنے کھانا لگا دیا جائے تو اس وقت کسی بھوکے کو خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر دے دیا کرو۔ اس کی قیمت یہ ہے کہ اگر راستہ میں کوئی اینٹ' پتھر یا نجاست پڑی ہوئی دیکھو تو اس کو اٹھا کر راستے سے پرے ہٹا دیا کرو۔ اس کی قیمت یہ ہے کہ اپنی عمر کو صرف ضرورت کے سامان پر اکتفا کرتے ہوئے تنگدستی اور فقر و فاقہ میں گزار دو۔ اس مکار دنیا سے اپنے فکر کو بالکل جدا کر دو اور لالچ سے کنارہ کشی اختیار کر کے قناعت کی دولت حاصل کر لو۔ پھر اس کا پھل یہ ہوگا کہ کل تم مکمل سکون و آرام سے ہو جاؤ گے اور آرام و راحت کے مخزن بہشت میں عیش کرو گے۔ اس شخص نے حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کی باتیں سن کر کنیز کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ اے کنیز! سن رہی ہو۔ درویش نے کیا ارشاد فرمایا ہے سچ ہے یا جھوٹ؟ کنیز کہنے لگی کہ درویش نے بالکل سچ فرمایا ہے اور خیر خواہی کا کلام ارشاد فرمایا ہے۔

اس شخص نے کہا۔ اگر یہ بات ہے تو پھر تمہیں اللہ تعالیٰ کی خاطر آزاد کرتا ہوں اور فلاں زمین تمہارے نام کرتا ہوں۔ فلاں جائیداد بھی تم کو دیتا ہوں۔ پھر غلاموں اور خادموں سے کہا کہ میں تم کو بھی اللہ کے واسطے آزاد کرتا ہوں اور فلاں فلاں زمین تمہارے نام کرتا ہوں۔ یہ گھر اور سارا مال اللہ تعالیٰ کے رستے میں دے دیا۔ اس کے دروازہ پر ایک بہت موٹا کپڑا لٹکا ہوا تھا۔ اس نے اس کو کھینچا اور اپنا بیش قیمت لباس اتار کر اسے اپنے جسم پر لپیٹ لیا۔ اس کنیز نے یہ صورت حال دیکھی تو کہنے لگی تمہارے بعد میرا کون ہے؟ یہ کہتے ہوئے اس نے بھی اپنا قیمتی لباس اتار کر ایک موٹا

Marfat.com

کپڑا پہن لیا اور وہ بھی اس کے ہمراہ ہوگئی۔ حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ نے یہ دیکھا تو ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور پھر وہاں سے رخصت ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہمہ وقت مشغول ہو گئے اور اسی حالت میں ان کا انتقال ہو گیا۔

انجیر کی ٹوکری لینے سے انکار

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ بصرہ کے ایک بازار میں سے گزر رہے تھے۔ آپ کو ایک دکان پر انجیر پڑے دکھائی دیئے جن کو دیکھ کر آپ کے دل میں ان کو کھانے کی خواہش پیدا ہوئی۔ آپ دوکاندار کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ میرے ان جوتوں کے بدلے میں انجیر دے دو۔ دوکاندار نے جوتوں کو دیکھا اور کہا یہ جوتے بہت پرانے ہیں۔ ان کے عوض میں کچھ نہیں مل سکتا۔ آپ نے دوکاندار کی یہ بات سنی تو وہاں سے چل دیئے۔ اتفاق سے وہاں پر ایک شخص ایسا بھی موجود تھا جو حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کو جانتا تھا۔ اس نے دوکاندار سے کہا کہ ان بزرگ کے بارے میں جانتے ہو کون تھے؟ دوکاندار نے نفی میں جواب دیا۔ اس نے بتایا کہ یہ حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ دوکاندار نے یہ سنتے ہی فوری طور پر ایک ٹوکری انجیروں سے بھری اور اپنے غلام کو ٹوکری دیتے ہوئے کہا۔ اگر جناب مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ تجھ سے یہ ٹوکری قبول کرلیں تو اس خدمت کے بدلہ میں تو آزاد ہے۔ غلام بھاگتا ہوا آپ کی خدمت میں پہنچا اور عرض کی۔ حضور! یہ قبول فرمالیجئے۔ حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نہیں لیتا' غلام نے کہا۔ اگر آپ اسے قبول فرمالیں گے تو میں آزاد ہو جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا اس میں تیرے لئے تو آزادی ہے لیکن میرے لئے ہلاکت ہے۔ غلام نے جب بہت زیادہ اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ دین کے بدلے میں انجیر

Marfat.com

نہیں کھاؤں گا اور مرتے دم تک کبھی بھی انجیر نہ لوں گا۔

پروردگار عالم کا شکر

شہر بصرہ میں ایک متمول گھرانے کا خوش رو نوجوان تھا۔ زرق برق لباس' کھیل کود اور خوشحال زندگی' حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کو وہ ایک روز بصرہ سے دور کسی مقام پر مصروف آہ و بکا ملا...... آنسوؤں کے موتی اس کی آنکھوں سے ڈھلک کر دامن کو بھگو رہے تھے۔ حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ نے اسے پہلے خوشحال اور توانائی میں دیکھا تھا۔ اب اس کیفیت میں پا کر مشکل سے پہچان سکے...... حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کی آنکھوں سے بھی آنسو چھلک پڑے۔ نوجوان نے حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ سے گزارش کی۔

آپ اپنے اوقات خاص میں میرے لئے دعا کیجئے گا اور ربّ تعالیٰ سے میری توبہ اور بخشش مانگئے گا۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ کی دعا کی برکت سے غفار و ستار پروردگار مجھے معاف فرما دے اور کچھ پردرد اشعار پڑھے۔

اسی سال حج کے موقع پر حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے۔ اسی دوران انہوں نے دیکھا کہ حجاج کے ازدحام میں کوئی زار و قطار رو رہا ہے۔ جس کی وجہ سے طواف کرنے والے رک رک جاتے ہیں۔ قریب پہنچ کر انہوں نے دیکھا تو وہ وہی بصری نوجوان تھا۔ حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کو پا کر مسرور ہوئے۔ سلام کر کے قریب گئے اور کہا پروردگار عالم کا شکر ہے کہ اس نے تیرے خوف کو امن سے بدل دیا اور تیری آرزو بر آئی۔ اے نوجوان! بخدا بتا اب تیرا کیا حال ہے۔ نوجوان نے کہا ربّ تعالیٰ کا کرم ہے۔ اس نے مجھے بلایا۔ میں چلا آیا اور پھر میں نے جو طلب کیا وہ مجھے عطا کیا۔ حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں طواف میں مصروف تھا کہ وہ وہاں سے چلا گیا۔ اس کے بعد نہ میں

Marfat.com

اس سے ملا اور نہ کوئی خبر پائی۔

ایک عیسائی کی کفر وشرک سے توبہ

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ ایک گرجا کے پاس سے گزرے۔ اس گرجا کے اندر سے ایک عیسائی راہب کی آواز آ رہی تھی جو یہ کہہ رہا تھا۔

"اے وہ ذات بابرکت جس کے حرم میں خوف کھانے والے اور لوگوں کے ستائے ہوئے پناہ لیتے ہیں اور طلب کرنے والے لوگ اس کی رحمت ونعمت کی طرف رغبت کرتے ہیں۔ میں تیرے انتظام سے رہائی کی التجا کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کی معافی کا طلب گار ہوں۔ ان گناہوں کا جن کی لذت ختم ہوگئی اور مشقت باقی رہ گئی"۔

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ نے یہ آواز سنی تو گرجا کے اندر تشریف لے گئے اور اس راہب سے پوچھا کہ یہ تبدیلی کیسے واقع ہوگئی۔ راہب کہنے لگا کہ میں عیسائی تھا مگر اب نہیں ہوں۔ میرے ساتھ واقعہ یہ ہوا کہ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی ندا دینے والا ندا دے رہا ہے اور بڑے تشفی آمیز لہجہ میں کہہ رہا ہے کہ اے راہب! تو کب تک کفر وشرک میں مبتلا رہے گا۔ بلاشبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک برگزیدہ بندے اور اس کے پیغمبر ہیں۔ لیکن وہ اللہ یا اللہ کے بیٹے ہرگز نہیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ تو ارشاد فرمایا:

"میں خطا کاروں کا شفیع، نبی آخر الزمان ہوں اور وہ رسول ہوں جس کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی دی اور جس کی پیش گوئی انجیل میں بھی موجود ہے اور میں وہ ہوں جس کی نبوت کی گواہی موسیٰ علیہ السلام نے بھی دی اور جس کے اوصاف تورات میں بھی بیان کیے گئے ہیں"۔

Marfat.com

اس کے بعد اس مبارک ہستی نے میرے سینے پر اپنا دست رحمت پھیرا اور یہ دعا پڑھی:

اللهم الهم عبدك الرشادو و فقه للسداد

''اے اللہ! تو اپنے بندے کے قلب میں ہدایت کی بات ڈال دے اور اسے راستی اور سچائی کی توفیق عطا فرما''۔

میں جیسے ہی نیند سے بیدار ہوا تو میرا دل اسلام کی محبت سے لبریز ہو چکا تھا اور اب میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمان ہوں۔

عشق الٰہی کا غلبہ

ایک بار حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا گزر صحرائے بصرہ کی طرف ہوا۔ جہاں ان کی سعدون مجنون رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے مزاج پرسی کی تو انہوں نے کہا کہ اے مالک! اس شخص کا حال کیا پوچھتے ہو جسے صبح و شام عظیم سفر کا ارادہ ہو اور زاد سفر کچھ نہ ہو اور عالمین کے پروردگار کے حضور پیشی ہو۔ یہ کہہ کر زار و قطار رونے لگے۔ آپ کے رونے پر حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ رونے کیوں لگے۔ تو سعدون نے کہا کہ بخدا! میں حرص دنیا' یا موت یا مصائب کے خوف سے نہیں روتا۔ بلکہ رونے کا سبب یہ ہے کہ زندگی میں ایک دن ایسا گزر گیا جس میں مجھ سے کوئی اچھا کام نہیں ہوا۔ مجھے یہ بات بھی رُلا رہی ہے کہ زاد راہ کم ہے' راستہ لمبا ہے' پر خطر گھاٹیاں سامنے ہیں۔ معلوم نہیں میرا ٹھکانہ جنت ہے یا جہنم؟ اس پر حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ لوگ تو آپ کو مجنون کہتے ہیں مگر آپ تو نہایت عقلمند اور صاحب حکمت ہیں۔ اس کے بعد حضرت سعدون رضی اللہ عنہ نے حضرت سے کہا کہ آخر تم بھی لوگوں کے فریب میں آ ہی گئے۔ مجنون تو لوگ مجھے کہتے ہیں' مجھ میں تو کوئی جنون نہیں۔ مگر ہاں!

Marfat.com

ربّ تعالیٰ کا عشق میرے قلب' میرے گوشت پوست' رگ وریشہ' ہڈیوں اور خون میں سرایت کر گیا ہے۔ جس کی وجہ سے میں متحیر ہوں۔ حضرت نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ لوگوں کے پاس کیوں نہیں بیٹھتے؟ اور ملنا جلنا کیوں نہیں کرتے؟ حضرت سعدون رضی اللہ عنہ نے چند اشعار پڑھے جن کا مفہوم یہ ہے۔ بدر القادری نے اپنے الفاظ میں یوں نظم کیا ہے:

خلقت سے دور رہ کر خدا کے قریب جا — ہے طالب حبیب تو سوئے حبیب جا
بچھو کے مثل اہل ہوس ہیں جہان میں — ڈس لیں گے ہوشیاران کے قریب جا

ترک دنیا

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ دنیاداری سے ہمیشہ دور رہتے تھے۔ یہاں کی رنگینیوں اور دلکشیوں کو دیکھ کر مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ پر ایک قسم کا خوف طاری ہو جاتا تھا۔ منقول ہے کہ بصرہ میں کوئی امیر آدمی فوت ہو گیا اور اس کی وسیع جائیداد اور مال و دولت کی وارث اس کی اکلوتی لڑکی ٹھہری جو کہ انتہائی خوبصورت اور قیامت خیز شخصیت کی مالک تھی۔ ایک دن اس لڑکی نے حضرت ثاقب نبانی کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ وہ نکاح کرنا چاہتی ہے۔ حضرت ثاقب نبانی نے پوچھا کہ تم کس سے نکاح کرنے کی آرزومند ہو؟ اس پر لڑکی نے جواب دیا۔ میری خواہش ہے کہ مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ سے میرا نکاح ہو جائے کیونکہ پرہیزگار' دیندار اور ذکر الٰہی میں مصروف رہنے والے انسان ہیں۔ میں ان سے اس لئے شادی کرنا چاہتی ہوں تاکہ دینی کاموں میں وہ میری معاونت کر سکیں۔ چنانچہ حضرت ثاقب نبانی نے اس لڑکی کا پیغام مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ تک پہنچا دیا۔ جس پر آپ نے فرمایا کہ میں تو دنیا کو ترک کر چکا ہوں اور تجرد اختیار کر کے اللہ کی راہ میں خود کو محو کر چکا ہوں اس لئے میں اس سے نکاح نہیں کر سکتا کیوں کہ اس کا تعلق بھی دنیا سے ہے۔

Marfat.com

ارشادات عالیہ

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کی چند باتیں ملی ہیں جو حکمت و عمل کے لئے مشعل راہ ہیں۔

☆ فرمایا کہ دنیا کی محبت کی علامت یہ ہے کہ آدمی ہمیشہ پرخوری کرے اور کم فہم ہو۔ اس کی ہمت پیٹ اور شہوت تک ہو۔ سوچتا ہے کہ کب صبح ہو تو کھیل کود میں لگ جاؤں اور کھاؤں پیوں' شام کب ہوگی کہ سو جاؤں۔ رات کے وقت مردار لاش اور دن کو فضولیات کا عادی ہو۔

☆ آپ سے اون پہننے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ میں تو اس قابل نہیں کیونکہ اس کے لئے دل کی صفائی چاہئے۔ فرمایا کہ دنیا کی راحت سے صرف تین چیزیں باقی ہیں۔ احباب کی زیارت' قرآن پاک کی تلاوت کے ساتھ پڑھ کر تہجد ادا کرنا اور خالی گھر جہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے۔

☆ جب آپ سے کوئی سائل سوال کرتا تھا جب کہ بادل گزر رہا ہوتا۔ تو فرماتے ذرا صبر کرتا کہ یہ بادل گزر جائے کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں اس میں پتھر ہوں جن سے ہم پر پتھراؤ کیا جائے۔

☆ آپ فرماتے ہیں کہ کسی کا کوئی ایسا ساتھی نہیں رہا جو کہ آخرت کے عمل میں اس کی موافقت کرے۔ آج تو لوگ آدمی کے دل میں فساد پیدا کرتے ہیں۔ مجھے پسند نہیں کہ میرے بھائیوں سے کوئی شخص میرے گھر آئے۔ صرف اس خطرے سے کہ کہیں میں اس کے حقوق کا پورا احترام نہ کر سکوں۔

☆ ہم نے صحابہ کرامؓ کی زیارت کی اور ان سے اعلیٰ و ادنیٰ کوئی بھی لباس کے معاملے میں ایک دوسرے پر عیب نہیں لگاتا تھا۔ اچھا لباس پہننے والا ادنیٰ لباس والے کو اور ادنیٰ لباس والا اچھا لباس پہننے والے کو عیب نہیں لگاتا تھا۔

Marfat.com

☆ فرمایا تیرے بعض بھائی تجھ سے محبت کرنے والے ہوتے ہیں حالانکہ وہ دور ہوتے ہیں اور ان کی مصروفیات انہیں تیری ملاقات سے دور رکھتی ہیں۔ ہم سب نے دنیا کی محبت میں ایک دوسرے سے صلح کر رکھی ہے۔ کوئی نیک اور کوئی عالم اس بارے میں ایک دوسرے پر عیب نہیں لگاتا۔

☆ فرمایا کھجور کے پتوں کی چیزیں بنا کر روزی کماتے تھے۔ بعض اوقات مصاحف کی کتابت کرتے۔ آپ کے گھر میں مصحف' لوٹا اور چٹائی کے سوا کچھ نہ ہوتا اور فرماتے بوجھ اٹھانے والے ہلاک ہو گئے۔ دعا میں عرض کرتے اے میرے اللہ! مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں دنیا کی کوئی چیز داخل نہ فرما۔

☆ فرمایا جب آدمی علم حاصل کرے کہ اس پر عمل کرے تو اس کا علم زیادہ ہوتا ہے اور جب عمل کی نیت کے بغیر علم حاصل کرے تو نافرمانی تکبر اور لوگوں کو حقیر جاننے کا عمل زیادہ ہوتا ہے۔ حکام میں سے بعض نے آپ سے دعا کی درخواست کی تو فرمایا میں تمہارے لئے دعا کیسے کروں۔ جب کہ ایک ہزار آدمی تمہارے لئے بددعا کر رہے ہیں۔ جب سے مجھے پتہ چلا کہ لوگوں کو برا کہنا بھی حد سے گزرنا ہے اور ان کی تعریف کرنا بھی حد سے گزرنا ہے۔ تو میں انہیں برا کہنا پسند نہیں کرتا۔ فرمایا جو لغو باتیں زیادہ کرتا ہے اور عبادت کم اس کا علم قلیل قلب' اندھا اور عمر رائیگاں ہے۔ کیوں کہ میرے نزدیک اخلاص سب سے بہتر عمل ہے۔ فرمایا جس سے قیامت کے دن کوئی فائدہ نہ ہو اس کی صحبت سے کیا فائدہ۔ کیونکہ اہل دنیا تو فالودہ کی طرح ہے جو ظاہر میں خوش رنگ اور باطن میں بدمزہ ہوتا ہے۔ اس دنیا سے اسی لئے اجتناب بہتر ہے کہ اس نے علماء کو بھی اپنا تابع بنالیا ہے۔

☆ تورات میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول میں نے پڑھا ہے کہ اے صدیقین میرے ذکر سے دنیا میں آرام کے ساتھ زندگی گزارو۔ کیونکہ دنیا میں میرا ذکر بہت بڑی

Marfat.com

نعمت ہے اور آخرت میں اس سے اجر عظیم حاصل ہوگا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بذریعہ وحی حکم دیا کہ فولادی عصا لے کر زمین پر چلو اور ہر جدید اور عبرت انگیز شے کی جستجو کرو۔ اس وقت تک ہماری حکمت ونعمت کا مشاہدہ کرتے رہو جب تک جوتے گھس نہ جائیں اور عصا ٹوٹ نہ جائے۔

☆ بعض آسمانی کتابوں میں ہے کہ جو دنیا کو محبوب تصور کرتا ہے میرا ادنیٰ برتاؤ اس کے ساتھ یہ ہے کہ میں ذکر ومناجات کی لذت سے اس کو خالی کر دیتا ہوں۔ جو شخص خواہشات دنیا کی طرف دوڑتا ہے۔ شیطان اس کو فریب دینے کی اس لئے فکر نہیں کرتا کہ وہ تو خود ہی گمراہ ہے۔

☆ منقول ہے کہ کسی نے دم مرگ آپ سے وصیت کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تو فرمایا کہ تقدیر الٰہی پر راضی رہ تا کہ تجھ کو عذاب سے حشر میں نجات مل سکے۔ پھر کسی شخص نے اس کے انتقال کے بعد خواب میں جب اس کا حال دریافت کیا تو اس نے کہا کہ گو میں بہت ہی بڑا گناہگار تھا لیکن صرف اس حسن خیال کی وجہ سے میری نجات ہوگئی جو مجھے اللہ تعالیٰ کی بندہ نوازی پر تھا۔

☆ آپ رات میں قطعاً آرام نہیں کرتے تھے اور ایک دن جب آپ کی صاحبزادی نے کہا کہ اگر آپ تھوڑی دیر آرام فرمالیا کریں تو بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اے بیٹی! ایک طرف تو میں قہر الٰہی سے ڈرتا ہوں اور دوسری جانب یہ اندیشہ رہتا ہے کہ دولت سعادت کہیں مجھے سوتا دیکھ کر واپس نہ ہو جائے۔ لوگوں نے جب اس جملہ کا مفہوم پوچھا تو فرمایا کہ میں نعمت تو اللہ تعالیٰ کی کھاتا ہوں اور اطاعت شیطان کی کرتا ہوں۔

☆ آپ اکثر فرمایا کرتے کہ میں شرکت جہاد کا متمنی ہوں لیکن جب ایک موقع جہاد کا آیا تو مجھ کو ایسا بخار آیا کہ جانے کا نام ہی نہ لیتا تھا۔ چنانچہ اس غم میں ایک

Marfat.com

شب یہ کہتا ہوا سو گیا کہ اگر خدا کے نزدیک میرا کوئی مرتبہ ہوتا تو اس وقت بخار کبھی نہ آتا۔ پھر خواب میں دیکھا کہ ندائے غیبی سے کوئی کہہ رہا ہے کہ اے مالک! اگر آج تو جہاد کیلئے چلا جاتا ہے تو قیدی بنا لیا جاتا اور کفار تجھے سور کا گوشت کھلا کر تیرا دین ہی برباد کر دیتے۔ لہٰذا یہ بخار تیرے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ پھر میں نے بیدار ہو کر خدا کا شکر ادا کیا۔

☆ کسی عورت نے آپ کو ریاکار کے نام سے آواز دی تو آپ نے فرمایا کہ بیس سال سے کسی نے میرا اصلی نام لے کر نہیں پکارا تھا۔ لیکن شاباش تو نے اچھی طرح پہچان لیا کہ میں کون ہوں۔ پھر فرمایا کہ جب میں نے مخلوق کو اچھی طرح پہچان لیا تو مجھ کو اس کی قطعاً خواہش نہیں رہی کہ مجھے کوئی نیک یا بد کہے۔ اس لئے کہ میں نے ہر اچھا یا برا کہنے والے کو مبالغہ کرنے والا پایا۔ لہٰذا لوگ خواہ مجھے نیک کہیں یا بد میں روز حشر ان سے کوئی بدلہ نہیں لوں گا۔

وصال

ایک روایت کے مطابق حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ۱۳۰ھ میں ہوا۔ طبقات شعرانی میں یہ لکھا ہے کہ آپ کا وصال ۱۳۱ھ میں ہوا۔

کسی بزرگ نے خواب میں دیکھا اور آپ کو اور حضرت محمد واسعؒ کو جنت کی جانب لے جایا جا رہا ہے اس بزرگ کے دل میں خیال آیا کہ دیکھو مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ جنت میں جاتے ہیں یا کہ حضرت واسعؒ مگر حضرت مالک بن دینارؒ کو جنت میں پہلے داخل کر دیا گیا بزرگ نے پوچھا کہ حضرت محمد بن واسعؒ تو حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ سے زیادہ کامل تھے ملائکہ نے جواب دیا کہ تم صحیح کہتے ہو مگر محمد بن واسعؒ کے پاس دو لباس تھے اور مالک بن دینارؒ کے پاس ایک لہٰذا صبر وضبط کی نسبت مالک کی طرف زیادہ ہے اس لئے پہلے انہیں جنت میں بھیجا گیا۔

Marfat.com

اسمائے گرامی عہدہ داران

اُمور علمیہ کمیٹی
چاہ میراں لاہور

چیئرمین
طاہر ندیم بٹ

جنرل سیکرٹری **شیخ نعیم احمد**	فنانس سیکرٹری **محمد اعظم**	سینئر وائس چیئرمین **جاوید رحمت**
وائس چیئرمین **شیخ مبشر حسین** (ایڈووکیٹ)	صدر **ملک عبدالحق**	سینئر نائب صدر **محمد نعیم** رنگائی والے
نائب صدر **حاجی خلیل احمد**	اسسٹنٹ نائب صدر **حافظ ارشد علی**	ڈپٹی جنرل سیکرٹری **محمد اعجاز**
جوائنٹ سیکرٹری **محمد اسلم** ٹیلر ماسٹر	سیکرٹری نشرواشاعت **سید شبیر حسین** شاہ بخاری	سیکرٹری ریسرچ **محمد شبیر علی**

اراکین۔ محمد محسن فقری۔ شیخ مقصود احمد۔ سہیل علی۔ عبدالرحمٰن بٹ۔ فصیح الرحمٰن بٹ

عبداللہ اعظم۔ عبداللہ جاوید رحمت۔ عدنان خلیل۔ علی رضا اسلم۔

Marfat.com

حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ

علامہ عالم فقری

طاہر ندیم بٹ چیئرمین

(امور علمیہ کمیٹی چاہ میراں لاہور)

Marfat.com

حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ

حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ جامع شریعت وطریقت بزرگ ہوئے ہیں آپ کو ظاہر و باطنی علوم پر کامل دسترس حاصل تھی اس لئے بہت سے مشائخین آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے آپ کے زُہد وتقویٰ کی بنا پر عوام آپ کی بے پناہ عزت کرتے تھے اور آپ کو صاحب امر جانتے تھے۔ آپ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ پیدائشی طور پر اہل تقویٰ سے تھے کیوں کہ ایک مرتبہ ایام حمل میں آپ کی والدہ نے ہمسایہ کی کوئی چیز بغیر اجازت کے منہ میں رکھ لی تو آپ نے پیٹ میں تڑپنا شروع کر دیا اور جب تک آپ کی والدہ نے ہمسایہ سے اس کی معذرت نہ کر لی اس وقت تک آپ کا اضطراب ختم نہ ہوا۔

آپ کی توبہ کا واقعہ

آپ کے تائب ہونے کا یہ ہے کہ ایک مرتبہ مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے اُلٹا پاؤں رکھ دیا پاؤں رکھتے ہی آپ کو ہاتف غیبی سے آواز آئی کہ اے سفیان ثوری مسجد کے حق میں ایسا کرنا اچھا نہیں اس ندا کے خوف کی وجہ سے آپ پر ایسا غلبہ ہوا کہ غش کھا کر گر پڑے اور ہوش میں آنے کے بعد آپ نے اپنے منہ پر طمانچے مارتے ہوئے یہ کہا کہ بے ادبی کی ایسی سزا ملی کہ میرا نام ہی دفتر انسانیت سے خارج کر دیا لہٰذا اے میرے نفس آئندہ کبھی بھی ایسی بے ادبی کی جرأت نہ کرنا اسی روز سے آپ کا نام ثوری پڑ گیا جس سے مراد تنبیہ تھی۔

Marfat.com

حضرت سفیان ثوری کی حق گوئی

ایک مرتبہ سفیان ثوری حج پر تشریف لے جا رہے تھے۔ ایک جگہ آپ نے دیکھا کہ ابو جعفر منصور بھی اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ خیمہ زن تھا۔ نماز کا وقت تھا سب لوگ باجماعت نماز ادا کرنے لگے۔ صف میں سفیان ثوریؒ کو جگہ ابو جعفر منصور کے ساتھ ملی۔ دوران نماز جعفر نے اپنا ہاتھ کئی مرتبہ اپنی ڈاڑھی پر پھیرا۔ بعد نماز سفیان ثوری نے جعفر سے کہا۔ تمہاری نماز قبول نہیں ہوئی اور ایسی نماز قیامت کے روز انسان کے منہ پر ماردی جائے گی۔ جعفر منصور سخت برہم ہوا اور بولا کہ میں تمہاری اس گستاخانہ طرز گفتگو سے سخت نالاں ہوں۔ سفیان بولے۔ ''حق گوئی کو گستاخی کہنا زیادتی ہے تو صرف خلیفہ ہونے کی وجہ سے میری حق بات کو زیادتی کہہ رہا ہے جب کہ میں نے بالکل حقیقت کہی ہے۔'' ابو جعفر منصور اس وقت تو چپ ہو گیا مگر بعد میں درباریوں اور حواریوں کی شہ پر اس نے حضرت سفیان ثوری کو قتل کروانے کا پروگرام سوچا اور جلاد کو حکم دیا کہ سفیان ثوری کو فی الفور پھانسی دے دی جائے کیونکہ میں سفیان کا خون زمین پر بہانا نہیں چاہتا لہٰذا پھانسی کی سزا تجویز کی گئی ہے۔

جلاد حسب حکم بڑھئی کو پھانسی گھر بنانے کے لئے اپنے ساتھ لے کر سفیان ثوری کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ جب وہ دونوں جنگل میں پہنچے تو انہوں نے سفیان ثوری کو بلند پایہ عالموں فضیل بن عیاض اور سفیان عیسنیہ کے ہمراہ دیکھا۔ سفیان ثوری اس وقت استراحت فرما رہے تھے۔ آپ کا سر فضیل بن عیاض کی ران پر اور پاؤں سفیان عیسنیہ کی گود میں تھے۔ ان دونوں حضرات نے بڑھئی اور جلاد کو روکا اور کہا کہ سفیان ثوری کی بیداری کا انتظار کرو مگر جلاد مُصر تھا کہ میں فی الفور پھانسی دینے کے حکم کا پابند ہوں۔ اس گفتگو کی وجہ سے حضرت سفیان ثوری کی آنکھ کھل گئی۔ ان کو ابو جعفر منصور کا فرمان پڑھ کر سنایا گیا۔

Marfat.com

آپ نے فرمایا ٹھیک ہے، میں پھانسی چڑھنے کے لئے تیار ہوں۔ ادھر پھانسی گھر تیار ہو رہا تھا ادھر سفیان سجدہ ریز ہو کر خدا کے حضور دعا میں مصروف تھے کہ ''اے خداوند عالم اگر میں نے خلیفہ ابو جعفر منصور سے گستاخی واقعی کی ہے تو مجھے اس سزا کو قبول کرنے میں کوئی عذر نہیں ہو گا اور اگر میں بے خطا اور بے گناہ ہوں تو میری دستگیری فرما اور مجھے اس سزا سے بچا۔ آپ دعا سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ جلاد نے آپ کو پکارا کہ پھانسی گھر تیار ہے لہٰذا آپ پھانسی کے لئے آئیں۔ آپ نے جلاد سے کہا کہ ''میرا مقدمہ خدا کی عدالت میں پہنچ چکا اور اس نے فیصلہ کرنے کے لئے ابو جعفر منصور کو اپنے پاس طلب کر لیا ہے لہٰذا اس کا یہ حکم اب موقوف ہو چکا ہے اس لئے تو مجھے پھانسی لگا کر گناہ کے ارتکاب سے بچ۔ جلاد کیونکہ آپ کو پھانسی لگانے کا پابند تھا۔ اس نے آپ کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔

ابھی یہ تکرار ہو رہی تھی کہ جلاد کو درباریوں کی طرف سے پیغام دیا گیا کہ ابو جعفر اچانک وفات پا گئے ہیں اور ان کی جگہ ان کے بیٹے مہدی نے سنبھال لی ہے۔ یہ سن کر جلاد نے آپ کی جان چھوڑ دی۔ ابو جعفر کا بیٹا مہدی آپ سے باخبر تھا۔ چنانچہ عنان خلافت سنبھالتے ہی اس نے سفیان ثوری کو طلب کیا مگر آپ روپوش ہو چکے تھے۔ مہدی آپ کو مسلسل تلاش کر رہا تھا مگر آپ ہنوز روپوش تھے۔ لوگ آپ سے اس روپوشی اور مہدی کے سامنے سے پہلوتہی کا سبب پوچھتے۔ آپ جواب دیتے۔ ''وہ مجھے اہم عہدے پر فائز کرے گا اور میں وہ فرائض انجام نہ دے سکوں گا۔''

اسی دوران آپ کی ملاقات مہدی کے ایک مقرب سے ہو گئی۔ آپ نے اس کے ساتھ مہدی کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے پوچھا ''کیا تم مہدی کی صحبت میں کراہت محسوس نہیں کرتے؟''۔ اس نے نفی میں جواب دیا۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ ''مہدی کی بداعمالیوں میں تم سب لوگ شریک ہو۔ تم اس کو بیش قیمت زرتار پوشاک سے نہیں ٹوکتے۔ نوکروں اور خدام کو فضول خرچی سے نہیں روکتے۔ حالانکہ بیت المال

Marfat.com

اس کے پاس مسلمانوں کی امانت ہے جس میں وہ خیانت کرتا ہے لیکن تم سب دیکھتے ہو۔" اس شخص کو سخت غصہ آیا۔ اس نے کہا۔ "اس قسم کی جواب طلبی ہم تو امیر المومنین سے کرنے سے رہے۔ آپ خود ہی اس کومل کر اس کی گوشمالی کر سکتے ہیں تو کر لیں ویسے بھی وہ آپ کا متلاشی ہے۔" یہ کہہ کر وہ شخص واپس دربار مہدی میں چلا گیا۔

اب سفیان ثوری کو خیال ہوا کہ یہ شخص اب سارا ماجرا مہدی کو سنائے گا۔ آپ کے دوستوں نے آپ کو مشورہ دیا کہ آپ یہ جگہ چھوڑ کر کہیں اور روپوش ہو جائیں تاکہ مہدی کے آدمی آپ کو تلاش نہ کر سکیں۔ مگر آپ نے انکار کر دیا اور کلمہ حق کہنے کے لئے سینہ سپر ہو گئے۔ خلیفہ مہدی کے آدمی تلاش کرتے کرتے آپ تک پہنچ ہی گئے اور مہدی کے دربار میں آپ کو پیشی کا حکم سنایا۔ سفیان ثوری نے جواب دیا۔ "میں تو آپ ہی لوگوں کا منتظر تھا لہٰذا چلئے میں تیار ہوں۔" جب آپ دربار میں پہنچے، وہاں آپ نے اس مقرب مہدی کو دیکھا جس سے آپ کی ملاقات اور تلخ گفتگو ہو چکی تھی۔ آپ نے شاہی کروفر کو نظر انداز کرتے ہوئے دربار کے حاضرین کو السلام علیکم کیا اور مہدی کے سامنے بیٹھ گئے۔ مہدی کا باڈی گارڈ جو کہ برہنہ تلوار تھامے ہوئے تھا فوراً مہدی کے آگے عرض گزار ہوا اور سفیان ثوری کی گردن مارنے کی اجازت طلب کی مگر مہدی نے اس کو روکا اور کہا میں سفیان ثوری سے چند باتیں کرنا چاہتا ہوں۔

خلیفہ مہدی نے سوال کیا۔ "سفیان ثوری! میں نے سنا ہے کہ میرے والد ابو جعفر منصور کا انتقال آپ کی بددعا سے ہوا ہے؟" سفیان ثوری نے جواب دیا۔ "میں نے اس کو کبھی بددعا نہیں دی اس کی موت خدا کی پکڑ کی وجہ سے ہوئی ہے۔" مہدی نے دوسرا سوال یہ کیا۔ "پھر آپ کی روپوشی کی کیا وجہ ہے؟" سفیان ثوری نے جواب دیا۔ "میں دنیا دار نہیں ہوں تمہارے درباری مجھ سے حسد کی وجہ سے ناخوش ہیں اور مجھے تمہارے ذریعے ذلیل وخوار کر کے تمہارا نامۂ اعمال خراب کرنے کے درپے ہیں جو کہ میں نہیں چاہتا۔ اس لئے میں نے روپوشی اختیار کی ہوئی ہے۔" مہدی نے تیسرا

Marfat.com

سوال کیا ''سفیان اب تو میرے قبضہ واختیار میں ہے۔اب تم اپنی گستاخیوں اور بد عنوانیوں کی سزا سے کس طرح بچ سکتے ہوں۔تم اب بھی شاہی آداب کو بالائے طاق رکھ کراکڑے کھڑے ہو۔''

سفیان ثوری نے جواب دیا۔''تم کو میرے قتل اور رہائی کا اختیار ہے مگر اس عزیز ومنتقم حاکم کو بھی یادرکھ جو تم سے زیادہ حق و باطل کا فیصلہ کرنا جانتا ہے۔''آپ کے جواب سے وزیر بڑا مشتعل ہوا اور آپ کے قتل کی اجازت طلب کی مگر مہدی نے اس کو سختی سے حکم دیا کہ تم خاموش رہو میں ایسے شخص جو کہ خدا رسیدہ ہو اس کو قتل کر کے اپنی دنیا اور آخرت خراب کیوں کروں۔تم میرے اور سفیان کے معاملہ میں اپنی زبان بند رکھو۔''اس کے بعد مہدی نے آپ کو کوفہ کا قاضی بنانے کا فرمان جاری کیا اور لکھا کہ سفیان یہ حکم جاری کر کے ہم نے تم پر کوئی احسان نہیں کیا تم اس منصب کے اہل تھے لہٰذا تمہیں اس پر فائز کیا۔''سفیان حکم نامہ لے کر دربار سے نکلے اور رونے لگے کہ جو شخص لوگوں پر حاکم بنایا گیا ہے وہ چھری کے بغیر ذبح کر دیا گیا ہے۔یہ کہہ کر آپ نے فرمان پھاڑ کر دجلہ دریا میں پھینک دیا اور فرمایا کہ قاضی بن کر میں خلیفہ کے عیوب و جرائم اپنے کندھے پر نہیں لینا چاہتا۔اس کے بعد آپ ایسے روپوش ہوئے کہ باوجود کوشش بلیغ کے آپ کو مہدی تلاش نہ کرسکا۔

سفیان ثوری کے عجب اوزار

ایک مرتبہ سفیان ثوری نے ایک نوجوان کو بڑی درد بھری آہ بھرتے ہوئے دیکھا۔آہ کے درد کو آپ نے بڑا محسوس کیا اور اس سے ایسی آہ کرنے کا سبب پوچھا۔''وہ شخص بتلانے سے انکاری ہوا کہ یہ میرا اور خدا کا معاملہ ہے۔''سفیان ثوری نے اس نوجوان سے کہا کہ''تمہاری آہ میں جو سوزش ہے تم میرے چار حج لے لو اور اپنی آہ کا اجر مجھے دے دو۔''وہ نوجوان حیران ہوا کہ ایسا کیونکر ممکن ہوگا۔یہ سن کر سفیان

Marfat.com

ثوری سجدے میں گر گئے اور خدا سے گڑ گڑا کر دعا مانگی کہ رب العزت میرے چار حجوں کے بدلے مجھے اس نوجوان کی آہ کا اجر عطا فرمائے۔ کافی طویل دعا اور گریہ زاری کے بعد آپ کو طمانیت قلبی محسوس ہوئی۔ آپ نے خوشی میں چلانا شروع کر دیا کہ خداوند عالم نے میری دعا قبول کر لی ہے اور مجھے اطمینان و تسکین عطا فرمادی ہے۔ ایک مرتبہ آپ کے پاس کوئی شخص آیا اور اس نے آپ سے بہت سے سوال کئے جو کہ حسب ذیل تھے۔

1۔ کوئی بادشاہ کسی زاہد سے بلند مرتبہ حاصل کر سکتا ہے؟

2۔ مخلوق کے کون لوگ زیادہ مقبول ہوتے ہیں؟

3۔ انسان کس چیز کو زیادہ محبوب رکھتا ہے؟

4۔ یقین کا مفہوم کیا ہے؟

5۔ گوشت خوروں کو خدا اپنا دشمن کیوں سمجھتا ہے؟

آپ نے سب سوالوں کے فرداً فرداً جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ "بادشاہ زاہد سے بالکل بلند مرتبہ ہو سکتا ہے۔ زہاد کی صحبت اختیار کرنے والا بادشاہ اس زاہد سے بہتر ہے جس کو بادشاہ کا قرب حاصل ہو۔"

پانچ قسم کے افراد مخلوق میں مقبول ہوتے ہیں۔ زاہد عالم۔ فقیہہ صوفی۔ متواضع امیر، شاکر درویش، شریف سنی۔ قلبی آواز یقین کا مفہوم ہے ہر مصیبت کو من جانب اللہ تصور کرنا یقین ہے اور اسی سے اہل اللہ معرفت تک رسائی حاصل کرتے ہیں۔"

گوشت خوری سے مراد غیبت ہے اور اہل غیبت کو اللہ تعالیٰ گوشت خور کہتا ہے اور ناپسند کرتا ہے۔ کیونکہ مسلمان بھائی کی غیبت کرنا مردار کے گوشت کھانے کے مترادف ہے۔" سفیان ثوری ہمیشہ کھانا کھاتے وقت اپنے پالتو کتے کو اپنے ساتھ بٹھاتے اور پہلے اس کو کھلاتے اور بعد میں خود کھاتے حالانکہ آپ کی شادی ہو چکی تھی۔ بیوی بچے موجود تھے مگر یہ تلطف جو کتے کو حاصل تھا اہل و عیال اس سے محروم تھے۔

Marfat.com

اس معاملہ کے متعلق کسی رشتہ دار نے یہ سوال سفیان ثوری کی اہلیہ محترمہ سے کیا۔ وہ خاتون بولیں کہ "اس کا جواب ہم تو ان سے لے نہیں سکتے آپ خود ہی سوال کر لیں۔"
سفیان ثوری کے رشتہ دار نے کتے کو فوقیت اور اہل وعیال کو نظر انداز کرنے کے متعلق ان سے سوال کر ہی دیا۔ سفیان ثوری نے جواب دیا کہ بیوی بچے عبادات میں حارج ہوتے ہیں جبکہ یہ کتا چند لقمے کھانے کے بعد میری نگہبانی کرتا ہے اور میں بے فکر خدا سے لو لگائے بیٹھا رہتا ہوں۔

خوف الٰہی

آپ نوجوانی میں ہی درویشی کی طرف مائل ہو گئے تھے۔ اگر لوگ آپ سے اس کے متعلق سوال کیا کرتے کہ ایسی حالت تو عموماً پیران سالی میں ہوا کرتی ہے۔ آپ تو ابھی جوان ہیں یہ کوزپشتی چہ معنی دارد؟ آپ جواباً خاموش رہا کرتے تھے۔
ایک مرتبہ کسی بیمار کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ بیمار جو کہ مرض الموت میں مبتلا تھا اس نے آپ سے اس کوزپشتی کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے جواب دیا "کہ میرے ایک استاد سخت بیمار تھے۔ میں ان کی عیادت کو گیا اور ان کو بہت آزردہ پایا۔ میں نے اس آزردگی کا سبب پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ میں ۵۰ سال شبینہ روز عبادت بے لوث میں مشغول رہا مگر مجھے خدا نے اپنی بارگاہ میں قبول کرنے سے انکار کر دیا۔" یہ بات کرنے کے بعد سفیان ثوری مزید بولے کہ اسی طرح میرے تین اور استاد جو کہ روحانیت میں یکتائے روزگار تھے آخری عمر میں یہودی، نصرانی اور آتش پرست ہو گئے اور انہیں خدا کے دربار کی حضوری نصیب نہ ہوئی۔
ان لوگوں کے اعمال ریا اور ان کے انجام کو دیکھ کر مجھے اس قدر خوف الٰہی پیدا ہو گیا ہے کہ اس خشیت الٰہی کی وجہ سے میری کمر خمیدہ ہو گئی ہے اور اس خمیدہ کمری کے باوجود ہر وقت اپنے ایمان کی سلامتی کے لئے خدا تعالیٰ کے آگے گریہ زاری کرتا ہوں

Marfat.com

تاکہ مجھے وہ ہمیشہ اپنے مقرب مومنوں میں رکھے۔

بے جا تعریف کرنے کی ممانعت

ایک دفعہ سفیان ثوری کا ہمسایہ وفات پا گیا۔ آپ اس کی تعزیت اور نماز جنازہ کے لئے تشریف لے گئے۔ جنازہ پڑھنے کے بعد مرحوم کے لواحقین اور دیگر احباب اس کی تعریفوں میں زمین و آسمان کے قلابے ملا رہے تھے حالانکہ سب جانتے تھے کہ مرنے والا سخت قسم کا گنہگار اور بدکار انسان تھا۔

سفیان ثوری نے تمام احباب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ''اللہ تعالیٰ کو منافقت سخت ناپسند ہے۔ تم جس شخص کے بارے میں جانتے تھے کہ وہ سخت قسم کا بدکار اور گنہگار شخص تھا اور کل تک تم اس کو سخت ناپسند کرتے تھے آج بعد از موت اس کی جھوٹی تعریف کر کے جھوٹ اور منافقت کا ارتکاب کیوں کرتے ہو۔'' لوگوں نے جواب دیا ''حضرت مرنے والا تو اب اس دنیا میں موجود نہیں تو اس کی برائی کا کیا مذکور۔ اب اس کی اچھائی اور تعریف جو کہ بلاشبہ سچی ہے کر دینے میں کیا حرج ہے۔''

سفیان ثوری نے جواب دیا کہ بے شک تم اس کی برائیوں اور گناہوں کا ذکر مت کرو اور یاد نہ کرو لیکن جھوٹی تعریفیں بھی نہ کرو بلکہ احسن ترین عمل خاموشی ہے وہ تم اختیار کرو جس میں تمہاری فلاح ہے۔''

شیر کا تابعدار ہونا

حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں اور حضرت شیبان دونوں حج کے لئے جا رہے تھے کہ راستے میں ایک جنگل میں شیر بیٹھا ہوا نظر آیا۔ میں نے شیبان سے کہا کہ آپ نے دیکھا۔ وہ راستے میں شیر بیٹھا ہے؟ شیبان بولے پرواہ نہیں۔ چنانچہ ہم آگے بڑھے۔ تو حضرت شیبان نے شیر کے پاس جا کر اس کے کان

Marfat.com

پکڑ لئے۔ اور فرمایا۔ ہمارا راستہ چھوڑ دو۔ شیر اٹھا اور کتے کی مانند اپنی دم ہلانے لگا۔ اور حکم پا کر وہاں سے جانے لگا۔ میں نے کہا شیبان تم نے کمال کر دیا۔ وہ بولے اے سفیان اگر شہرت کا ڈر نہ ہو تو بخدا میں اپنا سامان اس کی پیٹھ پر لاد کر اسے مکہ معظمہ تک لے چلوں۔

عجز و انکساری

سفیان ثوری حج کے سفر پر عازم تھے اور خدا کے حضور عبادت و ریاضت کے ساتھ نوافل، دعاؤں اور گریہ زاری کے نذرانے پیش کرتے جا رہے تھے۔ گریہ زاری کی وجہ سے آپ کی آنکھیں متورم ہو چکی تھیں۔ آپ کے ایک ساتھی نے آپ سے کہا کہ ''گنہگار تو ہم سب لوگ ہیں مگر خدا کی رحمت سے بڑے پرامید ہیں جبکہ آپ خدا کی نوازش و فضل سے ناامید دکھائی دیتے ہیں اور اپنے گناہ پر اس قدر نادم ہیں کہ مسلسل گریہ زاری کر رہے ہیں؟''

سفیان ثوری نے جواب دیا کہ ''کیا تمہیں اپنے حج کی مقبولیت کا مکمل یقین ہے۔'' اس شخص نے کہا۔ ''بالکل بلاشبہ حج قبول بھی ہو جائے گا اور گناہ بھی معاف ہو جائیں گے اور میں نومولود بچے کی طرح معصوم ہو جاؤں گا۔'' سفیان ثوری مسکرائے اور فرمایا۔ ''خدا کی رحمت کے آگے گناہ ایک بے معنی سی چیز ہے۔ لہٰذا میں گناہ گاری کی وجہ سے پریشان نہیں ہوں۔ ہاں مجھے یہ یقین نہیں کہ اللہ میرا حج قبول کرتا بھی ہے کہ نہیں کیونکہ میرے ایمان کی صداقت کے متعلق وہی جانتا ہے اور یہی تمہارے اور میرے درمیان فرق ہے۔''

پرندے کا انس بصرہ کے بازار میں ایک دکان دار کے پاس ایک طوطا تھا جو بہت میٹھی میٹھی باتیں کرتا تھا۔ سفیان ثوری ایک روز وہاں سے گزرے تو طوطا زور زور سے آپ کو بلانے لگ گیا آپ نے دکان پر جا کر پرندے سے بلانے کی وجہ دریافت کی۔

Marfat.com

پرندہ آپ کو اور زور سے پکارنے لگ گیا۔
آپ نے دکان دار سے کہا۔ ''دیکھو اس طوطے کو رہا کر دو اور اس کی قیمت مجھ سے لے لو کیونکہ یہ طوطا رہائی کا طلبگار ہے۔'' دکان دار نے انکار کر دیا اور کہا۔ ''میں نے تو شوق سے اس کی پرورش کی ہے اب اس کو کیوں رہا کروں۔''
دکاندار سفیان ثوری کے مرتبہ سے ناآشنا تھا۔ چنانچہ ایک اور شخص نے جس کی قریب ہی دکان تھی اس کو بتایا کہ یہ بہت بڑے حدیث کے عالم اور نامور صوفی ہیں۔ دکاندار مرعوب ہوا اور طوطے کو رہا کر دیا۔ سفیان ثوری نے دکاندار کو طوطے کی قیمت پیش کی مگر اس نے تامل کیا اور عرض کی حضرت مجھے مزید شرمندہ نہ کریں کیونکہ ناواقفیت کی بنا پر میں قیمت لے لیتا اب مرتبہ آشنا ہو کر ایسی بات میں سوچ بھی نہیں سکتا۔'' طوطا آزاد ہو کر اسی وقت ایک مکان کی منڈیر پر جا بیٹھا۔ اس کے بعد آپ جس جگہ بیٹھے ہوئے ہوتے طوطا اڑ کر وہیں پہنچ جاتا اور آپ کے سامنے بیٹھ کر آپ کو دیکھتا رہتا۔ وہ آپ کی شخصیت سے اس قدر متاثر تھا کہ زبان حال سے آپ کا معترف ہوتا رہتا تھا۔

کثرت درود پاک پڑھنے کی فضیلت

حضرت محمد بن المنکد رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے ایک ایسے جوان کو دیکھا جو قدم قدم پر درود پاک پڑھ رہا تھا۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا، اے جوان! تم تسبیح و تہلیل چھوڑ کر صرف درود پاک ہی پڑھ رہے ہو کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے؟ جوان نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ میں سفیان ثوری ہوں۔ وہ جوان کہنے لگا کہ اگر آپ کا شمار اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں میں نہ ہوتا تو میں کبھی بھی آپ کو یہ راز نہ بتاتا۔ اصل بات یہ ہے کہ میں اپنے

Marfat.com

والد کے ہمراہ حج کے ارادہ سے نکلا راستہ میں ایک جگہ میرا والد شدید بیمار ہو گیا میں نے بڑی کوشش کی لیکن اسے موت سے نہ بچا سکا، موت کے بعد میرے والد کی شکل سیاہ ہو گئی، میں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر ان کا چہرہ ڈھانپ دیا، اسی غم کی کیفیت میں میری آنکھیں بوجھل ہو گئیں اور مجھے نیند آ گئی۔ خواب میں میں نے ایک ایسے خوبصورت حسین وجمیل کو دیکھا جو حسن میں بے مثال تھا، اس کا لباس نفاست کا آئینہ دار تھا اور اس کے وجود مسعود سے خوشبو کی لپٹیں اٹھ رہی تھیں وہ بڑے آرام سے چلتا ہوا آیا اور میرے والد کے چہرے سے کپڑا ہٹا کر ہاتھ سے چہرے کی طرف اشارہ کیا تو میرے والد کا چہرہ سفید ہو گیا جب وہ واپس تشریف لے جانے لگے تو میں نے دامن تھام کر عرض کی، اللہ تعالیٰ نے آپ کے طفیل اس غریب الوطنی میں میرے والد کی عزت رکھ لی، آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا تم مجھے نہیں پہچانتے؟ میں صاحب قرآن اللہ کا نبی محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ اگرچہ تیرا والد بہت گناہگار تھا لیکن وہ مجھ پر کثرت سے درود پاک بھیجتا رہتا تھا۔ جب اس پر مصیبت نازل ہوئی تو اس نے مجھ سے مدد طلب کی اور میں ہر اس شخص کا جو مجھ پر کثرت سے درود پاک بھیجتا ہے فریاد رس ہوں۔ جوان نے کہا کہ اس کے بعد اچانک میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے دیکھا کہ میرے والد کا چہرہ سفید ہو چکا تھا۔

اہل علم کی عزت وتکریم

حضرت ابوبکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی وصال فرما گئے تو ہم لوگ تعزیت کرنے کی غرض سے آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اسی اثناء میں حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے شاگردوں کے ہمراہ وہاں پر آ گئے۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے جب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو اپنی مسند شریف سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور بڑی گرمجوشی

Marfat.com

کے ساتھ ان سے معانقہ کیا پھران کو اپنی مسند پر بٹھا دیا اور مودبانہ انداز میں ان کے سامنے بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ واپس تشریف لے گئے تو میں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ حضرت! آج آپ کا یہ طرز عمل مجھے اور میرے ساتھیوں کو بہت ناگوار گزرا ہے کہ آپ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عزت و تعظیم میں بہت زیادہ مبالغہ فرمایا۔ یہ سن کر حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمہیں یہ کیوں ناگوار گزرا؟ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بلند مرتبہ، صاحب علم ودانش ہیں، پھر میں ان کی تعظیم کے لئے کیوں نہ اٹھتا؟ اگر ان کی فقہ کے لئے کھڑا نہ ہوتا، تو ان کے تقویٰ کے لئے کھڑا ہوتا اور اگر ان کے تقویٰ کے لئے کھڑا نہ ہوتا تو ان کی عمر کا خیال کر کے ہی کھڑا ہو جاتا۔ یہ بات فرما کر حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بالکل ہی لاجواب کر دیا۔

جسمانی طہارت و پاکیزگی

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہا کرتے تھے اور کبھی بھی غافل نہ ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ بصرہ میں بیمار ہو گئے آپ کے بارے میں کسی کو علم نہ تھا کہ آپ بصرہ میں کس جگہ پر ہیں۔ حاکم بصرہ نے آپ کو تلاش کرنے کا حکم دیا جب ڈھونڈتے ڈھونڈتے لوگ آپ کے رہنے کی جگہ پر پہنچے تو دیکھا کہ وہ مویشیوں کے باندھنے کی جگہ ہے جہاں پر آپ رہ رہے ہیں۔ اس وقت آپ پیٹ کے درد اور پیچش کے باعث سخت بے چینی محسوس کر رہے تھے اس قدر شدید بیماری کی حالت میں بھی آپ اللہ تعالیٰ کی یاد سے ایک لمحہ کے لئے غافل نہ ہوئے۔ اس ایک رات میں لوگوں نے دیکھا کہ رات بھر میں آپ نے ساٹھ مرتبہ پاخانے کئے اور ہر مرتبہ وضو کر کے نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے لوگوں نے آپ سے عرض کی کہ اس حال میں آپ بار بار وضو نہ فرمائیں ارشاد فرمایا میں اس لئے

Marfat.com

بار بار وضو کرتا ہوں چونکہ باوضو مرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے نجس حالت میں نہ پہنچوں۔

اللہ کے لئے دوستی

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ کا ایک دوست انتقال کر گیا اس کے بیٹے نے آپ کی خدمت میں اشرفیوں سے بھری ہوئی دو تھیلیاں بھیجیں اور ساتھ ہی یہ پیغام بھی بھیجا کہ چونکہ میرے والد محترم آپ کے دوست تھے، ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ ان کی نیک کمائی میں سے یہ تھیلیاں آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں لہٰذا آپ اپنے اخراجات کے لئے ان کو قبول فرمالیں۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے ان تھیلیوں کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور تھیلیوں کو واپس کرتے ہوئے پیغام بھیجا کہ تمہارے باپ سے میری دوستی صرف دین کے لئے تھی نہ کہ دنیا کے لئے، اس بات کی خبر جب حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے کو ملی تو انہوں نے عرض کیا کہ میں غریب اور عیال دار ہوں اگر آپ یہ اشرفیوں کی تھیلیاں مجھے دے دیتے تو اس سے مجھے بہت فائدہ ہو سکتا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں دینی تعلقات کو دنیاوی معاوضہ میں نہیں بیچ سکتا ہاں اگر وہ شخص خود تمہیں دے دے تو تم اسے اپنے استعمال میں لا سکتے ہو۔

اچھا عمل کرنے کی توفیق

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت یوسف بن سباط رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت وہب بن الورد رحمۃ اللہ علیہ اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آج سے قبل مجھے اچانک موت بری معلوم ہوتی تھی لیکن آج میں چاہتا ہوں کہ مر جاؤں۔ حضرت یوسف بن سباط نے آپ سے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ اس کا سبب یہ ہے کہ میں فتنہ سے ڈرتا ہوں۔ انہوں

Marfat.com

نے کہا کہ مجھے تو زیادہ دیر تک زندہ رہنا برا معلوم نہیں ہوتا۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا کہ وہ کیوں؟ انہوں نے فرمایا کہ اس امید پر کہ شاید کون سا دن ایسا مل جائے جس میں مجھے توبہ نصیب ہو اور کوئی اچھا عمل کروں۔ اس کے بعد حضرت وہب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں تو آپ نے فرمایا، میں تو کچھ بھی پسند نہیں کرتا، جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، مجھے بھی پسند ہے، چاہے وہ زندہ رکھے یا موت دے۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر ان کی پیشانی کو چوم لیا اور فرمایا کہ بخدا یہ روحانی غذا ہے۔

الزام سے بری ذمہ ہونا

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ طالب علمی کے زمانہ میں ایک مدرسہ میں تعلیم حاصل کیا کرتے تھے اس مدرسہ کی جس دیوار کے سائے میں آپ اکثر بیٹھا کرتے تھے اس دیوار کے ساتھ ہی ایک مکان تھا۔ اتفاق کی بات ہے کہ ایک رات کسی نے اس مکان میں نقب لگا کر سامان چوری کر لیا جب صبح ہوئی تو مالک مکان نے اپنے گھر میں نقب لگی دیکھی، اس پر مالک مکان نے حضرت سفیان ثوریؒ پر چوری کا الزام لگا دیا اور آپ کو اس نے پکڑ لیا۔ اس بے بسی اور بے چینی کی حالت میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگی اے اللہ! تیرا یہ فرمان ہے کہ "جب گواہ گواہی دینے کے لئے بلائیے جائیں تو گواہی دینے سے انکار نہ کریں۔" اے اللہ! تیرے سوا یہاں پر میرا اور کوئی گواہ نہیں ہے۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ اچانک اسی وقت ایک شخص چیختا چلاتا ہوا دوڑ کر آیا اور آتے ہی کہنے لگا کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو چھوڑ دو چوری میں نے کی ہے۔ چنانچہ لوگوں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو چھوڑ دیا پھر اس چور سے حیرانی کے عالم میں پوچھا گیا کہ تم نے کس وجہ سے اپنے جرم کا اقرار کیا ہے۔ وہ کہنے لگا، ابھی تھوڑی دیر پہلے میرے کانوں میں انتہائی غضبناک آواز

Marfat.com

آئی کہ سفیان کو فوراً چھڑاؤ اور چوری کا مال واپس کردو ورنہ ابھی برباد ہو جاؤ گے۔

حکمت و دانائی کی باتیں

ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کے سامنے اپنی مشکلات کا ذکر کرنا شروع کر دیا اور کہا کہ ''اللہ نے مجھے سخت آزمائش و امتحان میں ڈالا ہوا ہے۔'' سفیان ثوری نے سخت جلال سے اس شخص کو جواب دیا کہ پوری دنیا میں مجھے تجھ سے زیادہ ذلیل شخص نہیں ملا جو اللہ کا شکوہ میرے ساتھ کرنا شروع کر دیا ہے۔'' یہ سن کر وہ شخص بہت نادم ہوا اور چلا گیا۔ ظہر کی نماز کا وقت تھا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ مسجد کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ کے مرید بھی ساتھ تھے۔ راستے میں ایک سوئے ہوئے سپاہی کو دیکھ کر آپ کے مریدوں نے جگانا چاہا تا کہ وہ بھی نماز ظہر میں شریک ہو جائے۔ سفیان ثوری نے مریدوں کو روک دیا کہ اس کا سونا ہی عبادت ہے اور اس کی بھلائی کے باعث کیونکہ یہ جاگے گا تو مخلوق خدا کو آزار پہنچائے گا اور گنہگار ہو گا جبکہ سویا رہے گا تو اس کے شر سے خلق خدا محفوظ رہے گی اور یہ گنہگار رہی ہے۔ سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ لوگوں نے غفلت کی وجہ سے چہار چیزوں سے چشم پوشی اختیار کی ہوئی ہے۔

۱۔ الزام تراشی کر کے ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا یہ احکام خداوندی سے غفلت کا باعث ہے۔ ۲۔ عروج مومن پر حسد کرنا ناشکری کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ ۳۔ ناجائز دولت کا حصول اور اکٹھا کرنا خدا فراموشی کا موجب ہوتا ہے۔ ۴۔ خدا کے عذاب سے بے خوفی، اس کے وعدوں پر عدم اعتمادی، کیونکہ ایسا کرنا کفر کے برابر ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر سے باہر تشریف لائے تو آپ کے جسم پر جو کپڑا تھا اس کو آپ نے الٹا پہن رکھا تھا۔ چونکہ آپ کو اس بارے میں معلوم نہ ہو سکا تھا اس لئے کسی نے آپ کو اس کے متعلق بتایا، تو آپ نے اس بات کا ارادہ کیا کہ اس کو اتار کر سیدھا کر لیں۔ لیکن پھر کچھ سوچ کر اس کو اسی

Marfat.com

طرح ہی رہنے دیا اور ارشاد فرمایا، کہ جب میں نے اس کپڑے کو پہنا تھا تو اس وقت میں نے یہ نیت کی تھی کہ میں اس کو اللہ تعالیٰ کے لئے پہنتا ہوں اور اس وقت صرف لوگوں کی نگاہ کے لئے بدلوں؟ چنانچہ میں ایسا کر کے اپنی پہلی نیت کو نہیں توڑنا چاہتا۔

بیمار یا طبیب

حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ ایک دفعہ بیمار ہو گئے۔ تو خلیفہ وقت جو آپ کی بڑی عزت کرتا تھا۔ اس نے ایک قابل طبیب کو آپ کے پاس علاج کرنے کے لئے بھیجا۔ یہ طبیب آتش پرست تھا۔ اس نے جب آپ کا قارورہ دیکھا تو کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے یہ کوئی خدا پرست بزرگ ہیں۔ ان کا جگر خدا کے خوف سے پارہ پارہ ہو گیا ہے۔ پھر کہنے لگا کہ جس دین میں ایسے کامل لوگ ہوں وہ دین ہرگز باطل نہیں ہو سکتا لہٰذا میں مسلمان ہوتا ہوں۔ یہ کہا اور حضرت کے دست حق پرست پر تائب ہو کر مسلمان ہو گیا۔ خلیفہ وقت نے جب یہ قصہ سنا تو خوش ہو کر کہنے لگا کہ میں نے تو سمجھا تھا کہ طبیب کو بیمار کے پاس بھیجتا ہوں۔ حالانکہ میں نے خود ایک بیمار کو طبیب کے پاس بھیجا تھا۔

حقیقت شناسی

حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ ایک شخص کا جنازہ پڑھ کر آئے تو آپ نے جس شخص کی زبان سے بھی سنا۔ تو یہی کہ یہ مرنے والا بڑا ہی اچھا تھا کوئی بھی تو اس کے خلاف نہیں کہہ رہا تھا۔ حضرت سفیان نے فرمایا۔ اگر مجھے پہلے معلوم ہوتا کہ یہ شخص ایسا ہردلعزیز ہے تو میں اس کا جنازہ کبھی نہ پڑھتا۔ اس لئے کہ یہ شخص حق گو نہ تھا۔ اگر یہ حق بات کہنے کا عادی ہوتا تو کئی لوگ اس کے مخالف بھی ہوتے۔ مگر چونکہ سبھی اس سے خوش ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ ہر ایک کی ہاں میں ہاں ملانے والا تھا۔

Marfat.com

صابر فقیر

حضرت سفیان ثوریؒ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز مجھ سے محمد بن واسع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں ایک ولی اللہ کی زیارت کے لئے جا رہا ہوں، اگر چاہیں تو آپ بھی چلیں۔ میں نے حامی بھر لی۔ وہ اپنے گھر میں گئے اور روٹی کا ایک ٹکڑا لے آئے۔ اور ہم لوگ بصرہ شہر سے کافی دور اس ولی اللہ کے دروازے پر پہنچے۔ ہم نے سنا کہ ان کی لڑکیاں ان سے ضروریات کے لئے جھگڑ رہی تھیں۔ اس وقت انہوں نے کہا جس نے تم لوگوں کو پیدا کیا اور تمہارے منہ کھولے ہیں اور تمہارے لئے دانت اور شکم بنائے ہیں، وہ تم پر تم سے زیادہ رحیم ہے۔ ہم لوگوں نے دستک دی تو پوچھا آپ کون ہیں۔ ہم نے بتایا: محمد اور ابوسفیان۔ باہر نکلے اور پھر دریافت کیا کس لئے آنا ہوا؟ حضرت محمد بن واسع نے جواب دیا۔ لڑکیوں کے لئے روٹی کا ٹکڑا لایا ہوں۔ فرمایا: لاؤ بہت بروقت لائے۔ پھر ہم لوگ ان کے گھر میں جا کر بیٹھے ہی تھے کہ کسی اور نے آکر دستک دی معلوم ہوا کہ مالک بن دینار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ لڑکیوں کے لئے دو درہم لایا ہوں۔ انہوں نے فرمایا: آج محمد بن واسع نے ان کی ضرورت پوری کر دی ہے۔

حضرت مالک بن دینار: یہ درہم رکھ لیں کل لڑکیوں کے کام آجائیں گے۔ ولی اللہ: مالک تم مجھے مفلسی سے ڈراتے ہو، بخدا میرے پاس نہ آنا حضرت محمد بن واسع: (سفیان ثوری سے مخاطب ہو کر) اس مفلسی کے باوجود اس شخص کا مرتبہ دیکھ رہے ہو؟

حضرت سفیان: یہ شخص فاضل ہے۔ حضرت محمد: بیشک حضرت سفیان: زاہد ہے، عابد ہے۔ فقراء و صابرین میں سے ہے۔ حضرت سفیان مقامات فقر میں سے ایک ایک کا ذکر کرتے رہے اور محمد بن واسع ہر ایک پر تائید فرماتے جاتے تھے۔

Marfat.com

اقوال

حضرت سفیان ثوری کے فرمودات حسب ذیل ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ اگر تمہیں کوئی اچھا کہے تو اس کو ناگواری کے ساتھ ٹھکرا دو۔

فرمایا کہ اہل یقین تکالیف کو بجا تسلیم کرتے ہوئے کبھی ناشکری نہیں کرتے۔ نیز فرمایا اہل دنیا کا سونا بیداری سے اس لیے افضل ہے کہ وہ نیند کی حالت میں دنیا سے دور رہتے ہیں۔ نیز فرمایا کہ زاہدوں کی صحبت اختیار کرنے والا بادشاہ اس زاہد سے بہتر ہے جس کو بادشاہ کا قرب حاصل ہو۔ نیز فرمایا کہ ہم انہیں کو محبوب تصور کرتے ہیں جو زخم پہنچاتے ہیں اور ہماری دولت پر قابض ہو جاتے ہیں۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ عارفین کو معرفت، عابدین کو قربت اور حکماء کو حکمت اللہ تعالیٰ ہی عطا فرماتا ہے۔ نیز فرمایا اگر خدا کے ڈر سے ایک آنسو بھی نکل پڑے تو وہ عمر بھر کے اس رونے سے بہتر ہے جس میں خوف الٰہی شامل نہ ہو۔

فرمایا کہ گریہ وزاری کی بھی دس قسمیں ہیں جن میں نو حصے ریا سے بھرپور ہوتے ہیں اور ایک حصہ خشیت سے لبریز ہوتا ہے۔

فرمایا کہ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہنے والا اس لیے بہتر ہوتا ہے کہ اسلاف کا طریقہ یہی تھا کہ عظمت کے بجائے ذلت کو پسند کرتے تھے۔ نیز فرمایا مخلوق میں پانچ قسم کے لوگ زیادہ ہر دلعزیز ہوتے ہیں۔ اول زاہد عالم، دوم فقیہ صوفی، سوم متواضع تونگر، چہارم شاکر درویش۔ پنجم شریف نفس۔

کسی نے آپ سے یقین کا مفہوم پوچھا تو فرمایا کہ قلبی آواز کا نام یقین ہے اور اہل یقین معرفت تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں اور یقین کا یہ مفہوم بھی ہے کہ ہر مصیبت کو منجانب اللہ تصور کیا جائے۔ نیز فرمایا کہ اعمال نیک کرنے والوں کے اعمال کو ملائکہ عمل نیک کے رجسٹر میں درج کر لیتے ہیں اور جب کوئی ان اعمال پر فخر کرنے

Marfat.com

لگتا ہے تو پھر ان اعمال کوریا کے رجسٹر میں منتقل کر دیتے ہیں۔

فرمایا کہ گوشہ نشین کو آخرت میں نجات مل جاتی ہے۔ پھر کسی نے سوال کیا کہ گوشہ نشینی کر کے گزر اوقات کیسے کرے؟ فرمایا کہ خدا سے خوفزدہ رہنے والوں کا گزر بسر کا غم نہیں رہتا۔

فرمایا کہ سلاطین و امراء سے منسلک رہنے والا عابد بھی ریا کار ہوتا ہے اور زاہد کی شناخت یہ ہے کہ نیک کام انجام دے کر نہ تو ان پر فخر کرے اور نہ اپنے زہد کا ڈھنڈورا پیٹے اور زہد کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ موٹا اناج اور بوسیدہ لباس استعمال کرتا رہے اور دنیا سے نہ تو دل لگائے اور نہ امیدوں میں اضافہ کرے۔ نیز فرمایا لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ زیادہ گوشت خوروں کو اللہ تعالیٰ دشمن تصور کرتا ہے آخر اس میں بھید کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ یہاں گوشت سے مراد غیبت ہے کیونکہ مسلمان کی غیبت کرنا ایسا ہی ہے جیسے کسی نے مردار کا گوشت کھالیا اور اہل غیبت کو خدا تعالیٰ دشمن خیال کرتا ہے۔

فرمایا کہ دنیا تیرے لیے اسی وقت تک اچھی ہے جب تک تیرا دل اس میں نہ لگے اور جو چیز کہ تیرے دل لگنے کی ہے یعنی مال و دولت اتنی ہی بہتر ہے جتنی کہ تیرے ہاتھ سے نکل جائے راہ خدا میں صرف کر دی جائے۔

فرمایا کہ جو شخص ظالم سے خندہ پیشانی سے پیش آئے یا اس کو مجلس میں جگہ دے یا اس سے کوئی عطیہ قبول کرے تو اس نے اسلام کے اصول توڑ دیئے اور وہ ظالموں کے مددگاروں میں شمار ہوگا۔ نیز فرمایا کہ ہم نے ایسے مشائخ دیکھے ہیں جو موت کی تمنا کرتے تھے اور میں ان کی اس آرزو کو تعجب سے دیکھتا تھا۔ اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ میں ان لوگوں پر تعجب کرتا ہوں جو موت کو پسند نہیں کرتے۔ نیز فرمایا کہ تونگروں۔ امراء اور بازاری لوگوں کی دوستی و ہم نشینی سے اجتناب کرو، نیز فرمایا کہ اگر تجھے کوئی بدترین خلق کہے اور تجھے اس پر غصہ آجائے تو واقعی تو بدترین خلق ہے۔

Marfat.com

فرمایا کہ اگر کسی کا دوست حق کی نافرمانی کرے اور وہ اس سے ناخوش نہ ہو تو اس کی محبت اور دوستی اللہ کے لیے نہیں۔

فرمایا کہ جو شخص اللہ کی راہ میں مال خرچ نہ کرے اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص اپنا کپڑا پیشاب سے دھوئے۔

فرمایا کہ علم سے متعلق سوالات کرنا اور اس پر عمل کرنا علم کی زندگی کا باعث ہے اور ان دونوں چیزوں کو چھوڑ دینا اس کی موت ہے۔ نیز فرمایا کہ تم فاجروں اور بازاریوں کے ظاہری لباس کو نہ دیکھو کیونکہ ان کے اندر پھاڑنے والے بھیڑیے ہوتے ہیں۔ نیز فرمایا کہ دعا درحقیقت ترک گناہ کا نام ہے۔ پس جو کوئی گناہوں کو ترک کرتا ہے اس کا ہر مقصد اللہ تعالیٰ بغیر سوال کے پورا کر دیتا ہے۔

فرمایا کہ زاہد بلا تواضع ایسا ہے جیسے بغیر پھل کے درخت، جو انکساری نہیں رکھتا وہ معزز نہیں بن سکتا

فرمایا کہ کسی کو زبان سے طعن و تشنیع کرنا اس کو تیر مارنے سے زیادہ سخت ہے کیونکہ زبان کے نشانے کبھی خطا نہیں ہوتے۔

فرمایا کہ آپ کے پاس سے جب کوئی کوتوالی کا آدمی گزرتا تو آپ سجدہ شکر بجالاتے اور فرماتے اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھ کو پولیس کا سپاہی یا چونگی وصول کرنے والا نہیں بنایا۔

فرمایا کہ جو شخص اللہ کے محبّ سے محبت کرتا ہے وہ اللہ سے محبت کرتا ہے اور جو شخص اللہ کا اکرام و تعظیم و تکریم کرنے والے کی تعظیم و تکریم کرتا ہے وہ اللہ کی تعظیم و تکریم کرتا ہے۔

فرمایا کہ جب تم کسی عالم کے دوست بہت دیکھو تو جان لو کہ وہ حق کو باطل سے ملانے والا ہے اس لیے کہ اگر وہ حق ہی کہنے والا ہوتا تو بہت سے لوگ اس کے دشمن ہوتے۔

Marfat.com

فرمایا کہ مفلسی کا خوف دلانے سے بڑھ کر شیطان کے پاس کوئی ہتھیار نہیں۔ جب آدمی اس کا شکار ہوجاتا ہے تو باطل پرست ہوجاتا ہے اور حق سے دور ہو جاتا ہے۔ نیز فرمایا کہ دنیا مثل دلہن کے ہے۔ اس کا طالب اس کی مشاطہ ہے اور جو اس کا دشمن ہے اس سے پرہیز رکھتا ہے وہ اس کا منہ کالا کرتا ہے، بال نوچتا ہے اور اس کے کپڑے پھاڑتا ہے۔ میرا جو نیک عمل ظاہر ہوجائے میں اس کو شمار نہیں کرتا، فرمایا کہ بخدا مجھے ڈر ہے کہ قیامت کے دن آواز دی جائے گی کہ فاسق علماء کہاں ہیں؟ تو کہیں میری نسبت نہ کہہ دیا جائے کہ یہ بھی ان میں سے ہے۔ اس کو پکڑلو۔

فرمایا کہ جب تم کوئی مصیبت زدہ دیکھتے ہوتو اپنے لیے اللہ کی پناہ مانگتے ہو حالانکہ اس مصیبت زدہ کو اللہ سے اجر ملنے والا ہے۔ لیکن کیا وجہ ہے کہ کسی ظالم یا بدکار کو دیکھ کر اپنے لیے اللہ کی پناہ طلب نہیں کرتے۔

فرمایا کہ میت قبر میں سات روز تک آزمائش میں رہتی ہے، اسی لیے مسلمان ان دنوں میں اس کی طرف سے صدقہ خیرات کرنا زیادہ پسند کرتے ہیں، تاکہ اس کو مدد (ثواب) پہنچے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو جواب تلقین کردیا جائے۔

وصال

آپ کے وصال کا واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ موت سے قبل آپ بیمار ہوگئے تو حاکم بصرہ نے آپ کو تلاش کرنے کا حکم دیا اور جب لوگ تلاش کرتے ہوئے ایک ایسی جگہ پر پہنچے جو مویشیوں کے باندھنے کی تھی اور اس وقت آپ پیٹ درد اور پیچش کی وجہ سے شدید اضطراب میں تھے مگر ایسی حالت میں بھی ذکر الٰہی سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہ ہوئے اور اسی رات آپ ۶۰ مرتبہ پاخانہ کرنے گئے اور ہر مرتبہ وضو کر کے یاد الٰہی میں مشغول ہوجاتے اور جب لوگوں نے کہا کہ حضرت آپ ایسی حالت میں بار بار وضو نہ کریں تو آپ نے فرمایا کہ میں وضو اس لئے کرتا ہوں کہ میں باوضو

Marfat.com

حالت میں دنیا سے جاؤں اور اللہ کی بارگاہ میں ناپاک حالت میں حاضر نہ ہوں حضرت عبداللہ مہدی کا بیان ہے کہ میں موت کے وقت آپ کے پاس ہی تھا اور آپ نے فرمایا کہ میرا چہرہ زمین پر رکھ دو کیوں کہ اب وقت بہت قریب ہے چنانچہ میں نے حکم کی تعمیل کر کے لوگوں کو اطلاع کرنے کی غرض سے باہر نکلا اور باہر دیکھا کہ بہت زیادہ لوگ جمع ہیں اور جب حضرت عبداللہ مہدی نے ان لوگوں سے پوچھا کہ آپ کو ان کی نازک حالت کا علم کیسے پہنچا تو انہوں نے کہا کہ ہمیں خواب میں حکم دیا گیا ہے کہ سفیان ثوری کی میت پر فوراً پہنچو آخر آپ نے کلمہ پڑھا اور دنیا سے رخصت ہو گئے۔ آپ کی موت کے بارے میں لوگوں نے غیب سے یہ ندا سُنی کہ آج اہل تقویٰ میں سے ایک اللہ کا بندہ دنیا سے رخصت ہو گیا۔ آپ کا وصال بصرہ میں ہوا۔

وصال کے بعد مقام

مرد صالح میں سے ایک نے حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھا۔ حال دریافت کیا کہ اے ابوعبداللہ! کیسے ہیں؟ انہوں نے یہ سن کر چہرہ پھیر لیا۔ اور کہا یہ کنیت کے ساتھ پکارنے کا زمانہ نہیں۔ انہوں نے پھر پوچھا اے سفیان! بتایئے کیا حال ہے؟ تو جواب میں انہوں نے یہ اشعار پڑھے۔

نظرتُ الی ربی عِیَاناً فقالع لی ۔۔۔ هَنِیئاً رِضائی عَنْك یَا ابْنَ سَعید
لقد کنتَ قوّماً اذا اظلم الدُّجی ۔۔۔ بعَبْرَةِ مُشتاق وَ قَلب عَمید
فدُونَك فاخترایّ قصراً ردتّه ۔۔۔ وَزُرنی فانّی عَنْكَ غیر بَعید

حق تعالیٰ کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ فرمایا اے ابن سعید تمہیں ہماری رضا مبارک ہو۔ جب ظلمتیں پھیلتی تھیں تو تم قیام لیل کرتے تھے اور تمہارے قلب میں ہماری محبت تھی۔ اور آنکھوں میں آنسو بھرے ہوتے۔ تمہارے لئے اجازت ہے بہشت کے جس محل میں چاہو رہو۔ اور میری زیارت کرو کہ میں تم سے دور نہیں ہوں۔

Marfat.com

اسمائے گرامی عہدہ داران

اُمور علمیہ کمیٹی
چاہ میراں لاہور

چیئرمین
طاہر ندیم بٹ

جنرل سیکرٹری شیخ نعیم احمد	فنانس سیکرٹری محمد اعظم	سینئر وائس چیئرمین جاوید رحمت
وائس چیئرمین شیخ مبشر حسین (ایڈووکیٹ)	صدر ملک عبدالحق	سینئر نائب صدر محمد نعیم رنگائی والے
نائب صدر حاجی خلیل احمد	اسسٹنٹ نائب صدر حافظ ارشد علی	ڈپٹی جنرل سیکرٹری محمد اعجاز
جوائنٹ سیکرٹری محمد اسلم ٹیلر ماسٹر	سیکرٹری نشرواشاعت سید شبیر حسین شاہ بخاری	سیکرٹری ریسرچ محمد شبیر علی

اراکین۔ محمد محسن فقری۔ شیخ مقصود احمد۔ سہیل علی۔ عبدالرحمٰن بٹ۔ فصیح الرحمٰن بٹ

عبداللہ اعظم۔ عبداللہ جاوید رحمت۔ عدنان خلیل۔ علی رضا اسلم۔

Marfat.com

حالات وواقعات

حضرت سری سقطی

رحمتہ اللہ علیہ

علامہ عالم فقری

طاہر ندیم بٹ چیئرمین

(امور علمیہ کمیٹی چاہ میراں لاہور)

Marfat.com

حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ اپنے عہد کے مقتدا شیخ وقت منبع علم و عرفان اور امام اہل طریقت تھے۔ رموز و اشاعت میں یگانہ روزگار تھے۔ آپ حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ کے نامور خلیفہ تھے۔ آپ کا اصل نام سرالدین اور کنیت ابوالحسن ہے۔

صاحب سراۃ الاسرار نے آپ کے بارے میں لکھا ہے کہ مالک حضرت ملکوت شاہد غزت و جبروت موحد وقت قطب عالم خواجہ سری بن مفلس سقطی رحمتہ اللہ علیہ طبقہ اولیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ اہل تصوف کے امام تھے۔

ابتدائی حالات: آپ کی ولادت بغداد شہر میں تقریباً ۱۵۵ھ میں ہوئی۔ آپ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ سری کا مطلب جوان آدمی ہوتا ہے اور سقطی سے مراد متفرق چیزیں بیچنے والا ہوتا ہے۔ آپ نے چونکہ جوانی میں متفرق چیزیں بیچنے کا کام شروع کیا اس لئے آپ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے شہرت پا گئے۔

آپ کا راہ حق کی طرف آنا: ایک مرتبہ آپ سے کسی نے پوچھا کہ ابتداء میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی معرفت کیسے حاصل ہوئی؟ ارشاد فرمایا' ایک دن میری دکان کے پاس سے حضرت حبیب بن سلیم راعی رحمتہ اللہ علیہ کا گزر ہوا۔ میں نے اپنے کباڑ خانہ کی کچھ بوسیدہ چیزیں ان کی خدمت میں پیش کیں کہ وہ ان کو فقیروں میں تقسیم فرما دیں۔ اس پر انہوں نے مجھے خیرك الله کے الفاظ سے دعا دی جس دن سے میرے کانوں نے اس دعا کو سنا ہے۔ دنیاوی معاملات سے میرے دل کو نفرت ہو گئی۔

ایک روایت میں اس طرح بھی ہے کہ آپ دکان پر اشیاء فروخت کرنے کا کام کیا

Marfat.com

کرتے تھے۔ جس بازار میں آپ کی دکان تھی۔ اتفاق سے اس بازار میں آگ لگ گئی جس کے باعث سارا بازار جل کر راکھ ہو گیا۔ اس وقت آپ دکان پر موجود نہیں تھے اور کہیں گئے ہوئے تھے۔ جب واپس آرہے تھے تو راستے میں آپ سے لوگوں نے کہا کہ آپ کی دکان بھی آگ کی لپیٹ میں آ کر جل گئی ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا' میں نے دکان و مال کی قید سے آزاد ہو چکا ہوں۔ اس کے بعد جب لوگوں نے آپ کی دکان دیکھی تو بڑے حیران ہوئے کہ سارے بازار کی دکانیں جل کر خاکستر ہو چکی تھیں مگر صرف حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کی دکان جلنے سے محفوظ تھی۔ حالانکہ اس دکان کے اردگرد کی تمام دکانیں جل کر سیاہ ہو گئی تھیں۔

حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے جب اپنے مالک حقیقی کا یہ فضل و کرم دیکھا تو آپ پر خوشی و مسرت کی اس قدر کیفیت طاری ہوئی کہ اسی وقت اپنی دکان اور اس کا سارا سامان فقیروں اور مسکینوں میں بانٹ دیا۔ خود درویشی و فقر کا راستہ اپنا لیا۔

حصول روحانیت: آپ نے تزکیہ نفس اور حصول روحانیت کیلئے حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ کی مریدی اختیار کی اور انہی کی صحبت میں رہ کر علوم ظاہری و باطنی حاصل کیا۔ بے پناہ ریاضت و عبادت کی۔ جب آپ شریعت اور طریقت میں ہر لحاظ سے کامل ہو گئے تو آپ کے مرشد نے آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا۔

حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ روزانہ ایک ہزار رکعت نفل نماز پڑھتے تھے۔ چنانچہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے زیادہ عابد و زاہد کامل کسی کو نہیں دیکھا اور آپ کے علاوہ اور کسی میں یہ بات نہ دیکھی کہ آپ کی عمر شریف ۹۸ سال کی ہوئی مگر سوائے موت کے وقت کے کبھی آپ کو لیٹے ہوئے نہیں دیکھا۔

حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عید کے دن حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ کو کھجوریں چنتے ہوئے دیکھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یہ

Marfat.com

آپ کس لئے اکٹھی فرمارہے ہیں؟ حضرت معرف کرخی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے ایک لڑکے کو آج کے دن روتے ہوئے دیکھا تو اس سے پوچھا کہ تم کیوں رو رہے ہو؟ اس لڑکے نے جواب دیا کہ میں یتیم ہوں۔ آج عید کا دن ہے سب لڑکوں نے نئے کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ چنانچہ میں اس لئے کھجوریں چن رہا ہوں کہ ان کو فروخت کر کے اس کو اخروٹ لے دوں تا کہ وہ ان کے ساتھ کھیلے اور روئے نہیں۔ حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ اس خدمت کو میں سرانجام دے لوں گا۔ آپ اس بارے میں ہرگز فکر مند نہ ہوں۔ چنانچہ اس کے بعد میں نے اس یتیم بچہ کو اپنے ہمراہ لیا اور اس کو نئے کپڑے خرید کر پہنا دیئے۔ پھر میں نے اس کو تھوڑے سے اخروٹ بھی لے کر دیئے تا کہ وہ ان سے کھیلتا رہے۔ اس حسن سلوک سے لڑکے کا دل بہت خوش ہو گیا اور مجھے اس کام کا فائدہ یہ ہوا کہ میرے دل میں ایک ایسا نور پیدا ہو گیا جس نے میرے دل کی دنیا میں ایک انقلاب برپا کر دیا اور مجھے معرفت کی بلندیوں پر پہنچا دیا۔

آپ اکثر یوں فرمایا کرتے **اللھم مھما عذبتنی بہ من شئی فلا تعذبنی بذل الحجاب۔** ”یعنی اے خدا! اگر مجھے کسی چیز سے عذاب پہنچانا ہے تو تجھے اختیار ہے کہ اس کیلئے میں حاضر ہوں لیکن وہ عذاب حجاب کی ذلت کا نہ ہو کیونکہ تجھ سے حجاب میں نہ ہونے کی صورت میں آنے والی بلائیں اور تیرا عذاب ترے ذکر اور مشاہدہ کی بدولت معلوم نہ ہوگا۔ لیکن اگر تجھ سے حجاب میں رہوں تو تیری ابدی نعمتیں بھی میری ہلاکت کا ذریعہ ہوں گی۔ حجاب وہ بلا ہے کہ خود دوزخ میں بھی اس سے زیادہ سخت کوئی عذاب نہیں ہے۔ اگر دوزخیوں کو دوزخ میں اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ حاصل ہوتا تو انہیں ایسا سرور حاصل ہوتا کہ بدن پر عذاب کی تکلیف اور جسمانی آزار کو یکسر بھول جاتے۔ عذاب و بلا کا احساس تک نہ ہوتا، بہشت کی نعمتوں میں دیدار الٰہی سے بڑھ کر کوئی نعمت کامل تر نہیں ہے۔ اگر اہل بہشت کو وہ تمام نعمتیں بلکہ ان سے بھی سینکڑوں گناہ مزید نعمتیں

Marfat.com

حاصل ہوں۔لیکن دیدار الٰہی حاصل نہ ہوتو وہ دل و جان سے ہلاک و برباد ہوکر رہ جائیں۔

حقائق و معارف: سب سے پہلے جس نے حقائق و معارف کو بغداد میں نشر فرمایا وہ آپ ہی ہیں۔عراق کے بہت سے مشائخ آپ کے سلسلہ ارادت سے منسلک تھے۔ آپ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ عنہ کے ماموں اور شیخ طریقت تھے۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ طریقت جیسا کامل کسی کو بھی نہیں دیکھا اور حضرت بشر حانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں آپ کے سوا کسی سے سوال نہ کرتا تھا کیونکہ میں آپ کے زہد وتقویٰ سے واقف تھا۔ جانتا تھا کہ جب آپ کے دست مبارک سے کوئی چیز باہر جاتی ہےتو آپ خوش ہوتے ہیں۔

حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کو جب یہ علم ہو جاتا کہ لوگ میرے پاس حصول تعلیم کی غرض سے آرہے ہیں تو آپ دعا کرتے کہ اے اللہ ان کو وہ تعلیم عطا کردے جس میں میری احتیاج ہی باقی نہ رہے۔مجھے یہ لوگ تیری عبادت سے غافل نہ کرسکیں۔ایک شخص مکمل تیس سال سے عبادت ومجاہدات میں سرگرم عمل تھا اور لوگوں نے جب اس سے پوچھا کہ تمہیں یہ درجہ کیسے ملا تو جواب دیا کہ میں نے ایک روز حضرت سری سقطی کے دروازے پر جاکر جب انہیں آواز دی تو پوچھا کہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا کہ آپ کا ایک شناسا۔یہ سن کر آپ نے یہ دعا دی کہ اے اللہ! اس کو ایسا بنادے کہ تیرے سوا کسی سے شناسائی نہ رہے۔چنانچہ اسی دن سے مجھے مراتب حاصل ہونے شروع ہو گئے اور آج معرفت کے اس درجہ تک پہنچ گیا۔

وعظ ونصیحت: حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ ایک مرتبہ بغداد شریف میں تقریر فرما رہے تھے کہ خلیفہ بغداد کا ایک مصاحب احمد بن یزید بڑے ہی کروفر سے حاضر ہوا اور آپ کی تقریر سننے کیلئے بیٹھ گیا۔اس وقت آپ یہ ارشاد فرمارہے تھے کہ تمام مخلوقات میں انسان سے زیادہ ضعیف کوئی مخلوق نہیں مگر باوجود اس قدر ضعف کے گناہ کرنے میں کتنا

Marfat.com

جری اور بہادر بنتا ہے۔ افسوس، صد افسوس...... آپ کے ان فقروں کا احمد بن یزید کے دل پر خاص اثر ہوا۔ تقریر ختم ہونے پر اپنے مکان پہنچا اور رات کو کھانا بھی نہیں کھایا اور اسی بھوک کی حالت میں شب بھر آہ و بکا و گریہ زاری میں گزاری۔ دوسرے دن فقیروں کا لباس پہن کر حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کہا کہ کل آپ کے وعظ نے میرے دل میں گھر کر لیا ہے اس لئے اب آپ خدا کے تقرب کا راستہ مجھے بتائیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ عام راستہ یہ ہے کہ نماز پنج گانہ جماعت کے ساتھ ادا کرو...... مال ہو تو اس کی زکوٰۃ دو...... اور تمام احکام شریعت کی پوری پابندی کرو؟ خاص راستہ یہ ہے کہ دنیا سے بے نیاز ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اللہ تعالیٰ سے بھی سوائے اس کی رضا کے کسی دوسرے کو طلب نہ کرو۔ آپ کی نصیحت یہیں تک پہنچی تھی کہ احمد بن یزید فوراً کھڑے ہو گئے اور سیدھے جنگل کی طرف چل دیئے۔ کچھ دنوں کے بعد احمد بن یزید کی ماں روتی ہوئی آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور کہا کہ حضور! میرا صرف ایک ہی فرزند تھا جو آپ کی نصیحت کو سن کر نہ معلوم کہاں چلا گیا؟ آپ نے فرمایا کہ اے ضعیفہ غمگین نہ ہو عنقریب تیرا لڑکا آ جائے گا اور میں تجھے اطلاع دوں گا۔ چنانچہ چند دنوں کے بعد وہ فقیروں کی صورت بنائے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پھر چند ہی لمحوں کے بعد جنگل کی جانب چلا گیا۔ یہاں تک کہ پھر دوسری مرتبہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ کی ہی گود میں ان کا وصال ہو گیا۔ مگر آپ نے جب اس کی والدہ کو اطلاع دی تو اسے بہت صدمہ ہوا۔

خواب میں شرف دیدار الٰہی: حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں خواب میں دیدار الٰہی کی عظیم دولت سے مشرف ہوا اور اس کا یہ ارشاد سنا کہ اے سری! جب میں نے انسان کو پیدا کیا تو بیک زبان سب نے مل کر میری محبت کا دعویٰ کیا۔ لیکن جب میں نے دنیا کو پیدا کر کے انسان کو عالم وجود میں ظاہر کیا تو دس ہزار میں سے نو ہزار نے دنیا کے عیش و آرام کو پسند کر لیا۔ مجھ سے فراموشی اختیار کر لی اور جو ایک

Marfat.com

ہزار باقی رہے جب جنت اور اس کی روح افزاء بہاروں کو پیدا کر کے اس کے سامنے پیش کیا تو اس باقی ایک ہزار میں سے نوسو تو جنت کے طالب ہو گئے۔ صرف ایک ہی سو باقی رہ گئے۔ پھر میں نے ایک سو کی آزمائش کیلئے انہیں بلاؤں اور مصیبتوں میں گرفتار کیا تو ان میں سے نوے آدمی ان مصیبتوں کے سبب مجھے بھول گئے اور اس سے صرف دس باقی رہے۔ انہیں دسوں سے میرا خطاب ہے۔

اے لوگو! تم نے نہ دنیا کے عیش و آرام کو چاہا' اور نہ فقط جنت ہی کے لالچ میں میرے خاص بندے بنے' نہ بلاؤں اور مصیبتوں میں مبتلا ہو کر مجھ سے بھاگے۔ اے سری! اس پر وہ بندے بولے کہ پروردگار عالم! ہم اپنے سب سے پہلے عہد ''بلی شهدنا ''یعنی بے شک تو ہے ہم گواہ ہوئے۔ اس پر قائم ہیں۔ تو پھر اے سری ہم نے اپنے ان خاص بندوں کو جواب دیا۔ ''من كان لله كان الله له ''یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کا ہو جاتا ہے۔

قول و فعل میں مطابقت: حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ اپنے مشائخ کرام کے مظہر تھے اور قول و فعل میں ان کے نقش قدم پہ تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ کی بارگاہ میں آپ کے ایک عقیدت مند حاضر ہوئے اور مسئلہ صبر کی تشریحات چاہی؟ آپ صبر کے موضوع پر تقریر فرمانے لگے۔ ثنائے تقریر ایک بچھو آپ کے پاؤں میں ڈنگ مارنے لگا تو لوگوں نے کہا کہ حضور! اس کو مار کر ہٹا دیجئے۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ میں جس موضوع پر تقریر کر رہا ہوں۔ اس کے خلاف کام کروں یعنی بچھو کے ڈنگ مارنے پر بے صبری کا اظہار کروں۔

حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ اس ارشاد ربانی ''اصبروا وصابروا ورابطو '' کی تشریح اس طرح ارشاد فرماتے ہیں۔ سلامتی کی توقع شدائد دینوی پر صبر کرو اور جنگ کے وقت ثابت قدمی کا مظاہرہ کرو۔ نفس لوامہ کی خواہشات کو روک دو' ان باتوں سے بچو جن کا انعام ندامت ہے۔ جب یہ شرائط بجالاؤ گے تو امید ہے کہ عزت و

Marfat.com

کرامت کی بساط پرتم کامیابی حاصل کرسکو۔

کاروبار کی سچائی: حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ ابتداء میں تجارت کرتے تھے اور پانچ فیصدی سے زیادہ نفع لینا پسند نہیں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے بادام بغرض تجارت خریدا اور چند ہی دنوں کے بعد بادام کا بھاؤ بہت چڑھ گیا۔ ایک دلال آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ آپ اپنے باداموں کو مجھ سے فروخت کر دیجئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم ترسیٹھ دینار میں اس کو خریدو؟ اس دلال نے کہا کہ اس وقت ان باداموں کی قیمت نوے دینار ہے۔ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تو یہی قصد کر لیا ہے کہ پانچ فیصد سے زیادہ منافع نہیں لوں گا اور میں اپنی اس رائے کو تبدیل کرنا بھی پسند نہیں کرتا۔ تو دلال نے کہا کہ میں آپ کے مال کو موجودہ وقت کے بھاؤ سے کم بیچنا پسند نہیں کرتا۔ چنانچہ وہ مال اسی طرح پڑا رہا نہ دلال کم بیچنے پر راضی ہوا اور نہ آپ زیادہ پر راضی ہوئے۔

ترک لذت نفسی: حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کا روزہ تھا۔ طاق میں ٹھنڈا پانی ہونے کیلئے آبخورہ رکھ دیا تھا۔ عصر کے مراقبہ میں تھے حورانِ بہشتی نے یکے بعد دیگرے سامنے سے گزرنا شروع کیا جو سامنے آتی۔ اس سے دریافت فرماتے تو کس کیلئے ہے۔ وہ ایک بندہ خدا کا نام لیتی ہے۔ ایک آئی۔ اس سے پوچھا' اس نے کہا اس کے لئے ہوں۔ جو روزہ میں پانی ٹھنڈا ہونے کو نہ رکھے۔ فرمایا' اگر تو سچ کہتی ہے۔ تو اس کوزہ کو گرادے۔ اس نے گرادیا اس کی آواز سے آنکھ کھل گئی۔ دیکھا تو وہ آبخورہ ٹوٹا پڑا تھا۔

محبت حقیقی کا مفہوم: ایک مرتبہ حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ سے محبت کا صحیح مفہوم دریافت کیا تو حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ بعض حضرات موافقت کو اور بعض اشارت کو محبت سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے اپنے ہاتھ کی کھال کھینچ کر اوپر اٹھانا چاہا تو وہ اپنی جگہ چمٹی رہی۔ اس وقت آپ نے فرمایا کہ اگر میں یہ دعویٰ کروں کہ صرف محبت ہی کی وجہ سے میری

Marfat.com

کھال خشک ہوگئی تو میں اپنے دعویٰ میں حق بجانب ہونگا۔ یہ فرماتے ہی بیہوش ہو گئے لیکن آپ کا روئے مبارک مہر درخشاں کی طرح دمک رہا تھا۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ محبت بندے کو ایسا کر دیتی ہے کہ شمشیر وسناں کی اذیت بھی اس کو محسوس نہیں ہوتی اور اس سے پہلے میں بھی محبت کی حقیقت سے ناآشنا تھا لیکن خدا نے جب آگاہ فرمادیا تب مجھے محبت کا صحیح مفہوم معلوم ہوا۔

حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کا واقعہ حج: ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں ایک روز بیت المقدس میں تھا اور حج کے دنوں میں بہت تھوڑے دن باقی رہے گئے تھے۔ میں نے اس سال حج کیلئے نہ پہنچ سکنے پر بڑا افسوس کیا اور دل سوچنے لگا کہ لوگ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پہنچ چکے ہوں گے۔ میں یہاں ہی ہوں۔ افسوس! کہ میں اس نعمت سے محروم رہ گیا۔ میں رونے لگا اور بہت رویا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہاتف سے ایک ندا سنی۔ کوئی کہہ رہا تھا اے سری! مت رو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں کسی سبب سے حج کیلئے مکہ معظمہ پہنچا دے گا۔ میں نے کہا مگر یہ کیسے ممکن ہے جبکہ مکہ معظمہ یہاں سے کافی دور ہے اور میں یہاں بیت المقدس میں ہوں۔ آواز آئی کہ اللہ کیلئے سب کچھ ممکن ہے۔ میں نے سجدہ شکر ادا کیا اور ہاتف کی آواز کی صداقت کے ظہور کا انتظار کرنے لگا۔ اتنے میں مسجد بیت المقدس میں وجیہ اور نورانی چہروں والے چار حضرات داخل ہوئے ان کی نورانی صورتیں ایسی پرنور تھیں جیسے سورج چمک رہا ہو۔ ان چاروں میں سے ایک ان کا پیشوا تھا اور تین ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ یہ لوگ مسجد میں داخل ہوئے تو ساری مسجد جگمگا اٹھی۔ میں نے انہیں دیکھا تو اٹھ کر ان کے ساتھ ہولیا۔ پھر انہوں نے دو رکعات باجماعت نماز پڑھی۔ امام وہی بنا جوان کا پیشوا تھا۔ نماز کے بعد ان کا وہ امام دعا مانگنے لگا اور وہ تینوں اس کی دعا پر آمین کہنے لگے۔ میں قریب ہوگیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ بڑی رقت آمیز دعا مانگ رہے تھے۔ جب وہ دعا سے فارغ ہوئے تو میں ان سے السلام علیکم کہا اور انہوں نے جواب دیا۔ پھر ان کے اسی پیشوا نے مجھ سے

Marfat.com

کہا مبارکباد اے سری! کہ ہاتف سے تمہیں حج کی بشارت مل چکی ہے۔ میں نے کہا ہاں یا سیدی! آپ کے یہاں تشریف لانے سے قبل ہاتف سے یہ بشارت مل چکی ہے۔ وہ فرمانے لگے ہاں ہاں۔ جب تمہیں ندائے ہاتف سنائی گئی ہے ہم اس وقت خراسان میں تھے۔ میں نے حیران ہوکر پوچھا۔ حضور! خراسان کی مسافت تو یہاں سے سال بھر کی ہے۔ پھر آپ اتنی جلدی یہاں کیسے پہنچ گئے؟ تو فرمایا مسافت اگر ہزاروں سال کی بھی ہوتو کوئی بات نہیں۔ زمین اسی خدا کی ہے جس کے ہم بندے ہیں۔ ہم اسی کے گھر کی زیارت کیلئے نکلے ہیں اور پہنچادینا بھی اسی کا کام ہے۔ دیکھو یہ سورج مشرق سے چل کر صرف ایک دن ہی میں مغرب میں پہنچ جاتا ہے۔ حالانکہ مشرق ومغرب میں مسافت کئی سالوں کی ہے تو کیا سورج یہ اتنی طویل مسافت اپنی قدرت سے طے کرتا ہے؟ تو جب ایک بے جان وجود اتنی لمبی مسافت دن بھر میں طے کرلیتا ہے تو جو اللہ کے مقبول بندے ہیں وہ اگر سال بھر کی مسافت پل بھر میں طے کرلیں تو کون سی تعجب کی بات ہے۔ پھر وہ باہر نکلے اور مجھے ساتھ لے لیا۔ نماز ظہر کے وقت ہم ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں پانی کا نام ونشان تک نہ تھا۔ مگر اسی مقبول حق کی برکت وکرامت سے ہم نے وہاں ایک ٹھنڈا چشمہ پایا جس سے ہم نے وضو کیا اور نماز پڑھی۔ پھر چلے اور نماز عصر کے وقت ہمیں حجاز کی نشانیاں نظر آنے لگیں اور مغرب سے پہلے پہلے ہم مکہ معظّمہ پہنچ گئے۔ مکہ معظّمہ پہنچا کر وہ پاک لوگ میری نظروں سے غائب ہوگئے۔

ادب بارگاہ رب العزت: حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے معمول کے مطابق نماز پڑھی (نماز پڑھ لینے کے بعد) محراب کی طرف اپنے پاؤں پھیلا کر بیٹھ گیا تو مجھے غیب سے ندا آئی۔ اے سری! کیا بادشاہوں کے دربار میں اسی طرح بیٹھا کرتے ہیں۔ چنانچہ میں نے فوراً اپنے پاؤں سمیٹ لئے اس کے بعد میں نے کہا کہ مجھے تیری عزت کی قسم! اب میں کبھی بھی اپنے پاؤں نہیں پھیلاؤں گا۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ

Marfat.com

علیہ ساٹھ سال تک زندہ رہے اور اس دوران کبھی بھی دن کو یا رات اپنے پاؤں نہیں پھیلائے۔

ایک عارفہ کی داستان معرفت: حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شب مجھ کو نیند آئی نہایت درجہ بے چین ہوا۔ میں آنکھ تک نہ بند کر سکا۔ باوجودیکہ اس شب کو تہجد سے بھی محروم رہا۔ جب فجر کی نماز پڑھ چکا تو گھر سے نکلا کسی طرح مجھ کو قرار نہ تھا۔ پھر میں جامع مسجد میں ٹھہر گیا۔ ایک واعظ کا وعظ سننے لگا تاکہ کچھ دل کو راحت ہو۔ میں نے اپنے دل کو پایا کہ سختی اس کی بڑھتی جاتی ہے۔ میں وہاں سے چل پڑا۔ دوسرے واعظ کے پاس ٹھہرا وہاں بھی دل کا اضطراب نہ کم ہوا۔ پھر میں نے اپنے جی سے کہا دل کے طبیبوں کے پاس جاؤں اور جو لوگ محبّ کو محبوب کی راہ بتلاتے ہیں۔ ان سے ملوں پھر بھی میرے دل کو قرار نہ ہوا اور سختی بڑھتی گئی۔ پھر میں نے کہا اب میں کوتوالی میں جاؤں۔ وہاں لوگوں کو سزا پاتے دیکھ کر کچھ عبرت ہو مگر وہاں بھی دل کی سختی کم نہ ہوئی۔ پھر میں نے کہا چلوں قید خانے کو' شاید ان لوگوں کو جو مبتلائے عذاب ہیں۔ دیکھ کے دل ڈرے جب میں قید خانہ میں داخل ہوا۔ اپنے دل کو پایا کھل گیا اور میرا سینہ کشادہ ہوا۔ ایک لونڈی خوبصورت قیمتی اوڑھنی اوڑھے نظر آئی۔ اس کے پاس سے عطر کی خوشبو آتی تھی۔ پاک نظر نیک دل تھی۔ ہاتھوں میں ہتھکڑی' پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں۔ جب مجھ کو دیکھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور شعر پڑھے۔ جن کا مطلب یہ ہے کہ میں تجھ سے پناہ مانگتی ہوں کہ بغیر گناہ کیے۔ میرے ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈال کر گردن میں لٹکا دی۔ ان ہاتھوں نے نہ کبھی خیانت کی نہ چوری کی۔ میرے پہلو میں جگر ہے۔ میں جانتی ہوں وہ جل گیا۔ قسم تیرے حق کی اے دل کی مراد میں سچی قسم کھاتی ہوں۔ اگر تو میرے دل کے ٹکڑے کر ڈالے تیرے حق کی قسم ہے کبھی تجھ سے نہ پھرے گا۔ شیخ سری فرماتے ہیں کہ میں نے داروغہ سے دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟ کہا لونڈی ہے۔ دیوانی ہو گئی ہے اس کے مالک نے یہاں قید کیا ہے تاکہ درست ہو جائے۔ جب اس لونڈی نے داروغہ کا

Marfat.com

کلام سنا اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں۔ شیخ سری فرماتے ہیں میں نے اس سے وہ باتیں سنیں جنہوں نے مجھے بے چین کر دیا۔ مجھ کو غم دیا' جلایا' رلایا۔ جب لونڈی نے میرے آنسو دیکھے۔ کہا اے سری! یہ تمہارا رونا اس کی صفت سن کر ہے کیا حال ہو۔ اگر تم اس کو پہچان لو' پھر ایک ساعت وہ بیہوش رہی۔ جب ہوش آیا میں نے کہا اے لونڈی! جواب دیا لبیک اے سری! میں نے کہا مجھ کو تو نے کیسے پہچانا؟ کہا جب سے مجھ کو معرفت حاصل ہوئی جاہل نہیں رہی اور جب سے خدمت کی سست نہ ہوئی۔ جب سے وصل ہوا جدا نہ ہوئی اور درجے والے ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ میں نے کہا تجھ سے سنا کہ تو محبت کرتی ہے۔ تیرا دوست کون ہے؟ کہا جس نے اپنے محبوں کے ساتھ مجھ کو معرفت دی اور اپنی بڑی عطا کے ساتھ سخاوت کی۔ وہ دلوں کے پاس ہے۔ محبوب کے طلبگار کا دوست ہے۔ سنتا ہے جانتا ہے۔ پیدا کرنے والا' حکمت والا' سخی' کریم' بخشنے والا' رحیم ہے۔ میں نے پوچھا یہاں تجھ کو کس نے قید کیا؟ کہا حاسدوں نے باہم مدد کی اور قول وقرار کیا۔ پھر وہ بآواز بلند چلائی اور بیہوش ہوگئی۔ میں نے خیال کیا کہ اس نے زندگی ختم کر لی۔ پھر وہ ہوش میں آئی۔ شیخ سری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے قید خانہ کے داروغہ سے کہا اس کو چھوڑ دو۔ اس نے چھوڑ دیا۔ میں نے کہا جہاں تیرا دل چاہے چلی جا۔ کہا اے سری رحمتہ اللہ علیہ! میں کہا جاؤں' اسے چھوڑ کر میرا کہاں راستہ ہے۔ میرے دل کے دوست نے اپنے مملوک کو میرا مالک بنا دیا۔ اگر میرا مالک راضی ہوگا' چلی جاؤں گی ورنہ صبر کروں گی۔ میں نے کہا خدا کی قسم! یہ تو مجھ سے زیادہ عقلمند ہے۔ میں اسی حال میں اس سے باتیں کر رہا تھا کہ اس کا مالک آ گیا۔ داروغہ سے پوچھا۔ تحفہ اس کی لونڈی کہاں ہے؟ کہا اندر ہے اور اس کے پاس شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ بیٹھے ہیں۔ مالک یہ سن کر بہت خوش ہوا۔ اندر آیا اور مجھ کو مرحبا کہا اور میری تعظیم کی۔ میں نے کہا یہ لونڈی بہ نسبت میرے تعظیم کی زیادہ مستحق ہے۔ اس کی کیا حرکت تجھ کو ناپسند ہے۔ کہا بہت سی باتیں ہیں نہ کھائے نہ پیئے' بے عقل' نہ خود سوئے' نہ ہم کو سونے دے' ہر وقت متفکر رہتی

Marfat.com

ہے۔ ذرا سی بات پر فوراً رو دے۔ آہ و نالے سے کام ہے' سدا رویا کرتی ہے اور یہی میری پونجی ہے۔ میں نے اپنا تمام مال بیس ہزار درہم دے کر اس کو مول لیا۔ امید تھی کہ نفع حاصل ہوگا کیونکہ حسن و جمال کے علاوہ یہ اور کام بھی جانتی ہے۔ میں نے کہا اور کام کیا کرتی ہے۔ کہا گانا جانتی ہے۔ میں نے پوچھا کتنی مدت سے یہ مرض اس کو ہے؟ کہا ایک برس سے۔ میں نے کہا ابتداء کیسے ہوئی۔ کہا ایک مرتبہ عود لئے گا رہی تھی۔ دفعتہً عود توڑ کر کھڑی ہوگئی اور روئی چلائی۔ میں نے اس کو انسان کی محبت کی تہمت لگائی۔ میں نے اس کی تحقیقات کی مگر کچھ علامت و نشان نہ پایا۔

میں نے لونڈی سے پوچھا کیا ایسا ہی معاملہ ہے؟ لونڈی نے زبان تیز اور جلے دل سے جواب دیا۔ میرے دل سے خدا نے مجھ کو خطاب کیا۔ میرا وعظ میری زبان پر تھا' مجھ کو بعد دوری کے قریب کیا اور مجھ کو خدا نے خاص منتخب کیا۔ جب میں برضا و رغبت بلا گئی۔ میں نے قبول کیا اور لبیک اپنے بلانے والے کے جواب میں کہی۔ جو کچھ گناہ مجھ سے سابق میں ہوئے تھے میں ان سے ڈری مگر محبت نے خوف دفع کر کے آرزوؤں میں ڈال دیا۔ شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے اس کے مالک سے کہا۔ میرے ذمہ اس کی قیمت ہے اور میں زیادہ دوں گا۔ مالک چلایا اور کہا۔ ہائے محتاجی تیرا برا ہو تم تو ایک مرد فقیر ہو۔ اس کی قیمت کہاں پاؤ گے۔ میں نے کہا جلدی نہ کرو۔ تم یہیں رہو میں اس کی قیمت لاتا ہوں۔ پھر وہاں سے چل دیا' غمگین روتا ہوا۔ قسم خدا کی میرے پاس لونڈی کی قیمت ایک درہم بھی نہ تھا۔ تمام رات خدا کی درگاہ میں روتا' خوشامد' عاجزی کرتا رہا اور اس سے دعا مانگتا تھا۔ تمام رات آنکھ نہ جھپکی اور کہتا تھا خداوند تو ظاہر و باطن خوب جانتا ہے۔ میں نے تیرے فضل پر اعتماد کیا' مجھ کو فضیحت نہ کرنا' اس لونڈی کے مالک کے روبرو شرمندہ نہ ہوں۔ اسی حالت میں عبادت خانہ میں بیٹھا ہوا دعا مانگ رہا تھا کہ ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے کہا دروازہ میں کون ہے؟ کہا دوستوں میں سے ایک دوست ہے' کسی سبب سے یہاں آیا ہے۔ خدائے مہربان کا حکم اس کو یہاں لایا

Marfat.com

ہے۔ میں نے دروازہ کھولا۔ ایک شخص چار غلام اس کے ہمراہ شمع لئے۔ پھر اس آنے والے نے کہا۔ اے استاد! مجھ کو اندر آنے کی اجازت ہے؟ میں نے کہا آؤ۔ وہ شخص اندر آیا۔ میں نے پوچھا تم کون ہو؟ کہا احمد بن مثنیٰ ہوں۔ مجھ کو ایسے شخص نے دیا ہے کہ وہ دیتے وقت بخل نہیں کرتا۔ میں آج کی رات سو رہا تھا۔ ہاتف غیبی نے پکار کر کہا۔ پانچ توڑے اشرفیاں سری کے پاس لے جاؤ۔ ان کا دل خوش ہو اور وہ تحفہ کو خرید لیں کیونکہ ہم کو تحفہ کے حال پر مہربانی ہے۔ میں نے خدا کے شکر میں سجدہ کیا کہ اس نے مجھے یہ نعمت عطا کی۔ فجر کا انتظار کرنے لگا۔ جب صبح کی نماز ادا کی' احمد کا ہاتھ پکڑ کر قید خانہ میں لے گیا۔ رات کو ہاتف نے مجھ کو پکار کر کہا ہے۔ شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں تحفہ نے جب ہم کو دیکھا۔ اس کے آنسو ڈبڈبا آئے اور کہا تم نے مجھ کو سب لوگوں میں مشہور کر دیا۔ اسی حال میں تحفہ کا مولیٰ آ گیا' روتا ہوا' دل غمگین' رنگ فق۔ میں نے کہا مت روؤ۔ جس قدر قیمت تم نے دی ہے میں لایا ہوں اور پانچ ہزار نفع دوں گا۔ اس نے کہا نہیں خدا کی قسم! میں نے کہا دس ہزار نفع لو۔ کہا نہیں خدا کی قسم نہیں لوں گا۔ میں نے کہا قیمت کے برابر نفع لو۔ کہا اگر تم تمام دنیا اس کے عوض دو گے نہ قبول کروں گا۔ تحفہ خدا کے واسطے آزاد ہے۔ میں نے کہا کیا حال ہے۔ کہا رات کو مجھے سخت تنبیہ اور جھڑکی دی گئی ہے۔ میں تمام حال چھوڑ کر خدا کی طرف بھاگا ہوں۔ خدایا تو کشائش کے ساتھ میرا کفیل ہو اور میرے رزق کا ضامن۔ پھر میری طرف ابن مثنیٰ متوجہ ہوا۔ میں نے دیکھا وہ رو رہا تھا۔ میں نے کہا تم کیوں روتے ہو؟ کہا خداوند تعالیٰ نے جس کام کیلئے مجھ کو بلایا اس سے راضی نہیں ہوا۔ تم گواہ رہو۔ میں نے اپنا تمام مال خدا کی راہ میں خیرات کر دیا۔ میں نے کہا تحفہ کیا بڑی صاحب برکت ہے۔ تحفہ کھڑی ہوئی جو کپڑے پہنے تھی اُتار کر پھینک دیئے اور ایک کرتہ بالوں کا پہن لیا۔ روتی ہوئی نکل کھڑی ہوئی۔ ہم لوگوں نے اس سے کہا خدا نے تم کو آزاد کر دیا پھر کیوں روتی ہو۔ پھر ہم قید خانہ کے دروازے سے نکلے۔ اثنائے راہ میں تحفہ کو تلاش کیا اپنے ہمراہ نہ پایا۔ ابن مثنیٰ راستے میں مر گئے۔ میں اور تحفہ کا

Marfat.com

مولیٰ مکہ معظّمہ میں داخل ہوئے۔ ایک دن میں طواف کر رہا تھا' کسی زخمی دل سے کلام مجروح سنا۔ وہ کلام یہ ہے۔ خدا کا دوست دنیا سے بیمار ہے۔ اس کا مرض دراز ہے۔ اس کی دوا خود مرض ہے۔ اس کو شراب محبت کا پیالہ پلا دیا اور خوب پلا کر سیر کر دیا۔ پھر تو وہ دوست اس کی محبت میں حیران ہو کر اسی کی طرف متوجہ ہوا۔ بجز اس کے دوسرا محبوب نہیں چاہتا۔ یہی حال اس کا ہے جو براہ شوق خدا کی طرف بلایا جائے۔ اس کی محبت میں حیران رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا دیدار نصیب ہو۔ پھر میں اس آواز کی جانب گیا۔ اس نے جب مجھے دیکھا کہا اے سری! میں نے کہا لبیک! تم کون ہو؟ خدا تم پر رحم کرے۔ کہا لا الہ الا اللہ بعد معرفت کے اب انجان ہو گئے۔ میں تحفہ ہوں۔ وہ اس وقت بالکل ضعیف و ناتواں تھی جیسے کسی کا خیال دل میں گزرے۔ اس طرح وہ نظر آتی تھی۔ میں نے کہا اے تحفہ! جب سے تم خلق خدا سے جدا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف مائل ہوئی۔ خدا سے تم کو کیا فائدہ حاصل ہوا۔ کہا اپنے قرب سے انس دیا۔ غیر سے مجھ کو وحشت دی۔ پھر میں نے کہا ابن مثنیٰ مر گئے۔ کہا خدا ان پر رحم فرمائے۔ میرے مولا نے ان کو وہ کرامات عطا کئے ہیں کہ جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا۔ جنت میں ان کی جگہ میرے پڑوس میں ہے۔ پھر میں نے کہا تمہارا مالک جس نے تمہیں آزاد کیا ہے۔ میرے ساتھ ہے۔ یہ سن کر تحفہ نے کچھ دعا مخفی مانگی۔ میرے دیکھتے ہی دیکھتے تحفہ کعبہ کے روبرو مردہ نظر آئی۔ جب اس کے مالک نے اسے مردہ دیکھا تو اپنے کو سنبھال نہ سکا۔ منہ کے بل گر پڑا۔ میں نے پاس جا کر ہلایا۔ وہ بھی دنیا سے کوچ کر چکا تھا۔ پھر میں نے دونوں کے غسل و کفن سے فراغت کر کے دونوں کو دفن کر دیا۔ ان پر خدا کی رحمت ہو۔

ایک اللہ والے کی موت: حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز مدینہ کی جامع مسجد میں بیٹھا ہوا میں کچھ باتیں کر رہا تھا کہ ایک نوجوان خوبصورت لباس فاخرہ پہنے ہوئے آیا۔ ساتھ میں اس کے چند یار دوست تھے۔ میں نے وعظ کہا اور وعظ میں یہ بھی بیان کیا کہ بڑے تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ ضعیف' قوی کی نافرمانی کرتا

Marfat.com

ہے۔ یہ سنتے ہی اس کا رنگ زرد ہو گیا اور اسی وقت وہ چلا گیا۔ پھر اگلے روز آ کر اول سلام علیک کی اور پھر دو رکعت نفل پڑھ کر میری مجلس میں بیٹھ گیا۔ کہنے لگا اے سری! میں نے کل تم سے یہ سنا تھا کہ تم نے کہا تھا کہ ''ضعیف' قوی کی نافرمانی کرتا ہے'' تو اس کا مطلب کیا ہے؟ میں نے کہا مولیٰ (یعنی خداوند کریم) سے زیادہ کوئی قوی نہیں اور بندے سے زیادہ کوئی ضعیف نہیں۔ لیکن یہ پھر بھی اس کی نافرمانی کیے جاتا ہے۔ یہ سن کر وہ اس روز چلا گیا' اگلے روز آیا تو فقط دو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ دوستوں میں سے بھی کوئی ساتھ نہ تھا۔ مجھ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچنے کا کون سا راستہ ہے؟ میں نے کہا اگر تم عبادت کرنا چاہتے ہو تو دن کو روزے رکھو اور راتوں کو نماز پڑھو۔ اگر محض اللہ کو چاہتے ہو تو اس کے سوا ہر چیز کو چھوڑ دو اور مسجدوں یا ویران جگہ یا قبرستان میں رہا کرو۔ چنانچہ وہ یہ کہتا ہوا کھڑا ہو گیا کہ قسم ہے خدا کی! میں مشکل ہی سے رستہ کو طے کروں گا۔ تھوڑے دنوں کے بعد میرے پاس چند لڑکے آئے اور پوچھنے لگے۔ احمد بزید کا تب کو کیا ہو گیا۔ میں نے کہا میں تو اس کو جانتا بھی نہیں ہوں۔ ہاں ایک ایسی ایسی صفت کا آدمی میرے پاس آیا تھا (نہ معلوم کون تھا) اور ایسی ایسی چند باتیں مجھ سے پوچھ کر چلا گیا۔ اب اس کا حال مجھے بھی معلوم نہیں (کہ کہاں ہے) کہا اچھا۔ ہم تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے جاتے ہیں کہ جب تمہیں اس کا حال معلوم ہو ہمیں ضرور خبر کر دینا۔ اس کے بعد ایک سال تک مجھے اس کی بالکل خبر نہ لگی۔ ایک روز عشاء کی نماز کے بعد میں اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک کسی نے دروازہ کی کنڈی کھٹکھٹائی۔ میں نے اندر آنے کیلئے پکارا تو وہی نوجوان آ نکلا۔ میری پیشانی پر بوسہ دے کر کہا اے سری! جیسا اللہ نے دنیا کی غلامی سے مجھے آزاد کر دیا ہے ایسی ہی ہمیں دوزخ کی آگ سے آزاد کر دے۔ میں نے اسے دیکھ کر اپنے ایک دوست کو اشارہ کر دیا کہ اب ان کے گھر جا کر ان کو خبر کر آؤ (کہ تمہارا آدمی آ گیا ہے) وہ اسی وقت گیا۔ اس کے جاتے ہی اس کی بیوی بال بچوں کو لئے ہوئے آئی۔ اس کا ایک بچہ زیور وغیرہ پہنے ہوئے تھا۔ اس بچہ کو اس کی گود میں ڈال کر

Marfat.com

کہنے لگے کہ اے میرے میاں! تم نے اپنے جیتے جی ہی مجھے رانڈ بنا دیا اور ان بچوں کو یتیم کر دیا۔ اس جوان نے میری طرف دیکھا کہا کہ اے سری! تم نے یہ کیا بیوفائی کی۔ پھر بیوی بچوں سے کہا کہ قسم ہے خدا کی بیشک تم میرے دل کے پھل اور میرے دلی محبوب اور پیارے ہو۔ میری اولاد مجھے تمام مخلوق سے زیادہ پیاری ہے لیکن کیا کروں۔ اس سری رحمتہ اللہ علیہ نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر تم اللہ کو راضی رکھنا چاہتے ہو تو اس کے سوا تمام اشیاء سے قطع تعلق کر لو۔ یہ کہہ کر بچہ پر جو زیور وغیرہ تھا اُتار لیا اور بیوی سے کہا کہ یہ زیور وغیرہ تو بھوکوں ننگوں کو دے دو اور میری کملی میں سے تھوڑا سا پھاڑ کر اس کے بدن پر ڈال دو۔ بیوی نے کہا اللہ کی قسم! میں اپنے بچہ کو ایسی حالت میں دیکھنا نہیں چاہتی اور بچہ کو اس سے چھین لیا۔ جب جوان نے دیکھا کہ اس کی بیوی نے مجھ سے منہ چڑھا لیا ہے۔ فوراً کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اس رات کو تم نے مجھے اپنے اللہ کی یاد بھی نہ کرنے دی۔ پھر اسی وقت نکل کر چل دیا اور گھر میں رونے پیٹنے کا شور مچ گیا۔ پھر اس کی بیوی (جاتے ہوئے) کہہ گئی کہ اگر اب کے پھر آئے یا تم کہیں خبر سنو تو مجھے ضرور اطلاع کر دینا۔ میں نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ (اگر کہیں معلوم ہوا تو خبر کرا دوں گا) ایک عرصہ دراز کے بعد ایک بڑھیا میرے پاس آئی اور کہا اے سری! مقام شونیزیہ میں ایک لڑکا حضور کا پوچھتا تھا۔ میں گیا تو وہی جوان پڑا ہوا تھا۔ سر کے نیچے ایک کچی اینٹ رکھی ہوئی تھی۔ میں نے سلام علیک کی سن کر فوراً آنکھیں کھول دیں۔ کہنے لگا اے سری! تمہارا کیا خیال ہے۔ کہا (اللہ کے ہاں) میری خطائیں معاف ہو جائیں گی۔ میں نے کہا ہاں۔ کہا کیا میرے جیسوں کی بھی مغفرت ہو جاتی ہے؟ میں نے کہا۔ ہاں۔ کہا میں تو گناہوں میں غرق ہوں۔ میں نے کہا وہ غرق ہونے والوں کو بھی بچا دیتا ہے۔ کہا میرے ذمہ بہت ظلم اور لوگوں کے حق ہیں۔ میں نے کہا حدیث شریف میں یہ آیا ہے کہ خود جس نے توبہ کر لی۔ قیامت کے دن اسے اور اس کے حقداروں کو بلایا جائے گا اور انہیں یہ حکم ہوگا کہ تم اسے چھوڑ دو۔ اس کی طرف سے اللہ معاوضہ دے گا۔ پھر اس نے کہا اے سری سقطی! میرے پاس کچھ گٹھلیوں کی بکری

Marfat.com

کے چند درہم ہیں۔ جس وقت میں مرجاؤں تو جس چیز کی میرے واسطے ضرورت ہو اسی میں سے خرید کر کفن دفن کر دینا اور میرے گھر والوں کو خبر نہ کرنا ورنہ وہ حرام کی کمائی میں سے میرا کفن خرید کر میرا کفن بدل دیں گے۔ میں اس کے پاس تھوڑی دیر بیٹھا رہا اس نے آنکھیں کھولے رکھیں۔ یہ پڑھا لمثل هذا فليعمل العاملون۔ (یعنی عمل کرنیوالوں کو ایسے ہی اجر کیلئے عمل کرنے چاہئیں) پھر مر گیا۔ میں نے وہ درہم لئے اور جس چیز کی ضرورت تھی خریدنے گیا۔ ابھی واپس آ رہا تھا میں نے دیکھا کہ لوگ گھبرائے آ رہے ہیں۔ میں نے کہا خیر تو ہے؟ کہا ایک ولی اللہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ ہم اس کے جنازے کی نماز پڑھنے جا رہے ہیں۔ خیر میں نے آ کر اسے غسل دیا اور ہم سب نے نماز پڑھ کر دفن کر دیا۔ ایک مدت دراز کے بعد اس کے گھر والے خبر لینے کو میرے پاس آئے۔ میں نے اس کا مرنا ان پر ظاہر کر دیا۔ اسی وقت اس کی بیوی رونے پیٹنے لگی۔ میں نے اس کا سارا حال اس سے بیان کیا۔ کہا خیر مجھے اس کی قبر دکھلا دو۔ اس پر مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں اب یہ اس کا کفن نہ بدل دیں (اور اس پر بھی یہ بات ظاہر کر دی) اس نے کہا واللہ! ایسا نہیں ہوگا۔ (آپ اطمینان رکھیں) خیر میں نے اسے قبر دکھا دی۔ پھر اس نے دو گواہ بلوائے اور ان کے روبرو اپنی سب لونڈیاں آزاد کر دیں۔ زمین وقت اور مال خیرات کر دیا۔ اپنے مرتے تک اس قبر کو نہ چھوڑا۔ آخر وہیں انتقال ہو گیا۔

مجذوب بزرگ کا کلام: حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ بہلول دانا رضی اللہ عنہ کو قبرستان میں اطمینان سے تشریف فرما دیکھا۔ پوچھا یہاں کیا کر رہے ہیں؟ فرمایا میں ایسے لوگوں میں رہتا ہوں جو نہ مجھے اذیت دیتے ہیں اور نہ پس پشت غیبت کرتے ہیں۔ حضرت سری نے پوچھا کیا آپ کو بھوک پیاس نہیں لگتی۔ یہ سن کر چہرہ پھیر لیا اور پڑھا۔

تجوع فان الجوع من علم التقی　　　　وان طویل الجوع یوما سیشبع

(بھوکے رہا کرو کیونکہ بھوک تقویٰ کی علامت ہے۔ زیادہ بھوکا رہنے والا عنقریب آسودہ ہوگا)

Marfat.com

ایک مجذوب بزرگ کو کسی نے قبرستان سے آتے ہوئے دیکھا تو پوچھا۔ کہاں سے تشریف لا رہے ہیں۔ جواب دیا اس مقام پر ایک کارواں خیمہ زن ہے۔ اسی کے پاس سے آرہا ہوں۔ اس نے پوچھا کیا اہل کارواں سے کچھ گفت وشنید بھی ہوئی۔ فرمایا جی ہاں! میں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ کوچ کب کریں گے۔ کہنے لگے۔ جب تم لوگ بھی شامل قافلہ ہو جاؤ۔

مجذوب بزرگوں کے بارے میں کسی نے ایک عارف حق آگاہ سے پوچھا۔ یہ لوگ ہوتے تو مجنون ہیں۔ مگر باتیں نہایت حکمت کی کرتے ہیں۔ اس میں کیا راز ہے۔ فرمایا' ان لوگوں کے پاس فضل اور عقل دو نعمتیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے عقل لے لی تو فضل رہ گیا۔ اس لئے حکمت کا کلام کرتے ہیں۔

خدا شناس کنیز: حضرت شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی خدمت کیلئے ایک کنیز خریدی۔ وہ زمانہ دراز تک حضرت کی خدمت کرتی رہی اور اپنی حالت حضرت سے پوشیدہ رکھی۔ اس کی نماز کیلئے ایک خاص جگہ تھی۔ حضرت فرماتے ہیں۔ ''ایک شب میں نے اسے دیکھا کہ وہ کبھی نماز پڑھتی ہے اور کبھی مناجات کرتی ہے۔ وہ کہہ رہی تھی اے اللہ تیری اس محبت کے وسیلہ سے جو تجھے مجھ سے ہے' میرا یہ کام پورا فرما دے۔'' میں نے یہ سنا تو ڈانٹ کر کہا اے عورت! یوں نہ کہہ بلکہ اس طرح عرض کر'' میری اس محبت کے وسیلہ سے جو مجھے تجھ سے ہے۔ کنیز نے جواب دیا کہ اے میرے آقا! اگر اللہ تعالیٰ کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو آپ کو نماز سے روک کر مجھے قیام کی توفیق نہیں دیتا۔ صبح ہوئی تو میں نے اسے بلایا اور کہا تو میری خدمت کے لائق نہیں بلکہ اس لائق ہے کہ رب کی خدمت میں رہے۔ جا تو اللہ کے واسطے آزاد ہے۔ اسے کچھ چیزیں دے کر میں نے رخصت کر دیا اور اس کی جدائی سے نام و غمگین ہوا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

فرشتوں کی دعائیں: حضرت شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا۔ میرے پڑوس میں قرآن مجید کا ایک حافظ صالح متقی شخص رہتا تھا جو نہایت غریب اور مفلس تھا۔

Marfat.com

ایک مرتبہ اس پر فاقہ اور تکلیف کا سخت وقت آیا۔ تو اس نے اپنے دل کا حال ایک کاغذ پر لکھ کر بارگاہ خداوند میں پیش کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ اس نے رقعہ لکھا اور رات آئی تو لکھا ہوا رقعہ لے کر محراب مسجد میں پہنچا۔ نماز پڑھی اور دعا کرتے ہوئے رقعہ آسمان کی طرف بلند کیا۔ یہی عمل وہ کافی دیر تک کرتا رہا۔ بالآخر اس پر شب بیداری سے تکان لاحق ہوئی اور وہ بیٹھ کر نماز پڑھنے لگا۔ جب رات کا مختصر حصہ باقی رہ گیا تو اسے نیند آ گئی۔ دیکھا کہ ایک حسین وجمیل شخص اس سے مخاطب ہے۔ کہہ رہا ہے کہ اے ابوبشر! تجھ پر کیسی غفلت طاری ہے کہ رب تعالیٰ کے حضور روشنائی سے لکھا ہوا رقعہ پیش کر رہا ہے؟ ابوبشر! پھر کیا کروں؟ مرد شکیل سن! جب اس بارگاہ میں کوئی درخواست کا ارادہ کرے تو دست شکر کو دریائے ذکر سے دھو کر اپنے قلب پر قلم صبر کے ذریعہ بیاض فکر سے تحریر کر۔ ابوبشر! کیا تحریر کروں؟ مرد شکیل! یہ دعا۔

یامن افضاله افضل افضال المفضلین وانعامه انعم انعام امنعین یامن عجز من شکره شکر الشاکرین قد جربت غیرك من المامولین بغیری من السائلین فاذا کل قاصد الی غیرك مردودو کل طریق الی سواك مسدود و کل خیر عندك موجودو عند سواك معدوم و مفقود.

اے وہ ذات جس کے افضال سارے فضل کرنے والوں سے افضل ہیں اور تیرے انعام تمام انعام کرنے والوں سے بہتر ہیں۔ تیرے شکر سے تمام شکر کرنے والے عاجز ہیں۔ میں نے دوسرے مانگنے والوں کے ذریعہ ان سب کو آزما لیا جن سے کوئی امید وابستہ کی گئی تھی۔ معلوم ہوا کہ تیرے غیر کے سامنے ہاتھ پھیلانے والا مردود ہے اور غیروں کا ہر راستہ بند ہے۔ ہر خیر تیرے پاس موجود ہے اور تیرے غیر کے پاس نہیں۔

ابوبشر! یا سیدی! یہ تو بہت خوب ہے۔ مرد شکیل! اگر بیاض بصیرت باقی رہے اور تو

Marfat.com

اپنے ارادے کی تصریح کی مزید ضرورت سمجھے تو تو یہ تحریر کرو۔

یا من الیه توشلت وعلیه فی السراء والضراء عولت حاجاتی مصروفة الیك وامالی موقوفة لدیك کل ما وفقتنی له من خیر اعمله واطبقه فانت ولیلی وطریقه

اے وہ ذات کہ میں نے تیرے لئے تجھی کو وسیلہ بنایا اور راحت و تکلیف میں تجھی پر اعتماد کیا۔ میری حاجتیں تیری ہی طرف مصروف ہیں اور امیدیں تیرے ہی سامنے قائم ہیں۔ جس کام کی تو نے مجھے توفیق دی تو ہی اس کا رہنما اور تو ہی اس کا ذریعہ ہے۔

ابو بشر سیدی! یہ تو اس سے بھی بہتر ہے۔

مرد شکیل! اور اگر بیاض بصیرت میں اس سے زیادہ تصریح کی ضرورت ہو تو مزید یہ لکھ دے۔

یاقدیر الاتوده المطالب ویاملکایرغب الیه کل راغب ما ذلت مصحوبا منك بالنعم جاریا علی عادات الاحسان والکرم یامن بکرمه یبلغ الکرم ومن خمده یزید النعم

اے قدیر! طلب مجھے عاجز نہیں کرتی اور اے بادشاہ ہر رغبت والا تیری طرف جھکتا ہے۔ میں ہر وقت تیری نعمتوں سے مالا مال ہوں جو مجھ پر صرف تیرے فضل و کرم سے اترتی ہیں۔ اور اے وہ ذات کہ تیرے کرم سے ہر شخص کرم کا مستحق ہوتا ہے اور تیری تعریف سے نعمت بڑھتی ہے۔

ابو بشر سیدی! یہ اس سے بھی خوب تر ہے۔

مرد شکیل! بیاض بصیرت اگر اور باقی رہے اور تو مزید حاجت تصریح رکھے تو یہ رقم کر۔

یامن جعل الصبر عونا علی بلائه وجعل الشکر مادا انعمائه

Marfat.com

اسئلك صبرا جميلا على المحن وتوفيقا للشكر على المنن فقد عظمت محنتك عن صبري وجلت نعمتك عن شكري فتفضل علىٰ اقراري بعض انت اوسع له واقدر عليه فان لم يكن لذي نبي عذر تقبله فاجعله ذنبا يغفر.

اے وہ ذات جس نے صبر کو بلا پر بندہ کیلئے معاون بنایا اور شکر کو نعمت بڑھانے والا بنایا۔ میں تجھ سے سختی میں صبر کی اور نعمت پر شکر کی توفیق مانگتا ہوں۔ تیری آزمائش میرے صبر سے زیادہ ہے اور تیری نعمت میرے شکر سے زیادہ ہے۔ تو میرے اقرار پر عفو کی چادر ڈال تو قادر وتوانا ہے اور اگر میرے گناہ کا کوئی عذر نہیں تو تو اپنی جانب سے اسے معاف فرما۔

مردشکیل! اے ابوبشر مقام تبتل میں مغفرت اور بخشش کی جگہ کھڑا ہو۔ انکساری اور عاجزی کے ساتھ فضل کا امیدوار رہ اور توسل کی زبان سے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہے۔

ابوبشر! یہ اور اچھی بات ہے۔

مردشکیل! یہ خاص ملائکہ کی دعائیں ہیں جو تجھے تعلیم کی گئیں۔

ابوبشر! اس میں کوئی شک نہیں انشاء اللہ۔ اس کے بعد اس حسین وخوبصورت مرد غیب نے ابوبشر کے سینہ اور شکم پر اپنا ہاتھ پھیرا جس سے وہ جاگ اٹھے اور ساری باتیں انہیں یاد تھیں اس طرح کہ ایک حرف بھی بھولے نہیں تھے۔

حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فجر کی نماز کے بعد انہوں نے یہ تمام باتیں اور دعائیں ہمیں بتائیں۔ ہم نے ان کو پسند کر لیا اور تحریر کر لیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

ایک لڑکا ڈوبنے سے بچ گیا: سیدنا سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کی مریدہ متعلمہ ایک نیک خاتون تھیں جو اپنے استاد محترم کے پاس رہتی تھیں۔ ان کا ایک فرزند تھا جو ایک معلم کے پاس پڑھنے جایا کرتا تھا۔ لڑکے کو اس کے استاد نے پن چکی کسی کام سے بھیجا۔ سوئے اتفاق کہ لڑکا پانی میں جا گرا وقت پر اسے کسی نے نہیں نکالا اور وہ ڈوب گیا۔ لڑکے کا معلم

Marfat.com

اس حادثہ کی خبر لے کر حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس پہنچا۔ حضرت کو سن کر بہت رنج ہوا۔ انہوں نے سوچا اس بات کی اطلاع لڑکے کی ماں کو اس طرح دی جائے کہ اسے صبر ہو جائے۔ حضرت اس خاتون کے پاس تشریف لے گئے۔ مصاحبین بھی ساتھ تھے۔ آپ نے صبر کی فضیلت اور برکت کے بارے میں کلام فرمایا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی مرضی پر راضی برضا ہونے کے فضائل گنائے۔ اس عورت نے کہا کہ جناب میں کچھ سمجھی نہیں کہ ان تقریروں کا کیا موقع ہے۔ تو حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بات دراصل یہ ہے کہ تیرا بیٹا پانی میں ڈوب کر انتقال کر گیا ہے۔ مگر خاتون نے جواباً کہا کہ میرا بیٹا! نہیں نہیں۔ میرے رب نے یہ نہیں کیا۔ پھر حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ اس میں شک نہیں۔ معلم صاحب نے اسے پن چکی پر بھیجا تھا وہاں وہ ندی میں گر کر ڈوب گیا۔

عورت کہنے لگی مجھے اس جگہ لے چلئے۔ میرا بیٹا ڈوبا ہے تو لوگ اس صالحہ خاتون کو لے کر نہر پر آئے۔ لڑکے کے ڈوبنے کا مقام دکھایا۔ خاتون نے آواز دی۔ بیٹے محمد! پانی سے لڑکے نے جواب دیا لبیک امی جان۔ پھر وہ پارسا خاتون نہر میں اتر گئی اور اپنے فرزند کا ہاتھ پکڑ کر نکال لائی۔ وہ زندہ صحیح وسلامت تھا۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ عنہ سے حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے اس واقعہ کی عقدہ کشائی چاہی۔ تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کے احکام میں وہ خاتون اتنی مستعد ہے کہ اس کی برکتوں سے آنے والے واقعات کا علم اسے پہلے ہی کرا دیا جاتا ہے۔ اپنے فرزند کے ساتھ ہونے والے حادثہ کی اطلاع چونکہ اسے پہلے ہی دیدی گئی۔ اس لئے جب اسے آپ لوگوں نے بتایا تو اس نے اس سے انکار کر دیا۔ نہایت جزم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ اگر ایسا ہونے والا ہوتا تو مجھے خبر دی گئی ہوتی۔ (اس واقعہ کو حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کے ایک تلمیذ نے بیان فرمایا)

آپ کی دعا سے شرابی نمازی بن گیا: حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے

Marfat.com

ایک شرابی کو دیکھا جو مدہوش زمین پر گرا ہوا تھا۔ اپنے شراب آلودہ منہ سے اللہ اللہ کہہ رہا تھا۔ حضرت سری نے وہیں بیٹھ کر اس کا منہ پانی سے دھویا۔ فرمایا اس بے خبر کو کیا خبر؟ کہ ناپاک منہ سے کس پاک ذات کا نام لے رہا ہے۔ منہ دھو کر آپ چلے گئے۔ آپ کے بعد شرابی کو ہوش آیا تو لوگوں نے اسے بتایا کہ تمہاری بے ہوشی کے عالم میں حضرت سری یہاں آئے تھے اور تمہارا منہ دھو کر گئے ہیں۔ شرابی یہ سن کر بڑا پشیمان اور نادم ہوا اور رونے لگا۔ نفس کو مخاطب کر کے بولا۔ بے شرم! اب تو سری بھی تجھے اس حال میں دیکھ گئے ہیں۔ خدا سے ڈر اور آئندہ کیلئے توبہ کر۔ رات کو حضرت سری نے خواب میں کسی کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اے سری رحمتہ اللہ علیہ تم نے شرابی کا ہماری خاطر منہ دھویا۔ ہم نے تمہاری خاطر اس کا دل دھویا۔ حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ تہجد کے وقت مسجد میں گئے۔ تو اسی شرابی کو تہجد پڑھتے ہوئے پایا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ تم میں یہ انقلاب کیسے آ گیا۔ تو وہ بولا۔ آپ مجھ سے کیوں پوچھتے ہیں جب کہ اللہ نے آپ کو بتادیا ہے۔

ایک خاتون کی دعا: حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ ایک خاتون کا واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ جب وہ تہجد پڑھنے اٹھی تو دعا کرتی۔ اے اللہ! ابلیس بھی تیری ایک مخلوق ہے اس کی پیشانی تیرے قبضے میں ہے۔ وہ مجھے دیکھتا ہے اور میں اسے دیکھنے سے قاصر ہوں۔ تو اسے دیکھتا ہے جب کہ وہ تجھے نہیں دیکھ سکتا اور تو اس کے تمام کاموں پر قادر ہے۔ وہ تیرے کسی کام قدرت نہیں رکھتا۔ اے اللہ! اگر وہ میری بدخواہی کرے تو تو اسے روک دے اور اگر وہ مجھ سے مکر کرے تو تو اس کے مکر کا اسے بدلہ دے۔ میں اس کے شر سے تیری پناہ مانگتی ہوں اور تیری مدد سے اس کو دھتکارتی ہوں۔

وہ خاتون یہ دعا کر کے رویا کرتی تھیں۔ کچھ دنوں بعد ان کی ایک آنکھ کی روشنی جاتی رہی۔ لوگوں نے کہا کہیں دوسری آنکھ بھی نہ جاتی رہے۔ انہوں نے کہا اگر میری یہ آنکھ جنت والوں میں سے ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا عوض مجھے ضرور عطا فرمائے گا۔ جو

Marfat.com

بالیقین اس سے اچھی ہوگی اور اگر یہ اہل جہنم میں سے ہے تو بہتر ہے کہ اسے خداوند قدوس مجھ سے دور کر دے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما و نفعنا بھا۔ آمین۔

خیر النساج کو پند و نصائح: خیر انساج کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انہوں نے زندگی بھر محنت مزدوری کر کے رزق حلال کمایا اور زمانے کی آسائشوں کو شان بے نیازی سے ٹھکرا دیا۔ جن دنوں آپ مشہور بزرگ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت میں زندگی گزار رہے تھے۔ اسی دوران ایک روز آپ کو معلوم ہوا کہ کسی مالدار شخص نے ایک مکان خرید لیا ہے مگر اب وہ اس مکان کو حویلی میں تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس خبر نے آپ کو پریشانی میں مبتلا کر دیا اور فوراً سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے گئے۔ جب انہوں نے آپ کی آمد کا سبب دریافت فرمایا تو آپ نے کہا۔ ''حضرت میرے پڑوس میں ایک امیر شخص آن بسا ہے۔ وہ اپنے پرانے مکان کو حویلی میں تبدیل کرنا چاہتا ہے۔ اب بتایئے مجھے کیا کرنا چاہیے۔''

سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ مال دار پڑوسی تیرے پڑوس میں خود آیا ہے تو اس کے پڑوس میں نہیں گیا۔ اب آ گیا ہے تو اسے رہنے دیجئے؟ تو حضرت خیر النساخ نے کہا کہ پھر آپ دعا فرمائیں کہ اللہ میرے قلب کو استقامت عطا فرمائے۔ میں مالدار کے شر سے محفوظ رہوں۔

سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا۔ اے ابن اسماعیل! تیرا قلب ایسا ہے کہ اس پر کسی دولت مند کا اثر انداز ہونا ناممکن ہے۔ جانتے ہو قلب کی کتنی قسمیں ہوتی ہیں؟ تو اس پر انہوں نے عرض کیا۔ حضرت! میں تو یہی سب جاننے کیلئے آپ کے پاس آیا ہوں۔ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا۔ تو سنو! قلب کی تین قسمیں ہوتی ہیں۔ اول وہ قلب ہوتا ہے جو کوہ گراں کی طرح اپنی جگہ اٹل رہتا ہے۔ دوم وہ قلب جو تناور درخت کی طرح مستحکم اور مضبوط ہوتا ہے مگر اس درخت کو باد تند کے جھونکے ہلا کے رکھ دیتے ہیں اور کبھی کبھی ان کو اکھاڑ کر پھینک دیتے ہیں۔ سوم وہ قلب ہوتا ہے جو پرندوں

Marfat.com

کی طرح پرواز کرتا رہتا ہے۔ تیرا قلب بلندی پر محو پرواز رہتا ہے۔ اس لئے تجھ کو کسی کے خوف اور مایوسی کی پرواہ بھی نہیں کرنی چاہیے۔

انہیں سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ سے جو کچھ معلوم ہو رہا تھا۔ وہ قیمتی خزانے سے کم نہیں تھا۔ انہوں نے پوچھا۔ ''زندگی کیلئے کتنی چیزیں ضروری ہیں۔'' سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا۔ ''پانچ چیزیں ان پانچ کے علاوہ جو کچھ ہے فضول ہے۔ بے سود ہے۔'' آپ نے پوچھا۔ ''کون کون سی۔'' سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا۔ ''اول کھانا' مگر بقائے زندگی کی حد تک' دوم پانی' صرف رفع تشنگی کیلئے' سوم لباس' صرف ستر پوشی کی حد تک' چہارم مکان' صرف سکونت کیلئے۔ پنجم' علم' عمل کی حد تک۔ یہ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس دیر تک بیٹھے سوالات کرتے رہے اور ان کے جوابات سے نشہ اور بے خودی سی محسوس کرتے رہے۔

فانی دنیا کے نظارے: حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ ایک روز احباب کے ساتھ ایک ویرانے میں کھنڈر سے گزرے' بوسیدہ ویران عمارت کو دیکھا جس کی تاریخ کو زمانے نے اپنے سینے تلے دبا لیا تھا۔ ٹوٹے ہوئے ستون گری چھتیں سامنے تھیں۔ دروازہ اپنی جگہ پر قائم تھا جس پر تختی لگی ہوئی تھی۔ گرد صاف کی گئی تو اشعار نظر آئے جن کا مفہوم یہ ہے۔ ''یہی راہ ہے' زندگی کا عرصہ ایک دن سے دوسرے دن تک ایسا ہے جس طرح خوابیدہ انسان خواب میں خوشی دیکھتا ہے تم کسی کام میں مشغول رہو مگر موت تمہارے گرد زور و شور سے چکر لگاتی ہے' جلد بازی ہرگز نہ کر اور ٹھہر دنیا کی یہ دولت و ثروت ایک قوم سے دوسری قوم میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔''

حضرت شیخ سری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میرے احباب محل کے دوسرے حصہ میں گئے تو انہیں وہاں زمرد کا ایک قبہ ملا جسے جواہرات اور یاقوت سے مرصع کیا گیا تھا۔ کہنگی کی وجہ سے اس پر غبار کی تہیں جم گئی تھیں۔ وہ قبہ یاقوت کے چار ستونوں پر قائم تھا۔ وہاں بھی ایک کتبہ تھا جس کا مفہوم یہ ہے۔ ''قبروں پر کھڑے ہو کر ان کے مکینوں کو

Marfat.com

آواز دو جو صرف بوسیدہ ہڈیاں اور بوسیدہ جسم بن کر رہ گئے ہیں۔ وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے درمیان تعلقات کی تمام راہیں مرنے کے بعد کاٹ دی گئی ہیں۔ وہ لحد کے نیچے دبے ہیں۔ بخدا! اگر وہ کسی دن زندہ کیے جائیں اور اُٹھائے جائیں تو کہیں گے کہ تقویٰ اچھا توشہ ہے۔"

اس محل کے اندر ہم لوگوں نے بادشاہ کے بیٹھنے کی جگہ دیکھی۔ اس پر بھی اشعار لکھے تھے جن کا مفہوم یہ ہے۔ "کسی لمحہ اور کسی سانس موت سے بے خوف نہ رہ تو محافظین اور سپاہیوں کے پہرہ میں کیوں نہ رہتا ہو اور اس بات کو جان لے کہ ہر زرہ پہننے والے اور ڈھال والے کے جسم میں بھی موت کے تیر تو گھس کر رہیں گے۔ تو آخر اپنے دین کو میلا کرنے پر کیوں راضی ہے حالانکہ اپنے کپڑے ہمیشہ صاف کرتا رہتا ہے۔ نجات کی امید تو کرتا ہے مگر اس کا کیا طریقہ ہے اس پر عمل نہیں کرتا۔ جان لے کہ خشکی پر ناؤ نہیں چلتی۔ میں نے بھی بہت سمجھا تھا جس طرح تو سمجھا ہے اور تیری طرح میں نے بھی بہت کچھ پڑھا تھا۔"

ارشادات عالیہ

حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کے ارشادات عالیہ حسب ذیل ہیں۔

☆ فرمایا کہ مالدار ہمسایہ بازاری قاری اور امیر علماء سے دور ہی رہنا چاہئے۔

☆ فرمایا کہ سلامتی دین اور سکون جسم صرف گوشہ نشینی ہی میں ہے۔

☆ فرمایا کہ جو خدا کا اطاعت گزار ہوتا ہے پورا عالم اس کے زیر نگیں رہتا ہے۔

☆ فرمایا کہ رموز قرآنی کی تفہیم کے لئے غور و فکر کرنے والا ہی سب سے زیادہ دانش مند ہے۔

☆ فرمایا کہ مخلوق سے کچھ نہ طلب کرتے ہوئے دنیا سے متنفر رہنے کا نام زہد ہے۔

☆ فرمایا کہ خود کو فنا کر دینے کے بعد عارف کو سکون ملتا ہے۔

Marfat.com

☆ اپنی جوانی کے دور میں فرمایا کرتے تھے کہ عبادت تو عہد شباب ہی میں کرنی چاہئے۔

☆ فرمایا کہ جو خود اپنے نفس کو آراستہ نہ کر سکے وہ دوسرے کے نفس کو کیسے سنوار سکتا ہے۔

☆ فرمایا کہ گناہ سے احتراز کرنا صرف تین وجوہ سے ہوتا ہے۔ اول خواہشات بہشت سے' دوم خوف جہنم سے' سوم خدا کی شرم سے۔

☆ فرمایا کہ محشر میں امتوں کو انبیاء کرام کی جانب سے ندا دی جائے گی لیکن اولیائے کرام کو خدا کی جانب سے پکارا جائے گا۔

☆ فرمایا کہ اخلاق یہ ہے کہ لوگوں کو اذیت دینے کے بجائے ان کی اذیت رسانی پر صبر سے کام لے اور غصہ پر قابو پانا بھی داخل اخلاق ہے۔

☆ فرمایا کہ انس و حیا قلب کے دروازے پر پہنچتے ہیں لیکن اگر قلب میں زہد و ورع کا وجود ہوتا ہے تو مقیم ہو جاتے ہیں ورنہ وہیں سے لوٹ آتے ہیں۔

☆ فرمایا کہ ایسے افراد بہت قلیل ہیں جن کے قول و فعل میں تضاد نہ ہوتا اور قدر نعمت نہیں کرتا۔ نعمت اس سے کوسوں دور بھاگتی ہے۔

☆ فرمایا کہ عبادات کو خواہشات پر ترجیح دینے سے بندہ عروج کمال تک پہنچ جاتا ہے۔ ایک مرتبہ صبر کا مفہوم بیان کرتے ہوئے کئی مرتبہ بچھو نے کاٹا لیکن آپ نے اف تک نہ کی۔

☆ فرمایا کہ میں نے زہد کے تمام وسائل اختیار کئے لیکن حقیقی زہد سے محروم رہا۔ پھر فرمایا کہ ریاکاری سے ملنا خدا سے دور کر دیتا ہے اور کثرت سے میل ملاپ رکھنے والے کو صدق حاصل نہیں ہو سکتا۔

☆ فرمایا کہ جس قلب میں کوئی اور شے مقیم ہوتی ہے وہاں یہ پانچ چیزیں داخل نہیں ہوتیں۔ خوف' رجا' حیا' انس' محبت اور ہر مقرب بارگاہ کو اس کے قرب کے مطابق

Marfat.com

ہی فہم عطا کی جاتی ہے۔

☆ فرمایا کہ خواہشات کی حد تک گناہ قابل معافی ہے لیکن کبر ونخوت کی بنیاد پر ہر گناہ ناقابل معافی ہے۔ کیونکہ حضرت آدم کی لغزش خواہش کی بنیاد پر تھی اور ابلیس کی خواہش کبر ونخوت کی وجہ سے تھی۔

☆ اپنی مناجات میں آپ یہ کہا کرتے تھے کہ اے اللہ تیری عظمت نے مناجات سے روکا اور تیری معرفت نے انس عطا کیا۔ اگر زبان سے ذکر کرنے کو منع فرمادیتا تو میں زبان سے کبھی تجھے یاد نہ کرتا کیونکہ زبان میں تیری صفات بیان کرنے کی قدرت ہی نہیں ہے۔

☆ فرمایا کہ عارفین کا بلند مقام شوق ہے اور عارف وہ ہے جو کم کھائے' کم سوئے اور کم آرام کرے۔ عارف برق تاباں کی مانند سب کو منور کردیتا ہے اور زمین کی طرح ہر شے کا بار سنبھالے رکھتا ہے۔ آگ کی طرح سب کو راستہ دکھاتا ہے اور پانی کی طرح قلوب کو حیات تازہ دے کر سیراب کرتا رہتا ہے۔

☆ فرمایا کہ زبان و رخ سے قلبی کیفیات کا اندازہ کیا جاسکتا ہے لیکن قلب کی بھی تین قسمیں ہیں۔ اول وہ قلب جو کوہ گراں کی طرح اپنی جگہ اٹل رہے۔ دوم وہ قلب جو مستحکم درخت کی طرح ہو لیکن بادتند کے جھونکے کبھی اس کو ہلا بھی دیتے ہوں۔ سوم وہ قلب جو پرندوں کی مانند پرواز کرتے ہیں۔

☆ فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کا دین سلامت رہے اور اس کے دل اور بدن کو آرام ملے اور اسے دنیا سے رنجش کم ملے تو اسے چاہئے کہ وہ لوگوں سے علیحدہ رہے کیوں کہ یہ دور علیحدگی اور تنہائی کا ہے۔

☆ فرمایا کہ کچھ چیزوں کو اپنانا ہی دنیا کی زندگی ہے باقی سب دنیا فضول ہے اپنانے والی چیزوں میں خوراک ہے جو انسان کا پیٹ بھرتی ہے اور پانی ہے جو اس کے جسم کو سیراب کرتا ہے اور کپڑا ہے جس سے انسان تن کو ڈھانپتا ہے اور وہ جگہ ہے

Marfat.com

جہاں وہ رہتا ہے اور وہ علم ہے جس سے وہ فائدہ حاصل کرتا ہے۔

☆ فرمایا کہ عقل سلیم وہ ہے جس کے ذریعے سے انسان اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی کرتا ہے اور گناہوں سے بچنے کے لئے دلیل قائم کرتا ہے۔

☆ فرمایا کہ چار کام ایسے ہیں جو بندے کو بلند مقام پر لے جاتے ہیں یعنی علم، ادب، امانت داری اور پاکدامنی۔

☆ فرمایا کہ جو شخص نعمت کی قدر و قیمت نہیں کرتا تو وہ اسے اس طرح چھین لی جاتی ہے کہ اسے پتہ بھی نہیں چلتا۔

☆ فرمایا کہ تین باتیں اہم ہیں ایک بات یہ ہے کہ جو واضح طور پر سچ دیکھائی دیتی ہے تو اس پر عمل کرنا چاہیئے دوسری بات یہ ہے کہ جو کام واضح طور پر سرکشی معلوم ہوتا ہو تو اس سے بچنا چاہئے اور تیسری بات یہ ہے کہ جو کام واضح نہ ہو تو اس کے لئے رُک جانا بہتر ہے اور اسے اللہ کے سپرد کرنا چاہئے اور اللہ سے رہنمائی حاصل کرنا چاہیئے اور کوشش کرو کہ ہر کام میں اللہ ہی سے مدد طلب کرو۔

☆ فرمایا کہ اگر تمہیں یہ غم ہو کہ تمہارا مال کم ہو گیا ہے تو اپنی عمر کم ہونے پر رویا کرو۔

خلفاء: آپ کے خلفائے کرام کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

حضرت ابوالقاسم سیدۃ الطائفہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شاہ ابو محمد رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شاہ عرف شیخ کبیر رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شاہ حرتبون رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شاہ ابوالعباس مظروف رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شاہ ابوحمزہ رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شاہ ابوالحسن نوری رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شاہ فتح الموصلی رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

حضرت شاہ عبداللہ احرام حضرت شاہ سعید ابرار رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

وصال مبارک: حضرت شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کا وقت اخیر آیا تو حضرت عبداللہ بن فضیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر تھے۔ سکرات کی کیفیت دیکھ کر رو پڑے۔

شیخ سری! ابو محمد رو کیوں رہے ہو؟ عبداللہ بن فضیل! حضور آپ کا یہ حال دیکھ کر رو رہا ہوں۔ شیخ سری! نہ رو میرا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک حساب ہے بیس سال سے میں اس کا طالب رہا۔ جب اسے پایا تو بیس سال حق تعالیٰ نے مجھ سے خدمت لی۔ اس کے بعد بیس سال تک مجھے رلایا۔ پھر بیس سال مبتلائے شوق رکھا۔ اس کے بعد بیس سال مجھے مقام فنا میں چھوڑا۔ اب اس وقت یہ امید ہے کہ مجھے خدا کا دیدار نصیب ہوگا تو اس کے لئے اس کی مدد سے اور اس کے ساتھ مجھے بقا حاصل ہوگی۔ ابو محمد! یہ رونے کا وقت نہیں بلکہ مبارکباد دینے کا وقت ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب آپ بیمار ہو گئے تو میں آپ کی عیادت کو گیا۔ آپ کے پاس ہی ایک پنکھا پڑا ہوا تھا۔ میں نے اس کو اٹھا لیا اور آپ کو جھلنے لگا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جنید! اسے رکھ دو کیونکہ آپ ہوا سے زیادہ تیز اور روشن ہوتی ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے پھر آپ سے دریافت کیا کہ آپ کی کیا حالت ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا عبد مملوك لا يقدر علی شیء۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے عرض کیا کہ کچھ وصیت فرمائیں۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ خلق کی صحبت کی وجہ سے حق تعالیٰ سے غافل نہ ہونا اور اسی کلمے پر آپ کا وصال ہو گیا اور حق تعالیٰ کی رحمت سے مل گئے۔

''انا للہ و انا الیہ راجعون''

آپ کا وصال ۱۳ رمضان المبارک ۲۵۳ھ بروز منگل بوقت صبح صادق ۹۰ سال کی عمر میں بغداد شریف میں ہوا۔ آپ کا مزار اقدس بغداد شہر کے قبرستان شونیزیہ میں ہے۔

Marfat.com

اسمائے گرامی عہدہ داران

اُمور علمیہ کمیٹی Religious publishing commatti چاہ میراں لاہور

چیئرمین
طاہر ندیم بٹ

جنرل سیکرٹری
شیخ نعیم احمد

فنانس سیکرٹری
محمد اعظم

سینئر وائس چیئرمین
جاوید رحمت

وائس چیئرمین
شیخ مبشر حسین
(ایڈووکیٹ)

صدر
ملک عبدالحق

سینئر نائب صدر
محمد نعیم رنگائی والے

نائب صدر
حاجی خلیل احمد

اسسٹنٹ نائب صدر
حافظ ارشد علی

ڈپٹی جنرل سیکرٹری
محمد اعجاز

جوائنٹ سیکرٹری
محمد اسلم ٹیلر ماسٹر

سیکرٹری نشر واشاعت
سید شبیر حسین شاہ بخاری

سیکرٹری ریسرچ
محمد شبیر علی

اراکین۔ محمد محسن نقری۔ شیخ مقصود احمد۔ سہیل علی۔ عبدالرحمٰن بٹ۔ فصیح الرحمٰن بٹ
محمد عبداللہ اعظم۔ عبداللہ جاوید رحمت۔ عدنان خلیل۔ علی رضا اسلم۔

Marfat.com

حالات و واقعات

حضرت جنید بغدادی

رحمتہ اللہ علیہ

علامہ عالم فقری

طاہر ندیم بٹ چیئرمین

(امور علمیہ کمیٹی چاہ میراں لاہور)

Marfat.com

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ

سلسلہ جنیدیہ کے بانی حضرت جنید بغدادی ہیں آپ کو اکابر صوفیا میں خاص اہمیت اور شہرت دوام حاصل ہے آپ بحر شریعت وطریقت کے شناور انوار الٰہی کا مخزن ومنبع اور پیشوائے اہل حقیقت تھے۔

حسب ونسب: آپ کے والد کا نام محمد اور دادا کا نام جنید قواریری تھا۔آپ کے والد نہاوند کے رہنے والے تھے یہ شہر کافی قدیم تھا اور ایران کے صوبہ الجبال میں واقع تھا تہران اور اصفہان اس شہر کے قریب تھے آپ کے والد آبگینہ فروشی کا کام کرتے تھے یعنی شیشہ گری کی تجارت کرتے تھے۔ایک وقت آیا کہ نہاوند میں حالات سازگار نہ رہے جس کی بنا پر آپ کے والد نہاوند کو خیر باد کہہ کر بغداد میں آ کر آباد ہو گئے اور یہیں شیشے کا کام کرنے لگے۔

پیدائش: آپ کی پیدائش بغداد شہر میں ہوئی اکثر کتب میں آپ کا سن ولادت ۲۱۵ھ لکھا ہے آپ کا اصل نام جنید رکھا گیا مگر نسبت وطنی کی بنا پر آپ جنید بغدادی مشہور ہوئے۔ آپ کی کنیت ابو القاسم ہے اس کے علاوہ سید الطائفہ طاؤس العلماء اور تاج العارفین کے خطبات سے بھی آپ کو پکارا گیا۔

فطری ذہانت: آپ بچپن ہی سے فطری طور پر بڑے ذہین تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شروع ہی سے آپ کو بے پناہ ذہنی صلاحیت عطا فرما رکھی تھی اس کا اظہار آپ کے ایک واقعہ سے یوں ہوتا ہے ایک مرتبہ بچپن میں جب جنید بغدادی کی عمر صرف سات سال تھی آپ شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ حج پر تشریف لے گئے۔حج کے عرصہ میں آپ

Marfat.com

شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ مختلف مجالس میں بھی شرکت کرتے رہے۔ایک دن آپ اپنے مرشد کے ساتھ حرم میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے چار صوفیاء کرام کو شکر کے موضوع پر بحث میں مصروف پایا۔آپ غور سے ہر صوفی کے خیالات سنتے جارہے تھے۔ یہاں تک کہ سبھی نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔حضرت شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ بھی بغور بھانجے پر نظر رکھے اسے دیکھ رہے تھے اور ساتھ ساتھ صوفیا کی باتوں کو بھی سنتے جارہے تھے۔اس لیے جونہی وہ چاروں صوفیا جنہوں نے شکر کے مسئلے پر اپنے اپنے خیالات پیش کئے تھے خاموش ہوئے تو شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے بھانجے جنید رحمتہ اللہ علیہ کو حکم دیا کہ تم بھی شکر کے مسئلے پر اپنا نقطۂ نظر بیان کرو۔سبھی بزرگوں کی نظریں آپ پر جم گئیں اور سات آٹھ سالہ بچے کو حیرت سے دیکھنے لگے جس کے سرپرست نے اسے علمائے دین کے سامنے اپنا نظریہ پیش کرنے کے لیے کہا تھا۔حضرت جنید بغدادی نے سر جھکایا اور کہنا شروع کیا۔بزرگو! میرے پاس وہ الفاظ ہی نہیں کہ میں شکر پر اظہار خیال پیش کرسکوں۔میں تو بس اتنا جانتا ہوں کہ جب ہمیں ہمارا واحد پروردگار کوئی نعمت عطا کرتا ہے تو ہم اسے اپنے اللہ کی نعمت سمجھ کر اس کا شکر ادا کریں۔کیونکہ وہی نعمتوں سے نوازنے والا ہے۔وہی ہر نعمت کا منبع ہے۔پس ہمیں اسی کے احکام کی تعمیل میں خود کو وقف کردینا چاہیے۔'' مجلس میں موجود صوفیا نے ایک معصوم بچے کے منہ سے جب اس قدر واضح شکر کی تشریح سنی تو بلند آواز میں پکار اٹھے۔بے شک شکر کا یہ مفہوم برحق ہے خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں اک بچے سے شکر کی رمز سے آگاہ کروایا۔''

دینی ماحول: حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ اس لحاظ سے بڑے خوش نصیب واقع ہوئے تھے کہ آپ کو بچپن ہی سے انتہائی اچھا دینی ماحول میسر آیا کیونکہ آپ کے گھر کے تمام افراد علم وعمل کے پیکر تھے والدہ بڑی نیک دل اور پارسا خاتون تھیں اور اپنے زمانے کے شیخ طریقت حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کی ہمشیر ہونے کا شرف رکھتی تھیں۔پدر بزرگوار حضرت محمد قواریری رحمتہ اللہ علیہ انتہائی دیانت دار تاجر اور سلوک کے مراحل طے کئے

Marfat.com

ہوئے بزرگ تھے۔ ماموں حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ عالم وفاضل، مفسر ومحدث اور اپنے عہد کے مرجع خلائق قطبِ ارشاد تھے بغداد کا شہر علم وعرفان کا مرکز اور دین ودانش کا گہوارہ بھی تھا۔ ہر علم کے استاد اور ہر فن کے امام یہاں رونق افروز تھے۔

ماموں کی صحبت تربیت: آپ بچپن ہی میں اپنے ماموں سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت تربیت میں چلے گئے اور اس کی وجہ یہ واقعہ بنا کہ، ایک دن اپنی بیوی کے بھائی کو جو شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے بغداد میں مشہور بزرگ کامل کے طور پر مشہور تھے۔ اپنے مال کی زکوٰۃ دینے گئے۔ شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ پیشے کے اعتبار سے مسالہ فروش تھے۔ اسی لیے ان کے نام کی ساتھ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ لگا ہوا ہے۔ سقطی کے معنی ہیں مسالہ فروش۔ لیکن تجارت کے نسبت زیادہ وقت اور توجہ اپنے خالق حقیقی کی عبادت میں صرف کرتے۔ سو معاشی حالات اکثر خراب رہتے۔ خاندان بھر میں صرف وہی تھے جو تجارت سے منہ موڑے اللہ سے لو لگائے ہوئے تھے، چنانچہ انہی وجوہات کے پیش نظر جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے والد جب اپنے مال پر عائد زکوٰۃ لے کر ان کے پاس گئے تو انہوں نے قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کا انکار جنید بغدادی کے دل پر تازیانہ بن کے لگا۔ دل غم سے بوجھل ہو گیا۔ سوچ میں پڑھ گئے کہ کیا واقعی انہوں نے عمر بھر ایمان داری سے جو تجارت کی اور جائز منافع کمایا وہ اس حد تک نامراد ہے کہ اللہ کے نیک بندے اس کو قبول کرنے سے ہچکچاتے ہیں بلکہ صاف انکار کر دیتے ہیں۔ سوچتے سوچتے دل بھر آیا اور آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ ان دنوں چھ سال کے معصوم سے بچے تھے، باپ سے بے پناہ پیار تھا۔ اب جو والد کو یوں آنسو بہاتے دیکھا تو ضبط نہ کر سکے دوڑ کر باپ کے گلے جا لگے اور معصومیت سے پوچھنے لگے۔ ''بابا جان! کیا ہوا؟ کیوں آنسو بہا رہے ہیں آپ؟ باپ نے بیٹے کو دیکھ کر چہرے پر پھیکی سی مسکراہٹ سجائی اور آنکھوں سے آنسو پونچھتے ہوئے بولے۔'' جان پدر! تم نہ سمجھ سکو گے۔ تم بہت کمسن ہو، تم اپنے بابا کا درد نہ جان سکو

Marfat.com

گے۔'' لیکن جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنا اصرار جاری رکھا اور جب باپ نے محسوس کیا کہ یہ ننھا سا معصوم بیٹا جب تک وجہ نہ جان لے گا پیچھا چھوڑنے والوں میں سے نہیں تو مجبوراً بتانے لگے کہ کس طرح آج وہ زکوٰۃ کا مال لے کر اس کے ماموں کے پاس گئے تھے لیکن اس نے صاف انکار کر دیا۔ گویا عمر بھر جو میں اس بات پر نازاں رہا کہ میں اللہ اور رسول کے فرمان کے مطابق حق حلال کی کمائی کھا رہا ہوں وہ اس قدر مشتبہ ہے کہ خدا کے نیک بندے اس سے دور رہنا پسند کرتے ہیں۔

باپ کی بات سن کر جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے شگفتگی سے کہا بس بابا جان...... اتنی سی بات کے لیے آپ یوں رو رہے تھے۔ لائیں مجھے دیں زکوٰۃ کا وہ مال میں خود ماموں کے پاس لے جاتا ہوں۔'' باپ نے بیٹے کے چہرے پر جو معصومیت میں بسی عزم کی یہ کیفیت دیکھی تو دل میں بیٹے کا پیار اُمڈ آیا اور چاہت بھرے لہجے میں بولے۔'' کیوں نہیں میرے بچے...... اگر تیرے ہاتھوں سے ماموں زکوٰۃ کا مال لے لیتا ہے تو اس سے بڑھ کر اور بات کیا ہوگی۔ میرے دل کو بھی قرار آجائے گا۔'' چنانچہ انہوں نے زکوٰۃ کا مال دے کر بیٹے کو شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کے گھر کی طرف بھیج دیا۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے ماموں کے گھر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ خود ہی باہر نکلے۔ باہر بھانجے کو کھڑا دیکھا تو فرطِ مسرت سے اسے گود میں اٹھا لیا۔ پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھا۔'' جنید میرے بچے آج تو کیسے آگیا ہے؟''

جنید رحمتہ اللہ علیہ نے سنجیدگی سے کہا'' ماموں آپ نے بابا کو جو زکوٰۃ کا مال لوٹا دیا تھا وہ میں آپ کو دوبارہ دینے آیا ہوں۔'' یہ سن کر شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کے چہرے پر درشتی کے آثار ابھر آئے اور ذرا تلخی سے کہا۔'' جب میں ایک مرتبہ انکار کر چکا ہوں تو پھر تمہارے بابا نے تمہیں دوبارہ کیوں بھیجا ہے میرے پاس؟'' جنید رحمتہ اللہ علیہ نے ماموں کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے کہا'' ماموں اسے آپ کو قبول کرنا ہی ہوگا۔ خدا

Marfat.com

کے نام پر اس خدا کے نام پر جس نے آپ کو اپنے فضل سے نواز رکھا ہے اور میرے باپ سے عدل کر رکھا ہے۔"

شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ معصوم بھانجے کی زبان سے یہ بات سن کر حیرت زدہ رہ گئے! انہیں اپنے کانوں پر یقین نہ آ رہا تھا کہ یہ ننھی سی جان انہیں یہ سب سمجھا رہی ہے۔ پھر دل میں خیال پیدا ہوا کہ کہیں باپ نے تو پڑھا کر نہیں بھیجا۔ سو جاننے کے لیے انہوں نے جنید رحمتہ اللہ علیہ کو پیار سے گود میں بٹھاتے ہوئے پوچھا۔" جنید میرے بچے ذرا مجھے سمجھانا تو کہ خدا نے کس طرح مجھ پر اپنا فضل کر رکھا ہے اور تمہارے بابا پر عدل۔"

جنید رحمتہ اللہ علیہ نے یہ سن کر ماموں کی طرف دیکھا پھر سر جھکا کر آہستہ آہستہ کہنے لگے۔" ماموں! اللہ نے آپ کو پرہیز گار اور متقی بنا کر درویشی عنایت کی۔ یہ آپ پر خدا کا فضل ہی ہے جب کہ اسی خدا نے میرے بابا کو دنیاوی کاروبار میں اس قدر عروج عطا کیا کہ آپ وہ اپنے مال پر خدا کے نام پر زکوٰۃ دیتے ہیں اور یہ اللہ کا عدل ہے۔ میرا باپ زکوٰۃ کا یہ مال حق داروں تک خدا کے نام پر پہنچاتا ہے اب آگے حق داروں کی مرضی، وہ اسے قبول کریں یا نہ کریں لیکن میرا بابا اپنا حق ادا کرتا رہے گا۔"

یہ سن کر شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کے چہرے پر حیرت و مسرت کے تاثرات پیدا ہو گئے۔ بے خود ہو کر بھانجے کو آغوش میں بھر لیا اور بولے۔" زکوٰۃ کا مال وصول کرنے سے پہلے میں کیوں نہ تمہیں اپنی ملکیت میں لے لوں۔"

اس طرح جنید بغدادی، بغداد کے ایک مشہور صوفی شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کے زیر تربیت آ گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد جنید کے والد کا انتقال ہو گیا تو شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے اسے مستقل طور پر اپنے پاس رکھ لیا، شیخ سری سقطیؒ ایک بزرگِ عامل صوفی تھے اور صوفیا کی اس جماعت سے تعلق رکھتے تھے جس کے سربراہ حسن بصریؒ تھے۔

نو عمری کا دانشمندانہ جواب: حضرت ابو الحسین حکیم رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کی زبانی سنا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت سری

Marfat.com

سقطی رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر تھا۔ وہاں کافی مشائخ تشریف فرما تھے اور میں ان سب سے کم عمر تھا۔ حضرت سری سقطیؒ نے لوگوں سے پوچھا کہ کون سی ایسی چیز ہے جو آنکھوں سے نیند کو اڑا دے۔ ہر ایک نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا۔ کوئی کہنے لگا...... بھوکے رہنا کسی بزرگ کا خیال یہ تھا کہ پانی کم سے کم مقدار میں پینا۔ میرے بولنے کی باری آئی تو میں نے جواب دیا دلوں کا اس بات کو جان لینا کہ اللہ تعالیٰ کو ہر شخص کے بارے میں پوری طرح خبر ہے کہ اس نے کیا کچھ کمایا ہے۔ حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ سن کر فرمایا پیارے بیٹے! تم نے خوب جواب دیا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے مجھے اپنے قریب جگہ عطا فرمائی اور اس واقعے کے بعد میں جہاں کہیں بھی ہوتا ان تمام مشائخ پر وہ ہمیشہ مجھے ہی مقدم رکھتے تھے۔

علمی اور روحانی اکتساب فیض: حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ اپنے والد بزرگوار کی وفات کے بعد پوری طرح اپنے ماموں حضرت سری رحمتہ اللہ علیہ جو عالم حدیث بھی تھے کی سر پرستی میں آ گئے اور ان سے حدیث نبوی اور اس سے متعلقہ علوم کی تحصیل کی کہا جاتا ہے کہ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے دس سے پندرہ سال کی عمر کا زمانہ حدیث شریف پڑھنے اور کتابت حدیث کا خوشگوار فریضہ سرانجام دینے میں گزارا کتابت حدیث کے سلسلہ میں ان کے نامور شیخ حضرت حسن بن عرفہ رحمتہ اللہ علیہ تھے۔

آپ کے تحصیل علم کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے حکم دیا کہ اپنے وقت کے مشہور عالم دین فقہ شافعی کے پیروکار حضرت ابوثور رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے فقہ اور علم حدیث کی تعلیم حاصل کریں چنانچہ استاد محترم کے حکم سے حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ حضرت ابوثور رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے زیر سایہ علم حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کرنے میں مشغول ہو گئے تقریباً آٹھ برس تک حضرت ابوثور رحمتہ اللہ علیہ کے فیض صحبت سے مستفیض ہوتے رہے۔ جب حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے حدیث وفقہ کے علوم

Marfat.com

حاصل کر لیے اور اس فن میں کامل ہو گئے تو پھر اپنے ماموں اور استاد محترم حضرت شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے۔ انہوں نے حکم دیا کہ اب آپ تصوف کی تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے مشہور بزرگ حضرت شیخ ابو عبداللہ حارث محاسبی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لے جائیں۔

حضرت شیخ ابو عبداللہ حارث محاسبی رحمتہ اللہ علیہ کا شمار اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں میں ہوتا تھا آپ مستجاب الدعوات تھے اس قدر متقی اور پرہیز گار تھے کہ اپنے والد کی وفات کے بعد ان کے حصہ میں تیس ہزار کا اثاثہ آیا مگر آپ نے حکم دیا کہ یہ تمام مال بیت المال میں جمع کرا دیا جائے اس لیے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ ''قدریہ فرقہ والے اس امت کے مجوسی ہیں'' اور چونکہ میرے والد کا تعلق فرقہ قدریہ سے تھا اس لیے میرا اس ورثہ سے کوئی تعلق نہیں اور مجھے ایسا ورثہ لینا جائز نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت حارث محاسبی رحمتہ اللہ علیہ پر اپنی خصوصی عنایات فرما رکھی تھی۔ جب بھی آپ کبھی کسی مشکوک کھانے کی طرف اپنا ہاتھ بڑھاتے تو آپ کی انگلیوں کی رنگت تبدیل ہو جاتی اور انگلیوں میں اتنی طاقت ہی نہ رہتی کہ مشکوک لقمہ اٹھا سکیں۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن آپ میرے پاس تشریف لائے آپ کے چہرہ پر بھوک کے آثار نمایاں تھے۔ میں نے کہا یا شیخ! اگر اجازت ہو تو آپ کی خدمت میں کھانا پیش کروں۔ آپ نے رضا مندی کا اظہار فرمایا' رات ایک شادی کی تقریب سے ہمارے گھر کھانا آیا تھا میں نے وہ کھانا اٹھایا اور آپ کی خدمت میں لا کر پیش کر دیا۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ کا ہاتھ اس کھانے تک پہنچنے میں سخت دشواری محسوس کر رہا ہے اور رک رہا ہے مگر آپ نے میری خاطر زور لگا کر ایک لقمہ اٹھا ہی لیا اور اپنے منہ میں رکھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ صحبت سے فیض یاب ہوئے پھر ایک دن دل میں اس خواہش نے جنم لیا کہ اپنے وقت کے مشہور ولی

Marfat.com

اللہ جو صاحب ریاضت وعبادت ومروت تھے ان کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کیا جائے یہ ولی اللہ حضرت شیخ ابوحفص حداد رحمتہ اللہ علیہ تھے یہ صاحب کرامت ولی اللہ تھے نیشاپور کے رہنے والے تھے ظاہری طور پر آہن گری کا کام کیا کرتے تھے جو کچھ کماتے سب درویشوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ ان کی استغراق کی یہ حالت تھی کہ بعض اوقات دہکتی ہوئی بھٹی میں اپنا ہاتھ ڈال کر تپتا ہوا لوہا اٹھا لیتے لیکن آپ کے ہاتھ کو کچھ بھی نہ ہوتا تھا۔ بعض اوقات تو یوں ہوتا تھا کہ اوزار سے پکڑنے کے بجائے ہاتھ سے گرم لوہا بھٹی سے نکال لیتے اور آئرن پر رکھ دیتے پھر ہاتھ سے پکڑ کر شاگرد سے کہتے کہ اس پر ہتھوڑے مارتے جاؤ۔ شاگرد حیران رہ جاتے کہ آپ نے اس قدر گرم لوہا ہاتھ میں پکڑ رکھا ہے۔ جب آپ استغراق کی کیفیت سے نکل کر ہوش میں آتے تو اپنا ہاتھ کھینچ لیتے اور ہاتھ کی بجائے اوزار کا استعمال کرتے۔

حضرت ابوحفص حداد رحمتہ اللہ علیہ جو کہ نیشاپور کے رہنے والے تھے اس لیے عربی زبان سے ناواقف تھے چنانچہ جب حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کی غرض سے سفر پر روانہ ہوئے تو راستے میں بغداد شریف پہنچے اور وہاں پر مختلف لوگوں سے جب ملاقات کی تو اس فصاحت و بلاغت کے ساتھ عربی میں گفتگو کی اہل زبان بھی دنگ رہ گئے۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کو جب یہ اطلاع ملی کہ حضرت شیخ ابوحفص حداد رحمتہ اللہ علیہ بغداد شریف میں تشریف لائے ہیں تو آپ بہت خوش ہوئے اور اگلے ہی دن ان کی زیارت سے مشرف ہونے کی غرض سے حاضر ہوئے۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے دیکھا کہ حضرت شیخ ابوحفص رحمتہ اللہ علیہ اس شان سے تشریف فرما ہیں کہ ان کے سامنے ان کے مرید اور عقیدت مند نہایت مودبانہ انداز میں کھڑے ہیں حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے سلام کرنے کے بعد کہا' یا شیخ! آپ تو اپنے مریدین کو شاہی آداب سکھا رہے ہیں حضرت ابوحفص رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اے جنید! بظاہر جو تم دیکھ رہے ہو حقیقت میں ہرگز ایسا نہیں ہے مجھے اس

Marfat.com

بات کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں کہ میں مریدین کو آداب شاہی سے روشناس کراؤں۔ اصل بات یہ ہے کہ میں ان کو صرف ادب و احترام کی تعلیم دیتا ہوں اس لیے کہ جو اس فانی دنیا میں ادب کی تربیت حاصل نہیں کرتا وہ اگلی دنیا میں ادب کے تقاضوں کو پورا نہ کر سکے گا۔ یہ سن کر حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے خاموشی اختیار کر لی۔ حضرت ابو حفص رحمتہ اللہ علیہ بغداد میں حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے مہمان کی حیثیت سے بہت دن تک رہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے ان کی صحبت میں رہ کر بہت فیض حاصل کیا۔ چونکہ حضرت ابو حفص رحمتہ اللہ علیہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کی غرض سے سفر میں تھے اس لیے یہاں سے رخصت ہو کر جب مکہ مکرمہ پہنچے تو وہاں پر بہت سے مساکین سے بھی ملاقات کی ان کی تنگدستی دیکھ کر ان کی مدد کرنے کا دل میں خیال آیا مگر اپنے پاس بھی کچھ نہ تھا کہ ان کو دے دیتے اللہ تعالیٰ پر یقین اور امید پیار ومحبت اور تعلق اس قدر زیادہ تھا کہ آپ نے ایک پتھر اٹھایا اور کہنے لگے' اے اللہ! اگر تو نے ان لوگوں کو دینے کے لیے آج بھی کچھ عطا نہ کیا تو میں اس پتھر سے تیرے گھر کے فانوس توڑ دوں گا۔ آپ نے ابھی یہ فرمایا ہی تھا کہ اچانک اسی وقت ایک شخص آیا اس کے ہاتھ میں ایک ہزار دینا کی تھیلی تھی اس نے آپ کی خدمت میں پیش کی آپ نے وہ ساری رقم مساکین میں تقسیم کر دی۔

حج سے فارغ ہونے کے بعد حضرت ابو حفص رحمتہ اللہ علیہ جب بغداد شریف پہنچے تو حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا کہ آپ ہمارے لیے کیا تحفہ لے کر آئے ہیں؟ انہوں نے فرمایا' میں تمہارے لیے یہ تحفہ لیکر آیا ہوں کہ اگر کوئی تمہارا خطاوار ہو تو اس کو اپنی ہی خطا خیال کرو اور اگر اس پر نفس مطمئن نہ ہو تو اس کو آگاہ کر دو کہ اگر تم اپنے بھائی کی خطا معاف نہ کرو گے تو میں تمہیں چھوڑ دوں گا اور اپنے نفس سے زبردستی خطا کو معاف کراؤ۔ یہ سن کر حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ بلند مرتبہ تو اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کو عطا فرمایا ہے۔

Marfat.com

ایک دن حضرت ابو حفص رحمتہ اللہ علیہ بغداد کی مشہور مسجد شونیزیہ میں تشریف فرما تھے وہاں پر بہت سے مشائخ عظام بھی موجود تھے اور آپ سے گفتگو فرما رہے تھے کسی نے آپ سے سوال کیا کہ یہ فرمائیں کہ فتوت کیا چیز ہے؟ حضرت ابو حفص رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہاں پر تمام مشائخ تشریف فرما ہیں میں چاہتا ہوں کہ سب یکے بعد دیگرے فتوت کی تعریف وضاحت کریں۔ اس مجلس میں حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ بھی موجود تھے چنانچہ سب سے پہلے حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ فتوت کی تعریف میں گویا ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ میرے نزدیک فتوت کی تعریف یہ ہے کہ انسان اپنی فتوت یعنی جوانمردی کو نہ دیکھے اور جو کچھ کر رہا ہے اس فعل کو اپنی طرف منسوب نہ کرے اور یہ نہ کہے کہ یہ میں کرتا ہوں۔

حضرت ابو حفص رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ بہت اچھا بیان ہے مگر میرے نزدیک فتوت کی تعریف یہ ہے کہ انصاف کا حق ادا کیا جائے اور اپنے لیے انصاف کی طلب کو ترک کرے۔ یہ سن کر حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ عش عش کر اٹھے اور فرمایا ابو حفص جوانمردی میں اولاد آدم سے بڑھ گئے۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی حیات طیبہ میں بہت سے اساتذہ کرام سے اکتساب فیض حاصل کیا اور ان کی صحبت کی زیر سایہ سلوک و عرفان کی منازل طے کیں تربیت کے آداب سے آگاہی حاصل کی علم و معرفت کے اسرار و رموز سے روشناس ہوئے۔

شیخ ابو طالب مکی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک واقعہ تحریر کیا ہے جو حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کی علم سے لگن اور حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کی رہنمائی پر بخوبی روشنی ڈالتا ہے۔ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں جب حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس سے اٹھتا تو حضرت حارث محاسبی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں جا حاضر ہوتا۔ ایک بار حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ جب تم یہاں سے اٹھ کر

Marfat.com

جاتے ہوتو پھر کس کے پاس جا بیٹھتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت حارث رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں یہ سن کر ارشاد فرمایا۔ اچھا ٹھیک ہے۔ ان سے علم وادب تو ضرور حاصل کر لینا لیکن ان کو علم کلام سے جو رغبت ہے اور ان کی مناظرے کی جو عادت ہے اس سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا۔ اس روز جب میں حضرت حارث رحمتہ اللہ علیہ کے پاس سے واپس آیا تو دعائیں دینے لگے اور کہنے لگے خدا تمہیں پہلے حدیث کا عالم بننے کی توفیق دے اور پھر صوفی بنائے۔ پہلے صوفی اور بعد ازاں محدث بننے سے بچائے رکھے۔

بیعت وخلافت: آپ کے ماموں حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کی تربیت پر خصوصی توجہ دی تھی اس لئے آپ نے اپنی ارادت الٰہی سے قائم کی اور انہی کی زیر نگرانی روحانی منازل طے کیں اور انہی سے خرقہ خلافت پایا۔

مسند ارشاد ووعظ: آپ نے یہ مصمم ارادہ کر لیا تھا خواہ کچھ ہو جائے وہ اس وقت تک مسند وعظ وارشاد نہ سنبھالیں گے جب تک ان کے ماموں مرشد شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ حیات ہیں۔ یہ آپ کی سعادت مندی ہی تھی کہ اپنے مرشد کے ہوتے ہوئے خود مسند ارشاد وعظ پر بیٹھتے۔ ایک مرتبہ شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے مجلس میں سوال کیا کہ حضرت کیا ایک مرید کا رتبہ اپنے روحانی مرشد سے بھی بلند ہو سکتا ہے۔" تو شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا۔ ہاں...... کیوں نہیں...... مثلاً جنید کا رتبہ مجھ سے بھی بلند ہے۔" جب کسی مرشد کی اپنے مرید کے بارے میں یہ رائے ہو تو اس مرید کی علمیت وقابلیت سے کیسے انکار ہو سکتا ہے۔ لیکن جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ ہرگز مرشد ہوتے ہوئے مرشد کا کام سنبھالنے کے لیے آمادہ نہ تھے۔ شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ انہیں بار بار ہدایت کرتے کہ وہ اب عام لوگوں میں جائیں۔ رشد وہدایت کی تعلیم دیں اور عام لوگوں کو صراط مستقیم سے آگاہ کریں لیکن جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ ہر بار خاموش ہو جاتے۔ ادب کی وجہ سے مرشد سے کچھ کہہ بھی نہ سکتے تھے اور خاموش رہنا بھی بے ادبی

Marfat.com

خیال کرتے۔ اسی شش و پنج میں شب و روز کٹ رہے تھے کہ ایک دن اچانک جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ خاتم النبین محمد بنفسِ نفیس تشریف لائے ہیں اور فرما رہے ہیں۔ ''جنید تجھے خدا نے خلق کی نجات کے لیے چنا ہے اٹھ سستی نہ کر۔ تیری زبان ہی خلق کے لیے راہ نجات ہے۔''

نیند سے بیدار ہو کر جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے خواب کو یاد کیا تو مسرت و انبساط سے سرشار ہو گئے انہیں اپنی قسمت پر ناز تھا کہ وہ سرکار دو عالم کی دید کا نظارہ کر چکے ہیں ساتھ ہی یہ احساس فخر بھی دل میں پیدا ہوا کہ حضورؐ نے انہیں شرفِ دید سے نوازا ہے۔ جب کہ ان کے مرشد اس سے محروم رہے ہیں۔ گویا مرشد کی موجودگی میں مرید کو شرف دید سے نوازنا اس بات کی طرف اشارہ کرنا ہے کہ اب مرشد اور مرید کے درمیان حد ادب ختم ہو چکی ہے۔ ابھی وہ خوشی کے عالم میں ہی سب سوچ ہی رہے تھے کہ دروازہ پر دستک ہوئی اٹھ کر دروازہ کھولا تو سامنے شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک شاگرد کھڑا تھا۔ آپ نے احترام سے اسے اندر آنے کے لیے جگہ دی لیکن اس نے جواب دیا ''حضرت میں اس وقت آپ کے لیے شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کا پیغام لایا ہوں۔ آپ براہ مہربانی اسے سن لیں اور مجھے جانے کی اجازت دیں۔'' آپ نے اثبات میں سر ہلایا تو شاگرد بولا۔ ''شیخ نے فرمایا ہے کہ جا کر جنید سے کہنا اب وہ میری بات غور سے سنے۔ جب تمہیں ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ وعظ نصیحت کا کام سنبھالے تو تم نے انکار کیا۔ بغداد کے شیوخ سے خواہش کا اظہار کیا۔ لیکن تم پھر بھی انکاری رہے۔ حتیٰ کہ میں نے تمہیں اس کے لیے کہا لیکن تم نے میرا بھی کہنا نہ مانا اور ہمیشہ وعظ و نصیحت عام کرنے سے پہلو بچاتے رہے۔ اگرچہ میں خوب جانتا ہوں کہ اس کی وجہ کیا تھی لیکن میرے بچے اب کی مرتبہ تمہیں حضور عالمؐ نے حکم دیا ہے اور دیکھ حضورؐ کا کہا اس طرح مان کہ ہر کام پر آپؐ کے حکم کو ترجیح دے۔''

یہ سن کر حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کا سر شرم سے جھک گیا۔ شاگرد کو رخصت

Marfat.com

کر کے واپس حجرے میں آن بیٹھے اور دل ہی دل میں نادم ہوتے رہے کہ وہ شیخ کے بارے میں کیا کیا سوچتے رہے۔ اپنی نادانی و غفلت پر افسوس کا اظہار کیا کہ وہ شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کی عرفان کی بلندی سے آگاہ تک نہ ہوئے۔ جنہیں باطنی علوم کا ملکہ حاصل تھا چنانچہ شرمندہ شرمندہ سے نادم ہوتے حضرت شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس گئے اور سر جھکا کر کھڑے ہو گئے۔ ابھی آپ اپنی شرمندگی کے اظہار کے لیے الفاظ ہی ڈھونڈ رہے تھے کہ شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ ہونٹوں پر تبسم سجائے آپ سے مخاطب ہوئے۔ ”میرے بچے! تجھے نادم ہونے کی ضرورت نہیں مجھے سب علم ہے۔ یاد رکھ جب روحانیت کے سفر کا آغاز ہوتا ہے تو شیطان راہ میں طرح طرح کے جال بچھاتا ہے۔ یہ اللہ کا ہی احسان ہے کہ وہ جسے چاہے شیطان کے شر سے محفوظ کر لیتا ہے اور میری اپنے پروردگار سے دعا ہے کہ وہ تمہیں ہر موڑ پر شیطان موذی کے شر سے محفوظ رکھے۔

اب جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے وعظ و نصیحت کی مسند سنبھال لی تھی اور ان کی شہرت دن دونی رات چوگنی پھیلتی جا رہی تھی۔ چونکہ آپ کا بچپن شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں ہی گزرا تھا جہاں ہر وقت اولیاء اللہ کا ہجوم رہتا تھا۔ چنانچہ جنید رحمتہ اللہ علیہ کو ان صوفیا اور بزرگانِ دین سے ملاقات کے مواقع ملتے رہے اور آپ ان صوفیا کی تعلیمات کو ذہن میں بٹھاتے گئے۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں جامع مسجد میں لوگوں کو وعظ سنانے کے لیے بیٹھ گیا۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی یہ بات سب طرف مشہور ہو گئی کہ آپ وعظ سنانے کے لیے بیٹھ گئے ہیں۔ اسی اثناء میں ایک متعصب نصرانی کا غلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے کہنے لگا کہ اے جنید! حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے اس ارشاد پاک کا مطلب کیا ہے کہ ”مومن آدمی کی فراست سے بچنا چاہیے اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔“

اس کی یہ بات سن کر حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے اپنا سر نیچا کر لیا اور تھوڑی دیر کے

Marfat.com

بعد اپنا سر اٹھا کر ارشاد فرمایا کہ بس تو مسلمان ہو جا تیرے اسلام قبول کر لینے کا وقت آ گیا ہے۔ اس غلام نے آپ کے فرمانے پر اسی وقت کلمہ اسلام پڑھا اور دائرۂ اسلام میں داخل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے گناہوں کی معافی مانگی اور صدق دل سے توبہ کی۔

گم شدہ بچے کے ملنے کا واقعہ: حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کا شمار صاحب کرامت اولیاء کرام میں ہوتا ہے آپ مستجاب الدعوات تھے اللہ تعالیٰ آپ کی دعا کو فوری طور پر شرف قبولیت بخشتا تھا آپ کی دعا بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوتی تھی اور ایسا ہونا یقیناً آپ کی کرامت کے زمرہ میں آتا ہے ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک عورت روتی ہوئی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ میرا بیٹا کہیں گم ہو گیا ہے۔ آپ دعا فرمائیں کہ وہ مل جائے۔ آپ نے فرمایا اے خاتون! تو جا اور صبر کر۔ یہ سن کر وہ عورت واپس چلی گئی۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد پھر بے چینی کی حالت میں آ موجود ہوئی اور دعا کے لیے عرض کرنے لگی۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کو پھر یہی جواب دیا۔ چنانچہ وہ پھر چلی گئی لیکن ماںتا کی ماری ہوئی کو ایک لمحہ کے لیے بھی چین نہ آتا تھا۔ آخر وہ تیسری مرتبہ پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کی کہ یا شیخ! اب تو میرا صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے اور مجھ میں صبر کی طاقت نہیں رہی۔ آپ دعا فرمائیں کہ میرا گمشدہ بیٹا مجھے مل جائے۔

آپ نے فرمایا' اچھا اگر یہ بات ہے تو پھر تم اپنے گھر چلی جاؤ۔ سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تمہارا بیٹا گھر آ گیا ہے۔ یہ سنتے ہی وہ عورت اپنے گھر کی طرف بھاگی اور جب اس نے دیکھا کہ واقعی اس کا بیٹا گھر پہنچ چکا ہے تو اس کے قلب پر رقت طاری ہو گئی حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی عظمت و کرامت کی دل سے قائل ہوئی اسی وقت اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور ساتھ ہی حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کا بھی شکریہ ادا کیا کہ ان کی دعا کی کرامت سے کھویا ہوا بیٹا مل گیا۔

Marfat.com

ایک مرید کی اصلاح کا واقعہ: حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ ارباب عرفان میں بزرگ ترین شخصیت تھے طریقت وتصوف میں بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ایک مرتبہ آپ کے ایک مرید کو یہ گمان ہو گیا کہ مجھے مرتبہ کمال حاصل ہو گیا ہے اور اب مجھے اولیاء کرام کی صحبت میں رہنے کی بجائے تنہا رہنا اچھا ہے۔ چنانچہ وہ گوشہ نشین ہو گیا اور اولیاء کرام کی صحبت میں رہنا چھوڑ دیا۔

اس کی اس گوشہ نشینی کے دوران ایک رات نصف شب کے قریب ایک جماعت اس کی پاس آئی اور کہنے لگی کہ تجھے تو جنت میں جانا چاہیے۔اس جماعت کے پاس ایک اونٹ بھی تھا۔اس مرید نے یہ بشارت سنی تو بہت خوش ہوا اور فوراً اونٹ پر سوار ہو گیا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد اونٹ نے اسے ایک ایسی جگہ پر پہنچا دیا کہ جہاں ہر طرف باغ ہی باغ تھے اور خوبصورت لوگ وہاں پر موجود تھے اس کے علاوہ اس نے وہاں پر بہتی ہوئی نہریں اور اعلیٰ مزیدار قسم کے کھانے دیکھے یہ تمام کچھ دیکھ کر وہ پھولے نہیں سما رہا تھا ساری رات وہ وہاں پر رہا۔

جب صبح ہوئی تو اس نے اپنے آپ کو اپنے اسی حجرۂ عبادت میں پایا۔ جہاں پر کہ وہ تھا۔ چند دنوں تک اس کے ساتھ یہی معاملہ ہوتا رہا۔اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کے دل میں غرور نے اپنا غلبہ قائم کر لیا حتیٰ کہ اس نے اپنی یہ حالت لوگوں پر بھی ظاہر کرنا شروع کر دی اور ولایت کا دعویٰ کرنے لگا اس نے لوگوں کو اپنا معتقد بنانا شروع کر دیا۔رفتہ رفتہ یہ خبر حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کو بھی مل گئی۔اس پر آپ خود اس کے حجرہ میں تشریف لائے اور اس سے اس کے حال کے بارے میں دریافت کیا۔اس نے اپنی ساری کیفیت بیان کر دی۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کی بات سن کر ارشاد فرمایا کہ اگر تم آج کی رات یہ حال دیکھو تو تین مرتبہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھ لینا' یہ فرما کر آپ واپس لوٹ آئے۔جب رات ہوئی تو اس کے ساتھ پھر حسب معمول وہی واقعہ پیش آیا وہ

Marfat.com

چل پڑا تو اس کے دل میں حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے فرمان سے بدگمانی پیدا ہوئی۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد اس نے تجربہ کے خیال سے تین مرتبہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھا تو وہ جماعت شور وغل کرتی ہوئی غائب ہوگئی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے آپ کو ایک ایسی جگہ پر پایا۔ جہاں گندگی اور استعمال شدہ ہڈیوں کا ڈھیر پڑا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر وہ غلطی پر نادم ہوا اور تنہائی اختیار کرنے سے توبہ کی اور پھر اس نے آئندہ کے لیے اولیاء کرام کی صحبت میں حاضری کا اپنا معمول بنا لیا۔

شہید ہونے کا بلند مقام: ایک مرتبہ آپ کے آٹھ مریدین نے جہاد کے لیے جانے کی خواہش کا اظہار کیا ان دنوں اسلامی لشکر رومیوں کے خلاف جہاد کرنے کی غرض سے روم روانہ ہونے والا تھا چنانچہ آپ بھی اپنے مریدین کے ہمراہ کفار سے جنگ کرنے کے لیے لشکر اسلام میں شامل ہو کر روم کی طرف گئے دوران لڑائی گھمسان کا رن پڑا اور میدان جنگ میں ایک کافر کے ہاتھ سے آپ کے آٹھوں مریدین شہید ہو گئے۔ اسی وقت حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ عیہ نے فضا میں دکھا کہ نو پالکیاں فضا میں معلق ہیں اور آپ کے آٹھوں مریدین کی ارواح کو آٹھ پالکیوں میں رکھا جارہا ہے یہ دیکھ کر آپ کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ شاید وہ نویں پالکی میرے لیے ہے چنانچہ اس خیال کے مطابق بڑی بے جگری سے کفار کا مقابلہ کرنا شروع کر دیا مگر جس کافر کے ہاتھوں آپ کے آٹھ مریدین نے جام شہادت نوش کیا تھا وہ اچانک آپ کے سامنے آیا اور عرض کی کہ آپ مجھے مسلمان کر لیں اور کلمہ اسلام پڑھائیں پھر جب بغداد جائیں تو لوگوں کو یہ بات بتائیں کہ وہ نویں پالکی میرے لیے ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کی درخواست پر اسے کلمہ پڑھایا اور دائرہ اسلام میں داخل کیا اس کے بعد اس نو مسلم نے اپنی قوم کے افراد پر حملہ کر دیا اور اسلامی لشکر کی طرف سے لڑا آٹھ کافروں کو جہنم واصل کرنے کے بعد اس نے جام شہادت نوش کیا اور پھر حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے دیکھا کہ اس نویں پالکی میں اس کی روح کو داخل کیا گیا۔

Marfat.com

حقیقت حج: ایک مرتبہ ایک شخص حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ تم کہاں سے آ رہے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ یا شیخ! حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کر کے آ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا' تم نے حج کی سعادت حاصل کی ہے۔ کہنے لگا' جی ہاں۔

حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا جب تم حج کی نیت سے اپنے گھر سے چلے اور اپنے وطن سے نکلے تو کیا تم نے اس وقت تمام گناہوں کو بھی چھوڑ دینے کا عزم کیا تھا یا نہیں؟ اس شخص نے جواب دیا کہ ایسا تو نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا' تو پھر تم گھر سے روانہ ہی نہیں ہوئے۔ اچھا یہ بتاؤ کہ جب تم اپنے گھر سے روانہ ہوئے اور منزل پر قیام کیا تو حق کا راستہ یعنی مقام طریقت بھی طے کیا یا نہیں۔ اس نے کہا' اس کے بارے میں تو میں جانتا ہی نہ تھا۔ ارشاد فرمایا' تو پھر تم نے منازل بھی نہ طے کیں۔ اچھا یہ بتاؤ کہ جب تم نے احرام باندھا تو میقات میں بشری صفات سے علیحدگی اختیار کی جس طرح کہ کپڑے اور عادات سے علیحدگی اختیار کرتے ہیں۔ کہنے لگا' مجھ سے تو یہ بھی نہیں ہو سکا۔

حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم نے احرام کا مقصد بھی پورا نہیں کیا اچھا یہ بتاؤ کہ جب تم عرفات میں کھڑے ہوئے تو اس وقت تمہیں کشف و مشاہدہ کے مابین کوئی فرق دکھائی دیا۔ اس شخص نے کہا' یا شیخ! مجھے کچھ معلوم و محسوس نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ تم عرفات میں بھی کھڑے نہیں ہوئے۔ اچھا یہ بتاؤ کہ جب تم مزدلفہ پہنچے تو تم نے تمام نفسانی خواہشات کو ترک کیا کہ نہیں؟ کہنے لگا' وہ تو میں نے ترک نہیں کیں۔ ارشاد فرمایا اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم مزدلفہ بھی نہیں گئے۔ اچھا یہ بتاؤ کہ جب تم نے بیت اللہ کے طواف کیے تو اس وقت اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے جمال کی قدرتوں کو دیکھا؟ کہنے لگا' یا شیخ! مجھے یہ سب کچھ دکھائی نہ دیا۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم نے طواف بھی نہیں کیا۔ اچھا یہ بتاؤ کہ جب تم نے صفا و مروہ کی سعی کی تو اس وقت تمہیں صفا کا مقام

Marfat.com

اور حق کے رستہ پر گزرنے کا درجہ معلوم ہوا؟ وہ شخص کہنے لگا' یا شیخ! مجھ میں اتنی اہلیت ہی کہاں تھی کہ میں کچھ معلوم کرسکتا۔ آپ نے فرمایا' تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ تم نے ابھی صفا و مروہ کی سعی بھی نہیں کی۔ اچھا تم یہ بتاؤ کہ جب تم منیٰ میں پہنچے تو تمہاری ہستی تم سے الگ ہوئی کہ نہیں؟ جواب دیا' نہیں۔ آپ نے فرمایا' اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم منیٰ میں بھی نہیں گئے۔

اس کے بعد حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' اچھا یہ بتاؤ کہ جب تم قربان گاہ میں پہنچے اور قربانی کی تو اس وقت تم نے اپنی نفسانی خواہشات کو بھی قربان کیا یا نہیں۔ کہنے لگا' یا شیخ! یہ تو میں نے نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا' اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم نے قربانی بھی نہیں کی اچھا یہ بتاؤ کہ جب تم رمی جمار کر رہے تھے تو اس وقت تم نے اپنے دل میں موجود خواہشات کو بھی نکال کر پھینکا یا نہیں؟ اس نے جواب دیا' ایسا تو میں نے نہیں کیا۔ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم نے رمی بھی نہیں کی اور گویا کہ تم نے حج کی ادائیگی ہی نہیں کی واپس جاؤ اور ایسا حج کرنے کی سعادت حاصل کرو جو میں نے تمہیں بتایا ہے اس کے بعد تم مقام ابراہیم پر پہنچو گے۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کی غرض سے تشریف لے گئے تو وہاں پر آپ کی ملاقات مشائخ عظام سے ہوئی۔ وہ مشائخ آپس میں بیٹھ کر محبت کے موضوع پر مباحثہ کرنے لگے حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ خاموشی سے ان کی گفتگو سماعت فرما رہے تھے کہ ان مشائخ عظام میں سے کسی نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا اے عراقی! تم بھی کچھ بیان کرو۔ یہ سن کر آپ نے اپنا سر مبارک جھکا لیا اور رونے لگے پھر تھوڑی دیر کے بعد فرمایا' یہ وہ بندہ ہے جو کہ اپنا آپ کھو چکا ہے اس پروردگار کا مسلسل ذکر کرتا ہے اور اس کے حقوق کی مسلسل ادائیگی کیے جا رہا ہے اور قلب کی نگاہوں سے اپنے پروردگار کا دیدار کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکت کے انوار نے اسے جلا دیا ہے اور اس کی الفت و محبت کے جام سے اس نے شراب طہورہ پی

Marfat.com

ہے اوراس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے غیب سے پردے اٹھادیئے ہیں۔اس لیے جب یہ شخص کلام کرے گا تو اللہ تعالیٰ کی مدد سے کلام کرے گا اور اگر حرکت کرے گا تو اسی کے حکم سے اور اگر ساکن ہوگا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔اس لیے یہ شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے لیے اور اللہ تعالیٰ کی معیت میں ہوگا۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ کلام سن کر تمام مشائخ عظام کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور وہ رو پڑے پھر کہنے لگے کہ اس سے زیادہ کچھ بیان نہیں ہوسکتا۔اللہ تعالیٰ آپ کے حال پر رحم فرمائے اور آپ کے درجات بلند فرمائے۔

نصرانی طبیب مسلمان ہو گیا: ایک بار حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کو آشوب چشم کا مرض لاحق ہوا۔ابتداء میں آپ نے اس طرف کوئی توجہ نہیں کی مگر جب تکلیف نے شدت اختیار کی تو خدمت گاروں نے عرض کیا۔بغداد میں ایک عیسائی ماہر امراض چشم ہے۔اگر آپ اجازت دیں تو اس سے رجوع کیا جائے۔حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔''جیسی تمہاری مرضی! دوسرے دن عیسائی طبیب حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔اس نے بہت دیر تک آپ کی آنکھوں کا معائنہ کیا۔پھر نسخہ تجویز کرتے ہوئے کہا۔''شیخ! آپ کی آنکھوں کا ایک ہی علاج ہے کہ انہیں پانی سے بچایا جائے۔حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے عیسائی طبیب کا مشورہ سننے کے بعد فرمایا۔میں پانچ وقت وضو کرنے کا عادی ہوں۔اس صورت میں آنکھوں کو پانی سے کس طرح بچایا جا سکتا ہے؟ عیسائی طبیب نے جواباً عرض کیا۔شیخ! اگر آپ کو اپنی آنکھوں کی سلامتی منظور ہے تو ہر حال میں پانی سے اجتناب کرنا ہوگا۔''اگر کسی وجہ سے میں ایسا نہ کرسکوں؟ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔تو پھر آپ بہت جلد بینائی سے محروم ہو جائیں گے۔عیسائی حکیم نے اپنے طبی تجربات و مشاہدات کی روشنی میں فیصلہ سناتے ہوئے فرمایا۔عیسائی طبیب مایوسی کا اظہار کرتا ہوا چلا گیا۔جاتے جاتے حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے مریدوں اور خدمت گاروں کو آخری ہدایت بھی کر

Marfat.com

گیا۔ اگر تم اپنے شیخ کی آنکھیں صحیح سلامت دیکھنا چاہتے ہو تو انہیں وضو نہ کرنے کا مشورہ دو۔ عیسائی طبیب کے جانے کے بعد مریدین اور خدمت گار حاضر ہو کر عرض کرنے لگے۔ سیدی! شریعت میں تیمّم کی رعایت اور گنجائش موجود ہے۔ میں جانتا ہوں۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے نہایت تحمل کے ساتھ فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے مکمل وضو کیا اور نماز عشاء ادا کر کے تکیے پر سر رکھ کر سو گئے۔ پھر اسی طرح آپ نے تہجد کی نماز ادا کی۔ نماز فجر کے بعد جن کی روشنی میں تمام مریدوں اور خدمت گاروں نے یہ حیرت انگیز منظر دیکھا کہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی آنکھوں میں ہلکی سی سرخی تک نہیں تھی۔ آپ آشوب چشم کے مرض سے مکمل طور پر صحت یاب ہو چکے تھے۔

دوسرے دن عیسائی طبیب پھر حاضر خدمت ہوا۔ اس کا خیال تھا کہ یا تو شیخ جنید رحمتہ اللہ علیہ نے اس کے مشورے پر عمل کیا ہوگا اور مرض میں کمی آ گئی ہوگی یا پھر دوسری صورت میں بیماری شدت اختیار کر گئی ہوگی۔ شیخ! آپ کیسے ہیں؟'' عیسائی طبیب نے حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی مزاج پرسی کرتے ہوئے کہا۔ ''اللہ نے مجھے اس عارضے سے نجات دے دی۔'' حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ''یقیناً آپ نے میری ہدایت پر عمل کیا ہوگا۔'' عیسائی طبیب نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ''ہرگز نہیں!'' حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مخصوص تبسم کے ساتھ فرمایا۔ ''میں نے تمہاری ہدایت کی کھلی خلاف ورزی کی تھی مگر یہ مسیحائے حقیقی کی شان کریمانہ ہے کہ تمہارے نزدیک جو پانی آنکھوں کیلئے انتہائی مضر تھا وہی پانی اکسیر بن گیا۔'' عیسائی طبیب نے دوبارہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی آنکھوں کا معائنہ کیا اور حیران رہ گیا۔ مرض کا دھندلا سا نشان تک باقی نہیں تھا۔ پھر وہ بے ساختہ پکار اٹھا۔'' یہ مخلوق کا نہیں خالق کا علاج ہے۔'' اس کے ساتھ ہی عیسائی طبیب نے حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے دست پر اسلام قبول کر لیا۔

عشق و محبت میں اضافہ: حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ اپنی زندگی کا ایک عجیب

Marfat.com

واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ایک دن میرا گزر کوفے کی طرف ہوا۔وہاں میں نے ایک عالی شان مکان دیکھا جو کسی بڑے رئیس کی ملکیت معلوم ہوتا تھا۔مکان کے چاروں طرف بڑی چہل پہل نظر آ رہی تھی۔قدم قدم پر دولت کے کرشمے نمایاں تھے۔ اس مکان کے کئی دروازے تھے اور ہر دروازے پر نوکروں اور غلاموں کا ہجوم نظر آ رہا تھا۔ابھی میں دل ہی دل میں ان لوگوں کی بدمستی اور بے خبری پر افسوس کر رہا تھا کہ اچانک ایک خوش گلو عورت کی آواز سنائی دی۔ میں نے غور سے سنا۔ وہ عورت نہایت دلکش آواز میں یہ اشعار گا رہی تھی۔اے مکان! تیری چاردیواری کے اندر کبھی کوئی غم نہ آئے۔تیرے رہنے والوں کے ساتھ یہ ظالم زمانہ کبھی مذاق نہ کرے۔"(جیسے کہ اس کی عادت ہے کہ وہ بڑے بڑے محلات کو آن کی آن میں ویران کر دیتا ہے۔)"جب کوئی مہمان بے گھر ہو تو ایسے مہمان کے لئے تو کیسا اچھا گھر ہے؟"(ترجمہ) حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے عورت کے اشعار سنے تو یہ کہتے ہوئے آگے تشریف لے گئے۔"ان لوگوں کی حالت بہت نازک اور سنگین ہے۔ یہ دنیا اور اس کی رنگینیوں میں مکمل طور پر غرق ہو چکے ہیں۔"

پھر ایک مدت کے بعد اتفاق سے حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کا گزر اسی محل نما مکان کی طرف سے ہوا۔آپ نے حیران ہو کر اس عشرت کدے پر نظر ڈالی۔کوئی نوکر اور غلام وہاں موجود نہیں تھا۔در و دیوار انتہائی خستہ ہو چکے تھے اور جگہ جگہ سے اینٹیں گر رہی تھیں۔ریشمی پردے دھجیوں میں تبدیل ہو کر پیوند خاک ہو چکے تھے۔دروازے تباہ ہو گئے تھے۔اب نہ صاحب جائداد تھا، نہ دربان، فانوسوں اور قمقموں کی جگہ چمگادڑوں نے اپنے مسکن بنا لئے تھے۔جن کمروں میں شہر کے بڑے بڑے امراء جمع ہو کر داد عیش دیا کرتے تھے، اب وہاں آوارہ کتوں نے ڈیرے ڈال دیئے تھے۔ ہر طرف ذلت و نحوست برس رہی تھی اور ہاتف غیب یہ اشعار پڑھ رہا تھا۔

"اس کی ساری خوبیاں جاتی رہیں اور رنج والم نمایاں ہو گئے۔ زمانے کا یہی مزاج

Marfat.com

ہے کہ وہ ایسے کسی مکان کو صحیح وسالم نہیں چھوڑے گا۔"

"لہٰذا اس مکان کے اندر جو انس (محبت) پایا جاتا تھا، اسے وحشت میں بدل دیا گیا اور کیف وسرور کی جگہ شور ماتم برپا کر دیا گیا۔"

مکان کی یہ حالت دیکھ کر حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کو بہت افسوس ہوا۔ پھر آپ نے ایک پڑوسی سے پوچھا۔" اس عشرت کدے کے مکین کہاں چلے گئے؟"

پڑوسی نے بتایا۔" مالک مکان مر گیا اور اس کے مرتے ہی مکان کی ساری رونقیں بھی رخصت ہو گئیں۔" اب اس مکان میں کوئی بھی نہیں رہتا" حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے افسردہ لہجے میں پوچھا۔" ایک بوڑھی عورت کسی کمرے میں پڑی رہتی ہے۔" پڑوسی نے بتایا۔" محلے والے ترس کھا کر اسے کھانا کھلا دیتے ہیں ورنہ وہ عورت مکان کو چھوڑ کر کہیں نہیں جاتی۔"

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ اضطراب کے عالم میں اس کمرے تک پہنچے اور دروازے پر دستک دی۔

اندر سے ایک غمزدہ عورت کی آواز ابھری۔" کون ہے؟ میں اللہ کا ایک بندہ ہوں۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔" واپس چلے جاؤ!" عورت نے انتہائی افسردہ لہجے میں کہا۔" اب میرے سوا یہاں کوئی نہیں رہتا۔ وہ زمانے رخصت ہوئے۔ مجھ غریب کو پریشان نہ کرو۔" دروازہ کھولو! حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ مجھے تم سے ایک ضروری کام ہے۔" عورت نے دروازہ کھول دیا اور حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کو حیرت سے دیکھنے لگی۔ اس مکان کی وہ آب وتاب، وہ چاند سورج (پری چہرہ لوگ) وہ کنیزیں اور غلام اور وہ عیش وعشرت کے دلدادہ لوگ کہاں چلے گئے؟" حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے اس عورت سے پوچھا۔ یہ سن کر وہ عورت زار وقطار رونے لگی۔" آسائش کی وہ چیزیں کسی اور کی تھیں۔ اس مکان کے رہنے والے غلطی سے انہیں اپنا سمجھ بیٹھے تھے۔ سارا ساز وسامان کرائے کا تھا۔ جہاں

Marfat.com

سے آیا تھا، وہیں چلا گیا۔'' کئی سال پہلے جب میں ادھر سے گزرا تھا تو میں نے ایک عورت کو یہ اشعار پڑھتے سنا تھا۔'' حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے وہی اشعار دہرا دیئے۔ اس عورت نے ایک آہ سرد کھینچی اور نہایت رقت آمیز لہجے میں بولی۔ خدا کی قسم! میں وہی عورت ہوں جس کی زبان سے آپ نے یہ اشعار سنے تھے۔'' پھر یہ عالیشان مکان اور اس کے مکین اس حال کو کیسے پہنچے؟'' حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا۔'' انسان جس دنیا پر غرور کرتا ہے، وہ دنیا باقی نہیں رہتی۔ بس اس کے حال پر ماتم اور عبرت کرنے والے باقی رہ جاتے ہیں۔'' عورت کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔'' پھر تم اس ویرانے میں اکیلی کیوں پڑی ہو؟'' حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے اس شکستہ حال عورت سے پوچھا۔

'' آپ بھی کیسا ظلم کرتے ہیں کہ مجھ سے اس مکان کو چھوڑ کر کہیں اور چلے جانے کے لئے کہتے ہیں۔'' اس عورت نے نہایت غم زدہ لہجے میں جواب دیا۔ کیا یہ مکان میرے دوستوں اور پیاروں کا مسکن نہیں تھا؟ کیا یہ ان اگلی محبتوں کی یادگار نہیں ہے؟ پھر میں اسے چھوڑ کر کیسے چلی جاؤں۔ کہنے والے کیا کہیں گے کہ میں صرف رونقوں اور خوشیوں کی ہم نشیں تھی۔ بدحالی اور ویرانی کی شریک نہیں۔ یہ تو بڑی بدعہدی ہوگی۔ لوگ میرے عمل کو بدترین بے وفائی سے تعبیر کریں گے۔ میں اس وقت تک یہاں سے نہیں جاؤں گی، جب تک میرا جسم اس عمارت کے ملبے میں دفن نہیں ہو جائے گا۔'' یہ کہہ کر اس عورت نے ایک اور شعر پڑھا جو محبت کی خلش اور سوز و گداز سے لبریز تھا۔'' میرا دل مقامات محبت کی تعظیم کرتا ہے۔ اگر چہ ان کے کمرے نعمت و مال سے محروم ہو چکے ہیں۔'' (ترجمہ)

یہ شعر سنتے ہی حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔'' سچ کہا تم نے'' حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ پر کیف و جذب کی عجیب کیفیت طاری تھی۔ پھر آپ اسی عالم میں بغداد تشریف لے آئے۔ اس واقعے کا ذکر کرتے ہوئے جنید

Marfat.com

رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ آج بھی مجھے اس عورت کے خلوص اور استقلال پر حیرت ہوتی ہے۔ دراصل عشق صادق اسی کو کہتے ہیں کہ انسان ایک در کا پابند ہو جائے۔ پھر چاہے موج خوں سر سے گزرے یا قیامت نازل ہو جائے مگر عاشق اسی آستانے پر پڑا رہے۔ بے شک! وہ عورت اپنے عشق میں سچی تھی اور اسی کے ذریعے معلم غیب نے مجھے یہ سبق دیا یہ عشق کیا ہے اور وفاداری کسے کہتے ہیں۔

ادائیگی امانت: ایک دن آپ جامع مسجد بغداد میں حاضر تھے کہ ایک اجنبی شخص آیا اور وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرنے لگا۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے اس پر ایک نظر ڈالی اور ذکر میں مشغول ہو گئے پھر وہ شخص نماز پڑھ کے مسجد کے ایک گوشے میں چلا گیا۔ اتفاق سے حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کی نظر اس طرف اٹھی تو آپ نے دیکھا کہ وہ شخص اشارے سے بلا رہا ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کسی تامل کے بغیر اس کے پاس چلے گئے۔ اس دوران وہ شخص مسجد کے فرش پر لیٹ چکا تھا۔ جب حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ اس کے قریب آئے تو وہ معذرت خواہانہ لہجے میں بولا ''ابوالقاسم! معاف کرنا! میں آپ کے احترام میں اٹھ کر بیٹھ نہیں سکتا۔ مجبوری ہے'' اس تکلف کی ضرورت نہیں۔ آپ اپنا کام بتائیے۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے جواباً فرمایا۔ ''اللہ جل شانہٗ'' سے ملاقات کا وقت آ گیا ہے'' اس شخص نے نہایت پر شوق لہجے میں کہا۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کو بہت حیرت ہوئی۔ اس کے چہرے سے بیماری تو کجا نقاہت کے بھی آثار نمایاں نہیں تھے۔ پھر بھی وہ کہہ رہا تھا کہ رخصت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے اجنبی شخص کی بات سن کر سکوت اختیار کیا۔ شاید اس لئے کہ کسی انسان کو اپنی موت کا وقت معلوم نہیں ہوگا۔ ''ابوالقاسم! جب میں دنیا سے چلا جاؤں اور میری تجہیز و تکفین مکمل ہو جائے تو میرا یہ خرقہ، چادر اور مشکیزہ ایک شخص کے حوالے کر دینا۔'' اجنبی نے کہا۔ ''وہ شخص کون ہوگا اور میں اسے کیسے پہچانوں گا؟ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اس سلسلے میں آپ کو فکر مند

Marfat.com

ہونے کی ضرورت نہیں۔ وہ خود تمہیں پہچان لے گا۔'' اس شخص نے کہا'' وہ ایک نوجوان مغنی (گانے والا) ہے میری یہ امانت اس کے سپرد کر دینا۔'' تمہارا خرقہ مغنی کے حوالے کر دوں؟ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے حیران ہو کر پوچھا آپ کو اس بات پر حیرت تھی کہ نغمہ وموسیقی سے تعلق رکھنے والا شخص خلافت کا حقدار کس طرح ہوسکتا ہے؟

''ابوالقاسم ! آپ کو حیران ہونے کی ضرورت نہیں۔حق تعالیٰ ہمارے اندازوں سے زیادہ بے نیاز اور رحیم وکریم ہے۔اسی نے اس مغنی کو یہ رتبہ عطا فرمایا ہے۔'' ابھی حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ قدرت کے رازوں پر حیران ہو ہی رہے تھے کہ اس شخص نے باآواز بلند کلمۂ طیبہ پڑھا اور ہوا کے تیز جھونکے کی طرح دنیا سے رخصت ہو گیا۔حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر اجنبی شخص کی تدفین کی۔ پھر اس کام سے فارغ ہو کر دوبارہ مسجد میں تشریف لائے اور اس شخص کا انتظار کرنے لگے جو مرنے والے کی امانت کا حقدار تھا۔ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ ایک نوجوان مسجد میں داخل ہوا اور حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کو سلام کر کے کہنے لگا۔'' ابوالقاسم ! میری امانت میرے حوالے کیجئے۔ واضح رہے کہ'' ابوالقاسم'' حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی کنیت تھی۔'' تم نے مجھے کیسے پہچانا؟ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کو ایک بار پھر حیرت ہوئی۔ یہ بھی کوئی مشکل بات ہے۔نوجوان مغنی نے نہایت مودبانہ لہجے میں عرض کیا میں لاکھوں انسانوں کے ہجوم میں پہچان سکتا ہوں کہ شیخ جنید رحمتہ اللہ علیہ کون ہیں؟ آپ کا چہرۂ مبارک ہی آپ کی پہچان ہے۔''

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نوجوان مغنی کے طرز کلام سے بہت متاثر ہوئے پھر آپ نے فرمایا۔'' نوجوان ! تمہیں کیوں کر خبر ہوئی کہ تمہاری امانت میرے پاس ہے؟ نوجوان مغنی نے عرض کیا...... ''میں چند درویشوں کی صحبت میں بیٹھا تھا کہ اچانک ہاتف غیب نے صدا دی۔ شیخ جنید کے پاس جاؤ اور اپنی امانت لے لو۔اس شخص کی جگہ تم ابدال مقرر کئے گئے ہو۔''

Marfat.com

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے مرنے والے کی تمام چیزیں نوجوان کے سپرد کر دیں مغنی نے اسی وقت غسل کیا، خرقہ پہنا، حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کا شکریہ ادا کیا اور ارض شام کی طرف چلا گیا۔ نوجوان مغنی کے جانے کے بعد حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے نہایت رقت آمیز لہجے میں فرمایا اے ذات بے نیاز! تو ہی مالک کل ہے اور سارے خزانے تیرے ہی قبضہ قدرت میں ہیں۔ تو مختار ہے جسے جس طرح چاہے سرفراز کر دے اور جسے جس طرح چاہے ذلیل و رسوا کر دے میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں اور تجھی سے مدد مانگتا ہوں۔''

آپ کی قمیض چوری ہونے کا واقعہ: ایک بار ایک چور حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے مکان میں داخل ہوا، اسے اندازہ نہیں تھا کہ یہ کسی درویش بے سروسامان کا ٹھکانا ہے۔ اس نے ایک ایک گوشہ چھان مارا مگر وہاں ضرورت کے معمولی سامان کے علاوہ کوئی قابل ذکر چیز موجود نہیں تھی۔ بس حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کا ایک پیرہن تھا، چور اسی کو لے کر فرار ہو گیا۔ دوسرے دن حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ بازار سے گزر رہے تھے کہ آپ کی نظر دو افراد پر پڑی۔ ایک کے ہاتھ میں حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کا پیرہن تھا اور دوسرا اس کے قریب کھڑا تھا اتنے میں ایک خریدار آیا اور پیرہن کو دیکھنے لگا۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ بھی ٹھہر کر اس منظر کو دیکھتے رہے۔ آخر خریدار نے اس پیرہن کو پسند کر لیا اور فروخت کرنے والے شخص سے کہا۔ میں یہ عبا خریدنے کیلئے تیار ہوں مگر اس سلسلے میں ایک گواہی ضروری ہے۔ کیسی گواہی؟ پیرہن فروخت کرنے والے شخص نے کہا جو دراصل دلال تھا...... اور اس کے قریب وہ شخص موجود تھا جس نے حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کا لباس چرایا تھا۔ اس بات کی گواہی کہ یہ مال تمہارا ہے۔ خریدار نے کہا۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ پیرہن اس کی ملکیت ہے۔ دلال نے چور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ میں ایک دلال کی گواہی کو نہیں مانتا۔ خریدار نے کہا اور جانے لگا۔ سنو میرے عزیز! حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے تیزی سے آگے

Marfat.com

بڑھ کر خریدار کو مخاطب کیا۔ خریدار پلٹا اور حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کو سامنے پاکر مودب کھڑا ہو گیا۔ میں اس بات سے خوب واقف ہوں کہ یہ مال اسی شخص کا ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے چور کی پردہ پوشی کرتے ہوئے فرمایا۔ آپ جیسے بزرگ کی گواہی سب گواہوں سے بڑھ کر ہے۔ خریدار نے کہا اور پیرہن لے کر چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ بھی تشریف لے گئے اور چور کو یہ احساس تک نہیں ہو سکا کہ اس کی ملکیت پر گواہی دینے والا کون تھا؟

عیسائی پیشوا کا قبول اسلام: ایک بار آپ بہت سے مشائخ اور خدام کے ہمراہ جا رہے تھے۔ راستے میں جبل سینا (کوہ طور) پر سے آپ کا گزر ہوا۔ وہاں عیسائی راہبوں کی ایک خانقاہ تھی جس کے نیچے ایک چشمہ جاری تھا۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے رفقاء کے ساتھ اسی چشمے کے کنارے قیام فرمایا۔ اس سفر میں ایک قوال بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ کچھ دیر بعد مجلس سماع گرم ہوگئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے تمام صوفیاء اور مشائخ بے خود ہو گئے اور بے تابانہ رقص کرنے لگے۔ سماع کے دوران حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ پر بھی وجد کی انتہائی کیفیت طاری ہو جاتی تھی مگر آپ اپنی جگہ سے حرکت تک نہیں کرتے تھے راہب اور ان کی پیشوا بڑی حیرت سے اس منظر کو دیکھ رہا تھا۔ آخر وہ خانقاہ سے نکل کر نیچے آیا۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے تمام ساتھی حالت جذب میں تھے راہبوں کے پیشوا نے انہیں اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی۔ تمہیں تمہارے خدا کی قسم! میری بات سنو! تم لوگ یہ کیا شغل کر رہے ہو؟ راہبوں کا پیشوا حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے ایک ایک ساتھی کو پکڑ کے یہ الفاظ دہراتا مگر وہ مست و بے خود لوگ ذرا بھی اس کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ آخر بہت دیر بعد جب محفل سماع ختم ہوئی اور تمام بزرگ اپنی اپنی نشستوں پر قرینے کے ساتھ بیٹھ گئے تو راہبوں کے پیشوا نے مشائخ سے پوچھا۔ میں آپ حضرات کو بار بار اپنی طرف بلاتا تھا مگر آپ لوگ میری بات سنتے ہی نہیں تھے۔ اور انہوں نے کہا کہ تمہارا ہمیں اس حالت میں پکارنا

Marfat.com

فائدہ مند نہ تھا۔ ایک بزرگ نے راہبوں کے پیشوا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ راہب نے مسلمان بزرگ کی بات بڑی حیرت سے سنی مگر اب تو تم لوگ میری بات سن رہے ہو؟ اس وقت تمہاری کیا حالت ہو گئی تھی؟ ہم نہیں بتا سکتے کہ سماع کے وقت ہماری کیا کیفیت ہوتی ہے؟ دوسرے بزرگ نے کہا۔ بس ہم اپنے اللہ کے تصور میں گم رہتے ہیں اور ماسوا سے ہمارا کوئی رشتہ باقی نہیں رہتا۔

راہبوں کے پیشوا کو بڑی حیرت تھی کہ آخر انسان پر جذب کی یہ کیفیت کس طرح طاری ہوتی ہے؟ پھر اس نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں سے پوچھا۔ تمہارا شیخ کون ہے؟ تمام لوگوں نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کر دیا۔ راہبوں کا پیشوا اپنی جگہ سے اٹھا اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے قریب پہنچ کر کہنے لگا۔ شیخ! میں نے کچھ دیر پہلے آپ لوگوں کو ایک عجیب کھیل میں مشغول پایا آپ کے تمام ساتھی اس طرح مست و بے خود تھے کہ انہیں اپنے گرد و پیش کی بھی خبر نہیں تھی۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ جسے تم کھیل سمجھ رہے ہو، یہ دنیا داروں کا نہیں، اہل دل کا مشغلہ ہے۔ جب ہم لوگ یہ شغل کرتے ہیں تو پھر اپنے ہوش میں نہیں رہتے۔ کیا تم لوگوں کو اس کھیل میں کوئی خاص لذت حاصل ہوتی ہے؟ راہبوں کے پیشوا نے استعجابیہ انداز میں پوچھا۔ تم اس لذت کو نہیں سمجھو گے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کیا تم نے ایسی کوئی لذت دیکھی ہے کہ جسے پا کر انسان دیگر تمام لذتوں کو فراموش کر دے۔ یہ ہمارا روحانی کھیل ہے جسے سماع کہتے ہیں۔ کیا سماع دوسرے مذاہب میں بھی پایا جاتا ہے؟ راہبوں کے پیشوا نے ایک اور سوال کیا۔ نہیں! سماع صرف ہمارے ساتھ ہی مخصوص ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ مگر ہمارے نزدیک سماع کی ایک شرط ہے کہ اس عمل سے شریعت کے کاموں میں کوئی خلل نہ پڑے اور انسان کا زہد و تقویٰ متاثر نہ ہو۔ میں اور میرے ساتھی بھی برسوں سے سخت ترین ریاضتیں کر رہے ہیں۔ مگر ہم لوگوں کو یہ کیفیت کبھی حاصل نہیں ہوئی۔ عیسائی پیشوا نے

Marfat.com

اعتراف کرتے ہوئے کہا۔ ہمارے دماغ اور دل شب و روز ایک عجیب سے اضطراب میں مبتلا رہتے ہیں۔ آج تم لوگوں کو دیکھا تو اپنی محرومیوں کا احساس ہوا۔ یہ کہہ کر عیسائی پیشوا حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر ایمان لے آیا پھر اس کے دوسرے ساتھی راہب بھی حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ یہ آپ کی محفل سماع کی ایک ادنیٰ کرامت تھی کہ جسے دیکھتے ہی راہبوں نے اپنا آبائی مذہب بدل ڈالا۔

غیب سے راہنمائی ملنا: ایک بار میں سفر حج کے دوران ریگستان سے گزر رہا تھا کہ ایک شخص ببول کے درخت کے نیچے بیٹھا ہوا نظر آیا۔ میں نے قریب جا کر دیکھا تو وہ ایک نوجوان تھا جو حق کی تلاش میں گھر سے نکلا تھا۔

''لوگ آرہے ہیں، جا رہے ہیں مگر تم ایک ہی جگہ بیٹھے ہو۔ میں نے نوجوان سے دریافت کیا۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟

نوجوان نے بڑی اداس نظروں سے میری طرف دیکھا اور کف افسوس ملتے ہوئے بولا۔ مجھ پر ایک کیفیت طاری تھی مگر جب یہاں پہنچا تو وہ کیفیت ختم ہوگئی۔ میں اسی کی تلاش میں بیٹھا ہوں۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس نوجوان کی بات سنی اور اپنا سفر جاری رکھا۔

پھر جب میں ارکان حج ادا کرنے کے بعد واپس آیا تو اسی نوجوان کو دیکھا۔ وہ اس جگہ سے ہٹ کر تھوڑے فاصلے پر بیٹھا تھا مگر اس بار اس کے چہرے پر افسردگی کے بجائے خوشی کے آثار نمایاں تھے۔

میں قریب پہنچا اور اس نوجوان سے مخاطب ہوا۔ اب یہاں کیوں بیٹھے ہو؟

''مجھے میری کھوئی ہوئی چیز اسی جگہ ملی ہے۔ نوجوان نے پرجوش لہجے میں کہا۔ اسی لئے میں اس مقام پر پاؤں توڑ کر بیٹھ گیا ہوں۔

یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے حاضرین مجلس کو

Marfat.com

مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ ان دونوں باتوں میں سے کون سی بات زیادہ اچھی تھی۔ کھوئی ہوئی چیز کی تلاش میں بیٹھنا یا اس جگہ بیٹھے رہنا جہاں گوہر مراد ہاتھ آیا ہو۔

اس واقعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کو غیب سے قدم قدم پر ہدایت دی جاتی تھی اور عجیب عجیب انداز سے معرفت کے رموز و نکات سمجھائے جاتے تھے۔

خودداری درویش: ایک دن نماز جمعہ کے بعد ایک شخص حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا۔ شیخ! مجھے پر آپ کا بڑا کرم ہوگا اگر اپنے حلقے کے فقراء میں سے کسی ایک درویش کو میرے ہمراہ کر دیں۔

''آخر اس بات سے تمہارا مقصد کیا ہے؟ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے اس شخص سے پوچھا۔

''میں آپ کے اس درویش کو کھانا کھلا کر، اس کی عارفانہ صحبت سے فیضیاب ہونا چاہتا ہوں۔ اس شخص نے پُر اثر لہجے میں کہا۔

جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے اس شخص کی درخواست سن کر اپنی چاروں طرف نظر کی۔ آپ کے قریب ہی ایک ایسا شخص موجود تھا جس کے چہرے سے بھوک اور فاقہ کشی کے آثار نمایاں تھے۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے اس درویش کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

''آپ ان صاحب کے گھر چلے جایئے اور انہیں اپنی صحبت سے فیضیاب کیجئے۔ وہ درویش خاموشی سے اٹھا اور میزبان کے ساتھ چلا گیا۔ جس شخص نے حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ سے درخواست کی تھی، بغداد میں اس کے زہد و تقویٰ کا بہت چرچا تھا۔

وہ درویش تھوڑی دیر میں واپس آ گیا اور خاموشی کے ساتھ خانقاہ کے ایک گوشے

Marfat.com

میں بیٹھ گیا۔اس کے پیچھے پیچھے میزبان بھی آیا اور حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کرنے لگا۔

''شیخ! آپ نے جس درویش کو میرے ساتھ بھیجا تھا، اس نے صرف ایک لقمہ کھایا اور کچھ کہے بغیر واپس چلا آیا۔''

''یقیناً تم نے کوئی ناگوار بات اپنی زبان سے ادا کی ہوگی ورنہ وہ درویش ایسا نہیں ہے کہ اپنے میزبان کی دل شکنی کرے۔'' حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

''شیخ! میں نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی جو اس درویش کے مزاج پر گراں گزرے۔میزبان نے عرض کیا۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے چاروں طرف نظر کی۔وہ درویش خانقاہ کے ایک گوشے میں چپ چاپ بیٹھا تھا۔آپ نے اسے اپنے قریب بلایا اور کچھ کھائے پئے بغیر واپس آنے کا سبب پوچھا۔

''شیخ! میں ایک فاقہ کش اور مفلوک الحال انسان ہوں۔اس درویش نے عرض کیا۔کوفہ میرا وطن ہے۔میں آپ کی خدمت میں اسی لئے حاضر ہوا تھا کہ اپنی حالت زار بیان کروں مگر ہر بار غیرت نے میری زبان کھلنے نہ دی۔پھر جب آپ نے خود ہی میری بھوک کی شدت کا اندازہ کرلیا اور مجھے میزبان کے ساتھ جانے کا حکم دیا تو میں دل ہی دل میں بہت خوش ہوا کہ اس شخص نے بڑی اہتمام کے ساتھ میری سامنے دستر خوان بچھایا۔ پھر اپنے ہاتھ سے نوالہ بنا کر دیتے ہوئے بولا۔

''یہ لقمہ مجھے دس ہزار درہم سے بھی زیادہ عزیز ہے۔

اس کی زبان سے یہ الفاظ سن کر مجھے یقین ہوگیا کہ میرا میزبان ایک دنیادار انسان ہے اور نمود و نمائش کا بہت دلدادہ ہے۔یہی وجہ ہے کہ میں کھانا چھوڑ کر چلا آیا۔

درویش کی بات سن کر حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے میزبان سے فرمایا۔ میں نہیں کہتا تھا کہ تم نے کوئی نہ کوئی بے ادبی کی ہوگی۔''

Marfat.com

میزبان نے ندامت سے سر جھکالیا

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے اسے دوبارہ مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ اگر کسی درویش کو کھانا کھلانے کی استطاعت رکھتے ہو تو میزبانی کے آداب بھی سیکھو۔

اس کے بعد حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے اسی درویش کو دوبارہ میزبان کے گھر جانے کے لئے آمادہ کرلیا۔

اس واقعے کے بعد اہل بغداد کو اندازہ ہو گیا کہ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ خود بھی ایک مرد غیور ہیں اور آپ کے حلقے میں بیٹھنے والے درویش بھی۔ اگر کبھی کوئی صاحب ثروت انسان آپ کے کسی ساتھی کی تحقیر کرنے کی کوشش کرتا تو آپ نہایت سختی کے ساتھ اس کی گرفت کرتے اور بغداد کے سرمایہ داروں کو واضح الفاظ میں سمجھا دیتے کہ یہ درویش ناقابل فروخت ہیں۔

مرد مومن کی روحانی قوت: حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ میں نے دس برس تک دل کے دروازے پر بیٹھ کر دل کی حفاظت کی۔ پھر دس برس تک میرا دل میری نگرانی کرتا رہا۔ اب بیس برس ہو گئے کہ نہ میں دل کی خبر رکھتا ہوں اور نہ دل میری خبر رکھتا ہے۔ اس حالت کو تیس سال ہو گئے کہ ہر طرف حق تعالیٰ کو دیکھتا ہوں۔ اس کے سوا کچھ باقی نہیں...... مگر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔

جب بندے میں عشق اور محویت کا یہ عالم ہو تو پھر اس میں کیا شک کہ بندہ مومن کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ تصور کیا جانے لگتا ہے یعنی اس بندے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید شامل ہو جاتی ہے۔

ایک دن حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ "مسجد شونیزیہ" میں تشریف لے گئے۔ وہاں بہت سے درویشوں کا اجتماع تھا اور آیات قرآنی پر بحث ہو رہی تھی۔ پھر اسی دوران مرد مومن کی طاقت کا ذکر چھڑ گیا۔ تمام درویش اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرتے رہے۔ آخر میں ایک درویش نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

Marfat.com

”مردمومن کی روحانی طاقت کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں کہ اگر وہ مسجد کے اس ستون سے کہہ دے کہ آدھا سونے کا ہو جا اور آدھا چاندی کا، تو اسی وقت ہو جائے۔“

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس درویش کا دعویٰ سن کر مسجد کے ستون کی طرف دیکھا۔ واقعتہً وہ آدھا سونے کا تھا اور آدھا چاندی کا۔

دراصل یہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی نظر کیمیا گر کا اثر تھا کہ پتھر کی ظاہری ساخت تبدیل ہو گئی۔ درویش نے تو کسی شخص کے بارے میں محض دعویٰ کیا تھا مگر قدرت نے حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ پر یہ راز ظاہر کر دیا کہ خود ان کی ایک نگاہ ”ستون سنگ“ کی ماہیت کو بدل سکتی ہے۔ علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے مردمومن کی اسی شان جلالی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردمومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ اپنے حلقے میں بیٹھنے والے درویشوں کی بھی بہت عزت کیا کرتے تھے۔ اگر کوئی شخص ان پر اعتراض کرتا تو آپ درویشوں کی عزت نفس بچانے کیلئے اپنے ساتھیوں کا دفاع کرتے اور دلائل سے ثابت کر دیتے کہ آپ کی صحبت میں بیٹھنے والے لوگ دنیاداری کرشموں سے بہت دور ہیں۔ ایک بار کسی شخص نے آپ کی خانقاہ میں رہنے والے درویشوں کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے کہا۔

”دیکھا گیا ہے کہ جب آپ کے رفقاء کسی دعوت میں شریک ہوتے ہیں تو بہت زیادہ کھاتے ہیں۔“

”اس لئے کہ وہ بہت بھوکے رہتے ہیں۔“ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ یہ فطری بات ہے کہ جب کوئی شخص چار چار دن بھوکا رہے گا تو کھانا ملنے پر اپنے اللہ کی نعمتوں کا زیادہ شکر ادا کرے گا۔

Marfat.com

اس شخص نے دوسرا سوال کیا۔ ان لوگوں پر شہوانی قوتوں کا غلبہ کیوں نہیں ہوتا؟

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے جواباً فرمایا۔ بات یہ ہے کہ میرے ساتھی صاف لقمہ حلال کھاتے ہیں۔ اس لئے وہ حیوانیت کا مظاہرہ نہیں کرتے۔

آخر سوال کرنے والا عاجز آ گیا اور اسے اندازہ ہو گیا کہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے حلقے میں بیٹھنے والے درویش عام دنیادار لوگوں کی طرح نہیں ہیں۔

ایک اور موقع پر کسی شخص نے کہا۔ قرآن کریم سن کر آپ کے ساتھیوں پر وجد کی حالت طاری نہیں ہوتی۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے جواباً فرمایا۔ قرآن کریم میں حال لانے والی چیز ہی کون سی ہے؟ وہ حق ہے اور اس ذات برحق کی طرف سے نازل ہوا ہے جس کے لئے مخلوق کی کوئی صفت شایاں نہیں۔''

اعتراض کرنے والے نے کہا۔ ''کہ شعروں پر تو آپ کے ساتھیوں کو بہت حال آتا ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ''اس لئے کہ یہ خود ان کے ہاتھوں کی بنائی ہوئی چیزیں ہیں اور محبت کرنے والوں کا کلام ہے۔

آخر میں اس شخص نے درویشوں کی ظاہری حالت کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔ آپ کے ساتھی تو اللہ کے بہت قریب ہیں۔ پھر انہیں وہ چیزیں کیوں میسر نہیں جو اہل دنیا کے پاس ہیں۔''

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا کہ جو چیزیں عام بندوں کے پاس ہوں وہی چیزیں اس کے خاص بندے بھی رکھتے ہوں۔''

ایک عارف وقت کے جوابات سن کر وہ شخص حیران رہ گیا۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی بات میں اضافہ کرتے ہوئے فرمایا۔ ''سامان دنیا سے محرومی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ اس کے خاص

Marfat.com

بندے خالق کو چھوڑ کر مخلوق کی طرف متوجہ ہو جائیں۔

عشق حقیقی کی باتیں: حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ راتوں کو جاگ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہا کرتے تھے جن دنوں مکہ مکرمہ میں قیام اختیار کیا تو رات کو خانہ کعبہ کے طواف کی سعادت بھی حاصل کیا کرتے۔ اسی حوالے سے ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں بیت اللہ کی زیارت کا شرف حاصل کرنے کے لیے مکہ مکرمہ گیا اور وہاں کی مجاوری اختیار کی میرا یہ معمول تھا کہ جب رات خوب گہری ہو جاتی تو میں اس وقت بیت اللہ کا طواف کرتا۔ اپنی عادت کے مطابق ایک روز میں طواف کر رہا تھا کہ میں نے ایک نوعمر لڑکی کو دیکھا جو بیت اللہ کا طواف کر رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ یہ اشعار بھی بڑے ذوق وشوق سے گاتی جاتی تھی جن کا ترجمہ یہ ہے۔

یعنی الفت وعشق کو میں نے بہت چھپایا مگر یہ اب کسی بھی طرح چھپ نہیں سکتا۔ اس نے تو میرے پاس ڈیرہ ہی جما دیا ہے۔ مجھے جب محبوب کے دیکھنے کا شوق شدید ہو جاتا ہے تو میرا دل اس کی یاد سے بے چین و بے قرار ہو جاتا ہے اور اگر میں اپنے دوست کی قربت کا ارادہ کرتی ہوں تو مجھے اپنا دوست قربت سے محروم نہیں فرماتا بلکہ قریب ہو جاتا ہے اور جب میرا محبوب تجلی فرماتا ہے تو میں فنا ہو جاتی ہوں اور پھر اس کے لیے اور اسی کی دستگیری سے زندہ ہو جاتی ہوں اور وہی میری دستگیری فرماتا ہے یہاں تک کہ میں اس کی عنایات سے لذت پاتی ہوں۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ اشعار سن کر میں نے اس لڑکی سے کہا اے لڑکی! تم اللہ تعالیٰ سے خوف نہیں کھاتی؟ بیت اللہ شریف میں اس طرح کے اشعار گاتی ہو۔ وہ میری طرف متوجہ ہو کر بولی' اے جنید! اگر مجھے اللہ تعالیٰ کا خوف نہ ہوتا تو میں خواب شیریں کیوں چھوڑتی۔ اسی خوف نے ہی تو مجھے میرے وطن سے بے وطن کر دیا ہے اسی کے عشق میں میں تو میں سرگرداں پھرتی ہوں۔ اسی کے عشق نے مجھے حیران بنا رکھا ہے۔ اے جنید! تم بتاؤ کہ تم بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہو یا

Marfat.com

بیت اللہ کے رب کا؟ میں نے کہا کہ میں تو بیت اللہ کا طواف کرتا ہوں۔ یہ سن کر اس لڑکی نے اپنا چہرہ آسمان کی طرف بلند کیا اور کہا' سبحان اللہ! آپ کی بھی کیا شان۔ مخلوق جو خود پتھروں کی مانند ہیں وہ پتھروں کا ہی طواف کرتے ہیں۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مجھ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ مجھ پر بے ہوشی چھا گئی پھر جب مجھے ہوش آیا تو مجھے وہ لڑکی کہیں دکھائی نہ دی۔

ایک مرید کی ذہنی آزمائش: حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے ایک مرید سے بہت انس تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ بہت متقی اور پرہیز گار تھا اور بڑا مؤدب تھا۔ اس مرید کے ساتھ آپ کی اس قدر وابستگی اور پیار و محبت کو دیکھ کر دوسرے مریدین کے دل میں رشک پیدا ہوا اور وہ آپس میں کہنے لگے کہ نہ جانے اس مرید میں ایسی کون سی بات ہے کہ جو مرشد پاک اس پر خصوصی نگاہ کرم رکھتے ہیں۔

اس صورت حال کو دیکھ کر حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ہر مرید کو ایک مرغ اور ایک چھری دیتے ہوئے یہ حکم دیا کہ مرغ کو کسی ایسی جگہ پر لے جا کر ذبح کرو کہ کوئی تمہیں دیکھ نہ سکے۔ آپ کا یہ فرمان سن کر تمام مریدین چلے گئے اور تھوڑی ہی دیر کے بعد ہر ایک مرید ذبح کیا ہوا مرغ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ مگر وہ مرید جس کے ساتھ آپ خصوصی لگاؤ رکھتے تھے کافی دیر کے بعد آیا اس کے ہاتھ میں زندہ مرغ موجود تھا کہنے لگا' حضور! میں نے بہت تلاش کی کہ کوئی ایسی جگہ مل جائے جہاں پر میں مرغ ذبح کر سکوں مگر مجھے ایسی کوئی جگہ نہیں ملی جہاں پر کہ اللہ تعالیٰ موجود نہیں تھا اور وہ مجھے دیکھ نہیں رہا تھا اس لیے میں مرغ بغیر ذبح کیے ہوئے لے کر واپس آ گیا ہوں۔ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کے مریدین نے جب اس مرید کی یہ بات سنی تو بہت شرمندہ ہوئے اور اپنے پیر بھائی کے بارے میں ان کے دل میں جو حسد موجود تھا اس کو اپنے دل سے نکال باہر کرتے ہوئے توبہ کی۔

Marfat.com

تصوف کیسے حاصل ہوتا ہے؟: اللہ تعالیٰ نے حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ رحمتہ اللہ علیہ کو بے پناہ علم وفضل سے نوازا ہوا تھا آپ کی علمی قابلیت وفضیلت کا اندازہ اس ایک واقعہ سے بخوبی طور پر ہو جاتا ہے کہ عبداللہ بن سعید اپنے وقت کے بڑے صاحب علم وفن شخص تھے اور کسی کے کلام و بیان پر کوئی نہ کوئی تنقید یا اعتراض کرتے رہتے تھے ایک مرتبہ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ ہر ایک کے کلام پر تنقید کرتے رہتے ہیں یہاں پر ایک ایسی شخصیت بھی ہیں کہ جن کو لوگ جنید کے نام سے پکارتے ہیں ان کے پاس چلیں تاکہ ہم بھی دیکھیں کہ آپ ان کے کلام پر بھی کچھ اعتراض کرتے ہیں یا نہیں۔

چنانچہ عبداللہ بن سعید یہ سن کر حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوئے اور آپ سے توحید کے متعلق سوال کیا حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے ایسا تسلی بخش جواب دیا کہ سن کر حیران رہ گئے اور کہا' ذرا اسی مضمون کو دوبارہ بیان فرمائیں۔آپ نے اسی مضمون کو دوسرے الفاظ میں بیان کر دیا۔عبداللہ بن سعید کہنے لگے کہ یہ تو کچھ اور ہی چیز ہے دوبارہ ارشاد فرمایئے۔ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے اسی مضمون کو ایک اور انداز سے بالکل مختلف انداز میں بیان فرما دیا۔عبداللہ بن سعید بہت حیران ہوئے اور کہا' آپ کی گفتگو وکلام مجھے یاد نہیں رہے گا آپ براہ کرم مجھے لکھ دیجئے۔ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کیا خوب بات کی ہے کہ بیان بھی میں کروں اور لکھوں بھی میں ہی۔

آپ کی یہ بات سن کر عبداللہ بن سعید وہاں سے چلے آئے اور آپ کے علم وفضل اور بلند مرتبہ شان کا اعتراف کیے بغیر رہ نہ سکے۔آپ سے کسی نے دریافت کیا کہ اس قدر علوم آپ نے کہاں سے حاصل کئے ہیں؟ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا' میں تیس سال تک اللہ تعالیٰ کے سامنے اس درجہ رہا ہوں (اپنے گھر کے ایک درجہ کی طرف اشارہ فرمایا) اور پھر مجھے اللہ تعالیٰ نے ان علوم سے نوازا۔

اس کے بعد حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' اگر میں یہ جانتا کہ آسمان کے نیچے زمین کے اوپر اور اس علم سے کہ جس میں ہم اور ہمارے اصحاب گفتگو کرتے ہیں

Marfat.com

کوئی اور علم بھی افضل ہے تو میں اس علم کو بھی حاصل کرنے میں ذرا برابر کوتاہی نہ کرتا اور اس کوشش میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتا۔

پھر فرمایا' باتیں بنانے سے ہمیں تصوف حاصل نہیں ہوا بلکہ بھوک' ترک دنیا اور ترک لذت اور دنیا کی نعمتیں ترک کر دینے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کی کثرت اور ادائیگی فرض و واجبات اور سنت مطہرہ کی اتباع اور تمام اوامر کے بجالانے اور تمام منع کردہ چیزوں کے چھوڑ دینے سے حاصل ہوا۔

عالم کی نیند عبادت ہے: ایک مرتبہ حضرت علی بن سہیل نے حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کو ایک خط لکھا جس میں تحریر کیا کہ نیند غفلت کا باعث ہے اور محبت میں اس قدر وارفتگی ہونی چاہیے کہ قرار نہ ہو۔ سونے کی حالت میں انسان اپنے مقصود سے دور' اپنے وقت سے بے خبر اور اپنے آپ سے غافل ہو جاتا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ وہ شخص جھوٹا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی محبت کا دعویٰ کیا اور رات کو سو گیا۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے اس خط کے جواب میں ان کو لکھا کہ حق کی راہ میں جاگنا ہمارا معاملہ ہے اور سونا ہم پر فعل حق ہے۔ جاگتے رہنا اسی وقت تک ہمارے اختیار میں ہے جب تک کہ نیند نہ آئے۔ یعنی سونا ہمارے اختیار سے باہر ہے۔ اس لیے جو چیز ہمارے اختیار کے بغیر واقع ہو اور پروردگار کی طرف سے نازل ہو۔ اس چیز سے بہت بہتر ہے جو ہمارے اختیار میں ہو اور ہماری طرف سے حق کی جانب ہو۔ لہٰذا نیند تو محبت کرنے والوں پر اللہ کی عنایت ہے۔ حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ عالم کی نیند عبادت ہے۔ میری آنکھیں سوتی ہیں نہ میرا دل۔ (تھوڑا کھانا اور تھوڑا سونا صوفیاء کرام کا شیوہ رہا ہے لیکن جب نیند کا غلبہ ہو جائے تو پھر سونا ہی بہتر ہے اس لیے کہ اس وقت کوئی بھی کام احسن طریقہ سے نہیں ہو سکتا اور صحت کے لیے بھی ضروری ہے کہ نیند پوری کی جائے)

Marfat.com

شطحیات سے اجتناب: حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے دور میں ''شطحیات'' کہنے کا رواج عام تھا''شطحیات''تصوف کی اصطلاح میں ایسے الفاظ وکلمات کو کہا جاتا ہے جو بعض اوقات شریعت مطہرہ کی حدود سے تجاوز کر جاتے ہیں۔ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے اس قسم کے کلمات کوادا کرنے والوں کی کبھی بھی حوصلہ افزائی نہ کی تھی۔ ا

ایک بداعتقاد مرید کی اصلاح: ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک مرید آپ سے کچھ بداعتقاد سا ہو گیا وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گیا کہ شاید وہ بھی اب کسی درجہ پر فائز ہو چکا ہے چنانچہ اس گمان میں پڑ کر اس مرید نے حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ سے کچھ اعراض کر لیا۔ جب چند دن اسی طرح گزر گئے تو وہ یہ سوچ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ تجربہ کرے اور دیکھے کہ میرا خیال آپ پر منکشف ہوا ہے یا نہیں۔ جبکہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ اپنے نور فراست سے مرید کی حالت کو ملاحظہ فرما رہے تھے۔ اس مرید نے آپ سے کوئی سوال کیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو کس طرح کا جواب چاہتا ہے۔ الفاظ وعبارت میں یا حقیقی معنوں میں؟ مرید نے کہا کہ میں دونوں طرح کا جواب چاہتا ہوں۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' عبارتی جواب تو یہ ہے کہ اگر تو میرا تجربہ کرنے کی بجائے اپنا تجربہ کر لیتا تو پھر میرے تجربے کا محتاج نہ ہوتا اور ہرگز میرے پاس تجربے کی غرض سے نہ آتا اور حقیقی معنوں میں جواب یہ ہے کہ میں نے تجھے منصب ولایت سے معزول کیا۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے ابھی یہ بات فرمائی ہی تھی کہ مرید کے چہرے کا رنگ بدل گیا وہ چیخ وپکار کرنے لگا اور پکار اٹھا' یا حضرت! میرے دل سے یقین کی راحت جاتی رہی ہے' میں توبہ کرتا ہوں' آئندہ کبھی ایسی بداعتقادی نہیں کروں گا۔ مرید کی یہ حالت دیکھ کر حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے اس سے فرمایا کہ تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کے ولی والیان اسرار ہوتے ہیں تجھ میں ان کی ضرب کی تاب نہیں۔ پھر آپ نے اس مرید کو معاف کر دیا اور اس کو اپنے پہلے والے درجہ پر فائز کر دیا۔ اس دن

Marfat.com

کے بعد سے اس مرید نے اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کے معاملات میں دخل اندازی کرنے سے سچے دل سے توبہ کرلی۔

سماع کے لئے ضروری چیزیں: ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ اپنے مریدوں کے ہمراہ رات کے وقت ایک ایسے مکان میں تشریف لے گئے جہاں پر کہ آپ کی دعوت تھی وہاں پر پہنچنے کے بعد آپ نے نور باطن سے حاضرین مجلس کا جائزہ لیا اور اپنے درمیان ایک اجنبی شخص کو دیکھا اس شخص کو آپ نے اپنے پاس بلایا اور اپنی چادر دیتے ہوئے اسے فرمایا کہ یہ چادر بازار میں گروی رکھ کر اس کے بدلے میں دو سیر شکر فقراء کے لیے لے آؤ۔

وہ شخص جب چادر لے کر باہر نکلا تو آپ نے اندر سے دروازہ بند کرلیا اور بلند آواز سے اس شخص کو پکارتے ہوئے فرمایا کہ یہ چادر تم لے جاؤ اور دوبارہ یہاں پلٹ کر مت آنا۔ آپ کی یہ بات سن کر لوگ بڑے حیران ہوئے اور آپ سے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے چادر بیچ کر تمہارے لیے وقت کی صفائی خریدی ہے اس رات میں اس لیے کہ میں نے تمہارے درمیان میں سے ایک ایسے شخص کو باہر نکال دیا جو تم میں سے نہ تھا اور سماع کے لیے تین چیزوں کا ہونا بہت ضروری ہے یعنی زمان اور مکان موافق ہو اور اہل مجلس بھی اہلیت وقابلیت رکھنے والے ہوں۔

ایک مرید کی باطنی اصلاح: حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ اپنے مریدوں پر بھی نظر رکھا کرتے تھے آپ کا ایک مرید بصرہ میں رہتا تھا اور گوشہ نشینی کی زندگی بسر کر رہا تھا ایک دن اس کو اپنے کسی گناہ کے بارے خیال آگیا جس کے باعث تین دن تک اس کا چہرہ سیاہ رہا اور پھر جب تین دن کے بعد اس کے چہرے کی سیاہی دور ہوگئی تو اسے حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کا ایک خط ملا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ادب کے ساتھ قدم رکھنا چاہیے مجھے تمہارے چہرے کی سیاہی دھونے کے لیے تین دن تک دھوبی کا کام کرنا پڑا ہے۔

Marfat.com

اخلاص: حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ مجسم اخلاص و مروت تھے فرماتے ہیں کہ اخلاص کا سبق میں نے ایک حجام سے سیکھا تھا ہوا یوں کہ ایک مرتبہ جبکہ میں مکہ مکرمہ میں تھا ایک حجام کی دکان پر اپنے بال کٹوانے کی غرض سے گیا۔ اس وقت حجام مکہ مکرمہ کے ایک رئیس کی حجامت بنا رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ کیا تم میرے بھی بال اللہ کے لیے کاٹ دو گے؟ کیونکہ میرے پاس اجرت دینے کے لیے کوئی پیسہ نہیں ہے۔

حجام نے میری بات سن کر اثبات میں جواب دیا۔ میں نے اس کی طرف دیکھا اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔ جس شخص کی حجامت وہ بنا رہا تھا ابھی پوری طرح اس کی حجامت نہیں بنی تھی کہ حجام اس سے کہنے لگا' براہ مہربانی اب آپ یہاں سے اٹھ جائیں کیونکہ جب درمیان میں اللہ تعالیٰ کا نام آ گیا تو مجھے سب کچھ مل گیا۔ اس کے بعد حجام نے مجھے بٹھایا۔ میرے سر کو بڑے پیار سے بوسہ دیا اور میرے بال کاٹ دیئے۔ اس کے بعد اس نے مجھے ایک کاغذ دیا جس میں تھوڑی سی ریزگاری لپٹی ہوئی تھی' کہنے لگا کہ اس کو اپنی ضرورت پر خرچ کر لینا۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر مجھے بڑا خیال آیا کہ کس قدر نیک انسان ہے۔ میں نے اسی وقت اس بات کی نیت کی کہ اس وقت کے بعد مجھے جو کچھ بھی نصیب ہو گا میں سب سے پہلے اس حجام کے ساتھ مروت کروں گا۔ چنانچہ چند دنوں کے بعد مجھے کچھ عقیدت مندوں نے بصرہ سے اشرفیوں کی ایک تھیلی بھیج دی۔

میں وہ تھیلی لے کر اس حجام کے پاس گیا اور اس کو وہ تھیلی پیش کی۔ اس نے تھیلی کی طرف دیکھتے ہوئے مجھ سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ جب تم نے میرے ساتھ اچھا برتاؤ کیا تھا تو میں نے اس وقت یہ نیت کی تھی کہ جو کچھ مجھے اول نصیب ہو گا وہ میں تمہاری خدمت میں پیش کروں گا۔ میری بات سن کر حجام کہنے لگا' کس قدر افسوس کی بات ہے۔ کیا تجھے اللہ تعالیٰ سے شرم نہیں آتی تم نے تو مجھے یہ کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے میری حجامت بنا دو اور اب یہ کیا لے کر آ گئے ہو؟ کیا یہ اس کا معاوضہ ہے؟ تم نے بھلا یہ کہیں دیکھا ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے لیے کام کرے اور پھر اس کا معاوضہ طلب

Marfat.com

کرے۔ میں نے حجام کی یہ بات سنی تو اس کی عظمت کا دل سے قائل ہو گیا۔

آپ کا توکل: ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک شخص نے پانچ سو اشرفیاں لا کر نذر کرنی چاہی۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تیرے پاس ان اشرفیوں کے علاوہ اور بھی مال ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ہاں! اور بھی ہے۔ آپ نے دوسرا سوال کیا کہ یہ بتاؤ کہ اب آئندہ تجھے اور مال کی ضرورت ہے یا نہیں؟ اس نے عرض کیا ہاں ضرورت ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ بس اپنی اشرفیاں واپس لے جاؤ، تو مجھ سے زیادہ محتاج ہے۔ کیونکہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے باوجود اس کے پھر بھی مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے اور باوجود یہ کہ تیرے پاس دولت ہے اور اس کے ہوتے ہوئے بھی اور دولت کا ضرورت مند ہے براہ کرم اپنا مال لے لو، کیونکہ میں محتاج سے نہیں لیتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ ایک میرا مولا ہی غنی ہے اور دونوں جہان فقیر ہیں۔

اللہ کے ذکر کا اثر: ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ کے کسی مرید سے گستاخی سرزد ہو گئی اور وہ اس قدر شرمسار ہوا کہ مسجد میں جا کر چھپ گیا کئی دنوں تک مسجد میں چھپا رہا پھر ایک دن آپ اس کے پاس گئے تو وہ آپ کو دیکھ کر اس قدر خوفزدہ ہوا کہ لڑکھڑا کر گر پڑا اس کے سر کو چوٹ لگی اور خون بہنے لگا اور خون کے ہر قطرہ سے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی آواز آنے لگی۔ اس پر حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ چیز تو ریا کاری میں شامل ہے جبکہ چھوٹے چھوٹے بچے تجھ جیسے ذکر میں مساوی ہیں۔ مرید نے یہ سنا تو اسی وقت تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔ اور پھر جس کسی نے خواب میں اسے دیکھ کر اس کا حال پوچھا تو اس نے کہا کہ کئی سال گزر جانے کے بعد بھی میں دین سے بہت دور تھا اور جو کچھ میں سمجھتا تھا وہ سب باطل تھا۔

روحانی رابطہ: حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں اپنا وظیفہ مکمل کرنے کے ارادہ سے کھڑا ہوا مجھے اس میں پہلے کی طرح حلاوت محسوس نہیں ہوئی۔ پھر میں سونے کے ارادہ سے لیٹا تو مجھے نیند نہ آئی چنانچہ میں اٹھ کر بیٹھ گیا مگر مجھ

Marfat.com

سے بیٹھا بھی نہ گیا۔ آخر کار میں دروازہ کھول کر باہر نکل پڑا باہر نکل کر میں نے دیکھا کہ ایک آدمی اپنی عبا میں لپٹا ہوا راستے میں پڑا ہے۔

فرماتے ہیں کہ میرے پاؤں کی آہٹ سن کر انہوں نے اپنا سر اٹھایا اور مجھ سے کہا' اے ابوالقاسم! تھوڑی دیر کے لیے قریب آ جاؤ۔ میں نے کہا' حضور! بغیر کسی اطلاع کے ہی؟ کہا ہاں۔ میں نے قلوب کو حرکت دینے والے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تھا کہ تمہارے دل کو میری طرف حرکت دے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کو مجھ سے کیا کام ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ بعض اوقات نفس کی بیماری خود ہی علاج بن جاتی ہے۔ میں نے کہا' جب نفس اپنی خواہشات کے مخالف چلتا ہے تو اس کی بیماری ہی دوا ہو جاتی ہے۔ میری بات سن کر وہ اپنے نفس کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ سن لے میں نے سات مرتبہ تجھے یہی جواب دیا تھا مگر تو نہیں مانا اور جنید سے ہی سننے کی خواہش کی اب تو تم نے ان سے بھی سن لیا ہے۔ یہ کہہ کر وہ بزرگ تشریف لے گئے میں ان کو نہ جانتا تھا اور نہ ہی پہچانتا تھا کہ کون ہیں۔

لاؤ ہمارا درہم: حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی ایک کرامت بیان کرتے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا میرا ارادہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کی غرض سے سفر پر روانہ ہونے کا تھا۔ آپ نے میری طرف دیکھا اور مجھے ایک درہم عطا فرمایا جو کہ میں نے اپنی کمر بند میں باندھ لیا۔ حج کے اس سفر کے دوران میں جہاں بھی پہنچا تو اتفاق سے وہیں پر ہی میرا...... اچھا سامان ہو گیا کہ مجھے اس درہم کے استعمال کرنے کی ضرورت ہی نہ پیش آئی اور پھر جب میں حج سے فارغ ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ہاتھ پھیلائے ہوئے فرمایا' لاؤ ہمارا درہم۔ چنانچہ میں نے وہ درہم نکال کر آپ کو دے دیا۔

سیف زبانی: حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ پر اللہ تعالیٰ نے اپنا خصوصی فضل وکرم کر رکھا تھا آپ کی زبان مبارک سے جو بات نکلتی اللہ تعالیٰ اسے پورا فرما دیتا تھا ایک

Marfat.com

مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک نوجوان جو کہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی محبت میں رہتا تھا اس کی یہ عادت ہوگئی کہ وہ جب بھی کوئی ذکر سنتا تو چیخنا شروع ہو جاتا اور خوب شور مچاتا۔ ایک دن آپ نے اس سے فرمایا کہ اگر پھر تم اس طرح کرو تو میرے پاس نہ آؤ۔ چنانچہ اس کے بعد وہ جب کچھ سنتا تو اس کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو جاتا تھا اور وہ بڑی برداشت سے کام لیتا تھا یہاں تک کہ اس کے جسم کے ہر بال سے خون ٹپکنا شروع ہو جاتا۔ ایک دن اس نے ایسی زبردست چیخ ماری کہ اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

شیطان کا آپ سے دور بھاگنا: حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ پر اللہ تعالیٰ کا اس قدر فضل و کرم تھا کہ شیطان آپ سے دور بھاگتا تھا۔ ایک مرتبہ کسی درویش نے شیطان کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو بہت حیران ہوئے تھوڑی دیر کے بعد وہ درویش آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ بہت جلال کی حالت میں ہیں۔ درویش نے آپ سے کہا کہ اپنا غصہ تھوک دیں اس لیے کہ غصہ کی حالت میں شیطان حاوی ہو جاتا ہے۔ پھر جب اس درویش نے کہا کہ میں نے راستے میں شیطان کو بھاگتے ہوئے دیکھا تھا تو حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' شیطان میرے غصہ سے دور بھاگتا ہے اس لیے کہ دوسرے لوگ تو اپنے نفس کے باعث غصہ کرتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے شیطان سے پناہ مانگنے کا حکم نہ دیا ہوتا تو میں کبھی بھی اس سے پناہ نہ مانگتا۔

دل اللہ تعالیٰ کا گھر ہے: ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک سید حج کے سفر پر روانہ ہوئے اور جب بغداد پہنچے تو چاہا کہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا جائے چنانچہ اس مقصد کے لیے آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے ان سے پوچھا کہ آپ سید ہیں اور آپ کے جد اعلیٰ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نفس اور کفار دونوں کے خلاف جہاد کیا کرتے تھے اب آپ ارشاد فرمائیں کہ آپ نے کون سا جہاد کیا ہے؟ سید نے یہ بات سنی تو دل پر رقت طاری ہوگئی اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے

Marfat.com

اور کہا' میراج تو یہیں پر ختم ہو گیا اب آپ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔آپ نے فرمایا' تمہارا دل اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اس میں کسی دوسرے کو جگہ نہ دو۔ یہ سنتے ہی ان کی روح ان کی جسم سے پرواز کر گئی۔

رضائے الٰہی کا اعلیٰ مقام: ایک مرتبہ آپ کے پاؤں میں درد ہوئی جب درد کی شدت میں اضافہ ہوا اور تکلیف نا قابل برداشت ہو گئی تو آپ نے ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھی اور اپنے پاؤں پر دم کر لی۔دم کرتے ہی آپ کے پاؤں کی تکلیف ختم ہو گئی مگر اسی وقت آپ نے ایک غیبی ندا سنی کہ تجھے اس بات پر شرمندہ ہونا چاہیے کہ تم نے اپنے نفس کی خاطر ہمارے کلام کو استعمال کیا۔ اس غیبی آواز کو سن کر آپ کانپ اٹھے اور بہت شرمساری محسوس کی۔ پھر آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور معافی کے خواستگار ہوئے۔

آپ کے ابوالحسن رحمتہ اللہ علیہ نوری سے تعلقات: حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے ہم عصر اولیاء کرام میں حضرت ابوالحسن نوری رحمتہ اللہ علیہ کا شمار بھی ہوتا ہے۔ یہ بہت عبادت گزار تھے ایک مرتبہ ایک مقام پر بیٹھے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول تھے کہ چند لوگ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ' حضرت نوری رحمتہ اللہ علیہ تین دن سے ایک پتھر پر بیٹھے بلند آواز سے اللہ۔ اللہ کر رہے ہیں نہ کچھ کھاتے ہیں اور نہ کچھ پیتے ہیں لیکن ایک بات ہے کہ جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو نماز کی ادائیگی عین وقت پر کرتے ہیں۔ اس وقت حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے کچھ مرید بھی مجلس میں حاضر تھے اور یہ بات سن رہے تھے چند مرید بولے کہ یہ تو فنا کی علامت نہیں بلکہ یہ تو ہوشیاری کی علامت ہے کیونکہ فانی شخص کو تو نماز پڑھنے کا بھی ہوش نہیں رہتا۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ بات نہیں جو تم خیال کر رہے ہو بلکہ صورت حال یہ ہے کہ ان پر وجد کی حالت طاری ہے اور صاحب وجد اللہ تعالیٰ کی

Marfat.com

حفاظت میں ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ نماز کی ادائیگی وقت مقرر پر کرتے ہیں، اس کے بعد حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ حضرت ابوالحسن نوری رحمتہ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا کہ اگر آپ کو اللہ تعالیٰ کی رضا پسند ہے تو پھر آپ شور کیوں مچاتے ہیں؟ یہ سن کر انہوں نے خاموشی اختیار کی اور کہا' اے جنید! تم میرے بہترین استاد ہو۔

حضرت ابوالحسن نوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں دریائے دجلہ پر گیا اور دریا میں کانٹا ڈال کر کھڑا ہو گیا میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا' یا اللہ! جب تک اس میں مچھلی نہیں پھنسے گی میں اسی طرح کھڑا رہوں گا اور یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ یہ کہتے ہی ایک بہت بڑی مچھلی میرے کانٹے میں پھنس کر اچھلی۔ میں نے کہا' الحمدللہ میرا کام ہو گیا۔ اس کے بعد میں حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں گیا اور ان کو اپنی یہ کرامت سنائی تو حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' اے ابوالحسن! اگر مچھلی کی بجائے اتنا بڑا سانپ نکل آتا اور تجھے ڈس لیتا اور تم مر جاتے تو اس سے کہیں بہتر تھا کہ تم اپنی کرامت کا فخریہ اظہار کرتے' اور اگر مچھلی کی جگہ تمہارے کانٹے میں سانپ آجاتا تو پھر کرامت کی بات ہوتی مگر چونکہ تم ابھی درمیانی منزل پر ہو اس لیے تمہارے اس واقعہ کو کرامت نہیں بلکہ ایک دھوکہ کہا جا سکتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن نوری رحمتہ اللہ علیہ بیمار ہو گئے تو حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ ان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور ان کو پھل اور پھول پیش کیے۔ پھر جب ایک مرتبہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ بیمار ہو گئے تو اپنے عقیدت مندوں کے ہمراہ حضرت ابوالحسن نوری رحمتہ اللہ علیہ آپ کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے اور حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کا حال احوال دریافت فرمایا' پھر اپنے مریدوں سے کہنے لگے کہ سب لوگ جنید کا مرض اپنے اوپر تقسیم کر لو۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ اسی وقت صحت یاب ہو گئے اور جب رخصت ہونے لگے تو حضرت جنید

Marfat.com

رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دوستوں کے عیادت اسی طرح ہی کرنی چاہیے۔

حکمت آمیز واقعہ: حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے ہم عصر ولی اللہ حضرت ابو الحسن نوری رحمتہ اللہ علیہ" حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ سے بہت محبت وعقیدت رکھتے تھے ایک بزرگ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوالحسن نوری رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا کہ آپ کبھی اپنا ہاتھ لوگوں کے آگے پھیلانے میں عار محسوس نہ کرتے تھے اور بعض مرتبہ لوگوں سے سوال کرلیا کرتے تھے۔ان کی یہ بات مجھے پسند نہ آئی کہ ان جیسا بلند مرتبہ شخص کسی کے آگے دست سوال دراز کرے۔ چنانچہ میں حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اس بات کا ذکر کیا' میری بات سن کر آپ نے فرمایا' نوری کے اس فعل کو بری نظر سے نہیں دیکھنا چاہیے کیونکہ وہ لوگوں سے اسی لیے لیتے ہیں کہ ان کو کچھ دیں یعنی وہ ان سے سوال ہی اس لیے کرتے ہیں کہ لوگوں کو آخرت میں ثواب ملے اس میں ان کا کچھ نقصان نہیں۔ گویا کہ اس بات میں حضور نبی کریم علی الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد پاک کی طرف اشارہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "المعطی هی العلیا" یعنی دینے والے کا ہاتھ اونچا ہے۔اس کے معنی بعض اہل علم یہ فرماتے ہیں کہ معطی کے ہاتھ سے غرض لینے والے ہاتھ سے ہے اس لیے کہ ثواب وہی دیتا ہے اور اعتبار تو ثواب ہی کا ہے مال کا نہیں۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ترازو لے کر آؤ۔ جب آپ کی خدمت میں ترازو پیش کی گئی تو آپ نے اس میں سو درہم ڈالے اور ایک مٹھی بھر کہ ان میں مزید ملا دیئے اور ارشاد فرمایا کہ ان کو نوری کے پاس لے جاؤ اور ان کو دے دو۔ وہ بزرگ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ وزن تو اس لیے کیا جاتا ہے تا کہ مقدار کا اندازہ ہو جائے لیکن آپ نے ایک سو درہم تولنے کے بعد اس میں مزید مٹھی بھر کر بغیر گنتی کے درہم ملا دیئے یہ ضرور کوئی حکمت کی بات ہے مگر مجھے آپ سے اس بارے میں پوچھتے ہوئے شرم آئی۔ میں نے درہموں والی تھیلی لے جا

Marfat.com

کر حضرت ابوالحسن نوری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کر دی۔ انہوں نے فرمایا کہ ترازو لاؤ۔ پھر جب ترازو آ گئی تو انہوں نے اس میں سے سو درہم تول کر الگ کر لیے اور فرمایا کہ ان کو جنید رحمتہ اللہ علیہ کے پاس لے جاؤ اور آپ سے کہنا کہ میں تم سے کچھ قبول کر لیتا ہوں اور سو درہم سے جس قدر زیادہ ہیں وہ میں قبول کر لیتا ہوں۔

بزرگ فرماتے ہیں کہ ان کی یہ بات سن کر مجھے بہت حیرت ہوئی اور میں نے ان سے پوچھا کہ یہ معاملہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ جنید رحمتہ اللہ علیہ عقل مند انسان ہیں وہ چاہتے ہیں کہ رسی کے دونوں سرے خود ہی پکڑیں انہوں نے جو سو درہم تولے تھے وہ تو خود اپنے سمجھ کر اور آخرت میں ثواب حاصل کرنے کی غرض سے تولے تھے اور پھر ان میں مٹھی بھر کر جو درہم ملا لئے تھے وہ اللہ تعالیٰ کی نیت سے ملائے تھے چنانچہ جو اللہ تعالیٰ کے واسطے ڈالے گئے تھے وہ میں نے لے لیے اور جو ان کے خود تھے ان کو واپس کر دیئے۔

راوی فرماتے ہیں کہ جب ان درہموں کو لے کر میں واپس حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رونے لگے اور فرمایا نوری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنا مال لے لیا اور ہمارا واپس کر دیا خیر اللہ تبارک وتعالیٰ مالک ومختار ہے۔

حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ پر روحانی عنایات: حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کا حلقہ ارادت بہت وسیع تھا بہت سے اولیاء کرام آپ کے مریدین کی صف میں شامل تھے انہوں نے خوب شہرت پائی آپ کے ایسے ہی باکمال اور صاحب علم وفضل مریدوں میں حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ کا شمار بھی ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ رجوع الی اللہ ہونے سے قبل نہاوند کے گورنر تھے ایک مرتبہ عباسی خلیفہ المعتقد باللہ نے اپنے محل میں دعوت کا اہتمام کیا ہوا تھا تمام اطراف سے گورنر اور سردار بغداد شہر میں اکٹھے موجود تھے خلیفہ کے محل میں جشن کا ایک عجیب سماں تھا۔ دربار لگا ہوا تھا۔ خلیفہ اپنی مسند پر تشریف فرما تھا تمام ملکوں کے گورنر خلیفہ کے سامنے انتہائی ادب واحترام کے ساتھ دست بستہ

Marfat.com

کھڑے تھے اور جس وقت خلیفہ سب کو خلعت عطا کر رہا تھا کہ اچانک ایک گورنر کو چھینک آ گئی اور اس کی ناک بہہ گئی اس وقت گورنر کے پاس کوئی رومال نہیں تھا اس نے جلدی سے کام لیتے ہوئے اپنی شاہی پوشاک سے ناک صاف کر لی۔ خلیفہ بغداد نے گورنر کی اس حرکت کو دیکھ لیا وہ انتہائی غضبناک ہوا۔

خلیفہ نے عتاب کرتے ہوئے فوراً گورنری سے معزول کر دیا اور خلعت چھین کر بھرے دربار میں بے عزت کر کے نکال دیا۔ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ گورنروں کی صف میں کھڑے اس معاملے کو ملاحظہ فرما رہے تھے اپنے دل میں سوچا کہ جس شخص نے اس دنیاوی بادشاہ کے سامنے شاہی آداب کا لحاظ نہ رکھا اور شاہی خلعت کی تعظیم نہ کی اس سے یہ حرکت غفلت میں سرزد ہو گئی تو اس کا یہ انجام ہوا کہ بے عزت کر کے بادشاہ کے دربار سے نکالا گیا اور اس شخص کا انجام کیا ہو گا جو احکم الحاکمین کے خلعت میں احترام نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کے آداب کو خاطر میں نہ لاتا ہو۔ یہ خیال کر کے ان کے دل میں اس واقعہ کا اس قدر گہرا اثر ہوا کہ اسی وقت گورنری کو ٹھوکر مار دی اور حضرت خیر نساج رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ پر جا کر بیعت ہوئے انہوں نے حکم دیا کہ تم حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں جاؤ اور ان سے فیض حاصل کرو چنانچہ یہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ کر عرض کی کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پاس ایک گوہر نایاب ہے یا تو آپ اسے قیمتاً بیچ دیں یا پھر بغیر قیمت کے دے دیں۔ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر میں اسے بیچنا چاہوں تو تم خرید نہیں سکتے اس لیے کہ تم میں قوت خرید ہی نہیں ہے اور اگر میں تمہیں مفت میں دے دوں تو تم اس کی قدر و قیمت اور وقعت نہ جان سکو گے کیونکہ جو چیز بغیر محنت و مشقت کے حاصل ہو اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی اس لیے اگر تم وہ گوہر نایاب حاصل کرنا چاہتے ہو تو بحر توحید میں ڈوب کر فنا ہو جاؤ پھر اللہ تعالیٰ تمہارے لیے صبر و انتظار کے دروازے کشادہ کر

Marfat.com

دے گا اور جب تم میں ان دونوں کے برداشت کرنے کی قابلیت پیدا ہو جائے گی تو پھر وہ گوہر نایاب بھی تمہیں حاصل ہو جائے گا۔

حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ میرے لیے کیا حکم ہے۔ ارشاد فرمایا کہ تم ایک سال تک گندھک بیچو چنانچہ یہ ایک برس تک حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے حکم سے گندھک بیچتے رہے اور پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ میں آپ کی صحبت میں رہنا چاہتا ہوں۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ کو اس بات کی اجازت دے دی۔ چونکہ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے گورنری کا بلند مرتبہ عہدہ چھوڑ کر درویشی لائن اختیار کی تھی اس لیے حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے ان کے مزاج سے گورنری کی بو نکالنے اور مزاج میں عجز و انکساری پیدا کرنے کی غرض سے آپ کے ذمے یہ کام لگا دیا کہ اب ایک سال تک ہر روز لوگوں سے بھیک مانگ کر لایا کریں۔

چنانچہ یہ ہر روز حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق بھیک مانگنے کے لیے نکل پڑتے اور جو کچھ بھی سارے دن میں اکٹھا ہوتا وہ لا کر فقیروں اور مسکینوں میں بانٹ دیتے اور خود بھوکے رہتے۔ بھیک مانگنے کے دوران ان کو بڑی تنگی کا سامنا کرنا پڑتا کیونکہ سب لوگ آپ کو بخوبی جانتے تھے کہ یہ نہاوند کے گورنر رہ چکے ہیں اور یہ حاجت مند نہیں ہیں۔ چنانچہ لوگ ان کو کچھ دینے سے گریز کرتے مگر پھر بھی اس قدر دشواری کے باوجود کچھ نہ کچھ مانگ کر لے ہی آتے اس تنگی کی شکایت حضرت ابو بکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ سے کی تو حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اب تو تمہیں اس بات کا اندازہ ہو گیا ہو گا کہ دنیا والوں کے نزدیک تمہاری کوئی حیثیت نہیں ہے اس لیے اب کبھی دنیا کی طرف دل نہ لگانا۔

اس کے بعد حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے حکم دیا کہ تم چونکہ نہاوند کے گورنر رہ چکے ہو اور اس دوران تم نے کئی لوگوں سے زیادتی بھی کی ہو گی اس لیے تم ہر شخص سے

Marfat.com

جا کر معافی مانگو چنانچہ یہ ہر ایک شخص کے پاس جا کر معافی مانگتے رہے مگر ایک شخص وہاں پر موجود نہیں تھا تو اس کے عوض میں ایک لاکھ درہم خیرات کر دیئے مگر اس کے باوجود ان کے دل میں خلش سی باقی رہ گئی اور پھر جب حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے دل میں اب بھی جاہ وجلال کی محبت باقی ہے۔ اس لیے ایک برس تک مزید بھیک مانگو چنانچہ مرشد کے حکم کے مطابق ہر روز بھیک مانگنے کے لیے نکل کھڑے ہوتے جو کچھ بھی سارے دن میں اکٹھا ہوتا وہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں لا کر فقیروں اور مسکینوں میں بانٹ دیتے اور خود بھوکے رہتے۔ پھر جب ایک سال گزر گیا تو حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ اب تو میری صحبت میں رہ سکتے ہو لیکن اس کے لیے میری ایک یہ شرط ہے کہ تم فقراء کی خدمت گزاری کرتے رہو۔ چنانچہ یہ ایک برس تک فقراء کی خدمت میں لگے رہے۔ اس کے بعد حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا ''اے ابوبکر شبلی! اب بتاؤ کہ تمہارا نفس کس مرتبہ پر ہے؟ کہا' اب میں اپنے آپ کو سب لوگوں سے ادنیٰ درجہ پر پاتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' اب تمہارے ایمان کی تکمیل ہو گئی ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت میں رہ کر حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے سلوک وعرفان کی منازل طے کیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بلند مرتبہ سے نوازا پھر ان کی زندگی میں وہ وقت بھی آیا کہ انہوں نے وعظ کہنا شروع کر دیا اور اپنے خطاب کی شعلہ بیانی کے دوران لوگوں کے سامنے حقیقت کے اسرار ورموز بھی آشکارہ کرنا شروع کر دیئے تو حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جن چیزوں کو ہم نے زمین میں دفن کر رکھا تھا تم انہیں عوام الناس کے سامنے کھلے عام بیان کرتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں جس حقیقت کو بیان کرتا ہوں وہ لوگوں کے اذہان سے بلند تر ہے اس لیے کہ میرا کلام حق کی طرف سے ہوتا ہے اور حق کی طرف ہی لوٹ جاتا ہے اور اس وقت شبلی کا

Marfat.com

وجود درمیان میں نہیں ہوتا۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' تمہارا یہ کہنا درست ہے مگر پھر بھی تمہارے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ تم اس قسم کی باتیں بیان کرو۔

ایک دن حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ اپنے گھر میں بیٹھ کر کنگھی کر رہی تھیں کہ اسی دوران حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ وجد کی حالت میں آپ کے گھر میں جا گھسے۔ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کی زوجہ نے ان کو اچانک گھر میں گھستے ہوئے دیکھا تو فوراً پردہ کرنا چاہا حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' کوئی ضرورت نہیں اسے ہوش ہی نہیں ہے وہ تمہیں جانتے ہی نہیں ہیں۔ اسی اثناء میں حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے حالت وجد میں حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے یہ اشعار پڑھے۔

عودونی الوصال والوصال عذب
ورمونی بالصدو الصد صعب
زعمو حین عاتبوا ان جرمی
فرط حبی هم وما ذاك ذنب
لا وحسن الخصوع عند المتلاقی
ماجراء من يحب الا يحب

"وصال کا عادی بنالیا ہے اور وہ بہت شیریں ہے اور مجھے ہجر میں مبتلا کیا گیا اور وہ بہت سخت ہے۔ عتاب میں آ کر کہتے ہیں کہ میرا گناہ۔ جوش محبت ہی ہے مگر یہ تو کوئی گناہ نہیں ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے یوں سنا تو اپنا سر ہلانے لگے اور فرمایا' اے ابوبکر! یہی ہے۔ حضرت ابوبکر رحمتہ اللہ علیہ یہ سنتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آئے تو رونے لگے۔ اس پر حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی زوجہ محترمہ سے کہا کہ اب تم پردہ کرلو اس لیے کہ یہ اب ہوش میں آ گئے ہیں۔

Marfat.com

ایک دن پھر اس طرح ان کو وجد کی حالت میں بے چین دیکھ کر حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اگر تم اپنے تمام کام اللہ تعالیٰ کو سونپ دو تو تمہیں سکون کی دولت حاصل ہو سکتی ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ سکون تو مجھے صرف اسی وقت ہی مل سکتا ہے کہ جب اللہ میرے کام مجھ پر چھوڑ دے۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ سنا تو فرمایا کہ شبلی کی تلوار سے خون ٹپکتا ہے۔

غلام خلیل کی مخالفت پسپا ہو گئی: ایک مرتبہ خلیفہ بغداد کے ایک درباری غلام خلیل کے دل میں حسد کی آگ بھڑک اُٹھی اور وہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کا شدید مخالف ہو گیا اسے اس بات کا دکھ تھا کہ یہ تمام اولیاء کرام خلیفہ کے دربار سے زندہ بچ کر واپس چلے گئے چنانچہ اس نے نت نئی چالیں چلنا شروع کر دیں چونکہ اس کے خلیفہ کے ساتھ بہت زیادہ روابط تھے اس نے دین کو دنیا کے بدلے میں بیچ دیا ہوا تھا جیسے کہ اس زمانہ میں بھی بعض صوفی اور علماء قسم کے لوگ وقت کے دنیا دار حکمرانوں کے جوتے چاٹتے رہتے ہیں اور طرح طرح کے غلط فتوے دے کر اپنے پیٹ کو دوزخ کی آگ سے بھرتے رہتے ہیں بالکل اسی طرح غلام خلیل بھی لباس تصوف میں اُمراء و خلفاء کے دربار میں پہنچتا اور خاصان خدا کے خلاف زہر اگلتا رہتا تھا

اس غلام خلیل نے یہ چال چلی کہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کو رسوا کرنے کی خاطر آپ کے ایک مقرب خاص حضرت ابوالحسن سمنون رحمتہ اللہ علیہ پر وار کیا واقعہ کے مطابق ہوا یہ کہ ایک عورت حضرت سمنون رحمت اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ حضرت سمنون نے صاف انکار کر دیا پھر وہ عورت حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ آپ حضرت سمنون کو حکم فرمائیں کہ وہ مجھے قبول فرمالیں۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ اس عورت کی بات سن کر اس پر بہت سخت ناراض ہوئے اور اسے اپنے دروازے سے ہٹا دیا۔ اس کے بعد وہ عورت غلام خلیل کے پاس جا پہنچی اور دونوں نے مل کر ایک منصوبہ تیار کیا عورت

Marfat.com

نے تہمت لگائی کہ سمنون نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے۔

غلام خلیل اس عورت کو لے کر خلیفہ وقت کے دربار میں گیا اور خود ہی تمام واقعہ من گھڑت کر کے خوب مرچ مصالحہ لگا کر خلیفہ وقت کو سنایا۔ خلیفہ بھی کچے کانوں کا تھا۔ غلام خلیل نے حضرت سمنون رحمتہ اللہ علیہ کے قتل کے احکامات لے لیے۔ چنانچہ حضرت سمنون رحمتہ اللہ علیہ کو دربار میں طلب کیا گیا۔ جب جلاد کو بلالیا گیا اور اس نے ضابطہ کے موافق حکم چاہا تو خلیفہ کی زبان بند ہو گئی۔ خلیفہ کے منہ سے قتل کے حکم کے الفاظ زبان سے ادا ہونے ہی نہ پاتے تھے خلیفہ نے بڑا زور لگایا لیکن اس کے زبان سے قتل کے احکام کی ادائیگی نہ ہوتی تھی اور خلیفہ کچھ حکم نہ دے سکا۔ اس پر خلیفہ نے کہا کہ حضرت سمنون رحمتہ اللہ علیہ کو کل دربار میں دوبارہ پیش کیا جائے۔ رات کے وقت جب خلیفہ سویا تو اس کو ایک ندا سنائی دی کہ کوئی اسے یہ کہہ رہا تھا کہ اگر تم نے حضرت سمنون رحمتہ اللہ علیہ کو قتل کرادیا تو یہ تیری سلطنت کے زوال کا باعث ہوگا۔ صبح سویرے جب خلیفہ اٹھا تو اس نے حضرت سمنون رحمتہ اللہ علیہ کو دربار میں طلب کیا اور اپنی غلطی کی معافی چاہی پھر بڑے عزت و احترام کے ساتھ ان کو دربار سے رخصت کیا۔ اس طرح حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ اور آپ کے ہم عصر اولیاء کرام کے مخالف غلام خلیل کا یہ منصوبہ بھی فیل ہو گیا۔

حضرت جنید بغدادی اور ابو رویمؒ: ایک مرتبہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ حاضرین مجلس کے سامنے وعظ فرما رہے تھے کہ کسی شخص نے آپ سے سوال کیا کہ مریدین کو قصے سنانے سے کیا نفع ان کو ہو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا' اصل میں قصے تو اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے جس سے مریدین کے قلوب تقویت حاصل کرتے ہیں۔ اس شخص نے پوچھا کہ اس بات کی آپ کے پاس کیا دلیل ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

ترجمہ: ''ہم تم سے انبیاء کے تمام قصے بیان کریں گے جس سے تمہارے دل

Marfat.com

کو تقویت عطا کریں گے۔"

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت شیخ ابوعمروز جاج رحمتہ اللہ علیہ بغداد تشریف لائے تو حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں مہمان کی حیثیت سے قیام کیا۔ ان دنوں بغداد شریف میں مشہور بزرگ حضرت ابو رویم رحمتہ اللہ علیہ کی بھی بہت شہرت تھی۔ حضرت ابوعمروز جاج رحمتہ اللہ علیہ کو بہت اشتیاق تھا کہ وہ ابورویم رحمتہ اللہ علیہ سے بھی ملاقات کریں اوران کی زیارت کا شرف حاصل کریں مگر چونکہ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کے مہمان تھے اس لیے نہیں چاہتے تھے کہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی اجازت کے بغیر حضرت ابورویم رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کی غرض سے جائیں۔ انہوں نے بہت دنوں تک حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں قیام کیا مگر ان کو موقع نہ ملا کہ اجازت حاصل کر سکتے۔ جب اس طرح بہت دن گزر گئے تو حضرت ابوعمروز جاج رحمتہ اللہ علیہ نے محسوس کیا کہ جب بھی کبھی ایسا کوئی موقع ملتا ہے تو حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ خود ہی ایسی صورت پیدا کر دیتے ہیں کہ اس بارے میں کوئی بات ہی نہیں ہو سکتی تھی۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے اس رویہ کے متعلق انہوں نے بہت سوچ بچار کی کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں مگر ان کی سمجھ میں کوئی بات نہ آسکی۔ آخر ایک دن حضرت ابوعمروز جاج رحمتہ اللہ علیہ نے ہمت کر ہی لی۔ یہ دوپہر کا وقت تھا اور حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ قیلولہ فرمانے کا ارادہ کر رہے تھے اتفاق سے اس وقت وہاں پر اور کوئی بھی موجود نہ تھا۔ حضرت زجاج رحمتہ اللہ علیہ بڑے مودبانہ انداز میں گویا ہوئے یا شیخ جنید! میں آپ سے اجازت کا طلب گار ہوں۔ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے ان کی بات کو ٹالتے ہوئے فرمایا' مجھے معلوم ہے۔ چند دن صبر کرو۔ اس موضوع پر پھر کبھی بات ہو جائے گی۔ حضرت زجاج رحمتہ اللہ علیہ نے اس وقت تو خاموشی اختیار کر لی مگر اگلے دن پھر وہی بات کر دی کہا' حضور! کیا آپ جانتے ہیں کہ میں آپ سے کیا بات کرنا چاہتا ہوں؟ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' تم نے کل اور اس سے پیشتر بھی اسی موضوع پر

Marfat.com

بات کرنا چاہی تھی مگر کر نہیں سکتے تھے تمہارے لیے میرے پاس آج پھر وہی جواب ہے کہ ابھی صبر کرو اور اپنے آپ کو پریشانی میں نہ ڈالو نہ ہی مجھے پریشان کرو۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی بات سن کر حضرت زجاج رحمتہ اللہ علیہ نے پھر خاموشی اختیار کر لی مگر دل میں اب یہ جستجو پیدا ہو گئی کہ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ بات کو ٹال کیوں دیتے ہیں چنانچہ تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ پھر عرض پرداز ہوئے' حضور! مجھے اس بات پر حیرت ہے کہ آپ مجھے بات مکمل کیوں نہیں کرنے دیتے؟ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' سبحان اللہ! میں نے تمہیں یا کسی کو بھی کہیں آنے جانے سے کبھی روکا ہے؟ حضرت زجاج رحمتہ اللہ علیہ نے کہا' شیخ! بات یہ ہے کہ میں ابو محمد رویم رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کرنے کی غرض سے جانا چاہتا ہوں مگر صرف یہ سوچ کر نہیں جاتا کہ کہیں آپ میری اس حرکت سے خفا نہ ہو جائیں۔ کیونکہ مجھے یہاں کے لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ آپ ابو محمد رویم رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ ملاقات کو پسند نہیں فرماتے۔

حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا' ذرا پھر سے کہنا کہ مجھے کیا پسند نہیں ہے؟ حضرت زجاج رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ کوئی ابو محمد رویم رحمتہ اللہ علہ سے ملاقات کرے اور خاص طور پر وہ لوگ جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے خاموشی اختیار فرمائی اور کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کے بعد حضرت زجاج رحمتہ اللہ علیہ نے بھی کچھ دنوں کے لیے خاموشی اختیار کر لی۔ ان دنوں میں انہوں نے کئی بار پھر اجازت لینے کی کوشش کی مگر پھر اس خیال سے خاموش ہو گئے کہ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ اجازت مرحمت نہیں فرمائیں گے۔

ایک روز حضرت زجاج رحمتہ اللہ علیہ بازار سے گزر رہے تھے کہ راستے میں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی انہوں نے ان سے پوچھا! ابو عمرو! کیا تم نے ابو محمد رویم رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کر لی ہے؟ حضرت زجاج رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا نہیں' ابھی میں یہ سعادت حاصل نہیں کر سکا۔ بزرگ نے کہا' آپ کو ضرور ان سے ملاقات کرنا چاہیے

Marfat.com

کیونکہ حضرت ابو محمد رویم رحمتہ اللہ علیہ جیسے پیر زمانہ اور زمانہ میں یگانہ شخصیت کا ملنا بہت محال ہے' یہ بات سن کر حضرت زجاج رحمتہ اللہ علیہ کے اشتیاق میں مزید اضافہ ہو گیا اور انہوں نے اسی لمحہ یہ فیصلہ کر لیا کہ اب تو ضرور حضرت ابو محمد رویم رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کا شرف حاصل کریں گے اور اس بارے میں حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ سے اجازت بھی نہیں مانگیں گے۔

بزرگ نے ان کو سوچ میں پڑے ہوئے دیکھا تو پوچھا' ابو عمرو! کس سوچ میں پڑ گئے؟ حضرت زجاج رحمتہ اللہ علیہ نے کہا' میں اس شش و پنج میں پڑا ہوا ہوں کہ میں وہاں پر جاؤں کیسے؟ کیونکہ میں حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کے ہاں قیام پذیر ہوں اور حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ اس بات کو پسند نہیں فرماتے کہ ان کی صحبت میں رہنے والا کوئی شخص حضرت ابو محمد رویم رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کرے۔ بزرگ نے مسکراتے ہوئے کہا' اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ آپ حضرت ابو محمد رویم رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات نہیں کر سکیں گے۔ حضرت زجاج رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا' نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں' حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کو بتائے بغیر ہی حضرت ابو محمد رویم رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کرنے کے لیے چلا جاؤں گا اور اگر بعد میں حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کو پتہ چل بھی گیا تو کوئی حرج نہیں۔

بزرگ نے ان سے کہا کہ جناب! اس بارے میں خوب اچھی طرح سوچ بچار کر لیں کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کے اس فیصلہ سے آپ کے لیے کوئی مشکل پیدا ہو جائے۔ حضرت زجاج رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ چنانچہ یہ اسی وقت حضرت ابو محمد رویم رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کرنے کی غرض سے ان کے آستانہ کی طرف روانہ ہو گئے اس وقت حضرت ابو محمد رویم رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس میں دور دراز سے آئے ہوئے کئی صوفی حضرات بھی موجود تھے اور حضرت محمد رویم رحمتہ اللہ علیہ حاضرین مجلس کے سوالوں کے جوابات دینے میں مشغول تھے ایک کے بعد دوسرا شخص

Marfat.com

کھڑا ہو کر آپ سے سوال کرتا اور آپ ہر ایک کو تسلی بخش جواب دیئے جاتے تھے۔ اسی دوران مجمع میں سے ایک شخص اٹھ کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا' شیخ اگر میں چاہوں تو میں آپ سے بہت سے سوالات کر سکتا ہوں مگر مجھے اس وقت یہ محسوس ہو رہا ہے کہ آپ کچھ تھکے ہوئے سے ہیں کیا میں آپ سے یہ پوچھنے کی جسارت کر سکتا ہوں کہ آپ کی ایسی حالت کیوں ہے؟ اور آپ کی طبیعت کیسی ہے؟

حضرت ابو محمد رویم رحمتہ اللہ علیہ نے فوری طور پر جواب دیا کہ تم اس شخص کی طبیعت اور حال کے بارے میں کیا پوچھتے ہو جس کا دین اس کی تمنا ہو۔ جس کی ہمت اس کی دنیا ہو۔ ایسا شخص نہ تو خوش قسمت پرہیز گار ہو سکتا ہے اور نہ عابد و زاہد اور نہ نیک خصلت حضرت زجاج رحمتہ اللہ علیہ کو یہ آواز بہت مسحور کن محسوس ہو رہی تھی۔ حضرت ابو محمد رویم رحمتہ اللہ علیہ حاضرین مجلس سے مخاطب ہو کر کلام فرما رہے تھے کہ میں تو ابتداء سے ہی یہ بات کہہ رہا ہوں کہ معرفت ہی اصل چیز ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔ ''ہم نے جن و انس کو عبادت کے لیے پیدا کیا ہے'' پھر حضرت ابو محمد رویم رحمتہ اللہ علیہ کی نگاہ حضرت زجاج رحمت اللہ علیہ پر پڑی تو ان کو دیکھ کر مسکرائے اور اپنی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے فرمایا' انسانوں میں وہ لوگ بھی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کی قربت نصیب ہو جاتی ہے۔ ان کی تین قسمیں ہوتی ہیں۔ ان میں ایک تو وہ ہیں کہ جن کو شاہد وحید کہا جاتا ہے اور وہی لوگ ہیں جن کے قلوب پر ہیبت طاری رہتی ہے۔ دوسرے وہ ہیں کہ جس کو شاہد و علو کہا جاتا ہے اور یہ وہ ہیں جو ہمیشہ عالم غیوبت میں رہتے ہیں۔ حاضرین مجلس میں سے کسی نے بے چینی سے پوچھا کہ تیسرے کون ہیں؟ ارشاد فرمایا' تیسرے وہ ہیں جن کو شاہد حق کہا جاتا ہے اور یہ وہ ہیں کہ جو ہر وقت خوش اور اپنے حال میں محو رہتے ہیں۔

ایک دم اپنے کلام کا سلسلہ روکتے ہوئے حضرت ابو محمد رویم رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت زجاج رحمتہ اللہ علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا' اے زجاج! یہاں کس لیے آئے ہو؟ حضرت زجاج رحمتہ اللہ علیہ نے کہا' یا شیخ! آپ سے ملاقات کی غرض سے آیا

Marfat.com

ہوں۔انہوں نے فرمایا' کیا اس مقصد کے لیے اجازت حاصل کر لی تھی؟ یہ سن کر حضرت زجاج رحمتہ اللہ علیہ شرمندہ سے ہوئے اور کہا' جس طرح میزبان کے کچھ آداب ہیں اسی طرح مہمان پر بھی کچھ فرائض اور ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور انسان ہونے کی حیثیت سے ان کی پابندی کرنا اس کے لیے لازم ہے' انہوں نے فرمایا کہ میں نے کب یہ کہا ہے کہ تم ان کی پابندی نہ کرو میں تو صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایک درویش دوسرے درویش کو تیسرے درویش کی ملاقات سے روکنا کیوں چاہتا ہے۔

حضرت زجاج رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ' حضور! میں اس بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں اس کا جواب تو حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ ہی دے سکتے ہیں۔انہوں نے فرمایا' ہاں یہ بات تو درست ہے کہ میرے اس سوال کا جواب جنید رحمتہ اللہ علیہ ہی دیں گے اور وہ اس بارے میں وضاحت فرمائیں گے۔ میں ان سے اس بارے میں ضرور پوچھوں گا۔تھوڑی دیر کے بعد جب مجلس برخاست ہو گئی تو حضرت ابو محمد رویم رحمتہ اللہ علیہ حضرت زجاج رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے ساتھ حجرے میں لے گئے اور فرمایا تم تو بہت دنوں سے اس شہر میں قیام پذیر ہو۔حضرت زجاج رحمتہ اللہ علیہ نے کہا' بلاشبہ آپ درست فرماتے ہیں لیکن میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اب مجھ سے اس موضوع پر کوئی بات نہ کریں کیونکہ اس سے مجھے شرمندگی ہوگی۔حضرت ابو محمد رویم رحمتہ اللہ علیہ نے اس درخواست کو قبول کر لیا اور دوسری باتیں کرتے ہوئے فرمایا' اے ابو عمرو! پروردگار کی نعمتوں میں قول اور فعل بہت بڑی نعمت ہے اور جسے یہ دونوں نعمتیں عطا ہو جائیں وہ بڑا خوش بخت ہوتا ہے اور یہ نیکی کی بات ہے۔اگر انسان سے قول کو سلب کر لیا جائے اور فعل کو رہنے دیا جائے تو یہ انسان کے لیے نعمت شمار ہوگی لیکن اگر معاملہ اس کے الٹ ہو یعنی فعل کو سلب کر لا جائے اور قول کو باقی رہنے دیا جائے تو یہ انسان کے لیے بڑی مصیبت کی بات ہوگی۔

حضرت زجاج رحمتہ اللہ علیہ بڑی انہماک اور توجہ کے ساتھ حضرت شیخ ابو محمد رویم

Marfat.com

رحمتہ اللہ علیہ کی گفتگو سن رہے تھے' پوچھنے لگے' حضور! اگر قول وفعل دونوں کو سلب کرلیا جائے تو پھر؟ انہوں نے فرمایا' بدقسمتی سے اگر ایسا ہو جائے تو پھر سمجھ لینا چاہیے کہ اس انسان کے لیے یہی ہلاکت ہے۔ حضرت زجاج رحمتہ اللہ علیہ کو ان کی گفتگو سن کر بڑا سرور محسوس ہو رہا تھا چنانچہ کہنے لگے' حضور! کچھ مزید ارشاد فرمائیں۔ انہوں نے فرمایا' اے ابوعمرو! آج میں تمہیں بہت ہی ضروری باتیں بتانا چاہتا ہوں۔ بروز قیامت تمام انسانوں کو پل صراط پر سے گزارا جائے گا تو وہاں پر دوسروں کے مقابلے میں صوفیاء کو بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ زجاج رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا' حضور وہ کیوں! صوفیاء تو عام انسانوں کی نسبت زیادہ پرہیزگار اور اللہ تعالیٰ کے تابع ہوتے ہیں پھر ان کو مشکل کا سامنا کیوں کرنا پڑے گا؟ حضرت ابومحمد رویم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' وہ اس لیے کہ دوسرے لوگوں سے تو ظاہری شریعت کے مطابق پوچھ گچھ ہوگی جبکہ صوفیاء سے باطن کے مطابق پوچھ گچھ کی جائے گی۔

حضرت زجاج رحمتہ اللہ علیہ نے کہا' حضور! میں ایک مسافر ہوں مجھے آپ آداب سفر کے بارے میں کچھ بتائیں۔ ارشاد فرمایا سفر کے آداب کے ضمن میں پہلی شرط یہ ہے کہ کسی طرح کا خطرہ مسافر کی راہ میں رکاوٹ نہ ہو اور دل کو آرام پہنچانے کی غرض سے کہیں قیام بھی نہیں کرنا چاہیے' اس بات کو یاد رکھو کہ قلب نے جس جگہ بھی آرام کیا بس وہی اس کی منزل ٹھہری۔ حضرت زجاج رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا کہ حضور! آپ کے نزدیک تصوف کی اساس کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا' میرے نزدیک تصوف کی بنیاد یہ ہے کہ اپنا تعلق فقراء سے رکھے عجز وانکساری کے جذبہ سے سرشار ہو کر ثابت قدم رہے اور بخشش وعطا پر کسی قسم کا اعتراض نہ کرے اور اعمال صالحہ کرتا رہے اسی کا نام تصوف ہے۔

حضرت زجاج رحمتہ اللہ علیہ نے کہا' توحید کا مطلب کیا ہے؟

حضرت ابومحمد رویم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ کی محبت میں سرشار ہو جانے کا نام توحید ہے۔ پھر فرمایا' اے زجاج! عارف کا دل ایسا آئینہ ہوتا ہے جس میں ہر ساعت

Marfat.com

تجلیات کا انعکاس ہوتا رہتا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا' اے ابوعمرو! یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی قربت جس چیز کا نام ہے اگر اس کے بارے میں جاننا چاہو تو یہ دیکھو کہ قلب میں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور بھی کچھ ہے کہ نہیں اور جب تمہیں یہ محسوس ہو کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے ہر چیز سے نفرت محسوس ہو رہی ہے تو پھر سمجھ لو کہ تمہیں قربت الٰہی حاصل ہو گئی۔ حضرت زجاج رحمتہ اللہ علیہ کو اس گفتگو سے بڑی حلاوت محسوس ہو رہی تھی۔ حضرت ابومحمد رویم رحمتہ اللہ علیہ نے ان سے پوچھا کہ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کو اعتراض تھا تو پھر تم کیوں یہاں آئے؟ حضرت زجاج رحمتہ اللہ علیہ نے کہا' مجھے جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں اصل بات یہ ہے کہ جب میں بغداد میں آیا تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ جب میں واپس جاؤں گا تو لوگ مجھ سے پوچھیں گے کہ اے زجاج! تم بغداد گئے اور وہاں پر اتنی مدت تک قیام بھی کیا' بہت سے صوفیاء کرام سے ملاقات بھی کی اور ان سے شرف نیاز حاصل کی مگر یہ تو بتاؤ کہ تم نے مشہور صوفی بزرگ حضرت ابومحمد رویم رحمتہ اللہ علیہ سے بھی ملاقات کی یا نہیں اور جب لوگ مجھ سے آپ کے بارے میں پوچھیں گے تو میں ان کو کیا جواب دوں گا۔

یہ سن کر حضرت رویم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' اگر تم چاہو تو تھوڑی دیر کے لیے مزید یہاں رک جاؤ۔ حضرت زجاج رحمتہ اللہ علیہ اس پیشکش پر بہت خوش ہوئے اور فوراً وہاں پر ٹھہر جانے پر آمادگی کا اظہار کیا۔ حضرت رویم رحمتہ اللہ علیہ ان کو حجرے میں چھوڑ کر اندر تشریف لے گئے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد حضرت زجاج رحمتہ اللہ علیہ کو بھی اندر بلوا لیا۔ اس کمرے کا منظر دیکھ کر حضرت زجاج رحمتہ اللہ علیہ بڑے حیران ہوئے کہ حضرت رویم رحمتہ اللہ علیہ گاؤ تکیے سے ٹیک لگا کر بیٹھے ہیں۔ جیسے ہی یہ اندر داخل ہوئے تو ان کو دیکھتے ہی انہوں نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا' اے زجاج میں نے سوچا کہ تم نے میری جلوت تو دیکھ ہی لی ہے اب میری خلوت بھی دیکھ لو۔ ابھی یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ اسی اثناء میں ایک چھوٹی سی بچی حضرت رویم رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ

Marfat.com

نے اس کو اپنے پاس بٹھایا اور اس سے توحید کے موضوع پر گفتگو کرنے لگے۔

تھوڑی دیر کے بعد حضرت زجاج رحمتہ اللہ علیہ سے فرمایا' اے زجاج! تمہارے شیخ جنید رحمتہ اللہ علیہ کا یہ کہنا ہے کہ میں نے یہ کیا ڈھنگ اختیار کیا ہوا ہے اور میں یہ شغل چھوڑ کیوں نہیں دیتا۔ یہی وجہ ہے کہ میں ان کی خدمت میں حاضری بھی نہیں دیتا۔ اے زجاج! اب تم ہی بتاؤ کہ میرے پاس اتنا وقت کہاں ہوتا ہے۔ یہ بچے میرے پاس آتے ہیں اور مجھ سے کچھ نہ کچھ پوچھتے ہیں میں ان کو جوابات دیتا ہوں اور کوشش کرتا ہوں کہ ان کو زیادہ سے زیادہ معلومات پہنچاؤں میں ان بچوں کو علم توحید کا سبق دیتا ہوں اور اپنے اس کام کو میں بہت ضروری اور لازمی سمجھتا ہوں۔ حضرت زجاج رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ آپ بالکل درست فرماتے ہیں۔

پھر جب حضرت زجاج رحمتہ اللہ علیہ ان سے رخصت ہو کر حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو ان کے وہاں پہنچنے سے قبل ہی کسی نے حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کو یہ خبر پہنچادی تھی کہ زجاج رحمتہ اللہ علیہ اس وقت حضرت رویم رحمتہ اللہ علیہ کے پاس موجود ہیں چنانچہ یہ جب حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو آپ ان کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا' تمہارے چہرے سے معلوم ہو رہا ہے کہ تم نے شیخ رویم رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کر لی ہے۔ حضرت زجاج رحمتہ اللہ علیہ نے ہمت سے کام لیتے ہوئے کہا' جی ہاں' میں ان سے ملاقات کر کے آرہا ہوں۔ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا' تم نے انہیں کیسا پایا؟ کہا' حضرت رویم رحمتہ اللہ علیہ تو بڑے عظیم المرتبت بزرگ ہیں۔ ان کی گفتگو سن کر میرا دل باغ باغ ہو گیا۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ تم نے مجھے خوش کر دیا۔ میں اپنے دل میں اس بات سے ڈرتا تھا کہ اگر تم نے رویم سے ملاقات کی اور ان کو اس حالت میں دیکھ کر کہ وہ گاؤ تکیے سے ٹیک لگا کر لوگوں سے کلام کرتے ہیں اور اگر تم ان کی ظاہر حالت پر ان کی شخصیت کو پرکھنے لگے تو پھر یقیناً اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ تم ان سے بدظن ہو جاؤ گے اور تمہارے دل

Marfat.com

میں ان کی جو عزت موجود ہے وہ بھی جاتی رہے گی بس اسی خطرے کے پیش نظر میں تمہیں ان کے پاس جانے نہیں دینا چاہتا تھا۔ حضرت زجاج رحمتہ اللہ علیہ نے کہا' آپ یہ کیا میرے بارے میں سوچ رہے تھے۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' میں نے تمہارے بارے میں جو بھی کچھ سوچا تھا وہ بشریت کے تقاضے کے عین مطابق تھا اور اگر تم اس طرح سوچ لیتے تو اپنی نیکیوں کے ذخیرہ کو برباد کر لیتے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تم نے انہیں خوب اچھی طرح سمجھا واقعی وہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے ہیں۔

اقوال حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے ارشادات انسان کے لئے مشعل راہ ہیں جنہیں پڑھ کر آسانی سے ہر کوئی حقیقت و معرفت سے آگاہی حاصل کر سکتا ہے۔ آپ کے ارشادات حسب ذیل ہیں۔

☆ صدیق وہ ہے جس کا صدق افعال' اقوال اور احوال ہمیشہ قائم رہیں۔

☆ فرمایا کہ میرے نزدیک نیک خو فاسق کی صحبت بدخو عابد سے بہتر ہے۔

☆ فرمایا کہ اہل ہمت اپنی ہمت کی وجہ سے سب پر فوقیت حاصل کر لیتے ہیں۔

☆ فرمایا کہ تکلیف پر شکایت نہ کرتے ہوئے صبر کرنا بندگی کی بہترین علامت ہے۔

☆ فرمایا کہ قرآن و حدیث کی اتباع کرتے رہو اور جوان کا متبع نہ ہو اس کی پیروی ہرگز نہ کرو۔

☆ فرمایا کہ ترک دنیا اور گوشہ نشینی سے ایمان بھی سلامت رہتا ہے اور آسودگی بھی حاصل ہوتی ہے۔

☆ فرمایا خدا کے علاوہ ہر شے کو چھوڑ کر خود کو فنا کر لینے کا نام تصوف ہے۔

☆ فرمایا اخلاص کدورتوں سے عمل کو صاف رکھنے کا نام ہے۔

Marfat.com

☆ فرمایا کہ بندہ وہی ہے جو خدا کے سوا کسی کی پرستش نہ کرے۔

☆ فرمایا کہ حیا ایک ایسی نعمت ہے جو معاصی کی نگرانی سے پیدا ہوتی ہے۔

☆ فرمایا کہ جہنم میں جلنے سے زیادہ خدا سے غافل رہنا سخت ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے دنیا سے تعلق رکھنے والے پر محبت کو حرام کر دیا ہے۔

☆ تمام توہمات سے دل کا خالی رکھنا فقر ہے۔

☆ بہت افضل ہے وہ بندہ جس کو ایک لمحہ کے لیے بھی قرب الٰہی حاصل ہوا ہو۔

☆ اس وقت تک آزادی حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ عبودیت پوری نہ ہو۔

☆ صادق وہ ہے کہ جب اس کو دیکھو تو ویسا ہی پاؤ جیسا کہ سنا تھا۔

☆ جس نے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں کی وہ کبھی بھی شاد نہیں رہ سکتا۔

☆ کوئی بھی شخص اللہ تعالیٰ تک اس کی توفیق کے بغیر نہیں پہنچا اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا راستہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء واتباع ہے۔

☆ ایسے شخص کی صحبت میں بیٹھو کہ جو تیرے ساتھ نیکی کرے اور بھلا دے۔

☆ توبہ کے تین معنی ہیں پہلے ندامت پھر عزم ترک اور آخر ظلم و خصومت سے باز رہنا۔

☆ مرد کو مردانہ خصلت اختیار کرنی چاہیے مشتبہات اور وہم میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔

☆ جوانمردی یہ ہے کہ اپنا بوجھ دوسروں پر نہ ڈالے اور جو کچھ تیرے پاس ہے اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دے۔

☆ دل اس وقت خوش رہتا ہے جس وقت اللہ تعالیٰ دل میں جلوہ گر ہو۔

☆ اے جماعت فقراء! تم عارف بحق ہونے کی وجہ سے ممتاز ہو اور یہی شان تمہاری عزت کا باعث ہے تو تمہیں لازم ہے کہ تم اپنی خلوتوں میں ہوشیار رہو۔

☆ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لیے ترک دنیا اختیار کر' نفس کے خلاف کر' اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل ہو جائے گی۔

Marfat.com

☆ تصوف کو عام لوگ سمجھنے سے قاصر ہیں اس لیے اس علم کو عام لوگوں سے چھپانا ہی بہتر ہے۔

☆ فرمایا کہ مرید کا گناہ کبیرہ سے بے خوف ہو جانا داخل فریب ہے اور کفر سے خائف نہ ہونا اصل کا منکر ہے۔

☆ فرمایا کہ جس کا علم یقین تک، یقین خوف تک، خوف عمل ورع تک اور اخلاص مشاہدے تک نہیں پہنچتا وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

☆ فرمایا کہ چار ہزار خدا رسیدہ بزرگوں کا یہ قول ہے کہ عبادت الٰہی اس طرح کرنی چاہیے کہ خدا کے سوا کسی کا خیال تک نہ آئے۔

☆ فرمایا کہ ابلیس کو عبادت کے بعد بھی مشاہدہ حاصل نہ ہو سکا لیکن حضرت آدم علیہ السلام نے ذلت کے باوجود مشاہدے کو قائم رکھا۔

☆ فرمایا کہ انسان سیرت سے انسان ہوتا ہے نہ کہ صورت سے۔ فرمایا کہ خدا کے بھید خدا کے دوستوں کے قلب میں محفوظ رہتے ہیں۔

☆ فرمایا کہ رضا نام ہے اپنے اختیارات کو معدوم کر کے مصائب کو نعمت تصور کرنے کا۔ فرمایا کہ توبہ نام ہے عزم راسخ کے ساتھ ظلم و گناہ اور خصومت ترک کر دینے کا۔

☆ فرمایا کہ روز ازل اللہ تعالیٰ نے الست بربکم فرما کر ارواح کو ایسا مست کر دیا کہ دنیا میں بھی حالت سماع کے وقت اس کیفیت کے احساس سے مست ہو جاتی ہیں۔

☆ فرمایا کہ مرید وہ ہے جو اپنے علم کا نگران رہے اور مراد وہ ہے جس کو اعانتِ الٰہی حاصل ہو، کیونکہ مرید تو دوڑنے والا ہوتا ہے اور مراد اڑنے والا اور دوڑنے والا کبھی اڑنے والے کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ فرمایا کہ ترک دنیا سے عقبیٰ مل جاتی ہے۔

☆ فرمایا کہ اولیاء اللہ کے لیے نگرانی نفس سے زیادہ دشوار کوئی کام نہیں۔ فرمایا کہ

Marfat.com

اشتغال دنیاوی ترک کر دینے کا نام عبودیت ہے اور زہد کی انتہا افلاس ہے۔

☆ فرمایا کہ توحید خدا کو جاننے کا نام ہے اور انتہائے توحید یہ ہے کہ جس حد تک بھی توحید کا علم ہو اس کو یہی تصور کرے کہ توحید اس سے بھی بالاتر ہے۔

☆ فرمایا کہ معرفت کی دو قسمیں ہیں۔ خود اللہ تعالیٰ کو شناخت کرنا۔ دوم معرفت تصریف یعنی اللہ اس کو پہچانے، اور خدا کے ساتھ مشغولیت کا نام معرفت ہے۔

☆ فرمایا کہ قدرت کا مشاہدہ کرنے والا سانس تک نہیں لے سکتا، اور عظمت کا مشاہدہ کرنے والا حیرت زدہ رہتا ہے اور غیبت یعنی غائب ہونے کا مشاہدہ کرنے والا سانس لینے کو کفر تصور کرتا ہے۔

☆ فرمایا کہ حلال سے حرام کی جانب متوجہ ہونا اہل دنیا کی لغزش ہے اور فنا سے بقا کی طرف رجوع کرنا زاہد کی لغزش ہے۔

☆ فرمایا یقین نام ہے علم کا قلب میں اس طرح جاگزیں ہو جانے کا جس میں تغیر و تبدل نہ ہو سکے اور یقین کا ایک مفہوم یہ ہے کہ ترک تکبر کر کے دنیا سے بے نیاز ہو جائے۔

☆ دس برس تک دل نے میرا تحفظ کیا اور دس برس تک میں نے اس کی حفاظت کی مگر اب یہ کیفیت ہے کہ نہ مجھے دل کا حال معلوم ہے نہ دل کو میرا۔

☆ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے دو علم چاہتا ہے ایک یہ کہ وہ اپنی عبودیت کو جانیں دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کو پہچانیں۔

☆ جب وقت گزر جاتا ہے تو پھر اس کو حاصل نہیں کیا جا سکتا اس لیے وقت سے زیادہ قیمتی چیز دوسری نہیں۔

☆ فرمایا شفقت کا مفہوم یہ ہے کہ اپنی پسندیدہ شے دوسرے کے حوالے کر کے احسان نہ جتائے۔

☆ فرمایا مخلوق سے خالق کی جانب رجوع ہونے قرآن وسنت کی اتباع کرنے اور

Marfat.com

مشغول عبادت رہنے کا نام تصوف ہے۔

☆ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے تمام مدارج صرف فاقہ کشی، ترک دنیا اور شب بیداری سے حاصل ہوئے۔

☆ فرمایا کہ صوفی وہ ہے جو خدا اور رسول کی اس طرح اطاعت کرے کہ ایک ہاتھ میں قرآن ہو اور دوسرے میں حدیث۔

☆ فرمایا کہ فی اللہ (اللہ کی خاطر) دو محبت رکھنے والے اگر ایک دوسرے سے حجاب یا حیا کریں تو کسی میں روگ ضرور ہوتا ہے۔

☆ آپ صائم الدہر تھے لیکن مہمان کی آمد پر روزہ نہ رکھتے اور فرماتے کہ مسلمان بھائیوں کی موافقت بھی فضل روزہ سے کم نہیں۔

☆ فرمایا کہ جس نے قرآن مجید کو نہیں پڑھا اور حدیث شریف کو یاد نہیں کیا، اور ان دونوں کے معانی نہیں سمجھتا اس کی اقتداء صحیح نہیں ہے۔

☆ فرمایا چار باتیں ایسی ہیں، اگر آدمی میں موجود ہوں تو گو وہ علم وعمل میں ناقص ہو پھر بھی وہ اعلیٰ مدارج تک پہنچ جاتا ہے۔ علم، تواضع، سخاوت اور حسن خلق اور ایمان کی تکمیل حسنِ خلق ہی سے ہوتی ہے۔

☆ فرمایا رضا نام ہے اپنے اختیارات کو معدوم کر کے مصائب کو نعمت تصور کرنے کا توبہ نام ہے عزم راسخ کے ساتھ ظلم و گناہ اور خصومت ترک کرنے کا۔ اپنی تعظیم کرانے کے لیے کرامات ظاہر کرنا فریب کاری ہے۔

☆ فرمایا کہ اگر کسی شخص کو دیکھو جو ہوا میں چار زانو بیٹھا ہو تو بھی اس کی اقتداء نہ کرو جب تک امر ونہی کے موقعہ پر اس کا عمل نہ دیکھ لو، پس اگر تم اس کو اوامر ونواہی پر کاربند دیکھو تو اس کی اتباع کرو، ورنہ نہیں، اس سے اجتناب کرو۔

☆ فرمایا کہ فنائیت کے بغیر بقا حاصل نہیں ہوسکتی۔ اپنی تعظیم کرانے کے لیے کرامات کا ظہور فریب ہے۔

Marfat.com

☆ فرمایا کہ تواضع نام ہے سر جھکا کر رکھنے اور زمین پر سونے کا مہمان نوازی نوافل سے بہتر ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ اپنے عبادت گزار کو جو وجود بخشتا ہے تو وہ اپنی مشیت کو ان پر جس طرح چاہتا ہے طاری کرتا ہے۔

☆ نفس کی خواہش کے خلاف چلنے سے اس کا درد علاج اور اس کی تکلیف راحت میں بدل جاتی ہے۔

☆ توحید یہ کہ تو یہ بات مان لے اور اقرار کرلے کہ اللہ تعالیٰ ازل سے یکتا ہے نہ اس کا کوئی ثانی ہے اور نہ کوئی چیز اس جیسے افعال کر سکتی ہے۔

☆ مصائب عارفین کا چراغ، مریدین کی بیداری، مومن کی اصلاح اور غافلین کے لیے ہلاکت ہیں مومن مصائب پر صبر کیے بغیر ایمان کی حلاوت کو نہیں پا سکتا۔

☆ محبت اللہ تعالیٰ کی امانت ہے جو محبت کسی عوض پر ہو اس وقت زائل ہو جاتی ہے جب عوض اٹھ جائے۔

☆ علماء کا تمام علم دو حرفوں میں محدود ہے عقیدے کی درستگی اور خدمت میں صرف حق کا لحاظ کرنا۔

☆ فرمایا کہ صنعت الٰہی سے عبرت حاصل نہ کرنے والی آنکھ کا اندھا ہونا ہی بہتر ہے اور جو زبان خدا کے ذکر سے عاری ہو اس کا گونگا ہونا ہی بہتر ہے اور جو کان حق کی بات سننے سے قاصر ہو اس کا بہرا ہونا اچھا ہے اور جو جسم عبادت سے محروم ہو اس کا مردہ ہو جانا افضل ہے۔

☆ فرمایا کہ فکر کی کئی قسمیں ہیں

(۱) حصول معرفت کے لیے آیات قرآن میں فکر کرنا۔

(۲) حصول محبت کے لیے نفس پر اللہ کے احسانات کے متعلق فکر کرنا

(۳) حصول ہیبت کے لیے اللہ کے مواعید پر فکر کرنا

Marfat.com

(۴) حصول حیا کی خاطر اللہ کے انعامات پر غور کرنا۔

☆ فرمایا کہ وسواس شیطانی سے نفس کے وساوس اس لیے شدید ترین ہوتے ہیں کہ وسواس شیطانی تو ماحول سے دور ہو جاتے ہیں لیکن نفس کے وساوس کا دور کرنا بہت دشوار ہوتا ہے۔

☆ فرمایا کہ اخلاص کی تعریف یہ ہے کہ اپنے بہترین اعمال کو قابل قبول تصور نہ کرتے ہوئے نفس کو فنا کر ڈالے۔

☆ جس وقت حضرت رویمؒ نے آپ سے ماہیت تصوف کے متعلق سوال کیا تو فرمایا کہ ماہیت تصوف کی جستجو کے بجائے اپنی ذات میں تصوف تلاش کرو، کیونکہ صوفی وہی ہے، جس کو خدا کے سوا کوئی نہ جانتا ہو۔

☆ فرمایا کہ جو درویش خدا کی رضا پر راضی ہے وہ سب سے برتر ہے اور ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے جو احسان کر کے بھول جاتے ہیں اور تمام لغزشوں کو نظر انداز کرتے ہیں۔

☆ جو یہ چاہتا ہے کہ وصل جمیل کے ساتھ خود کو منظّم و اکرام بنائے اسے چاہیے کہ وہ اپنے نفس کی مخالفت کرے اس لیے کہ پہاڑ کا ناخن سے کھود ڈالنا اس سے آسان ہے کہ نفس کی مخالفت کرے۔

☆ محبت ایک ایسی حالت ہے جو انسان اپنے قلب میں محسوس کرتا ہے یہ اپنی پوشیدہ حالت اور ابہام سے پر ہوتی ہے کہ اظہار و بیان میں نہیں آسکتی اور یہ پوشیدہ حالت ایک عبادت گزار بندے کو اللہ تعالیٰ کی عظمت کو پہچاننے میں مدد دیتی ہے۔

☆ اے عمل کرنے والے علماء! اپنے عمل کی زکوٰۃ دیا کرو دو سو مسائل میں سے جو تم نے سیکھے ہیں کم از کم پانچ مسائل پر تو عمل کرو اور دو سو احادیث مبارکہ میں سے کم از کم پانچ احادیث پر تو عمل کرو۔

☆ صوفی کا دنیا میں کسی چیز سے تعلق نہیں ہوتا سوائے ان دیکھی دنیا کے اور جب اس

Marfat.com

کی زبان کھول دی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اسے بولنے کی اجازت دیتا ہے تو وہ کلام کرتا ہے ورنہ وہ خاموش ہی رہتا ہے۔

☆ کسی کو اس کے مقدر سے زیادہ رزق حاصل نہیں ہوسکتا نہ کسب کرنے سے رزق حاصل ہوتا ہے اور نہ تدبیروں ہی سے اس میں زیادتی کی جاسکتی ہے بہت زیادہ لالچ کرنے سے بھی رزق میں کمی یا زیادتی نہیں ہوسکتی اللہ تعالیٰ نے رزق کو بھی روز اول ہی سے تقسیم فرمادیا ہے۔

☆ توحید کا اقرار یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو ظاہر و باطن میں بیک وقت نافذ کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے ماسوا دوسری ہستیوں سے امید و خوف کے جذبات کو مکمل طور پر ختم کردیا جائے اور یہ سب کچھ نتیجہ ہو انسان کے اس تصور کا کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ پر انسان کے ساتھ موجود ہے اس کے علاوہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کو جب وہ پکارتا ہے تو وہ اس کا جواب دیتا ہے۔

☆ فرمایا کہ مرید کو احکام شریعیہ کے سوا کچھ نہ سننا چاہیے اور مرید کے لیے دنیا تلخ ہوتی ہے اور معرفت شیریں۔ فرمایا کہ زمین کو صوفیائے کرام سے ایسی ہی آراستگی حاصل ہے جیسے آسمان کو ستاروں سے۔

☆ فرمایا کہ وجد کو مٹا کر غرق ہونے کا نام مشاہدہ ہے کیونکہ وجد حیات عطا کرتا ہے اور مشاہدہ فنائیت اور مشاہدہ عبودیت کو فنا کرکے جانب ربوبیت جاتا ہے اور کسی شے کی حقیقت دانی کے علم کا نام بھی مشاہدہ ہے۔

☆ فرمایا کہ خطرے کی چار قسمیں ہیں۔ اول خطرۂ حق جس سے معرفت حاصل ہوتی ہے۔ دوم خطرہ ملائکہ جس سے عبادت کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔ سوم خطرہ نفس جس سے دنیا میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ چہارم خطرۂ ابلیس جس سے بغض و عناد جنم لیتے ہیں۔

☆ فرمایا کہ اگر محبت کا تعلق کسی شے سے قائم ہوتا تو اس شے کی فنائیت سے محبت بھی فنا

Marfat.com

ہو جاتی ہے اور محبت کا حصول اس وقت تک ممکن نہیں جب تک خود کو فنا نہ کر لے اور اہل محبت کے اکثر اقوال لوگوں کو کفر معلوم ہوتے ہیں۔

☆ فرمایا کہ بندہ صادق دن میں چالیس حالتیں تبدیل کرتا ہے لیکن ریاکار چالیس برس بھی ایک ہی حالت پر قائم رہتا ہے اور بندہ صادق وہی ہے جو نہ تو دست طلب دراز کرے اور نہ جھگڑے۔

☆ فرمایا کہ حجابات کی چھ قسمیں ہیں تین عام بندوں کے لیے۔
اول نفس دوم مخلوق سوم دنیا اور تین خاص بندوں کے لیے، اول عبادت، دوم اجر، سوم کرامات پر اظہار فخر۔

☆ پھر فرمایا کہ توحید نام ہے خود کو فنا کر کے اللہ میں ضم ہو جانے اور عجز کے ساتھ حصول نعمت کا اور محبت کا مفہوم یہ ہے کہ محبوب کے تمام اوصاف محبّ میں موجود ہوں جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''جب میں اس کو محبوب بناؤں گا تو اس کی سماعت و بصارت بن جاؤں گا۔

☆ فرمایا کہ توکل انتہائے صبر کا نام ہے جیسا کہ باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''وہ لوگ جو صبر کرتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں اور اس ارشاد سے یہ معلوم ہوا کہ صبر کی تعریف یہ ہے کہ جو مخلوق سے دور کر کے خالق کے قریب کر دے، اور توکل کا مفہوم یہ ہے کہ تم اللہ کے لیے ایسے بن جاؤ جیسے روز ازل میں تھے۔

☆ فرمایا کہ مراقبہ نام ہے پوری طرح متوجہ ہونے کا اور مراقبہ کی تعریف یہ ہے کہ غائب کا انتظار رہے اور حیا حاضر سے ندامت کا نام ہے اور ذکرِ الٰہی سے ایک لمحہ کی غفلت بھی ہزار رسالہ عبادت سے بدتر ہے۔ کیونکہ ایک لمحہ کی غیر حاضری کی گستاخی کی ہزار رسالہ عبادت ملیامیٹ نہیں کر سکتی ہے۔

☆ فرمایا کہ بندگی کا مفہوم اس وقت معلوم ہوتا ہے جب بندہ خدا کو ہر شے کا مالک تصور کرتے ہوئے یہ باور کر لے کہ ہر شے اسی کے وجود سے قائم ہے اور سب کو

Marfat.com

وہیں لوٹ کر جانا ہے۔ جیسا کہ قرآن فرماتا ہے کہ پاکیزہ تر ہے وہ ذات جس کے قبضہ قدرت میں سب کی جان ہے اور سب کو اسی کی طرف لوٹ جانا ہے۔

☆ جب میں اس حقیقت سے آگاہ ہوا کہ ''کلام وہ ہے جو قلب سے ہو'' تو میں نے تیس برس کی نمازوں کا اعادہ کیا اس کے بعد تیس برس تک یہ التزام کیا کہ جس وقت بھی نماز کے اندر دنیا کا خیال آجاتا تو دوبارہ نماز ادا کرتا اور اگر آخرت کا خیال آجاتا تو سجدہ سہو کرتا۔

☆ فرمایا کہ خدا کے علاوہ ہر شے کو چھوڑ کر فنا کر لینے کا نام تصوف ہے اور آپ کے ایک ارادت مند کا قول یہ ہے کہ صوفی اس کو کہتے ہیں جو اپنے تمام اوصاف کو ختم کر کے خدا کو پالے فرمایا کہ عارف سے تمام حجابات ختم کر دیے جاتے ہیں اور عارف رموز خداوندی سے آگاہ رہتا ہے۔

☆ فرمایا کہ وحشت معدوم کر دینے کا نام انس ہے فرمایا کہ فکر کی بھی کئی قسمیں ہیں۔
اول حصول معرفت کے لیے آیات قرآن میں فکر کرنا،
دوم حصول محبت کے لیے نفس پر خدا کے احسانات کے متعلق فکر کرنا،
سوم حصول ہیبت کے لیے خدا کے مواعید پر فکر کرنا۔
چہارم حصول حیا کی خاطر خدا کے انعامات پر غور فکر کرنا۔

☆ پھر فرمایا کہ حقیقت ایک ایسا مقام ہے جہاں اہل مراقبہ اس شے کے منتظر رہتے ہیں جس کے وقوع سے وہ خوفزدہ ہوں جب کہ ان کا یہ اضطراب ایسا ہی لغو رہتا ہے جیسے کوئی رات میں شب خون کا انتظار کرتے ہوئے رات بھر جاگتا رہے پھر فرمایا کہ صادق کی صفت صدق ہے اور صادق وہی ہے جو سدا ایک حال میں رہے اور صدیق وہ ہے جس کے اقوال وافعال مبنی بر صدق ہوں۔

☆ فرمایا کہ تصوف کا ماخذ اصطفا ہے۔ اس لیے صرف برگزیدہ ہستی ہی کو صوفی کہا جاتا ہے اور صوفی وہ ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے خلیل ہونے کا درس اور

Marfat.com

حضرت اسمٰعیل سے تسلیم کا درس اور حضرت داؤد سے غم کا درس اور حضرت ایوب سے صبر کا درس اور حضرت موسیٰ سے شوق کا درس اور حضور اکرمؐ سے اخلاص کا درس حاصل کرے۔

☆ فرمایا کہ قلب مومن دن میں ستر مرتبہ گردش کرتا ہے لیکن قلب کافر ستر برس میں بھی ایک مرتبہ گردش نہیں کرتا۔ آپ اپنی مناجات اس طرح شروع کرتے کہ اے اللہ روز محشر مجھ کو اندھا کر کے اٹھانا اس لیے کہ جس کو تیرا دیدار نصیب نہ ہو اس کا نابینا ہی رہنا اس کے لیے اولیٰ ہے کہ وہ کسی دوسری شے کو بھی نہ دیکھ سکے۔

☆ فرمایا کہ جس کی حیات روح پر موقوف ہو وہ روح نکلتے ہی مر جاتا ہے اور جس کی حیات کا دارومدار خدا پر ہو وہ کبھی نہیں مرتا، بلکہ طبعی زندگی سے حقیقی زندگی حاصل کر لیتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی معرفت چاہے ایک ولی اللہ کو حاصل ہو یا عام آدمی کو اس کی نوعیت ایک ہی ہوتی ہے البتہ اس کے درجات میں فرق اور امتیاز ہوتا ہے اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اللہ کے ولی کا علم عام آدمی سے زیادہ گہرا اور عمیق ہوتا ہے مگر ذات حق کا مکمل علم کسی صورت میں ممکن نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی ذات غیر محدود ہے انسانی عقل اس کا کامل احاطہ نہیں کر سکتی کیونکہ وہ اپنی فطرت کے اعتبار سے محدود ہے۔

☆ بہترین اور عمدہ مجلس، مجلس غور و فکر ہے جو توحید کے میدان میں انجام دی جائے اور محبت کے سمندر سے محبت کے جام پینا بہترین شراب اور معرفت کی معطر ہواؤں سے لطف اندوز ہونا سب ہواؤں سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سے اجر حسن کی امید رکھنا عمدگی میں بے مثال ہے، وہ دل کیسا بہترین ہے جو ان مجالس کا شناسا ہے اور اسے خوشخبری ہو جو محبت کے ان لذیذ ترین جاموں سے خود کو واضح طور پر سیراب کرتا ہے۔

☆ تصوف آٹھ خصلتوں پر مبنی ہے یعنی آٹھ پیغمبران عظام کی اقتداء سے صوفی صوفی

Marfat.com

بنتا ہے۔

۱- سخاوت حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حاصل کرے وہ یہ تھی کہ محبوب کی رضا میں اپنے لخت جگر کو فدا کر دیا۔

۲- حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اقتداء میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر اس درجہ راضی ہو کہ اپنی جان کی بھی پرواہ نہ کرے۔

۳- صبر حضرت ایوب علیہ السلام کی اقتداء میں کہ اگر کیڑوں کے ساتھ بھی امتحان ہو تو خوشی کے ساتھ برداشت کرے اور غیرت رحمانی پر صبر سے کام لے۔

۴- اشارہ حضرت زکریا علیہ السلام کے مطابق اقتداء کرے جو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا کہ "تم لوگوں سے تین دن تک نہ بول سکو گے مگر اشارہ سے" تو صوفی کو بھی اس اشارہ کی اقتداء کرنا ہوتی ہے۔

۵- غربت میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی اقتداء کرے کہ وہ اپنے وطن میں اپنے آپ کو مسافر سمجھتے تھے اور رشتہ دار عزیز و اقارب میں رہ کر سب سے بیگانہ تھے۔

۶- لباس صوف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کرے کہ آپ کا لباس ہمیشہ پشمینہ کا رہتا تھا۔

۷- سیاحت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اقتداء کرے کہ آپ اپنے سفر میں اس قدر مجرد تھے کہ سوائے ایک پیالہ اور کنگھی کے کچھ بھی ہمراہ نہ رکھا حتیٰ کہ آپ نے جب ایک شخص کو دیکھا کہ وہ دونوں ہاتھوں سے پانی پی رہا ہے تو اپنے پیالہ کو بھی پھینک دیا اور جب ایک شخص کو دیکھا کہ بالوں میں انگلیوں سے خلال کر کے کنگھی کا کام لے رہا ہے تو کنگھی کو بھی پھینک دیا۔

۸- فقر میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام زمین کے خزانوں کی کنجی حضور سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجی اور ارشاد فرمایا اے محبوب! اپنی جان پر محنت و مشقت نہ ڈالیے اور خزانوں

Marfat.com

سے جس قدر چاہیے خرچ فرما کر اپنی شان کو دوبالا فرمایئے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا' اے اللہ! میں یہ نہیں چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہوں کہ ایک دن کھاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں اور یہ اصول معاملہ تصوف میں بہترین خصلت ہے۔

وصال مبارک: حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ جب بڑھاپے کی عمر میں پہنچ گئے تو طبیعت علیل رہنا شروع ہوگئی اور آپ کو محسوس ہوگیا کہ اب اس دنیا کو خیر باد کہنے کا وقت قریب آ گیا۔ آخر رجب کے مہینے میں آپ مرض الموت میں مبتلا ہو گئے کہا جاتا ہے کہ وصال سے قبل آپ نے اپنے مریدوں اور عقیدتمندوں سے کہا کہ مجھے وضو کراؤ۔

یہاں تک کہ وضو آپ کو کرایا گیا، وضو کراتے وقت لوگ انگلیوں میں خلال کرنا بھول گئے جب آپ نے یاد دلایا تو لوگوں نے خلال بھی کرایا اس کے بعد آپ سجدہ میں جا کر زار و قطار رونے لگے، لوگوں نے کہا کہ اے ہمارے طریقت اے سردار! باوجود اس قدر طاعت و بندگی کے جو آپ آگے بھیج چکے ہیں یہ سجدہ کا کون سا وقت ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جنید اس وقت سے زیادہ محتاج کسی وقت میں نہ تھا۔ پھر آپ نے قرآن شریف کی تلاوت فرمائی تو ایک مرید نے کہا کہ حضور! آپ قرآن شریف پڑھتے ہیں؟ اس کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے لئے اس سے بہتر وقت اور کون سا ہوگا کہ عنقریب میرا نامہ اعمال تہہ کر دیا جائے گا اور میں اپنی ستر سالہ عبادت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں جو ہوا میں ایک باریک سے تار میں لٹک رہی ہے اور ایک تند و تیز ہوا سے ہل رہی ہے میں نہیں جانتا کہ یہ ہوا وصلیت کی ہے یا قطعیت کی، اور ایک طرف مجھے پل صراط نظر آ رہا ہے اور دوسری جانب ملک الموت کو دیکھ رہا ہوں اور ایسے قاضی کو جس کی صفت عدل کرنا ہے وہ توجہ نہیں کرتا اور راستہ میرے سامنے ہے میں نہیں جانتا کہ مجھے کس راستہ سے لے جایا جائے گا۔ پھر آپ نے قرآن شریف ختم فرمایا اور سورۃ بقرہ کی ستر آیات تلاوت فرمائیں۔

Marfat.com

لوگوں نے کہا کہ حضور اللہ، اللہ کا ورد کیجئے؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے کیوں یاد دلاتے ہو، میں نے اسے فراموش تو نہیں کیا ہے؟ پھر آپ نے حق تعالیٰ کی تسبیح کو انگلیوں کے پوروں پر پڑھنا شروع کیا۔ جب انگشت شہادت پر پہنچے تو آپ نے ہاتھ اٹھا کر فرمایا

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم"

اور آنکھیں بند فرمالیں اور واصل من اللہ ہو گئے

"انا للہ وانا الیہ راجعون"

یہ ۲۷ رجب کا دن تھا۔

وصال کے بعد آپ کو غسل دیا گیا اور جب غسل دینے والوں نے آپ کے آنکھوں پر پانی ڈالنا چاہا تو ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اپنے ہاتھوں کو ہمارے دوست کی آنکھوں پر نہ رکھو۔ کیونکہ ایسی آنکھیں جو ہمارے نام کے ذکر سے بند ہوئی ہوں وہ بغیر ہمارے دیدار کے نہ کھلیں گی، پھر لوگوں نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی انگلیاں کھولنی چاہیں لیکن نہ کھول سکے اور آواز آئی کہ جو انگلیاں ہمارے نام کی تسبیح سے بند ہوں وہ بلا ہمارے حکم کے نہ کھل سکیں گی۔

غسل وغیرہ سے فراغت کے بعد جب آپ کے جنازۂ مبارکہ کو اُٹھایا گیا تو ایک سفید کبوتر آیا اور جنازہ کے ایک کونے پر بیٹھ گیا۔ لوگوں نے اس کو اُڑانے کی کوشش کی لیکن وہ نہ اُڑا، اور جواب دیا کہ مجھے اور اپنے آپ کو رنج نہ دو کیونکہ میرے پنجے عشق کی بنا پر جنازہ کے کنارے پر چمٹے ہوئے ہیں، آج جنازہ کو اُٹھانے کی تکلیف نہ کرو کیونکہ آج آپ کا قالب فرشتوں کے حصہ میں ہے اگر تم شور وغوغا نہ کرتے تو آپ کا جسم سفید باز کی طرح ہوا میں اُڑا ہوتا آخر آپ کو بغداد کے مشہور قبرستان شونیزیہ میں آپ کے مرشد کے قریب دفن کر دیا گیا۔ جہاں آپ کا مزار اقدس مرجع خلائق ہے۔

تاریخ وصال: آپ کا وصال ۲۷ رجب المرجب بروز جمعہ ۲۹۸ھ کو ہوا یہ عہد المقتدر باللہ کا تھا۔

Marfat.com

خلفائے کرام: حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جلیل القدر خلفاء حسب ذیل ہیں جنہوں نے آپ کے سلسلہ کو فروغ دیا۔

☆ حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ آپ کے اکابر خلفاء سے تھے آپ نے آپ کی صحبت میں رہ کر معرفت کے بلند مقامات حاصل کئے آپ کا وصال بغداد میں ہوا اور مزار اقدس بھی بغداد میں ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے بعد آپ نے سلسلہ جنیدیہ کو استقامت سے جاری رکھا۔

☆ حضرت شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن احمد خواص رحمتہ اللہ علیہ بھی حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ خلفاء سے تھے توکل اور تجرید میں بلند مقام رکھتے تھے معاصرین میں ان کو رئیس المتوکلین کہا گیا ہے آپ کا وصال ۲۹۱ھ میں ہوا اور آپ کو شہر موجودہ تہران میں دفن کیا گیا۔

☆ حضرت شیخ ابو محمد رویم رحمتہ اللہ علیہ بھی حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ خلفاء سے تھے آپ نے روحانی فیض حضرت جنید بغدادیؒ سے حاصل کیا اور آپ بغداد کے عظیم مشائخان کرام سے ہوئے ہیں آپ کا وصال بغداد میں ہوا اور آپ کو شونیزیہ قبرستان میں دفن کیا گیا۔

☆ حضرت شیخ ابو محمد احمد الجریری رحمتہ اللہ علیہ بھی حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ خلفاء سے تھے اور حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے بعد خانقاہ میں جانشینی کے فرائض سرانجام دیتے رہے آپ علم فقہ اور علم اصول میں امام مانے جاتے تھے آپ مکہ میں ایک سال رہے اور قیام کے دوران آپ نے سرزمین مکہ کا بے حد احترام کیا جنگ کرامتہ میں ۳۱۴ھ میں شہید ہوئے اس وقت ان کی عمر سو سال سے زائد تھی۔

☆ حضرت شیخ ابو العباس احمد بغدادی رحمتہ اللہ علیہ بھی حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ تربیت یافتاؤں میں سے تھے ان کا کلام فصیح زبان میں ہوتا تھا قرآن مجید کی تفسیر کے استاد تسلیم کئے جاتے تھے ان کو ۳۰۹ھ میں خلفائے عباسیہ کے وزیر علی بن عیسیٰ نے

Marfat.com

شہید کروایا۔

☆ حضرت شیخ ابو بکر محمد بن موسیٰ فرغانی رحمتہ اللہ علیہ آپ کا اصل وطن فرغانہ تھا آپ نے بھی حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت سے استفادہ کیا اور آپ اصول فروع میں بلند درجہ علم رکھتے تھے اصول تصوف میں بھی اُن کا کلام بڑا بلند ہے آپ نے ۳۲۰ھ میں وفات پائی اور قبر مرو یعنی موجودہ ریاست ترکمانستان میں ہے

واقعہ بعد وصال: آپ کے وصال کے بعد کسی بزرگ نے آپ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا' اس کے حضور میری کوئی عبادت میرے کام نہ آسکی سوائے ان دو رکعت نماز کے جو میں نصف شب کے وقت پڑھا کرتا تھا اور میری بخشش صرف اور صرف اس کی رحمت اور کرم کی بدولت ہوئی۔ ایک اور بزرگ نے آپ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا' آپ نے قبر میں منکر نکیر کو کیا جواب دیا' ارشاد فرمایا' جب انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تیرا رب کون ہے؟ تو میں نے مسکرا کر جواب دیا' جب میں روز اول احکم الحاکمین کو یہ جواب دے چکا ہوں کہ تو ہی میرا رب ہے تو پھر میرے لیے غلاموں کو جواب دینا کیا مشکل ہے۔ میرا جواب سن کر نکیرین یہ کہتے ہوئے واپس چلے گئے کہ اس پر ابھی تک محبت الٰہی کے خمار کا اثر موجود ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے ارادت مند آپ کے وصال کے بعد بھی آپ سے اسی طرح حیا رکھتے تھے جس طرح کہ آپ کی ظاہری حیات طیبہ میں رکھتے تھے۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی ہوتا ہے کہ آپ کے مرید خاص حضرت ابو بکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ ایک دن آپ کے مزار پر حاضری کے لیے آئے تو کسی نے ان سے کوئی مسئلہ دریافت کیا۔ حضرت ابو بکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے مرشد پاک کی قبر مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا' میں صاحب مزار کے سامنے کسی مسئلہ کا جواب دینے میں شرمندگی محسوس کرتا ہوں۔ میں اپنے مرشد کے وصال کے بعد بھی آپ سے اتنی ہی حیا رکھتا ہوں جتنی کہ آپ کی ظاہری حیات طیبہ میں آپ سے رکھتا تھا۔

Marfat.com

اسمائے گرامی عہدہ داران

اُمور علمیہ کمیٹی Religious publishing commatti چاہ میراں لاہور

چیئرمین

طاہر ندیم بٹ

جنرل سیکرٹری **شیخ نعیم احمد**	فنانس سیکرٹری **محمد اعظم**	سینئر وائس چیئرمین **جاوید رحمت**
وائس چیئرمین **شیخ مبشر حسین** (ایڈووکیٹ)	صدر **ملک عبدالحق**	سینئر نائب صدر **محمد نعیم** رنگائی والے
نائب صدر **حاجی خلیل احمد**	اسسٹنٹ نائب صدر **حافظ ارشد علی**	ڈپٹی جنرل سیکرٹری **محمد اعجاز**
جوائنٹ سیکرٹری **محمد اسلم ٹیلر ماسٹر**	سیکرٹری نشر و اشاعت **سید شبیر حسین شاہ بخاری**	سیکرٹری ریسرچ **محمد شبیر علی**

اراکین ۔ محمد محسن فقری ۔ شیخ مقصود احمد ۔ سہیل علی ۔ عبدالرحمٰن بٹ ۔ فصیح الرحمٰن بٹ
محمد عبداللہ اعظم ۔ عبداللہ جاوید رحمت ۔ عدنان خلیل ۔ علی رضا اسلم ۔

Marfat.com

حالات وواقعات

حضرت ابوبکر شبلی

رحمتہ اللہ علیہ

علامہ عالم فقری

طاہر ندیم بٹ چیئرمین

(امور علمیہ کمیٹی چاہ میراں لاہور)

Marfat.com

حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ کے اوصاف جمیلہ میں یہ تھا کہ آپ سلطان الاولیاء' برہان الاصفیاء' کاشف الوح وقلم' امام العرفاء و اتقیاء' عارف یگانہ' دور زماں' معتقد ائے طریقت مشتاقِ لقاء رب العالمین' منفرد علم وحال' صاحب اسرار مستغرق در بحر بے کنار مخزن معرفت وحقیقت تھے۔

آپ کا نام نامی جعفر اور کنیت ابوبکر وابوالمکارم اور القاب بزرگ عبداللہ حجۃ اللہ اور کہف الدین ہیں۔

اور آپ کے والد کا نام شیخ یونس یعنی حجدر بن خلف بن محمد بن حجدر تھا آپ کے آباؤ اجداد شبلہ کے رہنے والے تھے جو علاقہ ماوراءالنہر میں سروشنہ کے مضافات میں تھا اسی گاؤں کی نسبت سے آپ کو شبلی کہا جاتا ہے۔ آپ کے والد خلیفہ وقت کے دربار میں حاجب الحجاب کے عہدہ پر تعین تھے اور خلیفہ کی نظر میں انتہائی معزز تصور کیے جاتے تھے۔

ولادت: آپ کی ولادت ۲۴۷ھ مطابق ۸۶۱ء بمقام سامرہ بغداد میں ہوئی اور وہیں پر آپ کی ابتدائی پرورش ہوئی۔

تحصیل علم دین: آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے تیس سال تک علم فقہ وحدیث پڑھا یہاں تک کہ علم کا دریا میرے سینے میں موجزن ہو گیا۔ پھر میں معلمان طریقت کی خدمت مبارکہ میں گیا اور ان سے کہا کہ مجھے علم الٰہی کی تعلیم دو؟ مگر کوئی شخص بھی نہ جانتا تھا بلکہ انہوں نے کہا کہ کسی چیز کا نشان کسی چیز سے ملتا ہے لیکن غیب کا کوئی نشان نہیں ہوتا۔ میں اس کی بات سن کر حیران رہ گیا اور کہا کہ آپ لوگ تو خود اندھیری رات میں ہیں اور الحمدللہ کہ میں صبح روشن میں ہوں۔ پھر میں نے حق تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ آپ ائمہ اربعہ میں سے امام مالک کے

Marfat.com

مقلد تھے اور موطا امام مالک رحمتہ تعالیٰ علیہ آپ کو زبانی یاد تھی۔ طبقات سلمی میں ہے کہ آپ کے والد خراسانی تھے لیکن آپ کی نشو ونما بغداد میں ہوئی۔

بیعت وخلافت: آپ مرید وخلیفہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں۔ عبادت ومجاہدات ومکاشفات میں آپ کا مقام بہت ہی بلند ہے اور آپ کے نکات و عبادات اور رموز واشارات وریاضات وکرامات احاطۂ تحریر سے باہر ہیں۔ جتنے بھی مشائخ آپ کے زمانے میں تھے، آپ نے ان کی زیارت کی اور ان کی صحبت میں رہے، آپ نے علوم طریقت کو بدرجہ کمال حاصل فرمایا چونکہ آپ کی زبان سے ایسے اسرار ورموز کا اظہار ہونے لگا۔ جو لوگوں کی عقلوں سے بہت بلند و بالا ہوتے، جس کی وجہ سے ناواقف لوگ آپ کو دیوانہ بھی کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت ابوبکر شبلی ابتدا میں نہاوند نامی جگہ کے سردار تھے اور جب تمام امیروں اور سرداروں کو دربار خلافت میں طلب کیا گیا تو آپ بھی وہاں تشریف لے گئے اور جس وقت خلیفہ سب کو خلعت عطا کر کے رخصت کرنے والا تھا۔ اس وقت ایک امیر کو چھینک آئی اور اس نے خلعت کی آستین سے ناک صاف کرلی جس کی سزا میں خلیفہ نے خلعت واپس لے کر اس کو برطرف کر دیا۔ اس وقت آپ کو یہ تنبیہ ہوئی کہ جو شخص مخلوق کی عطا کردہ خلعت سے گستاخی کر کے ایسی سزا کا مستوجب ہوسکتا ہے تو خدا کی عطا کردہ خلعت کے ساتھ گستاخی کرنے والے کی تو نہ جانے کیا سزا ہوگی۔ اس خیال کے بعد آپ نے خلیفہ سے آ کر عرض کیا کہ تو مخلوق ہو کر اس چیز کو ناپسند کرتا ہے کہ کوئی تیری عطا کردہ خلعت سے بے ادبی نہ کرے جبکہ تیری خلعت کے مالک الملک کی خلعت کے سامنے کوئی حقیقت نہیں۔ لہٰذا اس نے مجھ کو اپنی معرفت کی جو خلعت عطا فرمائی ہے۔ میں بھی یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کو ایک مخلوق کے سامنے کثیف کر دوں۔ یہ کہہ کر دربار سے باہر نکلے اور حضرت خیر نساج کی وساطت سے حضرت جنید بغدادی کی خدمت میں پہنچ گئے اور ان سے عرض کیا کہ لوگوں نے مجھے یہ بتایا ہے کہ آپ کے پاس ایک گوہر نایاب ہے۔ لہٰذا آپ یا تو اس کو میرے ہاتھ قیمتاً فروخت کر دیں یا پھر بغیر قیمت کے دے دیں۔ حضرت جنید

Marfat.com

نے فرمایا کہ اگر میں فروخت کرنا چاہوں تو تم خرید نہیں سکتے کیونکہ تمہارے اندر قوت خرید نہیں ہے اور اگر مفت دے دوں تو تم اس کی قدر و قیمت نہیں سمجھ سکو گے کیونکہ بلامحنت کے حاصل کردہ شے کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔

علم میں وسعت: حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ صاحب علم و فضل اور برگزیدہ بزرگ تھے جامعہ منصور میں آپ کا حلقہ درس مشہور فقیہہ ابوعمران رحمتہ اللہ علیہ کے حلقہ درس کے بالکل ہی پاس تھا۔ ابوعمران رحمتہ اللہ علیہ کو ہمیشہ یہ شکایت رہتی تھی کہ وہ درس دے رہے ہوتے اور جب حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ اپنا وعظ شروع کرتے تو ان کا حلقہ منتشر ہو جاتا اور لوگ اٹھ کر حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس میں چلے جاتے۔ اس صورت پر ابوعمران رحمتہ اللہ علیہ بہت آگ بگولا ہوتے۔ ایک دن انہوں نے ارادہ کیا کہ حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ کے عظیم مبلغ ہونے کا راز فاش کریں چنانچہ اپنے ایک شاگرد کے ذریعہ سے حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ سے حیض کے مسئلہ پر ایک سوال کروایا۔ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر ایسی پرمغز تقریر کی کہ جس میں آپ نے علماء کرام کے اقوال اور اختلافات کے بارے میں ذکر کیا۔ آپ کا وعظ سن کر ابوعمران رحمتہ اللہ علیہ حیران رہ گئے اور اسی وقت اٹھ کر آپ کے پاس گئے اور آپ کے سر پر بوسہ دے کر کہا۔ اے شبلی! آپ سے مجھے اس مسئلہ میں دس ایسے اقوال کے بارے میں علم ہوا ہے جو میں اس سے قبل نہیں جانتا تھا اور جو اقوال آپ نے بیان فرمائے ہیں ان میں سے مجھے صرف تین اقوال کے بارے میں معلوم تھا۔

روحانی تربیت کا نرالا انداز: جب حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے نہاوند کی گورنری چھوڑ کر درویشی کا راستہ اختیار کیا تو سیدھے حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میں آپ کی صحبت میں رہنا چاہتا ہوں۔ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو اس بات کی اجازت مرحمت فرما دی۔ چونکہ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے گورنری کا عہدہ چھوڑ کر درویشی کا راستہ اپنایا تھا اس لیے حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کے مزاج سے گورنری کی بو نکالنے اور طبیعت میں عجز و انکساری پیدا کرنے کی غرض

Marfat.com

سے آپ کے ذمہ یہ کام لگا دیا کہ آپ ہر روز لوگوں سے بھیک مانگ کر لایا کریں۔ چنانچہ مرشد کے فرمان کے مطابق حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ ہر روز بھیک مانگنے کے لیے نکل کھڑے ہوتے اور سارے دن میں جو کچھ بھی اکٹھا ہوتا وہ لا کر فقیروں اور مسکینوں میں بانٹ دیتے اور خود بھوکے رہتے' بھیک مانگنے کے دوران آپ کو بڑی تنگی کا سامنا کرنا پڑتا۔ کیونکہ آپ کو شہر کے سب لوگ خوب اچھی طرح جانتے تھے کہ آپ نہاوند کے گورنر رہ چکے ہیں اور وہ اس بات کو بھی جانتے تھے کہ آپ حاجت مند نہیں ہیں۔ چنانچہ آپ کو کچھ دینے کے معاملہ میں لوگ گریز کرتے مگر پھر بھی اس قدر مشکل کے باوجود آپ کچھ نہ کچھ مانگ کر لے ہی آتے۔ جب اس کام کو ایک مدت گزر گئی تو ایک دن حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ سے پوچھا' اے ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ اب بتاؤ کہ تمہارا نفس کس مرتبہ پر ہے؟ جواب دیا' اب میں اپنے آپ کو تمام لوگوں سے ادنیٰ درجہ پر پاتا ہوں۔

اللہ کا بھید ظاہر کرنے کا انجام: ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جب منصور حلاج کو تختہ دار پر چڑھایا گیا تو میں نے اس شب ساری رات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کی اور پھر صبح صادق کے وقت سے پہلے اپنا سر سجدے میں رکھ کر عرض کی۔ اے اللہ! یہ منصور حلاج بھی تیرا بندہ مومن' موحد اور اولیاء اللہ میں سے تھا پھر اس سے کون سی ایسی خطا سرزد ہوگئی کہ اس کے ساتھ یہ سلوک کیا گیا؟ اسی اثناء میں مجھے نیند آگئی۔ جب میں سویا تو میرے کانوں میں غیب سے ایک آواز آئی کہ یہ ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ تھا جس پر ہم نے اپنے بھیدوں میں سے ایک بھید ظاہر کیا۔ لیکن اس نے اس کو فاش کر دیا اس لیے ہم نے اس پر وہ نازل کیا جو تم دیکھ رہے ہو۔

وجدانی کیفیت کا اثر: ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک مجلس میں حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے کئی مرتبہ اللہ اللہ کا نعرہ بلند کیا۔ اس مجلس میں بہت سے لوگ آپ کی طرف متوجہ تھے۔ ان میں سے ایک درویش نے آپ سے کہا کہ آپ لا الہ الا اللہ کیوں نہیں کہتے صرف اللہ اللہ ہی کہتے ہیں۔ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے بلند آواز سے ایک مرتبہ پھر اللہ کہا

Marfat.com

اوراس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ مجھے یہ خطرہ درپیش رہتا ہے کہ اگر میں لاکھوں اور (اس لا پر یعنی نہیں پر) میری جان نکل جائے۔آپ کا یہ فرمانا تھا کہ وہ درویش خوف سے کانپنے لگا اور اسی وقت اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔اس درویش کے عزیز واقارب کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو انہوں نے حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ کو قاتل ٹھہرا کر خلیفہ کے دربار میں پیش کر دیا اس وقت آپ پر وجدانی کیفیت طاری تھی اور جب دربار میں حاضر ہونے کے بعد آپ کو اپنی صفائی پیش کرنے کے لیے کہا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا۔اس درویش کی جان تو اللہ تعالیٰ کے عشق سے خارج ہو کر پہلے ہی بقائے جلال باری تعالیٰ میں فنا ہونے والی تھی اور اس کی روح دنیا کے دھندوں سے تعلق ختم کر چکی تھی۔ اس لیے میری بات کے سننے کی اس میں طاقت ہی نہ رہی اور برق مشاہدہ جمال کی چمک سے اس کی روح مرغ بسمل کی مانند پرواز کر گئی اس لیے اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔خلیفہ بڑے انہماک سے حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ کی گفتگو سن رہا تھا۔اس سے رہا نہ گیا کہنے لگا: کہ آپ کو باہر لے جاؤ اس لیے کہ اگر میں کچھ دیر مزید ان کی باتیں سنتا رہوں گا تو میں بھی بے ہوش ہو جاؤں گا۔

دربار رسالت میں حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ کا مقام: حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ کو اکثر لوگ دیوانہ اور مجنوں کہتے تھے جب کہ آپ اس کے بالکل برعکس تھے۔آپ نہایت عاقل اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے تھے۔ایک مرتبہ آپ اپنے وقت کے مشہور عالم دین حضرت ابوبکر مجاہد کے پاس تشریف لائے۔جناب ابوبکر نے آپ کو دیکھا تو فوراً اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور آپ کی پیشانی پر دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور بڑی عزت واحترام کے ساتھ آپ کو اپنے قریب بٹھایا۔اس وقت بہت سے علماء کرام جناب ابوبکر مجاہد کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔انہوں نے جناب ابوبکر مجاہد سے کہا کہ آپ شبلی کے لیے اٹھ کر کیوں کھڑے ہوئے اور ان کی اس قدر تعظیم کیوں کی؟ جب کہ اہل بغداد تو ان کو مجنوں اور دیوانہ کہتے ہیں۔جناب ابوبکر مجاہد نے جواب دیا کہ میں نے اپنی طرف سے ہی تو اس

Marfat.com

طرح نہیں کیا۔ میں نے تو وہ کیا ہے جو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے آج رات کو خواب میں دیکھا کہ حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں تشریف لائے تو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور ان کی آنکھوں کے مابین بوسہ دیا پھر ان کو اپنے ساتھ بٹھالیا۔ میں نے عرض کیا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ شبلی کے ساتھ یہ کیسا سلوک کرتے ہیں؟ کون سی ایسی بات ہے کہ جس کی وجہ سے شبلی اس قدر تعظیم کا اہل ہو گیا؟'' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ ہر نماز کے بعد یہ آیت مبارکہ پڑھتا ہے۔

لقد جآء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ماعنتم حریص علیکم بالمؤمنین روؑف رحیم

اور پھر اس کے بعد درود پاک پڑھتا ہے۔

خلیفہ کے سامنے دروغ گوئی: خلیفہ بغداد کا ایک خاص مقرب درباری اولیاء اللہ کا سخت مخالف تھا اور اس مخالفت میں وہ ہمیشہ پیش پیش رہا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ اس درباری نے بھرے دربار میں کھڑے ہو کر خلیفہ سے کہا کہ اے امیر المومنین! بغداد شہر میں ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا ہے جو رقص و سرور کا دلدادہ ہے اور لوگ بھی ان میں دلچسپی لینے لگے ہیں۔ یہ گروہ غیر شرعی حرکات اور باتیں کرتا ہے ان کی وجہ سے عام لوگ اسلام سے روگردانی اختیار کرتے جا رہے ہیں۔ اگر آپ مجھے ان زندیقوں کو ختم کرنے کا اختیار دیں تو میں ان کے فتنہ کو جڑ سے اکھاڑ کر رکھ دوں۔ خلیفہ بغداد نے اس کی بات سن کر ان اولیائے کرام کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ چنانچہ خلیفہ کے دربار میں حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ' حضرت ابوحمزہ رحمتہ اللہ علیہ' حضرت ابوالحسن نوری رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت رقام رحمتہ اللہ علیہ کے علاوہ دیگر بہت سے اولیاء کرام بھی حاضر ہوئے۔

خلیفہ بغداد نے ان سب کی طرف دیکھا اور ان تمام کو قتل کر دینے کا حکم صادر کر دیا۔

Marfat.com

چنانچہ جلاد فوری طور پر خلیفہ کے حکم کی تعمیل میں تلوار سونت کر آگے بڑھا اور اس نے سب سے پہلے حضرت رقام رحمتہ اللہ علیہ کی گردن اڑانا چاہی مگر حضرت ابوالحسن نوری رحمتہ اللہ علیہ فوری طور پر آگے بڑھے اور اپنی گردن پیش کر دی۔ اپنے آپ کو ہنستے اور مسکراتے ہوئے موت کے حوالے ہوتا ہوا دیکھ کر تمام درباری آپ کی اس جرأت پر دنگ رہ گئے۔ لوگ کہنے لگے اے اللہ کے بندے! تلوار تو کسی کا بھی لحاظ نہیں کیا کرتی۔ آپ نے ارشاد فرمایا' میرے تصوف کا طریقہ تو ایثار اور قربانی کرنا ہی ہے اور یہی میری زندگی کی عزیز ترین شے ہے' میں اپنی زندگی کے چند لمحات اپنے بھائی پر قربان کرنا چاہتا ہوں حالانکہ میں اس زندگی کو آخرت کے ہزار سال سے زیادہ قیمتی خیال کرتا ہوں۔

خلیفہ وقت یہ سارا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا اور حیران ہو رہا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اس نے یہ گفتگو سن کر جلاد کو روک دیا اور کہا کہ ان کو قتل نہ کرو میں چاہتا ہوں کہ اس بارے میں علماء وقت سے فتویٰ حاصل کر لوں۔ چنانچہ خلیفہ نے قاضی شہر کو طلب کیا اور اس سے مشورہ مانگا۔ قاضی نے کہا کہ ان سب میں سے کامل علوم حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ ہیں جب کہ ابوالحسن نوری رحمتہ اللہ علیہ تو دیوانہ مزاج ہیں۔ ان سے کیا شرعی مسئلہ پوچھوں چنانچہ قاضی نے حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا۔ حضرت! بیس دینار پر کتنی زکوۃ دی جائے گی؟ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے آگے بڑھ کر جواب دیا کہ ساڑھے بیس دینار۔ قاضی کہنے لگا کہ اس بارے میں کوئی شرعی دلیل بیان کریں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس چالیس ہزار دینار تھے آپ نے سب کے سب دے دیئے اور اپنے پاس ان میں سے کچھ بھی نہ رکھا۔ اس لیے ہم صوفیاء حضرات جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اتباع میں بیس کے بیس دینار دے دیں گے۔ قاضی نے پوچھا کہ پھر آدھا دینار زائد کیسا؟ حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' یہ آدھا دینا اس بات کا کفارہ ہے کہ اپنے پاس بیس دینار جمع کیوں کیے رکھے۔ قاضی وقت نے یہ سنا تو خلیفہ کی طرف منہ کر کے کہنے لگا اگر یہ لوگ ملحد اور زندیق ہیں تو پھر میرا فتویٰ یہ ہے کہ آج

Marfat.com

پورے عالم اسلام میں کوئی بھی موحد نہیں ہے اور سب زندیق ہیں۔ خلیفہ نے قاضی کا یہ فتویٰ سنا تو فوراً اپنے تخت سے نیچے اترا اور ان تمام اولیاء کرام کی انتہائی عزت کرتا ہوا ادب کے ساتھ بولا۔ جناب! میرے لائق اگر کوئی خدمت ہو تو میں حاضر ہوں۔ ان اولیاء کرام نے جواب دیا کہ ہم صرف آپ کو ایک ہی تکلیف دیں گے کہ آج کے بعد ہم سب کو اپنی مقبولیت سے دور ہی رکھیں اور پھر کبھی دربار میں طلب نہ کریں۔ خلیفہ بے اختیار رونے لگا اور معذرت کا خواستگار ہوا۔ پھر ادب و احترام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے تمام اولیاء کرام کے ساتھ ان کو الوداع کہنے کی غرض سے کافی دور تک پیدل چلتا ہوا آیا۔

نصرانی طبیب مسلمان ہو گیا: حضرت شیخ ابوبکر شبلی کے مرید آپ کی خانقاہ میں حاضر رہتے۔ آپ ان سے مختلف طریقوں سے نفس کشی کراتے۔ ایک مرتبہ آپ کی خانقاہ میں چالیس مرید موجود تھے آپ ان کے درمیان تشریف لائے اور فرمایا دوستو! حق تعالیٰ اپنے بندوں کے رزق کا خود کفیل ہے اور فرماتا ہے:

> ومن یتق اللہ یجعل له مخرجا ویرزقه من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبه.
>
> (جو پرہیزگاری کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرے وہ اس کے لیے گزر بسر کے ذریعے کھولتا اور وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے ملنے کا اسے خیال بھی نہ تھا اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہی اس کے لیے کافی ہے)

آپ کا ارشاد سن کر سب مریدوں نے توکل اختیار کر لیا اور نہایت تضرع کے ساتھ عبادت میں مشغول ہو گئے۔ اس طرح ان کو تین دن گزر گئے اور کھانے کو کچھ نہ ملا تیسرے دن شیخ شبلی پھر ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا دوستو! حق تعالیٰ نے سب بندوں کے لیے جائز قرار دیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔

> ھو الذی جعل لکم الارض ذلولا فامشوا فی مناکبھا وکلوا من رزقه.

Marfat.com

(وہی اللہ ہے جس نے زمین کو تمہارے سامنے عاجز و ذلیل بنا دیا پس اس کے راستوں میں چلو اور اس کے رزق کو کھاؤ)

اس لیے اب مناسب ہے کہ تم میں سے ایک سب سے زیادہ نیک نیت شخص اس گوشہ غربت سے نکلے اور رزق تلاش کرے تاکہ اسے کھا کر تم کچھ قوت حاصل کرو۔ آپ کی ہدایت سن کر سب نے ایک شخص کو منتخب کیا اور اسے تلاش معاش کے لئے روانہ کیا۔ وہ بغداد کے سارے محلوں میں گھوما مگر کچھ ہاتھ نہ آیا۔ پہلے ہی تین دن کا بھوکا تھا۔ اس دوڑ دھوپ سے اور نڈھال ہو گیا اور ٹانگیں چلنے پھرنے سے جواب دے گئیں۔ قریب ہی ایک نصرانی طبیب کا مطب نظر آیا۔ مجبور ہو کر اس میں جا کر بیٹھ گیا۔ وہاں بہت سے مریض جمع تھے اور حکیم صاحب باری باری ان کو دیکھ کر دوا تجویز کرتے جاتے تھے۔ جب بھیڑ کم ہوئی تو حکیم صاحب کی نظر اس خستہ حال درویش پر پڑی۔ اس کو اپنے پاس بلا کر نرمی سے پوچھا تمہیں کیا شکایت ہے؟ درویش شیخ شبلی کی صحبت میں رہ کر مانگنے کی عادت ترک کر چکا تھا وہ تو نہ کہہ سکا کہ روٹی کی تلاش میں ہوں' بے اختیاری میں اپنا ہاتھ طبیب کے ہاتھ میں دے دیا۔ اس نے نبض دیکھی اور سمجھ گیا کہ یہ بیچارہ بھوک کا مریض ہے۔ اس سے کہا ذرا صبر کرو' تمہاری بیماری کا علاج ابھی ہو جاتا ہے۔ پھر اس نے اپنے ملازم کو بلا کر ہدایت کی کہ بازار جا کر ایک رطل روٹی، ایک رطل حلوا اور ایک رطل بھنا ہوا گوشت لاؤ۔ جب ملازم ساری چیزیں لے آیا تو طبیب نے انہیں درویش کے سامنے رکھ دیا اور کہا کہ تمہارے مرض کا یہی علاج ہے۔ درویش نے کہا آپ کی تشخیص تو بالکل صحیح ہے لیکن میں تنہا اس مرض میں مبتلا نہیں ہوں۔ ہم ایسے چالیس مریض ہیں۔ فراخ حوصلہ طبیب نے فوراً ملازم کو بھیج کر یہ تمام چیزیں چالیس چالیس رطل کی مقدار میں منگائیں اور ان سب کو ایک خوان میں لگا کر ایک مزدور کے سر پر لدوائیں اور کہا کہ یہ شخص جہاں لے جائے ان چیزوں کو ساتھ لے جا کر پہنچا دے۔ چنانچہ وہ درویش اللہ تعالیٰ کی تحمید کرتا ہوا ان نعمتوں کو لیے ہوئے اپنے ساتھیوں کے پاس خانقاہ میں پہنچا جہاں وہ سب شیخ شبلی کے ہمراہ ذکر الٰہی میں مصروف تھے۔ شیخ نے

Marfat.com

یہ خوانِ نعمت دیکھا تو فرمایا اس کھانے کا عجیب بھید ہے۔ پھر اس مرید سے سارا واقعہ سنا اور فرمایا دوستو! کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ ایک نصرانی کا کھانا کھاؤ اور اس کا کچھ معاوضہ ادا نہ کرو۔ سب نے عرض کیا کہ اے شیخ اس کا معاوضہ کیا ہے؟ فرمایا اس کے حق میں دعائے خیر کرو: اسی وقت سب نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے اور نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ اس نصرانی طبیب کے لیے ہدایت اور خیر وبرکت کی دعا کرنے لگے۔ حسنِ اتفاق دیکھیے کہ وہ نصرانی طبیب بھی بھوک کے ان چالیس مریضوں کو دیکھنے کے لیے ان درویش کے پیچھے چلا آیا تھا۔ ان لوگوں کا توکل دیکھا تو بیحد متاثر ہوا۔ جب انہوں نے اس کے حق میں سچے دل کے ساتھ دعائے خیر کرنا شروع کی تو وہ بیتاب ہو گیا اور فوراً خانقاہ کے دروازے پر جا کر دستک دینے لگا۔ جب دروازہ کھلا تو دوڑ کر شیخ شبلی کے قدموں پر جا گرا اور مشرف باسلام ہو کر آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو گیا۔ اس طرح اس کو اپنی نیکی کا معاوضہ ہدایت کی صورت میں مل گیا۔

صدقہ دینے کی بنا پر بخشش ہو گئی: حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن میں گاؤں جانے کی نیت سے روانہ ہوا۔ راستے میں مجھے ایک نوجوان دکھائی دیا جس کا جسم نہایت لاغر اور گرد آلود تھا بال بکھرے ہوئے تھے۔ پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھا وہ نوجوان صحرا میں بیٹھا ہوا دو قبروں کے درمیان کی مٹی میں اپنے گالوں کو مل رہا تھا۔ بار بار آسمان کی طرف بھی دیکھتا جاتا تھا اور اپنے ہونٹ ہلاتا تھا۔ اس کے آنسو اس کے رخساروں پر بہہ رہے تھے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر، استغفار اور دعا میں اس قدر مشغول تھا کہ اس کو اور کوئی شغل اللہ تعالیٰ کی تسبیح، تقدیس، تحمید، تمجید اور تعظیم سے باز نہ رکھ سکتا تھا۔ میں نے جب اس جوان کی یہ حالت دیکھی تو میرے دل نے اس کی طرف رغبت کی اور اس کے ملنے پر خوشی محسوس کی۔ میں اپنی راہ سے ہٹ کر اس کے طرف گیا جب اس نے مجھے اپنی طرف آتے دیکھا تو اپنی جگہ سے اٹھ کر بھاگنے لگا میں بھی اس کے پیچھے بھاگا کہ شاید میں اس کو پکڑ لوں مگر ایسا نہ ہو سکا۔

Marfat.com

حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا اے اللہ کے دوست! مجھ پر مہربانی کرو۔ اس نے کہا' اللہ کی قسم! میں ہرگز نہیں کروں گا۔ میں نے کہا' اللہ کے واسطے ٹھہر جاؤ۔ اس نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا نہیں اور زبان سے کہا' اللہ میں نے کہا اگر تیرا قول سچا ہے تو اپنی سچائی جو اللہ کے ساتھ ہے دکھا دے۔ اس نے اسی لمحے چلا کر اللہ اللہ اللہ کہا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ میں نے نزدیک جا کر اسے بلا کر دیکھا تو وہ فوت ہو چکا تھا۔ میں فکر مند ہوا اور اس کی حالت اور صدق سے حیران ہوا اور دل میں کہا اللہ جسے چاہے اپنی رحمت کے ساتھ مخصوص کرے۔ پھر میں نے لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھی اور اس کی تجہیز و تکفین کی تیاری کے ارادہ سے عرب کے ایک قبیلہ کی طرف گیا۔ جب میں وہاں سے واپس آیا تو وہ وہاں سے غائب تھا۔ میں نے اسے کافی تلاش کیا مگر کوئی پتہ نہ چلا نہ ہی اس کے بارے میں کچھ معلوم ہوا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ جوان مجھ سے غائب ہو گیا مجھ سے پہلے اس کا سامان کرنے والا کون آ گیا جو اس کو اٹھا کر لے گیا۔ اسی اثناء میں میں نے ایک شخص کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا' اے شبلی! تو اس جوان کی فکر سے بچ گیا اس کا کام فرشتوں نے کیا تو اپنے پروردگار کی عبادت میں مشغول رہ اور صدقہ زیادہ کیا کر کیونکہ یہ جوان بھی اس رتبہ پر ایک دن کے صدقہ سے پہنچا ہے جو اس نے تمام عمر میں ایک بار کیا تھا۔

حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا' میں اللہ تعالیٰ کے لیے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ صدقہ کیا تھا؟ وہ کہنے لگا' اے شبلی! یہ شخص اپنی اوائل عمری میں اللہ تعالیٰ کا نافرمان' فاسق' گناہ گار' اور زانی تھا۔ ایک مرتبہ اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خواب دکھائی دیا جس سے وہ گھبرایا اور پریشان ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ اس کا ذکر اژدہا بن گیا ہے اور اس کے منہ کے چاروں طرف گھیرا لگا کر بیٹھ گیا ہے۔ پھر اس اژدھے کے منہ سے شعلے نکل کر اس کے منہ میں جانے لگے اور وہ شخص جل کر کوئلہ ہو گیا۔ یہ خواب دیکھ کر وہ لرز اٹھا اور خوفزدہ ہو گیا۔ تمام دنیاوی تعلقات ختم کر کے بھاگ اٹھا اور اپنے پروردگار کی عبادت میں مشغول ہو گیا۔ اسے دنیا کے دھندے چھوڑے ہوئے آج بارہ برس ہو گئے اور وہ اسی طرح

Marfat.com

آہ وزاری اور خشوع وخضوع میں خوف کی حالت میں مصروف تھا۔کل ایک سائل اس کے پاس آیااور اس نے اس سے ایک روز کی خوراک کا سوال کیا۔اس نے اپنے کپڑے اتارے اور اسے دے دیئے سائل بہت خوش ہوااور ہاتھ اٹھا کر اس کے لیے مغفرت کی دعا کی۔اللہ تعالیٰ نے اس صدقہ کی برکت سے جس سے فقیر کا دل خوش ہوا تھا اس کے دعا کو شرف قبولیت بخشا۔حدیث پاک میں بھی آیا ہے کہ وہ دعا جو سائل صدقہ سے خوش ہو کر کرے اسے غنیمت سمجھو۔

حضرت شبلی کا نظریہ صدق: حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک بیٹا قضائے الٰہی سے انتقال کر گیا۔آپ کی زوجہ محترمہ نے اپنے بیٹے کے غم سے نڈھال ہو کر بڑی بے قراری کا مظاہرہ کیا حتیٰ کہ اپنے سر کے تمام بال کاٹ دیئے اور حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اپنی داڑھی میں چونا مل لیا جس کے وجہ سے داڑھی کے تمام بال جھڑ گئے۔بغداد کے باسیوں کو جب اس بات کا پتہ چلا تو ان کو حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ کی یہ حرکت نہایت ناگوار محسوس ہوئی۔چنانچہ آپ کی اس حرکت کی وجہ سے کوئی بھی آپ کے پاس لڑکے کی تعزیت کے لیے نہیں گیا۔آپ کے دوستوں میں سے کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ یا حضرت! آپ نے یہ کیا حرکت فرمائی ہے؟ ارشاد فرمایا 'موافقت' پوچھا گیا کہ وضاحت سے بیان فرمائیں تاکہ حقیقت سے آگاہی ہو۔ہمیں آپ کے جواب سے تسلی نہیں ہوئی۔حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جو کوئی دوسروں کو وعظ اور نصیحت کرتا ہے اور خود غافل ہوتا ہے وہ لعنت کا مستحق بنتا ہے۔پس میں نے نہیں چاہا کہ لوگ میرے پاس تعزیت کے لیے آئیں اور دنیا کی رسم کے مطابق مجھے تسلیاں دیں۔پھر انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھیں حالانکہ ان کے دل اور وہ خود اللہ تعالیٰ سے غافل ہوں گے۔قول وفعل میں تضاد ہونے کے باعث لعنت کے مستحق ہوں گے اور یقیناً اس کا سبب میں ہی بنوں گا۔اس لیے یہ سوچ کر میں نے اپنی داڑھی کو صاف کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو ہلاکت سے باز رکھا۔اب تم خود ہی بتاؤ کہ میرا یہ کام صدق اور نیکی پر مبنی ہے یا نہیں اور کیا میں نے اپنی اس

Marfat.com

حرکت سے اللہ تعالیٰ کے مخلوق پر شفقت اور احسان نہیں کیا۔

باطنی طہارت: ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ مسجد میں جانے کے لیے طہارت کر رہے تھے کہ غیب سے ایک ندا آئی اے شبلی! تو نے ظاہری طہارت تو کر لی مگر باطنی طہارت کہاں ہے؟ یہ آواز سن کر حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ واپس تشریف لائے اور اپنی تمام جائیداد اور مال و دولت اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیا۔ ایک سال تک صرف ایک کپڑے میں رہے جس سے کہ نماز ادا ہو سکے۔ اس کے بعد آپ حضرت جنید بغدادر حمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ سے کہا اے ابوبکر شبلی! جو طہارت تم نے اختیار کی ہے وہ بہت مفید ہے اللہ تعالیٰ تمہیں ہمیشہ باطہارت ہی رکھے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ تا وقت وصال کبھی بھی بغیر طہارت کے نہ رہے۔ جب وصال کا وقت انتہائی نزدیک آیا تو آپ کی طہارت جاتی رہی۔ آپ نے فوراً ایک مرید کو اشارہ کیا کہ مجھے طہارت کرا دو۔ جب مرید نے آپ کی طہارت کرائی تو ریش مبارک میں خلال کرنا بھول گیا۔ اس وقت آپ میں کلام فرمانے کی سکت نہ رہی تھی۔ اس لئے مرید کا ہاتھ پکڑ کر اپنی داڑھی کی طرف اشارہ کیا تو اس نے خلال کیا۔ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کوئی رات بغیر طہارت کے بسر نہیں کی اور اگر سہواً کبھی طہارت نہ رہی تو میرے باطن نے مجھے یاد دلا دیا۔

شدت محبت: ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ بازار میں تشریف لے گئے تو لوگوں نے آپ کو کہنا شروع کیا کہ یہ تو دیوانہ ہے۔ آپ نے فرمایا میں تمہارے نزدیک دیوانہ ہوں اور تم میرے نزدیک ہوشیار ہو۔ میرا جنون شدت محبت محبوب سے ہے اور تمہاری صحت قوت غفلت سے۔ تو اللہ رب العزت میری دیوانگی زیادہ کرے تاکہ میرا تقرب قرب سے اقرب ہو اور تمہاری ہوشیاری زیادہ کرے تاکہ تمہارا بعد موجود بعد سے ابعد ہو جائے۔

حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ ارشاد غیرت کے تقاضہ کے مطابق تھا کہ یہ لوگ

Marfat.com

دوست اور دیوانہ میں تمیز نہیں کرتے اور انہیں اپنی غفلت کا احساس نہیں تو یہ آخرت میں بھی ایسے ہی بے حس ہوں گے۔

اللہ اللہ کہنے میں محویت: ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت عبدالرحمٰن خراسانی رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا' اے خراسانی! کیا تم نے شبلی رحمتہ اللہ علیہ کے سوا کسی دوسرے کو اللہ اللہ کہتے سنا ہے جو اللہ کے سوا کچھ نہ کہتا ہو۔ عبدالرحمٰن خراسانی رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ ہم نے تو شبلی رحمتہ اللہ علیہ کو اللہ کہتے ہوئے نہیں سنا۔ حضرت عبدالرحمٰن خراسانی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ جواب آپ نے سنا تو بے ہوش ہو کر گر گئے جب کچھ دیر کے بعد ہوش میں آئے تو فرمایا' جب تو اللہ کہے تو اس وقت بھی وہ اللہ ہے اور جب تو چپ رہے تو بھی وہ اللہ ہے۔ جب تو نے یا اللہ کہا تو تب بھی اللہ ہے تو نہیں جانتا کہ وہ اللہ کون ہے اور اللہ خود جانتا ہے کہ وہ اللہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ یہ کہہ کر حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ غش کھا کر گر گئے۔

طریقہ مراقبہ: ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ ایک مقام پر اس طرح مراقبہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے جسم کا ایک بال بھی نہیں ہل رہا تھا۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ یا حضرت اس طرح کا مراقبہ آپ نے کہاں سے سیکھا" آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے ایک بلی کو دیکھا تھا جو کہ چوہے کے بل پر اس طرح تاک لگا کر بیٹھی ہوئی تھی کہ اس کے جسم کا ایک بال بھی نہیں ہلتا تھا جو لوگ اس وقت وہاں نزدیک تھے انہیں بھی اس کی خبر نہ تھی۔ یہ دیکھ کر میرے دل میں خیال گزرا کہ ایک بے عقل حیوان اپنے اعضاء کی خوراک کے لیے اس حضور دل کے ساتھ دم بخود ہے تو پھر انسان جو کہ عقل و معرفت بھی رکھتا ہے اور اس سے اولیٰ تر ہے وہ اس بلی سے کم کیوں رہے۔

مال کی محبت کو ترک کر دیا: حضرت شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میرے دل میں یہ خیال گزرا کہ تم بخیل ہو میں نے اپنے دل سے کہا کہ میں بخیل نہیں ہوں۔ دل سے آواز آئی کہ تم ضرور بخیل ہو۔ اس کے بعد میں نے اس بات کی نیت کی کہ مجھے جو کچھ بھی

Marfat.com

پہلے ملے گا وہ میں اس فقیر کو دوں گا جو مجھے پہلے ملے گا۔ ابھی میں اپنے دل میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ فلاں شخص (آپ نے اس کا نام لیا) پچاس دینار لے کر میرے پاس آیا، میں وہ لے کر چل پڑا۔ راستے میں مجھے ایک فقیر ملا جو مادرزاد نابینا تھا اور حجام کے سامنے بیٹھ کر حجامت بنوا رہا تھا میں نے وہ دینار اس فقیر کو پیش کیے۔ فقیر کہنے لگا کہ حجام کو دے دو۔ میں نے کہا یہ دینار ہیں۔ فقیر نے اپنا سر اٹھا کر کہا کہ ہم نے تم سے نہ کہا تھا کہ تم بخیل ہو۔ اس پر میں نے وہ دینار حجام کو دینا چاہے تو حجام کہنے لگا کہ یہ فقیر جس وقت اپنی حجامت بنوانے کے غرض سے میرے آگے بیٹھا تھا تو اس وقت میں نے اپنے دل میں اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ اس سے کچھ اجرت نہ لوں گا۔ حضرت شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے وہ دینار ایک دریا میں پھینک دیئے۔ کہا اے دنیا کے مال! اللہ تمہارے ساتھ یہی کرے اور جو تجھے دوست رکھے گا اس کو اللہ تعالیٰ ذلیل کرے گا۔

اللہ کا عطا کردہ رزق: ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ شدید بیمار ہو گئے۔ ایک حکیم آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ یا حضرت! پرہیز فرمائیں۔ آپ نے فرمایا میں کس چیز سے پرہیز کروں اس سے جو اللہ تعالیٰ نے میرے لیے روزی میں مقدر فرما دیا ہے یا اس سے جو میرے مقدر میں ہی نہیں ہے۔ اگر تم اسے پرہیز کرنا چاہتے ہو جو میری قسمت میں لکھا جا چکا ہے تو اس سے پرہیز کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں۔ اگر اس سے پرہیز کرانا چاہتے ہو جو میرے لیے روزی میں مقسوم ہی نہیں تو وہ مجھے پہلے ہی نہیں مل سکتی۔ حکیم صاحب نے حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ کا یہ جواب سنا تو خاموش ہو کر چلا گیا۔

باطنی سرمہ: ایک مرتبہ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ کو آشوب چشم کا عارضہ لاحق ہو گیا۔ ایک شخص نے آپ سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے کہا یا حضرت! میرے پاس ایسا سرمہ ہے اسے میں آپ کی آنکھوں میں لگاتا ہوں۔ اس سے آپ کا آشوب چشم جاتا رہے گا اور آپ دنیا کو دیکھنے لگیں گے۔ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا، اے سرمہ فروش! تو میرے پاس آتا کہ میں تمہاری آنکھوں میں ایسا سرمہ لگاؤں جس سے تم اندھے ہو جاؤ اور

Marfat.com

سوائے حق تعالیٰ کے خلق کو نہ دیکھ سکو گے۔

جھوٹ پر مبنی علم نہ سیکھو: ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ ایک عالم کے پاس گئے جو نحو کا علم جانتا تھا۔ آپ نے اس عالم سے علم نحو سیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا چنانچہ استاد نے آپ سے کہا کہ کہئے "زید نے بکر کو مارا" حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا' کیا واقعی حقیقت میں زید نے بکر کو مارا ہے؟ استاد نے جواب دیا۔ حقیقت میں ایسا تو نہیں ہے البتہ ایک مثال کے طور پر یہ جملہ بولا جاتا ہے۔ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا میں ہرگز ایسا علم نہیں سیکھنا چاہتا کہ جس کی ابتداء ہی جھوٹ پر مبنی ہو۔ چنانچہ آپ وہاں سے واپس لوٹ آئے۔

اعتقاد کا امتحان: ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر رہا اور کہنے لگا کہ میں آپ کا مرید ہونا چاہتا ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں تجھے اس شرط کے ساتھ مرید کروں گا کہ اگر تم میرے پاس سچی ارادت کے ساتھ آئے ہو اور جو بھی حکم میں تمہیں دوں گا وہ تمہیں کرنا پڑے گا۔ اس شخص نے کہا کہ آپ جو بھی کہیں گے میں وہی کروں گا۔

چنانچہ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے اس شخص سے پوچھا کہ تم کلمہ طیبہ کس طرح پڑھتے ہو؟ وہ کہنے لگا کہ میں اس طرح پڑھتا ہوں۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم اس طرح پڑھو **لا الہ الا اللہ** اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ اپنا نام لیا۔ اس شخص نے فوراً اسی طرح پڑھ دیا۔ یہ دیکھ کر حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شبلی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ادنیٰ خادم ہے بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں میں تو صرف تمہارے اعتقاد کا امتحان لے رہا تھا۔

آپ سے مروی روایت: آپ نے بہت سی حدیثیں لکھیں اور روایت بھی کی چنانچہ حضرت علی بن جمال رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ سے' انہوں

Marfat.com

نے حضرت محمد بن مہدی مصری رحمتہ اللہ علیہ سے' انہوں نے حضرت عمرو بن ابی سلمہ رحمتہ اللہ علیہ سے' انہوں نے حضرت صدقہ بن عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ سے' انہوں نے حضرت طلحہ بن زید رحمتہ اللہ علیہ سے' انہوں نے حضرت ابوفروہ رھاوی رحمتہ اللہ علیہ سے' انہوں نے حضرت عطاء رحمتہ اللہ علیہ سے سنا کہ حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا: رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اللہ سے فقر کی حالت میں ملو' مالدار بن کر نہیں۔ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! یہ کیسے ممکن ہے؟ آپ نے فرمایا: جو تم سے مانگا جائے' اسے نہ روکو اور جو کچھ دیا جائے اسے مت چھپاؤ۔ اس پر انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! یہ میں کیسے کروں گا؟ آپ نے فرمایا: یونہی کرنا ہوگا ورنہ جہنم تیار ہو گا۔ (طبقات صوفیہ)

اقوال حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ

آپ کے سبق آموز اقوال حسب ذیل ہیں:

☆ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ سے جب کہا گیا: ''ابوتراب نے بتایا ہے کہ جنگل میں انہیں بھوک لگ گئی تو سارے جنگل میں انہوں نے کھانا ہی کھانا دیکھا۔'' تو اس پر آپ نے فرمایا: ابھی کچے ہیں اور اگر حقیقت کے مقام پر پہنچ گئے تو اس شخص جیسے ہو جائیں گے جنہوں نے فرمایا تھا: ''میں اپنے پروردگار کے پاس ہوتا ہوں' وہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔''

☆ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ سے جب ''وفات'' کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: یہ خلوص سے بولنا ہوتا ہے اور سچائی کے ساتھ رازوں کو چھپانا ہوتا ہے۔

☆ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تمہارا اس علم کے بارے میں کیا خیال ہے جس میں علماء کے مطابق تہمت ہوتی ہے۔

☆ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ جب اپنے شاگردوں کو سفر میں دیکھتے کہ ٹولیاں بنا

Marfat.com

کر سفر کرتے ہیں تو فرماتے تھے: کیا اس کا چارہ کرتے ہو جو ضروری ہے بلکہ اس سے چارہ ہے جو ضروری ہے۔

☆ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: روحیں لطیف ہیں چنانچہ حقیقت واضح ہونے پر وہ لٹکتی ہیں تو تم حق تعالیٰ کے بغیر کسی کو عبادت کے لائق نہیں دیکھو گے جس سے تمہیں یقین ہو جائے گا کہ نیا پیدا ہونے والا کچھ علتوں کی وجہ سے قدیم کو نہیں دیکھ سکتا اور جب اللہ اسے صاف کرتا ہے تو اپنے ساتھ ملا لیتا ہے چنانچہ حق تعالیٰ نے اسے اپنی طرف ملایا ہوتا ہے وہ خود نہیں ملتا۔

☆ حضرت ابوبکر دلف بن مجدر شبلی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف یہ ہے کہ تم اپنے حواس پر قابو رکھو اور اپنے ساتھیوں کی حفاظت رکھو۔

☆ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تصوف کا مطلب' الفت پیدا کرنا اور مہربانی کرنا ہوتا ہے۔

☆ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ سے جب پوچھا گیا کہ آدمی مرید کب ہوتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جب سفر و حضر' سامنے ہوتے ہوئے اور غائب ہوتے ہوئے انسان کا حال ایک جیسا ہو۔

☆ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اَنْتُمْ تمہاری طرف سے زیر دے کر اور اَنَا میری طرف سے زبر دے کر پڑھا جاتا ہے۔

☆ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ سے جب زہد کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: زہد یہ ہوتا ہے کہ تمام چیزوں سے توجہ ہٹا کر چیزوں کے ربّ کی طرف کر دی جائے۔

☆ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: جو اللہ کی معرفت حاصل کر لیتا ہے تو ہر شے اس کے سامنے جھک جاتی ہے کیونکہ وہ اس کے ملک میں اس کا اثر دیکھتی ہے۔

Marfat.com

☆ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ سے جب ''دنیا'' کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا ہوتی ہے؟ تو آپ نے فرمایا: یہ ایک اُبلتی ہنڈیا ہے اور کوڑے کی بھری ہوئی ہے۔

☆ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ سے جب پوچھا گیا کہ خواہش کس طرح مٹائی جا سکتی ہیں؟ تو فرمایا: طبیعتوں کو مشقت میں ڈالنے اور پردہ اٹھانے سے۔

☆ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ کائنات میرے دل میں تو کھٹکتی نہیں' اس کے دل میں کیسے کھٹکے گی جو اسے پیدا کرنے والے کی پہچان رکھتا ہے؟

☆ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ سے ایک آدمی نے کہا کہ میرے لئے دعا کیجئے تو آپ نے یہ شعر پڑھا:

''ایک زمانہ گذر گیا کہ لوگ میری وجہ سے شفاعت مانگتے ہیں تو کیا
کل کو میری رات کیلئے بھی کوئی سفارش کرنے والا ملے گا؟''

☆ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کا جسم بھاری ہے حالانکہ محبت تو جسم کو پتلا کر دیتی ہے' آپ نے یہ شعر پڑھا:

''میں اپنے دل سے محبت رکھتا ہوں' وہ میرا جسم نہیں جانتا' اگر جان
لیتا تو موٹا نہ ہوتا۔''

☆ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر پورا جہاں مجھے قبول کر لیتا تو یہ میرے لئے مصیبت ہوتا کیونکہ جب ان کا پینا اور چکھنا میری طرح نہ ہوتا تو مجھے قبول نہ کرتے۔

☆ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس آنکھ کو اندھا کرے جو میری طرف دیکھتی ہے لیکن قدرت کی نشانیاں نہیں دیکھتی حالانکہ میں بھی قدرت کی نشانیوں میں سے ہوں اور عزت والے شاہدوں میں سے ایک ہوں' میں ذلیل ہوا تو میری ذلت میں ہر ذلت کی عزت بنی اور مجھے عزت ملی تو میری

Marfat.com

وجہ سے ہر ایک عزت والا بنا اور اس کی وجہ سے بنا جس کی وجہ سے میری عزت بنی، ہم جدا جدا نہیں ہوئے اور ہم جدا ہو بھی کیسے سکتے ہیں جبکہ ہم پر ''جمع'' کا حال کبھی جاری نہ ہوگا۔ (جدائی تو اس وقت ہوتی ہے جب دو چیزیں جمع ہوں)۔

☆ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تمہارا ارادہ تمہارے ساتھ ہی ہونا چاہئے، آگے اور پیچھے نہ ہو۔

☆ حضرت ابراہیم بن ظریف رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ سے کہا: اگر تم اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دو تو بے فکر ہو جاؤ گے۔ اس پر حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا: اے ابوالقاسم رحمتہ اللہ علیہ! اگر اللہ تعالیٰ تمہارا معاملہ تمہارے سپرد کر دے تو چین سے رہو گے۔ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ شبلی کی تلواریں خون ٹپکا رہی ہیں۔

☆ حضرت ابوبکر دلف بن مجدر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تھا: (اہل معرفت کے لئے) اللہ سے لمحہ بھر کی غفلت، اللہ کے ساتھ شرک بنتا ہے۔

☆ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تھا: اللہ کے ساتھ خوشی پیدا ہو جانا، اس بات سے بہتر ہے کہ اس کے سامنے غم کا اظہار ہو۔

☆ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل حق کے دل، معرفت کے پروں کے ذریعے اللہ کی طرف اُڑے جارہے ہوتے ہیں اور مسلسل محبت کی وجہ سے اس کی طرف جاتے ہوئے خوش ہوتے ہیں۔

☆ حضرت ابوبکر دلف بن مجدر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ آزادی دراصل وہی ہوتی ہے جو دل کی ہو، کوئی اور آزادی نہیں ہوا کرتی۔

☆ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: مخلوق میں مصروف ہو کر اللہ کو چھوڑ دینے والا شخص اس جیسا نہیں ہوتا جو حق تعالیٰ کے ساتھ گہرے تعلق کی وجہ سے مخلوق کو

Marfat.com

چھوڑ دیتا ہے' یونہی وہ شخص کہ اللہ کے انوار اس میں محبت پیدا کرتے ہیں' اس شخص جیسا نہیں ہوتا جسے اس کی رحمت کے انوار اس کی بخشش کی طرف لے جاتے ہیں۔

☆ حضرت احمد خلقانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے:

''اے میری حسرت! میری طرف سے تیرے لئے حسرت ہے'
میری زندگی تو ختم ہونے کو ہے لیکن وہ حسرت ختم ہونے کا نام نہیں لیتی۔''

☆ حضرت ابوسہل محمد بن سلمان رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: (اے اللہ!) مخلوق تجھ سے تیری نعمتوں کی وجہ سے اور میں تیری آزمائش کی وجہ سے تجھ سے محبت کرتا ہوں۔

☆ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: جو شخص راہِ خدا میں ہلاک ہو جاتا ہے' پوری مخلوق اسی کی ہو جاتی ہے۔

☆ حضرت ابوالقاسم عبداللہ بن محمد دمشقی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ کے گھر میں تھے' آپ نے عصر کی نماز میں دیر کر دی' سورج کی طرف دیکھا تو غروب ہونے کو تھا' آپ نے کہا: میرے دوستو! میری نماز جا رہی ہے' پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور پھر مسکراتے ہوئے کہا: کسی نے کیا اچھا کہا ہے:

''آج میں نے عشق کی بناء پر اپنی نماز بھلا دی ہے' مجھے پتہ ہی نہیں کہ صبح کی ہے یا رات کی۔
میرے مہربان! میرا کھانا اور پینا صرف تمہارا ذکر ہے اور اگر میں تمہارا چہرہ دیکھ لوں تو میرے لئے سکون بن جاتا ہے۔''

Marfat.com

☆ حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا گیا کہ عید کے دن مسجد کے باہر تھے اور یہ کہہ رہے تھے:

''جب تم ہی میرے لئے عید ہو چکے ہو تو عید کو میں کیا کروں۔
میرے دل میں تمہاری محبت ایسے موجود ہے جیسے ٹہنی میں پانی چلتا ہے۔''

☆ حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: لوگ نشے میں کیسے لگے ہیں۔ میں نے کہا: اے آقا! کیسا نشہ؟ انہوں نے کہا: ایک ایسا نشہ جو انہیں اپنا آپ' اپنے افعال اور احوال دیکھنے سے بے نیاز کر دیتا ہے اور پھر یہ شعر پڑھا:

''تمہارا خیال ہے کہ میں زندہ ہوں حالانکہ میں تو مر چکا ہوں' میرا کچھ حصہ جدائی کی وجہ سے دوسرے حصے پر آنسو بہاتا ہے۔''

☆ حضرت ابوبکر رازی نے بتایا کہ حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں یہ شعر سنایا

''میں اور وہ محبت میں سچے ہیں' ہم سب اپنی خواہش میں مرتے ہیں۔''

☆ حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ ہی نے فرمایا تھا:

''میرے لئے کسی جگہ پر ہونے کا سوال کیسا؟ تم جانتے ہی ہو کہ میں دل کے بغیر زندہ ہوں اور ارادہ کئے بغیر ہی چل پڑتا ہوں۔''

☆ حضرت ابوالطیب عکیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر دلف بن محدر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: تم کب تک (ولی ہونے کے) ایسے دعوے کرتے رہو گے؟ انہیں چھوڑو گے بھی یا نہیں؟ اس پر آپ نے یہ شعر پڑھے:

''آج اگرچہ میں اپنے آپ سے برا سلوک کر رہا ہوں لیکن کل تم سے مہربانی کی امید رکھے ہوئے ہوں۔

Marfat.com

میں امید ہی میں اپنا وقت گذار رہا ہوں حالانکہ وہ کچھ تم سے نہیں
دیکھ پاؤں گا جسکی امید ہے۔
میں تمہاری وجہ سے اپنے آپ کو دھوکا دے رہا ہوں کہ اسے
عزت دیتا ہوں' میرا نفس ایسا ہے کہ اسے تم سے راہنمائی کی
پیاس ہے۔''

☆ حضرت ابوالقاسم عبداللہ بن محمد دمشقی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جامع مسجد مدینہ میں حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ کے حلقہ کے قریب کھڑا تھا' ایک سائل وہاں آ کھڑا ہوا اور کہنے لگا: اے اللہ! اے عطا فرمانے والے! یہ سن کر حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے آہ بھرتے ہوئے چلانا شروع کر دیا اور فرمایا: میں اللہ کو جود و عطا والا کیسے کہہ دوں حالانکہ مخلوق تو اس کی شکل کے بارے میں یوں کہتی ہے:

''ہاتھ کھول لینے کی اسے عادت ہے اور نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے
کہ گھٹن کی وجہ سے اگر وہ انہیں اکٹھی کرتا ہے تو انگلیاں ایسا کرنے
نہیں دیتیں۔
دیکھو! جب تم لا الٰہ الا اللّٰہ کہتے ہوئے اس کے پاس جاتے ہو تو
گویا تم اسے وہ دیتے ہو جس کا سوال کرتے ہو۔
اگر اس کے ہاتھ میں اس کی روح کے بغیر کچھ اور نہ ہو تو وہ اسے
قربان کر دے گا لہٰذا اے سائل! اللہ سے ڈرو۔
وہ تو ایک سمندر ہے' جس طرف سے بھی تم اس کے پاس آؤ گے' یوں
دیکھو گے کہ بھلائی کرنا گویا اس کی گہرائی ہے اور جود و کرم اس کا
ساحل ہے۔''

اس کے بعد حضرت ابوبکر شبلیؒ رونے لگے اور کہا: کیوں نہیں اے جود و کرم فرمانے والے! یہ ہاتھ پاؤں تو تو نے ہی بنائے ہیں اور ارادوں کو پھیلا رکھا ہے پھر تو نے اس کے

Marfat.com

بعد کچھ لوگوں کو عزت دی ہے حالانکہ تجھے ان کی اور ان کے قبضے والی چیزوں کی پرواہ نہیں کیونکہ تو بہت جودو کرم فرمانے والا ہے' وہ تو تھوڑا سا تیری خدمت میں (عمل) پیش کرتے ہیں لیکن تیری عطا کی نہ تو کوئی حد ہے اور نہ ہی بیان کی جا سکتی ہے اے ہر جودو کرم کرنے والے سے زیادہ جودو کرم کرنے والے! جو بھی جودو کرم کرتا ہے' اسی کی مدد سے کرتا ہے۔

☆ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بلند ہمت ہونے کی وجہ سے صوفیہ کی قدر بڑھا رکھی ہے اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو وہ ذرہ بھر بھی عطا فرما دیتا جو اس نے انبیاء علیہم السلام کے سامنے کھول دیا تھا تو وہ بیکار ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے۔

☆ حضرت ابو القاسم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ کے حلقے میں تھا کہ انہیں کہتے سنا: اللہ تعالیٰ اسے فنا کر سکتا ہے جو باقی رہنے والی ہو اور اسے باقی رکھ سکتا ہے جو فنا ہونے والی ہو' یعنی وہ باقی کو فنا اور فانی کو بقا دیتا ہے اور جب وہ کسی بندے کو اس کی ذات سے فنا کرتا ہے تو اسے اپنے ساتھ ملا لیتا ہے اور اسے اپنے راز بتاتا ہے۔ اس کے بعد روتے ہوئے یوں کہا:

''اس کے لئے اس کے پہلو میں سحری کے اوقات ہیں جن میں
انہیں مارتی ہے جو اس کا ارادہ کرتے ہیں۔
وہ ترچھی آنکھوں سے جہانوں کو قید کرتی ہے اور یوں لگتا ہے جیسے
یہ جہان اس کے غلام ہیں۔
میں اس کی طرف دیکھتا ہوں تو وہ جان لیتی ہے کہ میرے دل میں کیا ہے اور دیکھتے ہی اسے
پتہ چل جاتا ہے کہ میرا ارادہ کیا ہے۔''

☆ حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ کیا ایک عارف اس چیز کی

Marfat.com

حقیقت جان لیتا ہے جو اس کے سامنے ہو؟ انہوں نے کہا کہ اس کے ذریعے کیسے جانے گا جو خود ثابت نہیں اور جو ظاہر نہیں ہو سکتی' اس سے کیسے مطمئن ہو گا' اس سے انس کیسے ہو گا جو پوشیدہ ہے چنانچہ وہ ظاہر' باطن ہے اور وہی باطن' ظاہر ہے پھر یہ پڑھا:

''جو طویل خواہش میں تسلی پائے تو میں اپنی رات کے لئے اس کا مزہ نہیں چکھتا۔

اسکے وصال سے میں نے زیادہ سے زیادہ آرزوئیں ہی پائی ہیں جو سچی نہیں اور وہ بھی لمحہ بھر کیلئے۔''

☆ فرمایا کہ تم سب ماسوا اللہ کے دست بردار ہو کر ہمیشہ اللہ کی اطاعت میں سرگرم عمل رہو اور اگر میں پوری طرح خدا کی ہستی سے واقف ہو جاتا تو خدا کے سوا ہرگز کسی سے خائف نہ ہوتا۔

☆ فرمایا کہ لوگوں سے محبت کرنا اخلاص کی علامت ہے اور ذکرِ الٰہی کے سوا دوسرے کے ذکر کے لیے لب کشائی وسوسہ ہے۔ خدا کے سوا ہر شے سے انقطاع حق کی علامت ہے اور اپنی ضرویات سے زائد مخلوق کی ضروریات پر نظر رکھنا علو ہمتی ہے۔

☆ فرمایا کہ درویشوں کے چار سو مقامات ہیں۔ جس میں سب سے ادنیٰ مقام یہ ہے اگر دنیا کی پوری دولت بھی ان کو حاصل ہو جائے اور تمام اہل دنیا ان کی دولت کو استعمال کریں۔ جب بھی انہیں دن کے کھانے کی فکر نہ ہو۔

☆ فرمایا کہ کائنات میں ہرگز یہ طاقت نہیں کہ مجھے اپنا بنا کر میرے قلب پر قابو پا سکے پھر بھلا کائنات اس پر کس طرح قابو حاصل کر سکتی ہے جو خدا سے واقف ہو۔

☆ آپ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ میری گردن میں آسمان کا طوق اور پاؤں میں زمین کی بیڑی ڈال دے۔ ساری دنیا بھی دشمن ہو جائے جب بھی میں

Marfat.com

اس سے منہ نہیں پھیر سکتا۔

☆ فرمایا کہ جس نے اللہ کی پاکیزگی کو پالیا وہ مراتب میں اس بندے سے بڑھ جاتا ہے جس کو خدا کی رحمت و مغفرت نے سہارا دیا ہو اور جو خدا سے دور ہو جاتا ہے خدا بھی اس سے بُعد اختیار کر لیتا ہے۔

☆ ایک مرتبہ لوگوں نے سوال کیا کہ آپ کے کلام میں تضاد کیوں ہوتا ہے۔ کبھی آپ ایک بات کہتے ہیں اور کبھی دوسری بات؟ آپ نے فرمایا کہ ہم کبھی عالم بے خودی میں ہوتے ہیں اور کبھی خودی میں۔

☆ فرمایا کہ عبادت الٰہی شریعت ہے اور خدا کی طلب طریقت۔ فرمایا کہ غفلت کا نام زہد ہے۔ کیونکہ دنیا ناچیز ہے اور ناچیز شے میں زہد اختیار کرنا غفلت ہے بلکہ یاد الٰہی میں مخلوق سے بے نیازی کا نام زہد ہے۔

☆ فرمایا کہ معرفت کی تین قسمیں ہیں۔ اول معرفت الٰہی جو ذکر کی محتاج ہے۔ دوم معرفت نفس جو ادائیگی فرض کی محتاج ہے۔ سوم معرفت باطن یہ تقدیر الٰہی پر رضا مندی کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔

☆ فرمایا کہ توحید کو اپنی جانب بلانے والا کبھی موحد نہیں ہو سکتا۔

☆ فرمایا کہ نعمتوں کو نظر انداز کر کے منعم کا مشاہدہ کرنا شکر ہے۔

☆ فرمایا کہ بندے کا بندے کی آنکھ میں ظہور عبودیت اور صفات الٰہی کا ظہور مشاہدہ ہے۔

☆ فرمایا کہ صوفیا وہی ہیں جو دنیا میں اس طرح زندگی گزاریں جیسے دنیا میں آنے سے قبل تھے۔

☆ فرمایا کہ جس شے سے محبت ہو اس کو محبوب کے نام پر خرچ کرنا ہی محبت ہے۔ اگر حب الٰہی کا دعوی دار خدا کے سوا کسی اور شے کا طالب ہو تو وہ محبت کے بجائے خدا کا

Marfat.com

مذاق اڑاتا ہے۔

☆ فرمایا کہ ہمت نام ہے خدا کی طلب کا کیونکہ ماسوا اللہ کی طلب کو ہرگز ہمت کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ اہل ہمت خدا کے سوا کبھی دوسری طرف متوجہ نہیں ہو سکتا لیکن صاحب ارادت بہت جلد دوسری جانب متوجہ ہو جاتے ہیں اور خدا کے سوا ہر شے سے استغفار کا نام فقر ہے۔

☆ فرمایا کہ عارف کا زمانہ موسم بہار کی طرح ہوتا ہے۔ جس طرح بہار میں گرج چمک سے پانی برسنے کے بعد خنک ہوائیں چلتی ہیں۔ رنگ برنگے پھول کھلتے ہیں اور پھلوں پر بلبلیں نغمہ سنج ہوتی ہیں۔ اسی طرح عارف بھی ابر کی طرح ہوتا ہے۔ برق کی طرح مسکراتا ہے بادل کی گرج کی طرح نعرے مارتا ہے۔ ہوا کی مانند آہیں بھرتا ہے اور سر کو جنبش دے دے کر اپنی مرادوں کے پھول کھلاتا ہے اور پھولوں کو دیکھ کر بلبلوں کی طرح خدا کی یاد میں نغمہ سنجی کرتا ہے۔

☆ فرمایا کہ جس ولی اللہ کو عرفان الٰہی حاصل ہوا تو اس کے سامنے اسے دنیا کی ہر چیز جھکی ہوئی نظر آئی۔

☆ فرمایا کہ طبیعت کو مشقت میں ڈالو تو خواہش نفس مٹنا شروع ہو جائے گی اور حقائق کے حجابات اُٹھنے لگیں گے۔

☆ حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شاگرد نے بتایا کہ میں نے ایک مرتبہ آپ کو خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا کہ اے ابوبکر شبلی کہ آپ کی صحبت سے آپ کا کونسا شاگرد نیک بخت بنا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ میری نظر میں وہ شاگرد نیک بخت ہے جو اللہ تعالیٰ کی عزت والی چیزوں کو عظیم سمجھتا ہے اور اللہ کا سب سے زیادہ ذکر کرتا ہے، حقوق اللہ کا زیادہ خیال رکھتا ہے ہر معاملے میں اللہ کی رضا کو مد نظر رکھتا ہے اور ان لوگوں کی تعظیم کرتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے عظیم بنایا ہے اس

Marfat.com

طرح آپ نے اللہ کے بندوں کے اوصاف بیان کر کے اسے مطمئن کر دیا

☆ فرمایا کہ تصوف قوت وحواس کا خیال رکھنے اور انفاس کی نگرانی کا نام ہے اور صوفی اسی وقت صوفی تک رہ سکتا ہے جب تمام مخلوق کو اپنے بچوں جیسا سمجھ کر سب کا بوجھ برداشت کر سکے اور جو مخلوق سے متوقع ہو کر خدا سے اس طرح وابستہ ہو جائے جیسے خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو مخلوق سے جدا کر دیا تھا۔ جس پر خدا کا یہ قول صادق ہے واصطفیتك لنفسی۔ یعنی ہم نے تم کو اپنے لیے منتخب کر لیا۔ اور صوفیا کرام ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی آغوش کرم میں بچوں کی طرح پرورش پاتے رہتے ہیں۔

وصال: جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کی دونوں آنکھوں میں اندھیرا سا چھا گیا۔ آپ نے خاکستر طلب فرمایا اور اس کو اپنے سر پر ڈالتے جا رہے تھے اور وقت وصال اس قدر آپ بیقرار تھے کہ احاطہ تحریر سے بالاتر ہے۔ پھر کچھ وقفہ تک آپ خاموش رہے اور پھر کچھ وقفہ کے بعد مضطرب ہو گئے۔ ارشاد فرمایا کہ ہوائیں چل رہی ہیں ایک لطف کی اور دوسری قہر کی تو جس پر باد لطف چلتی ہے اس کو مقصود تک پہنچا دیتی ہے اور جس پر قہر کی ہوا چلتی ہے۔ وہ حجاب میں مبتلا ہو جاتا ہے اس لئے اب دیکھئے کون سی ہوا چلتی ہے اگر باد لطف مجھ پر چلتی ہے تو میں اس کی امید پر یہ سب سختیاں برداشت کر سکتا ہوں لیکن اگر العیاذ باللہ باد قہر چلی تو میں مر جاؤں گا اور یہ سب سختیاں اور بلائیں اس کے سامنے کی چیز ہے۔

وصال کے وقت آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے وضو کراؤ؟ جب آپ کو وضو کرایا گیا تو لوگ داڑھی میں خلال کرنا بھول گئے۔ آپ نے وضو کرانے والوں کو یاد دلایا تو اس کے بعد خلال کرایا گیا۔

جس رات آپ کا وصال ہوا تمام رات یہ بیت پڑھتے رہے۔

Marfat.com

کل بیت انت ساکنہا غیر محتاج الی السراج
وجهك السما مول حجتنا یوم تاتی الناس بالحجج

یعنی جس گھر میں تو ساکن ہے وہ چراغ سے مستغنی ہے۔

تیرا وہ حسین چہرہ جس کی امید کی گئی ہے ہماری حجت ہوگا جبکہ لوگ اپنے ساتھ حجتیں لے کر آئیں گے۔

یہاں تک کہ لوگ آپ کی نماز جنازہ کے لئے آ گئے، لیکن ابھی آپ نے انتقال نہیں کیا تھا۔ آپ نے فراست سے سمجھ لیا اور ارشاد فرمایا کہ تعجب ہے کہ مردوں کے جماعت زندوں پر نماز پڑھنے آئی ہے۔ پھر لوگوں نے آپ کو کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ پڑھنے کے لئے کہا آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب اس کا غیر ہے تو نفی کس کی کروں؟ لوگوں نے کہا حضور! شریعت میں اسی طرح ہے۔ آپ کلمہ پڑھئے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ محبت کا بادشاہ کہتا ہے کہ میں رشوت نہ لوں گا۔ پھر ایک شخص نے بلند آواز سے شہادت کی تلقین کی ،آپ نے فرمایا کہ مردہ آیا ہے تا کہ زندگی کو تلقین کرے اور نصیحت دے۔ پھر کچھ وقفہ کے بعد لوگوں نے دریافت فرمایا کہ حضور! کیا حال ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ محبوب سے مل گیا ہوں اور آپ کا وصال ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون.

تاریخ وصال: آپ کا وصال ۲۷/ذی الحجہ ۳۳۴ھ ۹۵۵ء شب جمعہ ۸۸ سال کی عمر شریف میں ہوا اور اس وقت مستکفی باللہ کا دور خلافت تھا۔

بعد وصال: آپ کے وصال کے بعد ایک بزرگ نے آپ کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ حضور! نکرین کے ساتھ کیسی گزری؟ آپ نے جواب دیا کہ جب نکرین میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھ سے سوال کیا کہ بتا تیرا رب کون ہے؟ تو میں نے جواب میں کہا کہ میرا رب وہی ہے جس نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور پھر ملائکہ کی جماعت کو حکم دیا کہ اسجدوا لآدم یعنی آدم کو سجدہ کرو فسجدوا الا ابلیس تو

Marfat.com

سب ملائکہ نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہیں کیا اور حکم خداوندی سے منہ موڑا اور تکبر کیا تو اس وقت میں حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں تھا۔ اس جواب پر نکرین بولے کہ اس نے تو تمام اولاد آدم کی طرف سے جواب دے دیا اور یہ کہہ کر وہ چلے گئے۔

خلفائے کرام:

حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ کے بے شمار خلفاء کرام ہیں جن میں سے درج ذیل صوفیاء کرام نے اپنے زمانے میں بڑی شہرت پائی۔

☆ حضرت شیخ علی بن ابراہیم حصری بصری رحمتہ اللہ علیہ حضرت ابوبکر شبلی کے اکابر خلفاء سے تھے اور انہیں اپنے مرشد کی انتہائی قربت حاصل رہی آپ کے آباؤ اجداد بصرہ کے رہنے والے تھے بغداد میں ظاہری و باطنی علم کے حصول کے بعد مستقل سکونت پذیر ہو گئے اور یہیں ان کا وصال ہوا آپ کو شیخ اعراق اور لسان وقت کہا جاتا تھا آپ کا توحید پر کلام انتہائی معنی خیز ہوتا تھا۔

☆ حضرت خواجہ عبدالواحد ابوالفضل تمیمی رحمتہ اللہ علیہ بھی حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ کے معروف خلفاء سے ہیں آپ کو حضرت بہت عزیز جانتے تھے مرشد کے وصال کے بعد بے شمار خلق خدا نے آپ سے ہدایت پائی آپ کا وصال بغداد ہی میں ہوا اور قبر مبارک بغداد ہی میں ہے۔

☆ حضرت شیخ عبدالعزیز بن حارث بن اسد یمنی رحمتہ اللہ علیہ بھی حضرت ابوبکر شبلیؒ کے خلفاء سے تھے آپ مشاہرے یمن سے ہوئے ہیں آپ کا وصال بھی یمن ہی میں ہوا اور وہیں آپ کا مزار اقدس ہے۔

☆ حضرت شیخ ابوبکر طمسانی رحمتہ اللہ علیہ بھی حضرت ابوبکر شبلیؒ کے خلفاء سے تھے آپ فارس مشائخ سے ہوئے ہیں آپ کا کلام انتہائی رموز آمیز ہوتا تھا آپ نے نیشاپور میں وفات پائی اور وہیں ان کا مزار اقدس ہے۔

Marfat.com

☆ حضرت شیخ حسین بن محمد بن موسیٰ سلمار رحمتہ اللہ علیہ بھی حضرت ابو بکر شبلیؒ کے خلفاء سے تھے آپ علوم معاملات میں کامل دسترس رکھتے تھے اور ہمیشہ مجاہدے میں رہتے تھے آپ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ نے گھر کا تمام سامان اللہ کی راہ میں دے دیا۔

☆ حضرت شیخ ابوالحسین بندار شیرازی الارجانی رحمتہ اللہ علیہ بھی حضرت ابو بکر شبلیؒ کے خلفاء سے تھے آپ اصول حقیقت کے عالم اور محدث تھے آپ کو اپنے مرشد سے انتہائی عقیدت تھی آپ کی قبر ارجان میں ہے۔

☆ حضرت شیخ ابو سہل محمد نیشاپوری رحمتہ اللہ علیہ بھی حضرت ابو بکر شبلیؒ کے خلفاء سے تھے آپ علوم شریعت میں امام وقت کا درجہ رکھتے تھے آپ کی قبر نیشاپور میں ہے۔

☆ حضرت شیخ ابوالقاسم ابراہیم نصر آبادی رحمتہ اللہ علیہ بھی حضرت ابو بکر شبلیؒ کے خلفاء سے تھے آپ خراسان کے عالی مرتبہ بزرگان دین سے ہوئے ہیں آپ کے فرمودات علم و عرفان اور تصوف میں بنیادی مقام رکھتے ہیں۔

☆ حضرت شیخ ابو بکر صید الانی رحمتہ اللہ علیہ بھی حضرت ابو بکر شبلیؒ کے خلفاء سے تھے آپ فارسی الاصل تھے آپ کے فرمودات گراں قدر سرمایہ ہیں اور آپ کی قبر نیشاپور میں ہے

☆ حضرت شیخ ابوالحسین محمد بن احمد سمعونی رحمتہ اللہ علیہ بھی حضرت ابو بکر شبلیؒ کے خلفاء سے تھے آپ نے بچپن میں حضرت ابو بکر شبلیؒ کی صحبت پائی اور علم و فضل میں کمال درجہ حاصل کیا آپ کا مزار بغداد میں ہے وصال کے ۳۹ سال بعد مدفن کو منتقل کرنے کے لئے آپ کا جسد اطہر نکالا گیا تو وہ بالکل صحیح سلامت تھا۔

مزار مبارک: حضرت ابو بکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ کا مزار مبارک بغداد شریف کے مقام سامرہ میں مرجع خلائق ہے۔

Marfat.com

حالات وواقعات

حضرت ابوالحسن خرقانی

رحمتہ اللہ علیہ

علامہ عالم فقری

طاہر ندیم بٹ چیئرمین

(امور علمیہ کمیٹی چاہ میراں لاہور)

Marfat.com

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے کے جلیل القدر مشائخان طریقت و حقیقت سے ہیں جو فیوض و معرفت کا چشمہ علم و عرفان کا منبع و مخزن تھے۔ آپ کی بزرگی و عظمت مسلمہ تھی۔ بعض اہل علم نے یہ بھی کہا ہے کہ آپ سر حلقہ ارباب ذوق مستغرق در بحر عشق و محبت اور غوث وقت تھے۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو راہ حق میں خوب نوازا تھا۔ تصوف میں آپ کی نسبت حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ سے ہے اور سلوک میں آپ کی تربیت شیخ بایزید رحمتہ اللہ علیہ کی روحانیت سے ہوئی۔

ولادت: خرقان ایران کا مشہور شہر ہے۔ اس شہر سے کچھ فاصلے پر بسطام ہے۔ یوں سمجھ لیں کہ بسطام اور خرقان میں چند کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔ حضرت ابوالحسن خرقانی ۳۵۲ھ مطابق ۹۵۳ء میں خرقان میں پیدا ہوئے اور آپ کا نام علی رکھا گیا۔ آپ کے والد کا اسم گرامی احمد تھا۔ آپ کی کنیت ابوالحسن ہے۔

حضرت بایزید بسطامی کی بشارت: کہا جاتا ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ ہر سال ایک مرتبہ دہستان میں شہیدوں کی قبروں کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ جب موضع خرقان سے گزرتے تو ٹھہر جاتے اور اس طرح سے سانس لیتے جیسے کوئی خوشبو سونگھتا ہے۔ مریدوں نے پوچھا کہ آپ کس چیز کی بو سونگھتے ہیں ہم کو تو کچھ محسوس نہیں ہوتا۔ آپ نے ارشاد کیا کہ چوروں، ڈاکوؤں اور راہزنوں کے اس گاؤں سے ایک مرد خدا کی خوشبو آتی ہے جس کا نام علی رحمتہ اللہ علیہ اور کنیت ابوالحسن ہے۔ اس میں تین باتیں مجھ سے زیادہ ہونگی وہ اہل و عیال کا بوجھ اُٹھائے گا، کھیتی باڑی کرے گا اور درخت لگایا کرے گا۔ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کی یہ پیش گوئی حرف بہ حرف سچی ہوئی اور حضرت ابوالحسن رحمتہ اللہ علیہ نے خرقان میں پیدا ہو کر شہرت دوام حاصل کی۔

Marfat.com

اکتساب فیض: منقول ہے کہ آپ کے والدین کے پاس تھوڑی سی زمین تھی جس کو کاشت کر کے وہ اپنی گزر اوقات کرتے۔ ابوالحسن نے بھی والدین کے پیشہ کو اپنایا۔ اس لئے ابتدائی تعلیم سے بھی محروم رہے مگر روز اول سے آپ تجسس میں مبتلا تھے۔ سارا دن کھیتی باڑی کرتے اور رات کو عبادت میں گزار دیتے آپ کو حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی تعلق تھا۔ آپ بچپن میں بایزید کے مزار پر چلے جاتے' ساری رات وہیں بسر کرتے اور صبح واپس آجاتے۔ آپ بایزید کے مزار پر ہمیشہ خدا سے ایک ہی دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے بایزید جیسا مرتبہ عطا فرما دے۔ مجھ پر رحمت کا دروازہ کھول دے۔ بایزید کی خانقاہ میں حاضری دینے کے بعد واپس ہمیشہ الٹے پاؤں آتے تا کہ ان کی طرف پیٹھ نہ ہو۔

ایک دن حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ حسب معمول کھیتی باڑی کر کے رات کو بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر گئے۔ اس روز آپ نے صبح سے رات تک کچھ نہ کھایا۔ آپ کی بھوک عنقا ہو گئی تھی۔ جب بایزید کے مزار پر پہنچے تو وہاں آپ کئی گھنٹے تک گریہ زاری کرتے رہے۔ آپ نے صاحب مزار کو مخاطب کر کے عرض کی۔ پیر و مرشد! میں بیس سال سے آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہوں اور میں نے صرف ایک دعا مانگی ہے کہ مجھے اللہ وہ مرتبہ عطا فرما دے جو آپ کو عطا کیا۔ اگر میری دعا لائق قبولیت نہیں تو مجھے بتلا دیا جائے تا کہ میں خاموش ہو جاؤں مگر ایک بات ہے۔ دعا میری وہی رہے گی کہ مرتبہ حاصل کروں گا تو بایزید آپ جیسا ورنہ خاموش ہو کر بیٹھا رہوں گا۔

ابھی گریہ زاری جاری تھی کہ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کو یوں محسوس ہوا جیسے مزار کے اندر کوئی اور بھی ہے۔ پہلے انہوں نے اس کو وہم جانا' جب یہ یقین کر لیا کہ کسی اور کی آہٹ ہے مگر دکھائی نہیں دے رہا تو آپ نے کہا کہ حضرت آپ سامنے ظاہر تو ہوں۔ آخر پردہ اُٹھ گیا اور حضرت بایزید نے ظاہر ہو کر فرمایا کہ میں بایزید بسطامی ہوں۔ اے ابوالحسن! تو خوش ہو جا کہ تیرے دور کا آغاز ہو رہا ہے۔'' ابوالحسن نے عرض کی۔ اے پیرو

Marfat.com

مرشد! میں بالکل ان پڑھ ہوں۔ علوم شریعہ تو درکنار میں تو قرآن مجید بھی نہیں پڑھا ہوا"
بایزید بسطامی نے جواب دیا۔ تم مت گھبراؤ تمہاری تعلیم کا مکمل انتظام کیا جائے گا۔ تم آج خرقان جاؤ اور وہاں باقاعدگی سے قرآن مجید پڑھنا شروع کر دو تم خود بخود پڑھتے جاؤ گے۔ ابوالحسن نے حسب ارشاد خرقان جا کر قرآن مجید کھولا تو غیب کی طرف سے آپ کی مدد ہوئی۔ قدرت نے ایسی راہنمائی کی کہ آپ نے چوبیس دن کے اندر قرآن مجید مکمل پڑھ لیا۔ آپ کی ریاضت و مجاہدات کے دوران سارے علوم سکھا دیئے گئے۔ آپ کی بیعت بھی باطن طور پر بایزید بسطامی سے ہوگئی۔ آپ نے رزق حلال پر بڑا زور دیا ہے۔ آپ نے ہمیشہ اپنی مزدوری سے اپنا اور اپنے اہل و عیال کا پیٹ پالا۔ رفتہ رفتہ آپ کی شہرت اتنی عام ہوئی کہ دور دور سے لوگ آپ کی زیارت کو آتے اور فیض یاب ہوتے تھے۔

تذکرہ الاولیاء میں لکھا ہے کہ اوائل زندگی میں آپ کا یہ معمول تھا کہ نمازِ عشاء باجماعت خرقان میں ادا کر کے حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدس بسطام کی زیارت کے لئے روانہ ہو جاتے۔ وہاں پہنچ کر یوں دعا کرتے:

"خدایا! جو خلعت تو نے بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو عطا کی ہے وہ ابوالحسن کو بھی عطا فرما۔"

پھر زیارت سے فارغ ہو کر خرقان واپس ہوتے اور تمام راستے میں اپنے شیخ کے مزار مبارک کی طرف پیٹھ نہ کرتے اور نمازِ فجر عشاء کے وضو کے ساتھ خرقان میں ادا کرتے۔ بارہ برس کی مسلسل حاضری اور دعاؤں کے بعد مزار مبارک سے آواز آئی، اے ابوالحسن! اب تمہارے بیٹھنے کا وقت آ گیا ہے۔ یہ سن کر عرض کیا کہ میں ان پڑھ ہوں، رموزِ شریعت سے چنداں واقف نہیں، آواز آئی کہ تم نے جو کچھ خدا سے مانگا وہ تمہیں مل گیا۔ فاتحہ شروع کیجئے۔ جب آپ خرقان واپس پہنچے تو قرآن مجید ختم کر لیا اور علوم ظاہری و باطنی آپ پر منکشف ہو گئے۔

Marfat.com

آپ کے زہد و عبادت، تقویٰ و پرہیز گاری اور سلوک و معرفت کے پیش نظر ہی حضرت شیخ ابوالعباس قصاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ ہمارے بعد ہمارا بازار ابوالحسن خرقانی سنبھالیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

حضرت استاد ابوالقاسم قشیری رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں جب خرقان کی حدود میں داخل ہوا تو حضرت ابوالحسن خرقانی کی عظمت سے میری فصاحت و بلاغت جاتی رہی۔ میں نے خیال کیا کہ میں اپنی ولایت سے معزول ہو گیا۔ مگر مجھے کچھ دیر بعد وہ خوف ختم ہو جاتا۔

کثرت عبادت: آپ نے اپنی زندگی میں بے پناہ عبادت کی آپ نے اپنی کثرت عبادت کے بارے میں ایک مرتبہ فرمایا کہ میں نے زندگی کے شب و روز اس طرح گزارے ہیں۔ خدا کے ساتھ اس اخلاق سے رہا کہ مخلوق کی اس میں کوئی گنجائش نہ تھی اور نماز عشاء سے لے کر صبح تک حالت قیام میں رہا۔ صبح سے شام تک عبادت میں مشغول رہتا تھا اور اس میں کبھی پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھا۔ جب کہیں اس کے صلہ میں یہ مراتب حاصل ہوئے کہ ظاہر طور پر میں دنیا میں سوتے ہوئے فردوس کی سیر کرتا رہتا ہوں اور دونوں عالم میرے لئے ایک ہو چکے ہیں اس لئے کہ میں ہمہ اوقات خدا کی معیت میں رہتا ہوں۔ فرمایا کہ میں ظہر سے عصر تک ۵۰ رکعتیں پڑھا کرتا تھا لیکن بیداری کے بعد ان سب کی قضا کرنی پڑی۔ فرمایا کہ میں ۴۰ سال سے خورد و نوش کا کوئی انتظام نہیں کرتا۔ صرف مہمان کے کھانے کا انتظام کر لیتا ہوں اور اسی کی طفیل بھی میں خود کھا لیتا ہوں۔ فرمایا کہ میں فردوس و جہنم سے بے نیاز ہو کر صرف خدا کی عبادت کرتا ہوں اور اسی سے خوفزدہ رہتا ہوں۔ فرمایا کہ میں پچاس سال سے اس طرح خدا سے ہم کلام ہوں کہ میرے قلب و زبان کو بھی اس کا علم نہیں اور تہتر سال تک میں نے اس انداز سے زندگی گزاری کہ کبھی ایک سجدہ بھی شریعت کے خلاف نہیں کیا۔ لمحہ کے لئے بھی نفس کی موافقت نہیں کی ہے اور دنیا میں اس طرح رہا کہ مرا ایک قدم عرش سے تحت الثریٰ تک

Marfat.com

اور ایک قدم تحت الثریٰ تک رہا۔ فرمایا کہ عبادت گزار تو بہت سے ہیں لیکن عبادت کو دنیا سے ساتھ جانے والے بہت قلیل اور ان سے بھی قلیل وہ ہیں جو عبادت کر کے خدا کے حوالے کر دیتے ہیں لیکن مناسب یہی ہے کہ انتقال کے وقت دنیوی عبادت کو اپنے ہمراہ لے جائے۔ فرمایا کہ بحر عشق میں مخلوق کا گزر نہیں اور ایک ایسی در آمد و برآمد بھی ہے جس میں بندے کے علم و کمال کا گزر رکمال کا گزر نہیں۔ فرمایا کہ صوم و صلوٰۃ گو افضل اعمال ہیں لیکن غرور و تکبر قلب سے نکال دینا اس سے بھی بہتر عمل ہے۔ فرمایا کہ چالیس سال تک عبادت کرنا ضروری ہے دس سال تو اس لئے کہ زبان میں صداقت اور راست بازی پیدا ہو جائے۔ دس سال اس لئے کہ جسم کا بڑھا ہوا گوشت کم ہو جائے اور دس سال اس لئے کو خدا اسے قلبی لگاؤ پیدا ہو جائے۔ دس سال اس لئے کہ تمام احوال درست و اصلاحی ہو جائیں اور جو شخص اس طرح چالیس سال عبادت کرے گا۔ وہ مراتب میں سب سے بڑھ جائے گا۔ فرمایا کہ میں برسوں خدا کے امور میں اس طرح حیرت زدہ رہا کہ میری عقل سلب کر لی گئی تھی۔ اس کے باوجود بھی مخلوق مجھے دانشور سمجھتی رہی۔ فرمایا کہ کاش فردوس و جہنم کا وجود نہ ہوتا تا کہ یہ معلوم ہو سکتا کہ تیرے پرستاروں کی تعداد کتنی ہے اور جہنم سے بچنے کے لئے کتنے بندے تیری عبادت کرتے ہیں۔

حصول علم و عرفان: فرمایا کہ گو میں ان پڑھ ہوں لیکن خدا نے اپنے کرم سے مجھ کو تمام علوم سے بہرہ ور کیا ہے اور میں اس کا شکر گزار ہوں کہ اس نے اپنی حقیقت میں مجھے گم کر دیا ہے یعنی ظاہری جسم صرف خیالی ہے کیونکہ میرا ذاتی وجود ختم ہو چکا ہے۔ فرمایا میں نے صرف چار ہزار باتیں خدا سے سنی تھیں اور اگر کہیں دس ہزار قول سن لیتا تو نہ معلوم کیا ہو جاتا اور کیا چیزیں ظہور میں آتیں۔ فرمایا کہ خدا نے مجھے اتنی طاقت عطا کر دی ہے کہ جس وقت میں نے قصد کیا کہ ٹاٹ دیبائے رومی میں تبدیل ہو جائے تو فوراً ہو گیا اور خدا کا شکر ہے کہ وہ طاقت آج بھی میرے اندر موجود ہے۔

پھر فرمایا کہ میں شب روز اس کے شغل میں زندگی گزارتا رہا جس کی وجہ سے میری

Marfat.com

فکر بینائی میں تبدیل ہوگئی۔ پھر شمع بنی، پھر انبساط پھر ہیبت، پھر میں اس مقام تک پہنچ گیا کہ میری فکر حکمت بن گئی اور جب میری توجہ شفقت مخلوق کی طرف مبذول ہوئی تو میں نے اپنے سے زیادہ کسی کو بھی مخلوق کے حق میں شفیق نہیں پایا۔ اس وقت میری زبان سے نکلا کہ کاش تمام مخلوق کی بجائے صرف مجھے موت آجاتی ہے اور تمام مخلوق کا حساب قیامت میں صرف مجھ سے لیا جاتا اور جو لوگ سزا کے مستحق ہوتے ان کے بدلے میں صرف مجھے عذاب دے دیا جاتا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسے قدم عطا کئے جس سے میں عرش سے تحت الثریٰ تک پہنچ گیا اور وہاں سے پھر عرش پر لوٹ آیا۔ لیکن مجھے یہ پتہ نہ چل سکا کہ میں کہا اور کدھر گیا پھر غیبی ندا آئی کہ جس کے قدم ایسے ہوں۔ ظاہر ہے کہ وہ کہاں تک پہنچ سکتا ہے۔ میں نے دل میں کہا کہ عجیب دراز اور عجیب کوتاہ سفر ہے اور میں گیا بھی اور سفر بھی کیا لیکن پھر اپنی جگہ موجود ہوں۔ فرمایا کہ میرے سر کی ٹوپی عرش پر قدم تحت الثریٰ میں ہیں اور میرا ہاتھ مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہے یعنی خدا نے مجھے ارض و سما اور مشرق و مغرب کے تمام حالات سے باخبر کر دیا ہے اور تمام حجابات مجھے سے دور کر دیئے گئے ہیں۔ فرمایا کہ میرا ہر فعل ایک کرامت ہے حتیٰ کہ جب میں ہاتھ پھیلاتا ہوں تو ہوا میرے ہاتھ میں سونے کا ذرہ محسوس ہوتی ہے جب کہ میں نے کبھی اظہار کرامت کے لئے ہوا میں ہاتھ نہیں پھیلایا کیونکہ جو اظہار کرامت کے لئے ظہور کرامت کی خواہش کرتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کرامت کے دروازے بند کر دیتا ہے۔ فرمایا اگر میں عوام کے سامنے خدا کے کرم کا ادنیٰ سا بھی اظہار کر دوں تو سب لوگ مجھے پاگل کہنے لگیں۔ جو کچھ میں نے کھایا پیا دیکھا سنا اور جو کچھ خدا نے تخلیق کیا مجھ سے پوشیدہ نہیں رکھا۔ فرمایا کہ میں جن و انس، ملائکہ، اور چرند پرند سب سے زیادہ واضح نشانیاں بتا سکتا ہوں کیونکہ خدا نے تمام چیزیں میرے سامنے کر دی ہیں۔ اس کنارے سے لے کر اس کنارے تک کسی کی انگلی میں پھانس چبھ جائے تب مجھے اس کا حال معلوم رہتا ہے۔ اگر میں ان رازوں کو جو میرے اور خدا کے مابین ہیں۔ مخلوق پر ظاہر کر دوں تو کسی کو یقین نہیں

Marfat.com

آ سکتا اور جو انعامات خدا کے میرے اوپر ہیں۔ اگر ان کا انکشاف کر دوں تو روئی کی طرح پوری مخلوق کے قلوب جل اُٹھیں اور میں ندامت محسوس کرتا ہوں کہ ہوش وحواس میں رہ کر خدا کے سامنے کھڑے ہو کر کچھ اور لب کشائی کروں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس قافلہ کے میر کاررواں ہوں میں خود کو اس قافلہ سے جدا کرلوں۔

حب لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ آپ کی اور دوسری مسجدوں میں کیا فرق ہے؟ فرمایا کہ شرعی حیثیت تو تمام مساجد کی ایک ہی لیکن میری مسجد کا قصہ طولانی ہے کیونکہ میں نے دیکھا ہے دوسری مساجد سے ایک نور نکل کر صرف آسمان پر جاتا ہے لیکن میری مسجد کا قبہ اس کے کرم کے طور سے منور ہو کر آسمان سے بھی آگے نکل جاتا ہے۔ جب اس مسجد کی تکمیل کے بعد میں اس پر جا کر بیٹھا تو ملائکہ نے یہاں آکر ایک سبز پرچم نصب کر دیا جس کا ایک سرا عرش سے ملحق تھا۔ آج تک وہ پرچم اسی طرح قائم ہے اور تا حشر قائم رہے گا۔ پھر ایک دن میں نے یہ غیبی آواز سنی کہ اے ابوالحسن! جو لوگ تیری مسجد میں داخل ہو جائیں گے ان پر آتش جہنم حرام ہو جائے گی۔ جو لوگ تیری حیات میں یا وفات کے بعد اس مسجد میں دو رکعت نماز ادا کریں گے ان کا حشر عبادت گزار بندوں کے ساتھ ہوگا۔

تزکیہ نفس: فرمایا چالیس سال سے میرا نفس ایک گھونٹ سرد پانی کا خواہش مند ہے لیکن میں نے محروم کر رکھا ہے۔ فرمایا کہ میں ۷۰ سال خدا کی معیت میں اس طرح گزار دیئے ہیں کہ اس دوران ایک لمحہ کے بھی کبھی اتباع نفس نہیں کی۔

فرمایا میں تو شکم مادر ہی سے جل کر راکھ ہو چکا تھا اور پیدائش کے وقت جلا، پگھلا ہوا پیدا ہوا اور جوانی سے قبل ہی بوڑھا ہو گیا۔ فرمایا کہ پوری مخلوق ایک کشتی ہے اور میں اس کا ملاح ہوں اور میں ہمیشہ اسی میں رہتا ہوں۔ فرمایا کہ جب تک میں نے خدا کے سوا دوسرں پر بھروسہ کیا۔ میرے عمل میں اخلاص پیدا نہ ہوسکا اور جب میں نے مخلوق کو خیر باد کہہ کر صرف خدا کی جانب دیکھا تو میری سعی کے بغیر ہی اخلاص پیدا ہو گیا۔ اس کے بے

Marfat.com

نیازی کے مشاہدے کے بعد مجھے پتہ چلا کہ اس کے نزدیک پوری مخلوق کا علم تنکا برابر بھی وقعت نہیں رکھتا اور اس کی رحمت کے مشاہدے سے معلوم ہوا وہ اتنا بڑا رحیم ہے کہ پوری مخلوق کے گناہ بھی اس کی رحمت کے آگے ہیچ ہیں۔ فرمایا کہ مجھے خدا نے فرمایا کہ اگر تو غم والم لے کر میرے سامنے آئے گا تو میں تجھے خوش کر دوں گا۔ اگر فقر دنیا کے ساتھ حاضر ہوگا تو تجھے مالدار بنا دوں گا اور اگر خودی سے کنارہ کش ہو کر پہنچے گا تو تیرے نفس کو تیرا فرمانبردار کروں گا۔ فرمایا کہ جب میں شکم مادر میں چار ماہ کا تھا اس وقت سے آج تک کی تمام باتیں یاد ہیں اور جب مر جاؤں گا تو قیامت تک کا حال لوگوں سے بیان کرتا رہوں گا۔ فرمایا جب خودی سے میرا قلب متنفر ہو گیا تو میں نے اپنے آپ کو اپنے میں گرا دیا لیکن ڈوب نہ سکا۔ پھر آگ میں جھونکا گیا مگر خاکستر نہ ہو سکا۔ پھر فنا ہونے کی نیت سے مکمل چار ماہ دس یوم تک کچھ نہیں کھایا لیکن پھر بھی موت سے ہم کنارہ نہ ہو سکا۔ جب میں نے عجز کو اپنا لیا تو اللہ نے مجھے کشادگی عطا فرما کر ان مراتب تک پہنچا دیا جن کا اظہار الفاظ میں ممکن نہیں۔ فرمایا کہ میں خاص بندوں سے اللہ تعالیٰ کی مخصوص باتیں اس لئے بیان نہیں کرتا کہ وہ اس کے رموز سے واقف نہیں اور اپنی ذات سے اس لئے بیان نہیں کرتا کہ تکبر پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ خدا نے میری زبان کو وہ طاقت بھی عطا نہیں کی جس کے ذریعہ سے میں اس کے بھیدوں کو ظاہر کر سکوں۔ فرمایا کہ میں یہ دعا کرتا رہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو غموں سے نجات دے کر مجھے دائمی غم عطا کر دے اور اتنی قوت برداشت دے دے کہ میں اس بارِ عظیم کو سنبھال سکوں۔ فرمایا کہ اے اللہ مجھے ایسے بندے سے ملا دے جو تیرا نام لینے کے لئے حق کی طرح لیتے ہوں تا کہ میں بھی اس کی صحبت سے فیضیاب ہو سکوں۔ فرمایا کہ خدا نے مجھے ایسی شے عطا کی ہے جس کی وجہ سے میں مردہ ہو چکا ہوں اور اس کے بعد وہ زندگی دی جائے گی جس میں موت کا تصور تک نہ ہوگا۔ فرمایا کہ میں نے تمام مشائخین کی خدمت میں وقت گزارا لیکن کسی کو اپنا مرشد اس لئے نہیں بنایا کہ میرا مرشد صرف خدا تعالیٰ ہے۔ فرمایا کہ جب تک یہ یقین نہیں ہو گیا کہ

Marfat.com

میرا رزق خدا کے پاس ہے۔ اس وقت تک اپنی کوشش سے پیچھے نہیں ہٹا اور جس وقت تک یہ یقین نہیں ہو گیا کہ مخلوق ہر شے سے عاجز ہے۔ اس وقت مخلوق سے کنارہ کش نہیں ہوا۔ فرمایا کہ میں عشاء کے بعد اس وقت تک آرام نہیں کرتا جب کہ دن بھر کا حساب خدا کو دے نہیں لیتا۔

قربِ الٰہی: فرمایا کہ اے اللہ میری تخلیق صرف تیرے لئے ہے لہٰذا مجھے کسی دوسرے کے دام میں گرفتار نہ کرنا۔ اے اللہ بہت سے بندے نماز وطاعت کو اور بہت سے جہاد و حج کو اور بہت سے علم و سجادگی کو پسند کرتے ہیں۔ لیکن مجھے ایسا بنا دے کہ میں تیرے سوا کوئی شے پسند نہ کر سکوں۔ فرمایا کہ جس دن سے خدا تعالیٰ نے میری خودی کو دور فرما دیا ہے۔ جنت میری خواہشمند ہے اور جہنم مجھے سے دور بھاگتی ہے اور جس مقام پر خدا نے مجھے پہنچایا ہے۔ اگر اس میں فردوس و جہنم کا گزر ہو جائے تو دونوں اپنے باشندوں سمیت اس میں فنا ہو جائیں۔ فرمایا کہ جب میں نے خدا کی وحدانیت پر لب کشائی کی تو میں نے دیکھا کہ ارض و سماء میرا طواف کر رہے ہیں لیکن مخلوق کو اس کا قطعاً علم نہیں۔ فرمایا کہ میں نے یہ ندائے غیبی سنی کہ مخلوق ہم سے نجات کی طالب ہے حالانکہ اس نے ابھی تک ایمان کا شکر بھی ادا نہیں کیا۔ مفہوم یہ ہے کہ شکر نعمت کے بغیر بندے کو طالب جنت نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس کے بغیر جنت کبھی نہیں ملتی۔ فرمایا کہ جب میں نے مردان حق کے مراتب کا اندازہ کرنے کے لئے جانب عرش نظریں ڈالی تو معلوم ہوا کہ وہاں تمام اولیاء کرام بے نیاز ہیں۔ یہی بے نیازی ان کے مراتب کا انتہائی درجہ ہے اور یہ درجہ بھی اس وقت حاصل ہوتا ہے جب بندہ اچھی طرح خدا تعالیٰ کی پاکی کا مشاہدہ کر لیتا ہے۔ فرمایا کہ اگر قیامت میں اللہ میرے طفیل سے پوری مخلوق کی مغفرت فرما دے، جب بھی میں اپنی علوہمتی کی بنا پر جو مجھے بارگاہ خداوندی میں حاصل ہے منہ توڑ کر نہ دیکھوں گا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں مجھے اپنے قریب بلا کر فرمائے گا کہ کیا طلب کرتا ہے؟ عرض کروں گا کہ یا اللہ میں ان لوگوں کو طلب کرتا ہوں جو میرے زمانے میں دنیا میں میرے

Marfat.com

ہمراہ تھے اوران لوگوں کو جو میری وفات کے بعد سے میرے مزار کی زیارت کو آتے رہے۔ ان لوگوں کو جنہوں نے میرا نام سنایا نہیں سنا اس وقت باری تعالیٰ فرمائے گا کہ چونکہ دنیا میں تو نے ہمارے احکام کے مطابق کام کیے اس لئے آج ہم بھی تیری بات مان لیتے ہیں۔ جب سب لوگوں کو میرے سامنے لایا جائے گا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں گے کہ اگر تو چاہے تو اپنے آگے میں تیرے لئے جگہ خالی کر دوں گا کہ حضور میں تو دنیا میں بھی آپ کی اتباع کرتا رہا اور یہاں بھی آپ کے تابعدار ہوں۔

پھر حکم الٰہی سے ملائکہ ایک نورانی فرش بچھا دیں گے جس پر میں کھڑا ہو جاؤں گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُمت کے ان بزرگوں کو حاضر فرمائیں گے جن کا ثانی پیدا نہیں ہوا۔ خدا تعالیٰ ان کے مقابلے میں مجھ کو کھڑا کر کے فرمائے گا۔ اے ہمارے محبوب! وہ سب تمہارے مہمان ہیں لیکن تو ہمارا مہمان ہے۔ فرمایا کہ جن لوگوں نے میرا کلام سن لیا یا آئندہ سنیں گے ان کا معمولی درجہ یہ ہوگا کہ قیامت میں وہ بلا حساب بخش دیئے جائیں گے۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ خدا نے تمام عالم کے خزانے میرے سامنے پیش کر دیئے لیکن میں نے کہا کہ میں ان پر گرویدہ نہیں ہو سکتا۔ پھر خدا نے فرمایا کہ اے ابوالحسن! دین و دنیا میں تیرا کوئی حصہ نہیں بلکہ ان دونوں کے بدلے میں تیرے لئے ہوں۔ فرمایا کہ خدا نے جو مرتبہ مجھ کو عطا فرمایا مخلوق اس سے نابلد ہے آپ نے ایک شخص سے پوچھا کیا تم حضرت خضر سے ملنا چاہتے ہو اس نے کہا کہ ہاں۔ فرمایا کہ اے اللہ مجھے وہ شے عطا کر دے جو آدم سے لے کر آج تک کسی کو عطا نہ کی گئی ہو کیونکہ میں چھوٹی چیز پسند نہیں کرتا۔ فرمایا کہ ترک دنیا کے بعد نہ تو میں نے کبھی کسی کی طرف دیکھا اور نہ خدا سے کلام کرنے کے بعد کسی سے کلام کیا۔ فرمایا کہ خدا نے مجھے وہ درد عطا کیا ہے کہ اگر اس کا ایک قطرہ بھی نکل پڑے تو طوفان نوح سے بھی زیادہ طوفان آ جائے۔

اسرارِ الٰہی کے انکشافات: فرمایا کہ میں نے راستہ میں ٹھہر کر ارض وسماء کی تمام مخلوقات کے اعمال کا مشاہدہ کیا لیکن ان کے اعمال میری نظر میں بے وقعت ثابت

Marfat.com

ہوئے کیونکہ مجھے ان کی ملکیت سے مکمل طور پر باخبر کر دیا گیا تھا۔ اس وقت مجھے غیب سے یہ آواز سنائی دی کہ اے ابوالحسن! جس طرح تمام مخلوقات کے اعمال تیری نگاہ میں ہیچ ہیں اسی طرح ہمارے سامنے تیری بھی کوئی دقعت نہیں۔ آپ اس طرح مناجات کیا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے زہد و عبادت اور علم و تصوف پر قطعاً اعتماد نہیں اور نہ میں خود کو عالم و زاہد اور صوفی تصور کرتا ہوں۔ اے اللہ! تو یکتا ہے اور میں تیری یکتائی میں ایک ناچیز مخلوق ہوں۔

کسی دانشمند نے آپ سے سوال کیا کہ عقل و ایمان اور معرفت کا مقام کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ پہلے تم مجھے ان چیزوں کا رنگ بتا دو پھر میں ان کا مقام بھی بتا دوں گا۔ وہ شخص آپ کا جواب سن کر رونے لگا۔ پھر کسی نے پوچھا کہ واصل الی اللہ کون لوگ ہوتے ہیں؟ فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہوا۔ کیونکہ یہ مرتبہ محبوب خدا کے سوا اور کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا پھر فرمایا کہ اہل اللہ وہ ہیں جو دنیا سے اس طرح علیحدہ ہو جائیں کہ اہل دنیا کو پتہ بھی نہ چل سکے کیونکہ مخلوق سے وابستگی میں مخلوق ان سے آگاہ رہے گی۔ فرمایا کہ اولیاء اللہ اپنے مراتب کے اعتبار سے مخلوق سے ہمکلام نہیں ہوتے بلکہ مخلوق کے مراتب کے اعتبار سے گفتگو کرتے ہیں کیونکہ ان کے مراتب کی گفتگو نہیں سمجھ سکتی۔

فرمایا ایک مرتبہ میں نے خدا سے دعا کی کہ اب مجھے دنیا سے اُٹھا لیا جائے تو آواز آئی کہ اے ابوالحسن! میں تجھے اس طرح قائم رکھوں گا تاکہ میرے محبوب بندے تیری زیارت کر سکیں۔ جو اس سے محروم رہیں وہ تیرا نام سن کر غائبانہ تعلق قائم کر سکیں۔ میں نے تجھے اپنی پاکی سے تخلیق کیا ہے اس لئے تجھ سے ناپاک بندے ملاقات نہیں کر سکتے۔ فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا مجھ سے یہ عہد ہے کہ میں تجھ کو اپنے نیک بندوں سے ملواؤں گا اور بدبختوں کی صورت بھی تجھے نظر نہیں پڑے گی۔ چنانچہ میں دنیا میں آج جن لوگوں سے ملاقات کر رہا ہوں۔ قیامت میں بھی اس طرح مسرت کے ساتھ ان سے ملاقات کروں

Marfat.com

گا۔ فرمایا کہ گوشہ تنہائی میں کبھی اللہ تعالیٰ مجھے ایسی قوت عطا کر دیتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو ایک اشارے میں آسمان کو پکڑ کر کھینچ لوں اور اگر چاہوں تو دم زدن میں تحت الثریٰ کی سیاحت کر آؤں۔

فرمایا کہ مرنے کے بعد بھی میں اپنے معتقدین کی نزع کے وقت مدد کروں گا اور جس وقت فرشتۂ اجل ان کی روح قبض کرنا چاہے گا تو میں اپنی قبر میں سے اپنا ہاتھ نکال ان کے لب و دندان پر لطف الٰہی کا چھینٹا دوں گا تاکہ وہ شدت تکلیف میں خدا سے غافل نہ ہو سکیں۔ فرمایا کہ میں اس مقام پر ہوں جہاں ذرے ذرے کی تحقیق کا مجھے علم ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج اور معرفت الٰہی کی انتہا مجھے آج تک معلوم نہیں ہو سکی یعنی ان چیزوں کو کوئی انتہا ہی نہیں ہے۔ فرمایا کہ دوست، دوست کے پاس پہنچ کر عالم محویت میں خود بھی گم ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ روح کی مثال ایسے مرغ کی طرح ہے جس کا ایک بازو مشرق اور دوسرا بازو مغرب میں ہے اور قدم تحت الثریٰ میں۔ فرمایا کہ جس کے قلب میں مغفرت کی طلب ہو وہ دوستی کے قابل نہیں۔ فرمایا کہ اہل اللہ کی مثال روز روشن کی طرح ہے اور جس طرح دن کو آفتاب کی روشنی درکار ہوتی ہے۔ اولیاء کرام کو آفتاب کی ضرورت نہیں رہتی اور جس طرح شب تاریک کو ماہ انجم کی روشنی درکار ہوتی ہے اولیاء کرام اس سے بے نیاز ہوتے ہیں کیونکہ خود زیادہ منور ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ اس کے لئے راہوں کی طوالت ختم ہو جاتی ہے جس کو خدا راستہ دکھانا چاہتا ہے۔

فرمایا کہ ایک شب خواب میں مجھ سے اللہ نے فرمایا کہ کیا تو چاہتا ہے کہ میں تیرا بن جاؤں؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ پھر سوال ہوا کہ کیا تیری یہ تمنا ہے کہ تو میرا ہو جائے؟ میں نے کہا ہاں پھر ارشاد ہوا کہ تمام گزشتہ لوگوں کو یہ تمنا رہی کہ میں ان کا ہو جاؤں۔ پھر آخر تجھے یہ تمنا کیوں نہیں ہے؟ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ جو اختیارات تو مجھ کو عطا فرمانا چاہتا ہے اس میں بھی تیری کوئی مصلحت یقیناً ہو گی کیونکہ تو کبھی دوسروں کی مرضی

Marfat.com

کے مطابق کام نہیں کرتا۔ فرمایا کہ جب میں نے اللہ سے عرض کیا کہ مجھے میرا اصلی روپ دکھا دے۔ میں نے دیکھا کہ میں ٹاٹ کے لباس میں ملبوس ہوں اور جب میں نے غور سے دیکھ لینے کے بعد پوچھا کہ کیا میرا اصل روپ یہی ہے تو فرمایا گیا کہ ہاں تیری اصلی ہیئت یہی ہے۔ پھر جب میں نے پوچھا کہ میری ارادت ومحبت اور خشوع وخصوع کہاں چلے گئے تو فرمایا گیا کہ وہ تو سب کچھ ہمارا تھا۔ تیری اصلی حقیقت تو یہی ہے۔

فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے خواب میں خدا تعالیٰ سے عرض کیا کہ میں نے تیری محبت میں ساٹھ سال گزار دیئے اور آج تک تیری امید سے وابستہ ہوں۔ اس پر جواب ملا کہ تو صرف ساٹھ ہی سال سے ہماری محبت میں گرفتار ہے اور ہم تجھ کو ابد سے اپنا دوست بنائے ہوئے ہیں۔ فرمایا کہ حقیقت میں غریب وہی ہے جس کا زمانے میں کوئی ہمنوا نہ ہو لیکن میں خود کو غریب اس لئے نہیں کہہ سکتا کہ نہ تو میں دنیا اور اہل دنیا کا موافق ہوں اور نہ دنیا ہی میرے موافق ہے۔ فرمایا کہ اہل اللہ کا راز یہ ہے کہ نہ تو وہ دین میں نہ دنیا میں کسی پر ظاہر کریں اور نہ خدا تعالیٰ اس پر کسی کو ظاہر ہونے دے۔ فرمایا کہ جب حضرت موسیٰ ہی سے یہ فرما دیا گیا ''تو ہمیں ہرگز نہیں دیکھ سکتا'' تو پھر اس کا مشاہدہ کرنے کی کس میں مجال ہے اور لن ترانی فرما کر ان لوگوں کی زبان بند کر دی گئی جو اس کے دیدار کے متمنی رہتے ہیں۔ فرمایا کہ خدا نے اہل اللہ کے قلوب پر ایسا بار رکھ دیا ہے کہ اگر اس کا ایک حبہ بھی مخلوق پر ظاہر ہو جائے تو ان کے اعضاء ٹکڑے ہو جائیں اور کسی طرح بھی اس بوجھ کو برداشت نہ کر سکیں۔ فرمایا کہ اللہ کی معیت اختیار کیوں نہیں کرتے اس لئے کہ دوست کی صحبت میں رہنا بہت ضروری ہے۔ ایک مرتبہ آپ نے اپنے شاگرد سے پوچھا کہ سب سے اچھی چیز کون سی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم جیسے بے علم کو تو بہت زیادہ خوفزدہ رہنا چاہیے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ سب سے بہتر شے وہ ہے جس میں کوئی برائی نہ ہو۔ مشہور ہے کہ جب لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ حضرت جنید دنیا میں باہوش آئے اور ہوش کے ساتھ چلے گئے۔ اور حضرت شبلی

Marfat.com

مدہوش آئے اور مدہوش لوٹ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ان دونوں سے پوچھا جائے کہ تم دنیا میں کس طرح آئے اور کس طرح واپس ہوئے تو یہ کچھ بھی نہ بتا سکیں گے کیونکہ ان دونوں میں سے کوئی بھی نہیں جانتا کہ وہ کس طرح آئے اور کس طرح واپس ہوئے۔ آپ نے جس وقت یہ جملہ فرمایا تو غیب سے آواز آئی کہ اے ابوالحسن! تو نے بالکل درست کہا کیونکہ جو خدا سے آگاہ ہو جاتا ہے۔ اس کو خدا کے سوا کچھ نظر نہیں آتا اور جب لوگوں نے اس جملے کا مفہوم پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ زندگی کو نامرادی میں گزارنے کا نام بندگی ہے۔ پھر لوگوں نے سوال کیا کہ ہمیں کیا چیزیں اختیار کرنی ہوگی۔ جس کی بنیاد پر ہم میں بیداری پیدا ہو۔ فرمایا کہ عمر کو ایک سانس سے زیادہ تصور نہ کرو۔ پھر لوگوں نے پوچھا کہ فقر کی کیا علامت ہے؟ فرمایا کہ قلب پر ایسا رنگ چڑھ جائے جس پر دوسرا کوئی رنگ نہ چڑھ سکے۔ فرمایا کہ میں خدا کے سوا کسی کو اپنے قلب میں آنے نہیں دیتا اور اگر کوئی خیال بھی آ جاتا ہے تو فوراً نکال پھینکتا ہوں۔

اللہ تک رسائی کے راستے: فرمایا کہ خدا تک رسائی کے لئے بے شمار راستے ہیں یعنی خدا نے جتنی مخلوق پیدا کی ہے اسی قدر خدا تک رسائی کے راستے بھی ہیں۔ ہر مخلوق اپنی بساط کے مطابق ان راہوں پر گامزن رہتی ہے اور میں نے ہر راہ پر چل کر دیکھ لیا لیکن کسی راہ کو خالی نہیں پایا۔ پھر میں نے خدا سے دعا کی کہ مجھے ایسا راستہ بتا دے جس میں تیرے اور میرے سوا کوئی اور نہ ہو۔ چنانچہ اس نے وہ راستہ مجھ کو عطا کر دیا لیکن اس راستہ پر چلنے کی کسی دوسرے میں طاقت نہیں ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ طالبین الٰہی کے لئے ضروری ہے کہ غم و آلام میں بھی خوشی کے ساتھ اطاعت الٰہی کرتے رہیں کیونکہ ایسے عالم میں اطاعت کرنے والوں کو دوسروں کی بہ نسبت بہت جلد قرب الٰہی حاصل ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ جوانمرد وہی ہے جس کو دنیا نامرد تصور کرتی ہو اور جو دنیا کے نزدیک مرد ہوتا ہے وہ حقیقت میں نامراد ہے۔ فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ یہ ندا سنی کہ اسے ابوالحسن میرے احکام کی تعمیل کرتا رہ میں ہی وہ زندہ رہنے والا ہوں جس کو کبھی موت نہیں اور میں تجھے بھی

Marfat.com

حیات جاوداں عطا کروں گا۔ میری ممنوعہ چیزوں سے احتراز کرنا کیونکہ میری سلطنت اتنی مستحکم ہے کہ جس کو کبھی زوال نہیں اور میں تجھ کو ایسا ملک عطا کروں گا جس کو کبھی زوال نہیں ہوگا۔

اولیاء جانشین انبیاء ہیں: فرمایا کہ علماء کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ ہم جانشین انبیاء میں بلکہ درحقیقت انبیاء کے جانشین اولیاء کرام ہیں کیونکہ ان کو علم باطن حاصل ہوتا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر اوصاف ان میں پائے جاتے ہیں۔ مثلاً فقر و سخا، امانت و دیانت وغیرہ اس کے علاوہ جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمہ وقت دیدار الٰہی حاصل تھا جس طرح خیر شر کو منجانب اللہ تصور فرماتے تھے۔ خیر و شر پر صبر سے کام لیتے تھے اور مخلوق سے زیادہ ربط وضبط سے کام نہ لیتے تھے۔ پابندی وقت کے کبھی ان چیزوں سے خائف نہیں ہوتے تھے جس سے مخلوق خوفزدہ رہتی ہے اور نہ کبھی آپ ان چیزوں سے توقعات وابستہ فرماتے تھے جس سے مخلوق کو توقع ہوتی ہے اس نوعیت کی بہت سی چیزیں اولیاء کرام میں پائی جاتی ہیں اس لئے صحیح معنوں میں جانشین انبیاء وہی لوگ ہیں۔

فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسا بحر بیکراں تھے کہ اگر اس کا ایک قطرہ بھی باہر آجاتا تو کل کائنات اس میں غرق ہو جاتی۔ فرمایا کہ سعی بسیار کے باوجود بھی تمہیں سمجھنا چاہئے کہ تم خدا کے لائق نہیں ہو اور ورنہ تمہیں اس قسم کا دعویٰ کرنا چاہئے ورنہ دلیل کے بعد تمہارا دعویٰ غلط ثابت ہوگا۔ فرمایا کہ تم جو چاہو خدا سے طلب کرو لیکن نفس کے بندے اور جاہ ومرتب کے غلام نہ بنو کیونکہ محشر میں مخلوق ہی مخلوق کی دشمن ہوگی۔ لیکن ہمارا دشمن اللہ تعالیٰ ہے اور وہ جس کا دشمن ہو جائے اس کا فیصلہ کبھی نہیں ہو سکتا۔

شجاعان طریقت کا بازار: فرمایا کہ راہ مولیٰ میں ایک ایسا بازار بھی ہے جس کو شجاعان طریقت کا بازار کہا جاتا ہے اور اس میں ایسی ایسی صورتیں ہیں کہ سالکین وہاں پہنچ کر قیام کرتے ہیں وہ حسین صورتیں یہ ہیں، کرامت، اطاعت، ریاضت، عبادت، زہد، فرمایا کہ دین و دنیا اور جنت کی راحتیں ایسی چیزیں ہیں کہ ان میں پڑ جانے والا خدا سے دور ہو

Marfat.com

جاتا ہے اور کبھی اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتا۔ لہٰذا بندے کو چاہئے کہ مخلوق سے کنارہ کش ہو کر یاد الٰہی میں گوشہ نشینی اختیار کرے اور سجدے میں گر کر بحر کرم کو عبور کر جائے اور خدا کے سوا ہر شے کو اس طرح نظر انداز کرتا جائے کہ اس کی وحدانیت میں گم ہو کر اپنے وجود کو فنا کر دے۔

فرمایا کہ مردے موت سے ڈرا نہیں کرتے کیونکہ اللہ کی ہر وہ وعید جو بندوں کے لئے فرمائی گئی ہے میرے غم کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی اور ہر وہ وعدہ جو مخلوق سے آسائش و آرام کا کیا گیا ہے۔ میری اُمید کے مقابلہ میں بے حقیقت ہے اور اگر تم سے یہ سوال کیا جائے کہ ابوالحسن سے جو فیض تمہیں حاصل ہوا ہے اس کا صلہ کیا چاہتے ہو۔ تو تم کیا صلہ طلب کرو گے اس پر ہر فرد نے اپنی خواہشات کے مطابق جواب دیا۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ اگر مجھ سے یہ سوال کیا جائے کہ تم محبت مخلوق کے صلہ میں کیا معاوضہ چاہتے ہو تو میں جواب دوں گا کہ میں سب کو چاہتا ہوں۔

واقعات و کرامات: حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کا شمار صاحب کرامت اولیاء میں ہوتا ہے۔ آپ کی زندگی میں آپ سے بہت سی کرامات اور خرق عادات کا ظہور ہوا جو تصوف کا ایک انمول سرمایہ ہیں۔ آپ کی زندگی کے چند اہم واقعات حسب ذیل ہیں۔

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کا مقام: حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ سلطان محمود غزنوی کے ہم عصر تھے۔ ان کی شہرت چار دانگ عالم میں پھیلی تو سلطان محمود غزنوی کو ان کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ وہ خدام و حشم کے ساتھ غزنوی سے خرقان پہنچا اور ایک قاصد کے ہاتھ شیخ کو پیغام بھیجا کہ میں آپ کی زیارت کے لیے غزنی سے یہاں آیا ہوں۔ آپ خانقاہ سے میرے خیمہ تک قدم رنجہ فرمائیں۔ اس کے ساتھ ہی سلطان نے قاصد کو ہدایت کی کہ اگر شیخ یہاں آنے سے انکار کریں تو ان کو قرآن حکیم کی یہ آیت پڑھ کر سنا دینا:۔ اطیعوا اللہ و اطیعو االرسول و اولی الامر منکم

(یعنی اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حاکم

Marfat.com

کی جو تم میں سے ہو)

قاصد نے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوکر سلطان کا پیغام دیا تو آپ نے فرمایا مجھے معذور رکھو۔اس نے آیت مذکور پڑھی تو فرمایا "واطیعو اللہ چناں مستغرق ام کہ اطیعو ا الرسول خجالت ہادارم تابہ اولو الامر چہ رسد (یعنی ابھی میں اطیعوا اللہ میں ایسا مستغرق ہوں کہ اطیعوا الرسول کے معاملہ میں نادم اور شرمسار ہوں۔ پھر اولی الامر منکم کی جانب کیونکر متوجہ ہوسکتا ہوں۔ قاصد نے واپس جا کر سلطان کو شیخ کا جواب سنایا تو اس پر رقت طاری ہوگئی اور وہ شیخ ابوالحسن کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے درخواست کی کہ حضرت بایزید بسطامی کے حالات واقوال سنایئے۔ شیخ نے فرمایا، بایزید فرماتے تھے کہ جس نے مجھے دیکھا بدبختی اس سے دور ہوگئی (یعنی وہ کفروشرک سے محفوظ ہوگیا)

سلطان محمود نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ابولہب، ابوجہل اور کتنے ہی دوسرے منکروں نے دیکھا لیکن یہ بدبخت کے بدبخت (یعنی کافر) ہی رہے۔ کیا بایزید کا درجہ (نعوذ باللہ) حضور سے بھی بلند ہے؟ یہ سن کر شیخ کا چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا اور آپ نے جلال کے عالم میں فرمایا محمود! حدِ ادب سے قدم باہر نہ رکھ۔ ابولہب، ابوجہل اور دوسرے کفار نے فی الحقیقت حضور کو دیکھا ہی نہیں، کیا تو نے قرآن کریم میں یہ آیت نہیں پڑھی:۔ وتراھم ینظرون الیك وھم لا یبصرون.

(اے رسول تو ان کو دیکھتا ہے جو تیری طرف نظر کرتے ہیں حالانکہ وہ تجھ کو نہیں دیکھتے)

سلطان شیخ کے ارشادات سے بہت متاثر ہوا اور اس نے عرض کی کہ مجھے کوئی نصیحت فرمایئے۔ شیخ نے فرمایا کہ چار باتوں کا ہمیشہ خیال رکھو (۱) ایسی چیزوں سے پرہیز جن سے منع کیا گیا ہے (۲) نماز باجماعت (۳) سخاوت (۴) خدا کے بندوں پر شفقت، سلطان نے کہا کہ میرے لیے دعائے خیر کیجیے۔ شیخ نے دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے اور کہا' (اللھم

Marfat.com

اغفر للمومنین والمؤمنات" (اے اللہ! سب مومنین اور مومنات کو بخش دے) سلطان نے عرض کی کہ میرے لیے خاص دعا فرمایئے۔ شیخ نے فرمایا اللہ تجھ پر رحمت کرے اور تیری عاقبت محمود ہو۔

اس کے بعد سلطان محمود نے اشرفیوں کی ایک تھیلی شیخ کے سامنے رکھ دی اور کہا کہ یہ نذر قبول فرمایئے۔ شیخ نے تعجب سے سلطان کی طرف دیکھا اور پھر اس کے سامنے جَو کی ایک روٹی رکھ دی اور فرمایا کہ یہ تمہاری دعوت ہے اس کو تناول کرو۔ سلطان نے بسم اللہ پڑھ کر جو کی روٹی کھانا شروع کی لیکن پہلا نوالہ ہی حلق میں اٹک گیا۔ شیخ نے فرمایا شاید نوالہ حلق میں اٹکتا ہے؟ سلطان نے اثبات میں جواب دیا تو شیخ نے گھمبیر لہجہ میں فرمایا، تو یہ اشرفیوں کی تھیلی بھی میرے حلق میں اٹک جائے گی اس کو فوراً اُٹھا لو۔ یہ اشرفیاں بادشاہوں کی خوراک ہیں، فقیر کے لیے جو کی روٹی ہی نعمتِ عظمیٰ ہے۔ سلطان محمود نے عرض کی کہ حضرت! سب نہیں تو ان میں کچھ اشرفیاں ہی قبول فرمالیں۔

شیخ جلال میں آگئے اور فرمایا کہ میں دنیا کو طلاق دے چکا ہوں۔ میرے لیے یہ اشرفیاں حرام ہیں اس لیے اپنی بات پر اصرار نہ کرو۔ یاد رکھ کہ ان اشرفیوں پر نہ تیرا حق ہے نہ میرا۔ ان کو قوم کی امانت سمجھو۔ اگر یہ قوم کی مرضی کے بغیر تقسیم کرے گا تو قوم کے مال میں خیانت کرے گا اور اللہ تعالیٰ کا گنگار بھی ہوگا۔ اگر تو ان اشرفیوں کو خیرات ہی کرنا چاہتا ہے تو تیرے ملک میں بہتیرے مساکین ہیں۔ جب تو سو جاتا ہے تو وہ اس لیے جاگتے ہیں کہ ان کے پیٹ خالی ہیں اور تیرے ملک میں ایسے شریف اور سفید پوش لوگ بھی موجود ہیں جو بظاہر آسودہ حال نظر آتے ہیں لیکن عسرت اور خودداری قائم رکھنے کے لیے کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔ جب قیامت کا دن آئے گا تو تیری قوم کے یہ لوگ تیرا گریبان پکڑ لیں گے کہ تو غیر مستحق لوگوں میں مال بانٹتا رہا اور ہم تیری نظروں سے اوجھل رہے۔ اس وقت تجھ کو ہر بات کا جواب دینا پڑے گا۔

شیخ کی باتیں سن کر سلطان لرزہ براندام ہوگیا اور اس کی آنکھوں سے سیلِ اشک

Marfat.com

رواں ہو گیا۔ پھر اس نے عرض کی کہ آپ مجھ سے کچھ قبول نہیں فرماتے تو مجھے ہی کوئی تبرک عنایت فرمائیے۔ شیخ نے فوراً اپنا پیراہن اتار کر سلطان کو عطا فرمایا۔ جب سلطان نے رخصت کی اجازت مانگی تو شیخ اس کی تعظیم کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ سلطان کو شیخ کے رویہ پر بڑی حیرت ہوئی اور اس نے عرض کی کہ حضرت جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تو آپ نے میری طرف التفات فرمانا بھی مناسب نہ سمجھا تھا۔ لیکن اب جو آپ میری اس طرح عزت افزائی کر رہے ہیں اس کا کیا سبب ہے؟ شیخ نے فرمایا جب تم فقیر کے حجرے میں داخل ہوئے تھے تو تمہارے دل و دماغ میں بادشاہت کی بو تھی اور تم اپنے شاہانہ جاہ جلال کا مظاہرہ کرنا چاہتے تھے اسی لیے میں نے بادشاہ محمود کی پروانہ کی تھی۔ اب تم جا رہے ہو تو تمھارا رنگ اور ہے۔ اب تم ایک درویش اور منکسر المزاج انسان کی حیثیت سے رخصت ہو رہے ہو۔ اسی لیے میں نے اپنا فرض سمجھا ہے کہ تمہاری تعظیم کروں۔ ایسے انسانوں کی تعظیم نہ کرنا مسلمانوں کا شیوہ نہیں ہے۔

سومنات پر حملہ کرنے کے وقت جب محمود غزنوی کی غنیم کی بے پناہ قوت کی وجہ سے شکست کا خطرہ ہوا تو اس نے وضو کر کے نماز پڑھی اور آپ کا عطا کردہ پیراہن ہاتھ میں لے کر یہ دعا کی کہ اے خدا اس پیراہن والے کے صدقہ میں مجھے فتح عطا فرما اور جو مال غنیمت اس جنگ میں حاصل ہو گا وہ سب فقراء کو تقسیم کر دوں گا۔ چنانچہ اللہ نے اس کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا اور جب وہ غنیم کے مقابلہ میں صف آرا ہوا تو غنیم اپنے باہمی اختلافات کی بنا پر خود وہ آپس میں لڑنے لگا جس کی وجہ سے محمود کو مکمل فتح حاصل ہو گئی اور رات کو محمود نے خواب میں حضرت ابوالحسن کو دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ اے محمود تو نے اس قدر معمولی شے کے لیے میرے خرقہ کے صدقہ میں دعا کی اگر تو اس وقت یہ دعا مانگتا کہ تمام عالم کے کفار اسلام قبول کر لیں اور دنیا سے کفر کا خاتمہ ہو جائے تو یقیناً تیری دعا قبول ہوتی۔

بھوک کے باوجود نذرانہ قبول نہ کیا: ایک مرتبہ مریدین سمیت آپ کو سات یوم تک

Marfat.com

کھانا میسر نہ آسکا تو ساتویں دن ایک آدمی آٹے کی بوری اور ایک بکری لے کر آیا اور آپ کے دروازے پر آواز دی کہ میں یہ چیزیں صوفیاء کے لیے لے کر حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے مریدین سے فرمایا کہ مجھ میں تو صوفی ہونے کی صلاحیت نہیں ہے لہٰذا تم میں سے جو صوفی ہو وہ جا کر لے لے، لیکن کسی نے اپنے صوفی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور سب لوگ فاقہ سے بیٹھے رہے۔

حدیث کی سند کا روحانی معیار: مشہور بزرگ حضرت ابوالحسن خرقانی کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے ایک مرید کو حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کرنے کا بیحد شوق تھا اس نے آپ سے اجازت طلب کی۔ عرض کی کہ میں حدیث وفقہ کی تعلیم کے حصول کے لیے کسی دوسری جگہ جانا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ''باہر جانے کی ضرورت نہیں تم یہ تعلیم مجھ سے بھی حاصل کر سکتے ہو،'' وہ شخص حیران ہو کر بولا آپ تو بنیادی تعلیم سے بھی نا آشنا ہیں تو حدیث کیسے پڑھائیں گے؟ آپ نے فرمایا یہ کیسے کا لفظ مت استعمال کرو اور حدیث کی کتاب لے کر میرے پاس آ جاؤ۔ جب آپ نے حدیث پڑھانا شروع کی تو وہ شخص حیران رہ گیا کہ اس طرح جامع طریقے سے کوئی شخص بھی نہیں پڑھا سکتا تھا جس طرح آپ نے پڑھایا۔ آپ حدیث پڑھاتے ہوئے جس حدیث کو وضعی خیال کرتے فوراً بتلا دیتے۔ آپ کے شاگرد مرید نے آپ سے دریافت کیا کہ یہ وضعی حدیث کا آپ کو کیسے پتہ چل جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا جب میں حدیث پڑھا رہا ہوتا ہوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روئے مبارک میرے سامنے ہوتا ہے اگر حدیث سچی ہو تو آپ کا چہرہ بڑا شگفتہ ہو جاتا ہے اور اگر حدیث وضعی ہو تو آپ کا چہرہ شکن آلودہ ہو جاتا ہے اور اس طرح مجھے پتہ چل جاتا ہے کہ اس حدیث کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مرید نے آپ سے معذرت کی کہ میں نے آپ کو تعلیم یافتہ نہ سمجھنے کی گستاخی کی ہے۔ آپ نے اس کو معاف کر دیا۔

تنور سے مچھلی نکالنے کا کمال: ابوالحسن خرقانیؒ کے عہد میں ایک بزرگ ابوالعمر ابو

Marfat.com

عباس ایک مرتبہ خرقان آئے۔ ابوالحسن اس وقت تنور پر کھا رہے تھے اور پانی کا کٹورا سامنے رکھا تھا۔ ابوعباس آپ کے پاس آکر بیٹھ گئے اور پانی کے کٹورے میں ہاتھ ڈال کر ایک مچھلی نکال کر حضرت ابوالحسن کے سامنے رکھ دی اور کہا یہ میں نے اپنی کرامت سے آپ کو ایک تحفہ پیش کیا ہے۔ اسی وقت حضرت ابوالحسن نے تنور میں ہاتھ ڈالا اور اس کے اندر سے ایک مچھلی نکال دی اور فرمایا ابوعباس! پانی سے مچھلیاں نکالنا کوئی کمال نہیں۔ کمال تو یہ ہے کہ آدمی آگ سے مچھلی نکال کر دکھائے۔ ابوعباس بہت شرمندہ ہوئے۔ ابوعباس بھی حضرت ابوالحسن کی طرح ہر رات بایزید بسطامی کے مزار پر گزارا کرتے تھے۔ ان کی روزانہ یہ کوشش ہوتی تھی کہ کسی طرح ابوالحسن سے پہلے مزار اقدس پر پہنچ جائیں مگر باوجود پوری کوشش کے وہ ایک مرتبہ بھی اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہوئے۔

بادشاہ کا پیٹ درد دُرست ہو گیا: ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت بوعلی سینا آپ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور عرض کی کہ میں بادشاہ وقت کا خاص غلام ہوں۔ بادشاہ اس وقت شدید پیٹ درد میں مبتلا ہے۔ کوئی عمل ایسا کر دیں جس سے بادشاہ ٹھیک ہو جائے۔ آپ نے فرمایا حاذقِ وقت موجود ہے اس کو لے جاؤ۔ یہ سن کو بوعلی سینا بہت شرمندہ ہوئے اور عرض کی ''حضرت! آپ کے ہوتے ہوئے میری طبابت کس کام کی لہٰذا علاج آپ فرمائیں گے میں نہیں کروں گا۔'' آپ نے فرمایا ٹھیک ہے اگر مجھے علاج کرنا ہے تو میں ضرور کروں گا۔ آپ نے اپنا جوتا اس شخص کو دیا اور کہا، اسے بادشاہ کے پیٹ پر پھیر دو۔ درد انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا۔ وہ شخص جوتا لے گیا اور بادشاہ کے پیٹ پر پھیر دیا۔ پھر بفضلِ تعالیٰ بادشاہ بالکل ٹھیک ہو گیا۔

بوعلی سینا نے عرض کی، حضرت! اس دنیا میں کچھ باتیں سمجھ میں نہ آنے کے باوجود حقیقت ہوتی ہیں ان کو کیسے سمجھا جائے؟ آپ نے فرمایا ان باتوں کی توجیہ کو جاننے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

کشفی قوت کی بحالی: حضرت ابوالحسن خرقانی کو بینگن بہت زیادہ پسند تھے مگر آپ نے

Marfat.com

نفس کشی کی وجہ سے چالیس سال تک بینگن نہ کھائے تا کہ اللہ یہ نہ سمجھے کہ محبت میرے ساتھ کرتا ہے اور ادنیٰ سی چیز بینگن کھانے پر مجبور ہے۔ایک روز آپ کی والدہ نے آپ سے کہا ابوالحسن! تمہیں بینگن اتنے پسند ہیں تو ایک مرتبہ میرے کہنے پر کھالو۔آپ نے والدہ کے حکم کی تعمیل کی اور بینگن کھالیے۔اگلے روز آپ کو کشف کے ذریعہ معلوم ہوا کہ جنگل میں رہزنوں نے ایک قافلے کو لوٹ لیا ہے اور سارے لوگوں کو قتل کر دیا ہے۔آپ نے یہ بات اپنی بیوی کو بتائی تو اس نے حسب معمول آپ سے کہا کہ آپ کا تو دماغ چل گیا ہے یہاں گھر میں بیٹھے ہوئے آپ کو قافلہ کیسے نظر آ گیا حالانکہ جنگل یہاں سے کوسوں دور ہے۔آپ اس کی باتیں سن کر خاموش ہو گئے۔اگلی رات حضرت عبادت میں مشغول تھے کہ آپ کی بیوی کو کسی نے آ کر بتایا کہ کسی نے آپ کے بیٹے کو قتل کر دیا ہے اور اس کا سر دروازے پر لٹک رہا ہے۔آپ کی بیوی نے رونا پیٹنا شروع کر دیا اور بین کرنے لگی۔ ''دیکھو اس مکار ولی کو جس کو جنگل میں قافلہ لٹتا نظر آ گیا اور اپنا بیٹا قتل ہوتا ہوا نظر نہ آیا۔اس جھوٹے شخص کو نہ جانے کیوں زمانہ پیرومرشد مانتا ہے۔لوگوں کو اس نے بیوقوف بنایا ہوا ہے۔'' حضرت ابوالحسن نے بیٹے کو خون میں لت پت دیکھا تو انہیں بھی بڑا رنج پہنچا فوراً اپنی والدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے والدہ محترمہ! آپ کے حکم پر اپنی خواہش کے خلاف میں نے بینگن کھا کر خدا کی محبت میں گستاخی کر لی ہے جس کی مجھے وہ سزا ملی کہ میرا بیٹا قتل ہو گیا مگر مجھے پتہ تک نہ چلا آپ کی والدہ بھی بڑی رنجیدہ ہوئی اور اللہ کے آگے رونے لگیں۔ اللہ میاں! غلطی میری تھی اور سزا میرے پوتے کو ملی۔اب تو مجھے معاف کر دے اور میری ابوالحسن کو جو کشفی قوت تو نے عطا کر رکھی تھی وہ واپس دے دے۔ابوالحسن خرقانی نے بھی گڑگڑا کر خدا سے معافیاں مانگیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو پھر وہی الطاف عطا کر دیے۔

تحمل اور قوت برداشت: ایک مرتبہ شیخ الرئیس بوعلی سینا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ اس وقت گھر پر نہ تھے انہوں نے آپ کی بیوی سے آپ کے متعلق پوچھا۔

Marfat.com

حضرت ابوالحسن کی بیوی نے کہا کہ تم لوگ کتنے بیوقوف ہو کہ ایک جھوٹے مکار انسان کو ولی سمجھ کر اپنا وقت برباد کر رہے ہو۔ جس شخص کو تم ولی سمجھتے ہو وہ اس وقت میرے لیے جنگل سے لکڑیاں لینے گیا ہوا ہے۔

بوعلی سینا جنگل کی طرف چلے گئے، راستے میں انہوں نے دیکھا کہ حضرت ابوالحسن لکڑیوں کا گٹھا شیر پر لاد کر آ رہے ہیں۔ وہ بڑے حیران ہوئے اور ڈر کے مارے ایک درخت کے پیچھے چھپ گئے۔ قریب آ کر حضرت ابوالحسن نے پکارا۔ ''بوعلی سینا! سامنے آ جاؤ اور شیر سے مت ڈرو۔'' اب تو بوعلی سینا اور حیران ہوئے اور عرض کی'' حضرت میرا نام آپ کو کیسے معلوم ہو گیا۔'' فرمایا اللہ نے میرے دل کو روشن کر دیا ہے اس لیے وہ سب باتیں دل میں ڈال دیتا ہے۔ پھر بوعلی سینا نے آپ کو آپ کے گھر کا قصہ اور آپ کی بیوی کے آپ کے متعلق خیالات بتائے اور عرض کی کہ حضرت آپ اتنے بڑے ولی ہیں اور آپ کی بیوی اتنی گستاخ؟ آپ نے فرمایا بوعلی سینا دیکھو! انسان کو اوقات میں رکھنے کے لیے ان کی بیویوں کو ایسی ہی باتیں کرنی چاہئیں۔ میری بیوی ایک سادہ لوح بکری کی مانند ہے میں اس کی سادہ لوحی کو برداشت کرتا ہوں اور اسی تحمل اور قوتِ برداشت کا نتیجہ ہے کہ میں نے اس شیر کو قابو کر رکھا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایک دن میری بیوی نے مجھے کہا کہ اگر تم مجھے ہوا میں پرندوں کی مانند اُڑ کر دکھاؤ تب میں تمہیں مانوں گی۔ میں نے اسے اُڑ کر دکھایا مگر وہ بولی، تم اُڑتے تو ہو مگر تمہاری اُڑان پرندوں کی طرح نہ تھی اس لیے میں تمہاری ولایت کو نہیں مانتی۔

فضل اور غضب: ایک مرتبہ ایک شخص نے حج پر جانے کا ارادہ کیا اور وہ حضرت ابوالحسن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی کہ حضرت؟ میں حج پر جانا چاہتا ہوں مجھے اجازت دیجئے۔ آپ نے فرمایا، کیا کرو گے حج کر کے؟ اس نے جواب دیا کہ خدا کی رضا کے لیے حج کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ علیہ اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین جانا پڑے مگر آپ نے یہ کہیں نہیں فرمایا کہ تم خدا کی تلاش میں مارے

Marfat.com

مارے ایک جگہ سے دوسری جگہ پھرو۔ پھر فرمایا کہ کسی شخص کو خوش رکھنے کے لیے اس کے لیے ایک سانس بھی لی جائے تو یہ عبادت برسوں کے نماز روزے سے بہتر ہے۔

اس شخص کو آپ کی گفتگو ناگوار گزری اور وہ بولا میں نے جب ارادہ کر لیا ہے تو میں جاؤں گا تو ضرور آپ مجھے بالکل نہیں روک سکتے۔ آپ نے فرمایا میری باتیں غور سے سن لے اگر تیرا من چاہے تو ان پر عمل کرنا، نہ چاہے تو نہ کرنا۔ اس طرح میری ذمہ داری ختم ہو جائے گی۔ ایک ایسا شخص جس کا ایک دن اور ایک رات اس طرح گزرے ہوں کہ اس کی ذات سے کسی کو اذیت نہ پہنچی ہو تو اس کی بابت تو یہ یقین کر لے کہ وہ شخص گویا ایک شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہا اور اسی طرح ایک وہ شخص جس سے کسی بھی مسلمان کو اذیت پہنچتی ہو وہ اس دن کی اطاعت وعبادت سے محروم رہا۔ اس شخص نے آپ کی باتوں پر کوئی توجہ نہ دی اور حج کے لیے روانہ ہو گیا۔ دراصل یہ شخص بڑا ظالم انسان تھا اپنے ملازموں اور دیگر ماتحت لوگوں پر بڑی سختی کرتا تھا۔ اس لیے حضرت نے اسے حج کرنے سے زیادہ انسانوں پر رحم کرنے کے متعلق نصیحت کی کیونکہ اس کا حج ریا پر مبنی تھا۔ مگر اس شخص نے آپ کی باتیں توجہ سے سننے کی بجائے ان کو ایک کان سے سنا اور دوسرے کان سے اُڑا دیا۔ اب اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اس سال جتنے لوگ حج کے لیے روانہ ہوئے تھے ان پر بہت سی مصیبتیں نازل ہوئیں اور بیشتر لوگ مر گئے۔ جب یہ اطلاعات حضرت ابوالحسن تک پہنچیں تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے پہلے ہی اس شخص کو بتایا تھا کہ اس مرتبہ تم حج پر جانے کی بجائے انسانیت کی خدمت کرو مگر اس نے میری ایک نہ سنی۔ آپ کی اس بات کی خبر مشہور شیخ ابو عباس کو جب ملی تو ان سے بہت سے لوگوں نے پوچھا کہ اگر حضرت ابوالحسن کی بددعا سے یہ لوگ مصائب کا شکار ہو کر موت سے ہمکنار ہوئے ہیں تو ان کی موت کی ذمہ داری حضرت ابوالحسن پر عائد ہوتی ہے۔ حضرت ابو عباس نے جواب دیا کہ یہ فضول اور بے کار سوال ہے۔ جب ہاتھی زمین پر اپنا جسم رگڑتا ہے تو اس کی زد میں آ کے ہلاک ہونے والے کیڑوں مکوڑوں کی ذمہ داری کس پر

Marfat.com

عائد ہوتی ہے۔ یہ تو درویش کی جلالیت کا معاملہ ہوتا ہے کہ اس جلالیت میں اس کے من سے اللہ جو چاہتا ہے کہلوا دیتا ہے اور لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ اس درویش کا سب کیا دھرا ہے۔ حقیقت میں سارا پروگرام خدا کا ہوتا ہے جس کو وہ سرانجام کسی اپنے بندے کے ذریعے دیتا ہے۔

حضرت ابو عباس کی بات سن کر لوگ خاموش ہو گئے اور پھر انہوں نے کوئی سوال نہ کیا اور دل میں خوفزدہ ہونے لگے کہ حضرت ابوالحسن جیسی بزرگ ہستی کے ساتھ تکرار سے بچنا چاہئے کیونکہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ کا فضل موج میں ہوتا ہے۔ بعض اوقات اس کا غضب نازل ہونے والا ہوتا ہے۔ تو اگر فضل کسی بندے پر نازل ہو جائے تو اس کی دنیا اور آخرت دونوں سنور جاتی ہیں اور اگر وہ غضب کا شکار ہو جائے تو نہ دنیا کا رہتا ہے نہ آخرت کا۔

حصول خرقہ کی آرزو: ایک مرتبہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کی مدح سرائی کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا تم جس کام کی غرض سے آئے ہو وہ بیان کرو اپنا اور میرا وقت فضول باتوں سے ضائع نہ کرو۔'' اس شخص نے عرض کی حضرت؟ میری خواہش تو معمولی ہے اگر آپ اسے پورا فرمادیں تو میں آپ کا ممنون خاطر رہوں گا۔'' آپ نے فرمایا۔'' مجھے تمہاری آرزو کا علم ہے۔ بہتر ہے تم اپنی خواہش ترک کردو۔'' اس شخص نے عرض کی۔'' حضرت! میں آپ کے در پر پُر امید ہو کر آیا ہوں لہٰذا میں خالی ہاتھ واپس نہیں جاؤں گا۔'' آپ نے اسے جواب دیا'' تم مجھ سے میرا خرقہ لینے چاہتے ہو۔'' اس نے عرض کی'' جی ہاں حضرت میں آپ کا خرقہ لینا چاہتا ہوں تاکہ میں بھی آپ جیسا ہو جاؤں۔'' آپ نے مسکرا کر فرمایا'' تمہاری خواہش عجیب واحمقانہ ہے کیونکہ کوئی عورت مردانہ لباس پہن کو مرد نہیں بن سکتی تو تم میرا خرقہ پہن کر مجھ جیسے کیسے بن سکتے ہو۔ اس کام کے لیے خرقہ کی نہیں عمل کی ضرورت ہے۔ عمل کرلو تو مجھ جیسے کیا مجھے سے بھی زیادہ اعلیٰ مقام پر جاسکتے ہو۔'' اس شخص پر آپ کی باتوں کا بڑا اثر ہوا اور اس نے اپنی

Marfat.com

خواہش ترک کر دی۔

قطب دوراں کی زیارت: ایک مرتبہ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کے ایک مرید نے آپ سے دریافت کیا اس دنیا کا قطب کون ہے آپ نے فرمایا ''قطبِ دوراں کی زیارت کے لیے تمہیں کوہ لبنان جانا ہوگا۔'' اس نے پوچھا حضرت! کوہ لبنان پہنچ کر میں کس طرح جان پاؤں گا کہ قطب فلاں شخص ہے؟ آپ نے فرمایا جب تم کوہ لبنان پہنچو گے تو وہاں پر ایک جنازہ رکھا ہوگا اس جنازے کو جو شخص پڑھائیے گا وہی قطبِ دوراں ہوگا۔ وہ شخص اسی وقت روانہ ہو گیا اور بڑی مشکلات اور صعوباتِ سفر کے بعد کوہ بلنان پہنچا۔ وہاں پر اس نے دیکھا کہ واقعی ایک جنازہ پڑا ہوا ہے مگر اسے پڑھانے والا ابھی نہیں پہنچا۔ اسے لوگوں نے بتایا کہ جنازہ پڑھانے والا ابھی آنے والا ہے۔ تھوڑی دیر بعد اس شخص نے دیکھا کہ ایک صاحب کپڑوں میں منہ چھپائے آئے ہیں اور جنازہ پڑھانے کے بعد واپس جا رہے ہیں۔ اس نے جنازہ پڑھانے والے صاحب کا راستہ روکا اور عرض کی کہ حضرت! میں انتہائی دور سے آیا ہوں اور حضرت ابوالحسن کا مرید ہوں اور ان کی اجازت اور راہنمائی سے آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوا ہوں، آپ اپنے چہرے سے کپڑا ہٹائیے تاکہ آپ کا دیدار کرسکوں۔ ان صاحب نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو وہ شخص حیران و پریشان ہو گیا کہ جنازہ پڑھانے والے امام صاحب حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ خود تھے۔ وہ شخص اسی وقت بیہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو اسے پتہ چلا کہ حضرت جا چکے ہیں۔ اس نے آپ کی بابت لوگوں سے پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے اور کہاں گئے ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ امام صاحب خرقان سے آتے ہیں اور یہاں نماز پڑھا کر واپس چلے جاتے ہیں، اس وقت ظہر کا وقت تھا اب وہ شخص عصر کی نماز کا انتظار کرنے لگا تاکہ حضرت جب نماز پڑھانے آئیں تو ان سے گفتگو ہو سکے۔ جب واپس جانے لگے تو اس شخص نے لپک کر آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کی کہ جب میں حضرت آپ کا مرید ہوں تو آپ نے مجھے اتنی دور کیوں بھیجا۔ مجھے اپنا دیدار

Marfat.com

خرقان میں ہی کروا دیتے۔ آپ نے فرمایا دیکھو! جو کچھ تم نے دیکھا ہے اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ یہ خدا کا فضل ہوتا ہے جس پر ہو جائے۔

عقیدت کا معیار کیا ہے؟: ایک دفعہ شیخ ابوسعید حضرت ابوالحسن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضرت! میں نے جب تک آپ سے ملاقات نہ کی تھی میری حالت ایک پتھر کی سی تھی مگر آپ نے مجھے گوہر آبدار بنا دیا ہے اور آپ کا یہ فیضان ہے کہ میں نے اپنی روحانیت میں بڑی شاندار تبدیلی محسوس کی ہے۔ حضرت ابوالحسن نے خوش ہو کر جواب دیا، ابوسعید میں سوچتا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایک بیٹا دے دیتا تو جو حقیقت میں میرا ہمراز ہوتا آج اللہ نے میری یہ دعا بھی قبول کر لی اور آپ کی شکل میں مجھے ایک فرزند معنوی عطا فرما دیا۔ جب شیخ ابوسعید نے یہ بات سنی تو ان کی خوشی بے ٹھکانہ ہو گئی۔ اسی خوشی میں انہوں نے حضرت کی خانقاہ کا ایک پتھر اُٹھایا اور اپنی خانقاہ کی محراب میں لگوا دیا مگر اگلے روز دیکھا تو حیران رہ گئے کہ وہ پتھر محراب سے غائب تھا اور دوبارہ حضرت ابوالحسن کی خانقاہ میں جا کر لگ گیا تھا۔ آپ نے دو تین مرتبہ پتھر حضرت کی خانقاہ سے اٹھایا اور اپنی خانقاہ کی محراب میں لگوایا مگر پتھر ہر مرتبہ اپنی جگہ سے ہٹ کر حضرت ابوالحسن کی خانقاہ میں پہنچ جاتا تھا۔ آخر کار شیخ ابوسعید نے یہ پتھر لگوانے کی کوشش ترک کر دی۔ جب یہ بات انہوں نے حضرت ابوالحسن سے عرض کی تو انہوں نے جواب دیا۔ ''تم نے پتھر کو عقیدت سے میری خانقاہ سے اٹھایا اور اپنی خانقاہ میں لگوایا تھا۔ ایسی عقیدت جو پتھر کے ساتھ تم نے کی یہ بت پرستی کے زمرے میں آتی تھی میں نے اس کو ختم کرنے کے لیے پتھر کو وہاں لگنے کی اجازت نہیں دی۔'' شیخ ابوسعیدؒ نے یہ بات سنی تو خاموش ہو گئے۔

مہمان نوازی میں خدائی مدد: ابوالحسن خرقانی کی بیوی کے متعلق بہت سے واقعات تذکرہ نگاروں نے لکھے ہیں۔ ان کی بیوی ان کی عادت و ریاضت سے سخت نالاں تھی اور اکثر ان کی ولایت کو مکاری اور فریب کار کہتی تھی۔ ایک مرتبہ اپنے دور کے بڑے بزرگ شیخ ابوسعید اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں

Marfat.com

حاضر ہوئے۔ حضرت نے اپنی بیوی سے کہا مہمانوں کے لیے کھانا تیار کرو۔ بیوی نے نہایت ناگواری سے کہا گھر میں کچھ ہو تو کھانا تیار کروں، تمہارے جیسے قلاش آدمی کے گھر مہمان آتے ہی کیوں ہیں؟ حضرت ابوالحسن نے کہا اے نادان عورت! آہستہ بول کہیں مہمان تمہاری گفتگو نہ سن لیں مگر آپ کی بیوی نے آپ کی ایک نہ سنی اور بولتی گئی۔ حضرت نے پھر کہا۔ تم اپنی زبان بند کرو، کھانے کا انتظام وہ خود کرلے گا جس نے مہمان بھیجے ہیں۔ بیوی نے تمسخرانہ انداز میں کہا اچھا آج میں بھی یہ تماشا دیکھتی ہوں کہ تو کس طرح کھانے کے لیے ڈرامہ کرتا ہے؟ حضرت ابوالحسن نے خادم سے پوچھا کہ گھر میں کتنی روٹیاں ہیں؟ اس نے کہا چار روٹیاں ہیں آپ نے فرمایا لے آؤ۔ جب وہ روٹیاں لے آیا تو آپ نے روٹیاں ٹوکری میں رکھ کر اوپر کپڑا ڈال دیا۔ پھر خادم سے کہا کہ روٹیاں تقسیم کرتے وقت ٹوکری کے اوپر سے کپڑا ہرگز نہ ہٹانا اور جتنے لوگ موجود ہیں ان میں روٹیاں تقسیم کر دو اور پھر خدا کی شان دیکھو۔ خادم نے ابوالحسن کی بیوی کو جب یہ بات بتائی تو اس نے فوراً ٹوکری سے کپڑا اُٹھا دیا اور کہا، کہاں ہیں روٹیاں جو تمہارے جعلی پیر نے بنائی ہیں؟ مگر اندر سے وہی چار روٹیاں نکلیں۔ وہ بولی کہ میں نہ کہتی تھی یہ جھوٹ ہے اتنی روٹیاں کہاں سے آسکتی ہیں۔ حضرت ابوالحسن بولے اے اللہ کی بندی! اگر تو یقین نہیں کرتی نہ کر، اللہ نے اپنے بندے کا بھرم رکھ لیا ہے اور مہمان شکم سیر ہو چکے ہیں۔ بیوی پیر پٹختی چلی گئی۔

فاقہ کشی کا انعام: حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک بات کی وضاحت فرمائی کہ اہل کرامت بننے کے لئے ضروری ہے کہ ایک یوم کھانا کھا کر تین یوم تک فاقہ کیا جائے پھر ایک مرتبہ کھانا کھا کر ۱۴ ریوم تک فاقہ کیا جائے۔ پھر ایک مرتبہ کھانے کے بعد ۴۰ چالیس یوم تک بھوکا رہا جائے پھر ایک مرتبہ کھانے کے بعد ایک سال تک فاقہ کش رہنا چاہئے اور جب ایک سال تک فاقہ کشی کی قوت تمہارے اندر پیدا ہو جائے گی تو غیب سے ایک ایسی شے کا ظہور ہوگا کہ اس کے منہ میں سانپ جیسی کوئی چیز ہوگی اور وہ

Marfat.com

تمہارے منہ میں دے دی جائے گی جس کے بعد کبھی کھانے کی خواہش رونما نہ ہوگی اور مجاہدات وفاقہ کشی کرتے کرتے جب میری آنتیں قطعی خشک ہوگئیں اس وقت وہ سانپ ظاہر ہوا اور میں نے خداؑ سے عرض کیا کہ مجھے کسی واسطے کی حاجت نہیں جو کچھ بھی عطا کرنا ہے بلا واسطہ عطا فرما دے اس کے بعد میرے معدے میں ایک ایسی شیرینی پیدا ہوگئی جو مشک سے زائد خوشبودار اور شہد سے زیادہ شیرینی تھی پھر ندا آئی کہ ہم تیرے لئے خالی معدے سے کھانا پیدا کریں گے اور تشنہ جگر سے پانی عطا کریں گے اور اگر اس کا یہ حکم نہ ہوتا تو میں ایسی جگہ سے کھانا کھاتا اور پانی پیتا کہ مخلوق کو بھی علم نہ ہوسکتا۔

وعدہ وفائی: حضرت محمد بن حسین فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں شدید بیمار ہوا تو میں خوف آخرت سے بہت ہی متاثر تھا۔ اسی دوران ایک دن آپ عیادت کے لئے تشریف لائے اور مجھے پریشان دیکھ کر فرمایا کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں تم بہت جلد صحت یاب ہو جاؤ گے لیکن میں نے عرض کیا کہ مجھے بیماری کا نہیں بلکہ موت کا خوف ہے۔ آپ نے فرمایا کہ موت سے خائف نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اگر میں تم سے ۲۰ سال قبل ہی مر جاؤں گا جب بھی عالم نزاع میں تمہارے پاس آجاؤں گا اس لئے تم موت سے مت خوفزدہ ہو۔ اس کے بعد مجھے صحت یابی حاصل ہوگئی اور آپ کی وفات کے ۲۰ سال بعد حضرت محمد حسین مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو ان کے صاحبزادے کا بیان یہ ہے کہ وہ نزاعی کیفیت میں اس طرح کھڑے ہوگئے جیسے کوئی کسی کے لئے تعظیماً کھڑا ہو جاتا ہے پھر وعلیکم السلام کہا اور جب میں نے پوچھا کہ آپ کے سامنے کون ہے تو فرمایا حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ نے عالم جان کنی میں آنے کا وعدہ فرمایا تھا لہٰذا وہ تشریف لے آئے اور دوسرے بہت سے اولیاء کرام بھی آپ کے ہمراہ ہیں اور مجھ سے فرما رہے ہیں کہ موت سے نہ ڈرو، کہتے ہی ان کا انتقال ہوگیا۔

Marfat.com

ارشاداتِ عالیہ

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کے ارشادات حقیقت و معرفت کا ایک گرانقدر سرمایہ ہیں جو حسبِ ذیل ہیں۔

☆ فرمایا کہ جو راز قلب اولیاء میں نہاں ہوتے ہیں اگر وہ ان میں سے ایک راز کو بھی ظاہر کر دیں تو آسمان و زمین کی تمام مخلوق پریشان ہو جائے۔

☆ فرمایا کہ اپنے عقل و گمان سے خدا کو کوئی نہیں پہچان سکتا بلکہ جس قدر بھی جان لیا ہو یہی تصور کر کہ کاش میں خدا کو اس سے زیادہ جان سکتا۔

☆ فرمایا کہ معرفت سے حقیقت تک ایک ہزار منازل ہیں اور حقیقت سے عین حقیقت تک ایک ہزار ایسے ایسے مقامات ہیں کہ ہر مقام سے گزرنے کے لئے عمر نوح اور صفائے قلب محمدی کی ضرورت ہے۔

☆ فرمایا کہ جو لوگ خدا کے سامنے ارض و سماء اور پہاڑوں کی مانند ساکت و جامد ہو کر کھڑے نہیں ہوتے انہیں جوانمرد نہیں کہا جا سکتا بلکہ مرد وہ ہیں جو خود کو فنا کر کے اس کی ہستی کو یاد کرتے رہیں۔

☆ مشہور ہے کہ آپ نے کسی دانشور سے یہ سوال کیا کہ تم خدا کو دوست رکھتے ہو۔ یا اللہ تعالیٰ تمہیں دوست رکھتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں خدا کو دوست رکھتا ہوں۔

☆ فرمایا کہ مست لوگ وہی ہیں جو شراب محبت کا جام پی کر مدہوش ہو جاتے ہیں۔ فرمایا کہ مخلوق کی ہر خواہش رہتی ہے کہ دنیا سے عقبیٰ کے لائق کوئی چیز ساتھ لے جائیں لیکن فنائیت کے سوا عقبیٰ کے قابل کوئی شے نہیں۔

☆ فرمایا کہ نفس کی ایک خواہش پوری کرنے والا راہ مولیٰ میں ہزارہا تکالیف

Marfat.com

برداشت کرتا ہے۔فرمایا کہ مخلوق میں تقسیم رزق کے وقت خدا نے جوانمردوں کو غم و اندوہ عطا کیا اور انہوں نے قبول بھی کر لیا۔

☆ فرمایا کہ منجانبؒ اللہ بندے کے لئے ایک ایسا راستہ ہے جس سے معرفت و شہادت نصیب ہوتی ہے اور اسی راستہ سے اللہ تعالیٰ خود کو بندے پر ظاہر کر دیتا ہے اور یہ ایسا مرتبہ ہے جس کا اظہار الفاظ میں ممکن نہیں۔

☆ فرمایا کہ ہزاروں سردار قبروں میں جا سوئے۔لیکن دین کی سرداری کے قابل ایک بھی نہ بن سکا۔فرمایا کہ فنا و بقاء اور مشاہدہ و پاکیزگی موت میں پنہاں ہیں۔کیوں کہ ظہور الٰہی کے بعد سوائے اس کے کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

☆ فرمایا کہ اے اللہ تیرے نبی نے مجھے تیری دعوت دی اور میں نے ان کے سوا تمام مخلوق کو تیری دعوت دی۔فرمایا کہ قیامت میں مخلوق کا ایک دوسرے سے ناطہ ختم ہو جائے گا لیکن میرا جو رشتہ خدا سے قائم ہے وہ نہیں ختم ہوگا۔

☆ فرمایا کہ اگر تم نے عمر میں ایک مرتبہ بھی خدا تعالیٰ کو آزردہ کیا ہو تو زندگی بھر اس سے معذرت چاہتے رہو کیونکہ اگر وہ اپنی رحمت سے معاف بھی کر دے جب بھی تمہارے قلب سے یہ داغ حسرت محو نہ ہونا چاہئے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کو آزردہ کیا ہے۔

☆ فرمایا کہ دنیا میں غم و آلام برداشت کرتے رہو ممکن ہے اس کے صلہ میں آخرت حاصل ہو جائے اور دنیا میں گریہ زاری کرتے رہو تا کہ آخرت میں مسکرا سکو اور وہاں تمہیں مخاطب کر کے فرمایا جائے کہ کیونکہ تم دنیا میں روتے رہے اس لئے آج تمہیں دائمی مسرت عطا کی جاتی ہے۔

☆ فرمایا کہ اللہ والے دنیا اور اس کی دولت سے خوش نہیں ہوا کرتے۔فرمایا کہ خدا اپنے محبوب بندوں کو اس مقام پر رکھتا ہے جہاں مخلوق کی رسائی نہیں ہو سکتی۔

☆ فرمایا کہ امکانی حد تک مہمان نوازی کرتے رہو۔کیونکہ مہمان کو دونوں جہاں کی

Marfat.com

نعمتوں کا لقمہ بنا کر بھی کھلا دو گے جب بھی حق مہمان نوازی ادا نہیں ہو سکتا۔

☆ فرمایا کہ جنت میں داخلہ کی راہ قریب ہے لیکن وصال اللہ ہونے کی راہ دور ہے فرمایا کہ دن میں تین ہزار مرتبہ مر کر زندہ ہونا چاہئے۔

☆ فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے کہتا ہوں کہ مجھے وہ مقام عطا کر جس میں تیرے سوا میری خودی کا وجود باقی نہ رہ جائے۔

☆ فرمایا کہ ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرو جو آتش محبت سے خاکستر ہو چکے ہوں اور بحر غم میں غرق ہوں۔

☆ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مسلمانوں کے لئے ہر جگہ مسجد ہے اور ہر یوم، یوم جمعہ اور ہر مہینہ ماہ صیام ہے لہٰذا بندہ جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ کی معیت اختیار کرے۔

☆ فرمایا کہ اگر میں علماء نیشا پور کے سامنے ایک جملہ بھی زبان سے نکال دوں تو وہ وعظ گوئی ترک کر کے کبھی منبر پر نہ چڑھیں۔

☆ فرمایا کہ میرے قلب پر عشق کا ایسا غم ہے کہ پوری دنیا میں کوئی بھی اس کی تہہ تک نہ پہنچ سکتا۔

☆ فرمایا کہ کہ دنیا سے چار سو دینار کا مقروض ہو کر جانا پسند کرتا ہوں بہ نسبت اس کے کہ کسی سائل کے سوال کو رد کر دوں۔

☆ فرمایا کہ مقتدارات پر شاکر رہنا ایک ہزار مقبول عبادات سے افضل ہے۔

☆ فرمایا کہ جس جماعت میں سے اللہ تعالیٰ کسی کو سرفراز کرنا چاہتا ہے اس کی تصدیق میں پوری جماعت کو بخشش دیتا ہے۔

☆ مریدین سے فرمایا کہ مشائخین طریقت کے ساتھ جو بھلائیاں آج تک کی گئی ہیں وہ سب تنہا تمہارے مرشد کے ساتھ کی گئیں۔

☆ فرمایا کہ مرید اپنے مرشد کی جس قدر خدمت کرتا ہے اسی قدر اس کے مراتب بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

Marfat.com

☆ فرمایا کہ کسی مردِ حق کی زیارت کے لئے مشرق سے مغرب تک سفر کرنے کی صعوبتوں کا اجراء اس کی زیارت سے کم ہے۔

☆ فرمایا کہ خدا تعالیٰ تک رسائی کیلئے ایک ہزار منزلیں ہیں جن میں سب سے پہلی منزل کرامت ہے اور اس منازل سے کم ہمت افراد آگے نہیں بڑھ سکتے اور اگلی منازل سے محروم جاتے ہیں۔

☆ فرمایا کہ اگر تم خدا کے سوا دوسری چیزوں کے طالب ہو تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ علو ہمتی کا ثبوت پیش کرو کیونکہ عالی ہمت لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہر شے سے نواز دیتا ہے۔

☆ فرمایا کہ جب تم اپنے قلب کو موجِ دریا کی طرح پانے لگو گے تو اس میں سے ایک آگ نمودار ہوگی اور جب تم خود کو اس میں جھونک کر راکھ بن جاؤ گے تو تمہاری راکھ سے ایک درخت نکلے گا اور اس میں پھلوں کی بجائے ثمر بقا نکلے گا اور اس کو کھاتے ہی تم وحدانیت میں فنا ہو جاؤ گے۔

☆ فرمایا کہ دریائے غیب میں مخلوق کا ایمان گھاس پھوس کی طرح کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ کیونکہ ہوا اس کو ساحل پر پھینک دیتی ہے۔

☆ فرمایا کہ صاحب حال اپنی حالت سے خود بھی بے خبر ہوتا ہے کیونکہ جس حال سے وہ آگاہ ہو جائے اس کو کسی طرح بھی حال سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا، بلکہ اس کو علم کہا جائے گا۔

☆ فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی کو اس کے مراتب کے اعتبار سے علیین میں پہنچا دے جب بھی اس کی یہ خواہش نہ ہونی چاہئے کہ اس کے عتاب میں علیین میں داخل ہو جائیں۔

☆ فرمایا کہ ایک مرتبہ اللہ کہنے سے اس طرح زبان جل جاتی ہے کہ وہ دوبارہ اللہ نہیں کہہ سکتا اور جب تم اس کو دوبارہ اللہ کہتے سنو تو سمجھ لو کہ وہ خدا کی تعریف ہے جو اس کی زبان پر جاری ہے۔

Marfat.com

☆ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو یہ تین مراتب عطا فرماتا ہے اول یہ کہ بندہ دیدار الٰہی سے مشرف ہو کر اللہ اللہ کہتا رہے۔ دوم بندہ عالم وجد میں اللہ کو پکارتا پھرے، سوم بندہ اللہ کی زبان بن کر اللہ اللہ کہے، پھر فرمایا ممکن ہے کہ ایسی حیات جاوداں حاصل ہو جائے جس کے بعد موت نہ ہو۔ فرمایا کہ جب تم راہ خدا میں اپنی ہستی کو فنا کر لو گے تب تمہیں ایسی ہستی مل جائے گی جو فنا ہونے والی نہیں۔

☆ فرمایا کہ اولیاء کے قلوب مٹ جاتے ہیں ان کے اجسام فنا ہو جاتے ہیں اور ان کی روحیں جل جاتی ہیں۔ فرمایا کہ خدا کی ایک لمحہ کی عبادت مخلوق کی عمر بھر کی عبادت سے افضل ہے۔

☆ فرمایا کہ ہزاروں بندے شریعت پر گامزن ہوتے ہیں، جب کہیں ان میں سے صرف ایک بندہ ایسا نکلتا ہے جس کے اطراف میں شریعت بھی گردش کرنے لگتی ہے۔

☆ فرمایا کہ ہر صبح علماء اپنے علم کی زیادتی اور زہاد اپنے زہد میں زیادتی طلب کرتے ہیں لیکن میں ہر صبح خدا سے ایسی شے طلب کرتا ہوں جس سے مومن بھائیوں کو مسرت حاصل ہو سکے۔

☆ فرمایا کہ قلب بھی تین طرح کے ہوتے ہیں اول قلب فانی جو فکر کا مسکن ہے دوم طالب نعمت قلب جو امارت کی آماجگاہ ہے۔ سوم قلب باقی جو اللہ تعالیٰ کی قیام گاہ ہے۔

☆ فرمایا کہ خدا تعالیٰ قلوب صوفیاء کے قلوب کو نور کی بنیائی میں اس وقت تک اضافہ کرتا جاتا ہے جب تک وہ بنیائی مکمل ذات الٰہی نہیں بن جاتی۔

☆ فرمایا کہ اعمال کی مثال شیر جیسی ہے اور جب بندہ اپنا قدم شیر کی گردن پر رکھتا ہے تو وہ شیر لومڑی کی طرح ہو جاتا ہے جب عمل پر قابو پا لیا جائے تو عمل آسان ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

☆ فرمایا کہ خدا اور بندے کے مابین سب سے بڑا حجاب نفس ہے اور جس قدر نیک لوگ گزر گئے ان سب کو نفس سے شکایت رہی۔ حتیٰ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی نفس سے شاکی رہتے تھے۔

☆ فرمایا کہ خدا نے ہر بندے کو کسی نہ کسی شغل سے دو چار کر کے اپنے سے جدا کر دیا لیکن شجاعت یہ ہے کہ تمام چیزوں کو چھوڑ کر خدا کو اس طرح پکڑ لو کہ وہ تمہیں اپنے سے جدا ہی نہ کر سکے۔

☆ معرفت میں کوئی ملاح اپنی کشتی کو غرقابی سے نہیں بچا سکتا، ہزاروں غرق ہوتے چلے گئے بس ایک ذات باری تعالیٰ کا وجود باقی رہ گیا۔

☆ فرمایا کہ تین چیزوں کا تحفظ بہت دشوار ہے مخلوق سے خدا کے رازوں کی حفاظت' دوم مخلوق کی برائی سے زبان کی حفاظت، سوم دنیاداروں سے پاکیزگی عمل کی حفاظت۔

☆ فرمایا کہ جو لوگ کچھ نہ جاننے کے باوجود یہ کہتے ہیں کہ ہم کچھ جانتے ہیں وہ در حقیقت کچھ بھی نہیں جانتے اور جب یہ تصور کر لیتے ہیں کہ ہم کچھ بھی نہیں جانتے تو اس وقت اللہ تعالیٰ ہر شے سے انہیں واقف کر دیتا ہے اور معرفت کے انتہائی مدارج ان کو عطا فرماتا ہے۔

☆ فرمایا کہ ایک مومن کی زیارت کا ثواب حج کے مساوی اور ہزار دینار صدقہ کر دینے سے بھی افضل ہے اور جس کو کسی مومن کی زیارت نصیب ہو جائے اس پر خدا کی رحمت ہے۔

☆ فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے ایسے اہل مراتب بندے بھی پیدا کیے ہیں جن کے قلوب اس قدر وسیع ہیں کہ مشرق و مغرب کی وسعت بھی ان کے مقابلے میں ہیچ ہے۔

☆ فرمایا کہ دنیا میں مخلوق سے نرمی اختیار کرو اور مکمل اداب کے ساتھ اتباع سنت کرتے رہو اور خدا تعالیٰ کے ساتھ پاکیزگی کی زندگی بسر کرو کیونکہ وہ خود بھی پاک

Marfat.com

ہے اس لئے پاکیزہ لوگوں کو محبوب رکھتا ہے اور یہ راستہ مستوں اور دیوانوں کا راستہ ہے۔

☆ فرمایا کہ چشمے کے بجائے دریا سے گزر کر بھی پانی کے بجائے خون جگر پیتے رہو تاکہ تمہارے بعد آنے والے کو یہ اندازہ ہو سکے کہ یہاں سے کوئی سوختہ جگر بھی گزرا ہے۔

☆ فرمایا کہ نیکیوں کے ذکر کے وقت ایک سفید ابر برستا رہتا ہے اور ذکر الٰہی کے وقت سبز رنگ کے عشق کا بادل برستا ہے لیکن نیکیوں کا ذکر عوام کے لئے رحمت اور خواص کے لئے غفلت ہے۔

☆ فرمایا کہ اگر فانی اور باقی کا مشاہدہ کرنا چاہتے ہو تو جس طرح بندۂ فانی خدا کو پہچان لیتا ہے۔ اسی طرح قیامت میں اس کے نور سے اس کا مشاہدہ کرلے گا اور نور بقاء کے ذریعہ نور خدا کو دیکھ لے گا۔

☆ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بعض بندوں کو اس مقام پر پہنچا دیتا ہے۔ جہاں سے وہ تمام مقامات کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں اور بعض بندوں کو وہ مراتب عطا کرتا ہے کہ وہ ان کے ذریعے لوح محفوظ کا بھی مشاہدہ کر سکتے ہیں۔

☆ پھر فرمایا کہ تین ہستیوں کے علاوہ سب ہی لوگ مسلمان کا شکوہ کرتے رہتے ہیں اول اللہ تعالیٰ مومن کا شکوہ نہیں کرتا۔ دوم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شکوہ نہیں کرتے۔ سوم ایک مومن دوسرے کا شکوہ نہیں کرتا۔

☆ فرمایا کہ موت سے قبل تین چیزیں حاصل کرلو اول یہ کہ حب الٰہی میں اس قدر گریہ وزاری کرو کہ آنکھوں میں آنسوؤں کی بجائے لہو جاری ہو جائے۔ دوم یہ کہ خدا سے اس قدر خائف رہو کہ پیشاب کی جگہ خون آنے لگے۔ سوم اس کے احکام کی بجاآوری کے ساتھ عبادت میں اس طرح شب بیداری کرو کہ تمام جسم پگھل جائے۔

Marfat.com

☆ فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے بحر کرم کا ایک قطرہ بھی کسی پر ٹپک جائے تو دنیا میں تو کسی شے کی خواہش باقی رہے نہ کسی سے بات کرنے کو دل چاہے اور نہ کسی کی بات سننا گوارا ہو فرمایا کہ دنیا میں کسی سے معاندت کرنا سب سے بدتر شے ہے۔

☆ فرمایا کہ محشر میں راہ مولیٰ میں جان فدا کرنے والے شہدا کی ایک جماعت ہوگی، لیکن میں ایسا شہید اُٹھوں گا جس کا مرتبہ ان سب شہداء سے بلند ہوگا کیونکہ مجھے خدا کی شوق شمشیر نے قتل کیا ہے اور میں ایسا درد دل ہوں جس کا درد ہستی بقاء تک قائم رہے گا۔

☆ فرمایا شجاعت یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی کو ایک کرامت اور اس کے مومن بھائی کو ایک ہزار کرامتیں عطا فرما دے، جب بھی وہ اپنی ایک کرامت کو جذبہ ایثار کے تحت اپنے بھائی کی نذر کر دے۔

☆ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اولیاء کرام کے لئے ننانوے عالم تخلیق فرمائے ہیں جن میں سے صرف ایک عالم کی وسعت مشرق سے مغرب تک اور عرش سے تحت الثریٰ تک ہے باقی اٹھانوے عالم کے احوال بیان کرنے کے لئے کسی میں لب کشائی کی طاقت نہیں۔

☆ فرمایا کہ خدا نے ایسے بندے تخلیق کئے ہیں جن کا قلب نور توحید سے اس طرح منور کر دیا گیا ہے کہ اگر ارض وسما کی تمام اشیاء اس نور میں سے گزریں تو وہ سب کو جلا کر راکھ کر دے۔ مفہوم یہ ہے کہ خدا نے ایسے بندے پیدا کیے ہیں جن کو یاد الٰہی کے سوا کوئی شے سے سروکار نہیں۔

☆ فرمایا کہ روز محشر جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق کے معائنہ کے لئے جنت میں تشریف لے جائیں گے تو ایک جماعت کو دیکھ کر باری تعالیٰ سے سوال کریں گے کہ یہ لوگ کون ہیں اور یہاں کیسے پہنچ گئے؟ کیونکہ فنافی اللہ ہونے والی جماعت کو ایسی راہوں سے جنت میں پہنچائے گا کہ ان کو کوئی نہیں دیکھ سکے گا۔

Marfat.com

☆ فرمایا کہ صرف مقامات طے کر لینے سے قرب الٰہی حاصل ہو جاتا ہے بلکہ بندے نے جو کچھ خدا تعالیٰ سے لیا ہے اس کو واپس کر دے یعنی فنا ہو جائے کیونکہ فنائیت کے بعد ہی ذات خداوندی سے آگاہی حاصل ہو سکتی ہے۔

☆ فرمایا کہ درویش وہی ہے جس میں حرکت و سکون باقی نہ رہے اور نہ مروت و غم سے بہرہ ور ہو۔ فرمایا کہ لوگ صرف صبح و شام عبادت کرنے ہی سے خدا کی جستجو کا دعویٰ کر بیٹھتے اور حقیقت میں اس کی جستجو کرنے والے وہ ہیں جو ہر لمحہ اس کی تلاش میں رہیں۔

☆ فرمایا کہ جو بندہ ایک شب و روز اس حال میں گزار دے کہ اس کی ذات سے کسی مسلمان کو اذیت نہ پہنچے تو وہ شخص ایک شب و روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہا اور جو شخص مومن کو کسی دن اذیت پہنچاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی اس یوم کی عبادت قبول نہیں کرتا۔

☆ فرمایا کہ علم کی دو قسمیں ہیں: اوّل ظاہری، دوم باطنی، علم ظاہری کا تعلق علماء سے ہے اور علم باطنی علمائے باطن کو حاصل ہوتا ہے لیکن علم باطن سے بھی فزوں تر وہ علم ہے جس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے سربستہ رازوں سے ہے اور جس کی مخلوق کو ہوا تک نہیں لگ سکتی۔

☆ فرمایا کہ اس طرح سکوت اختیار کرو کہ سوائے اللہ کے اور کچھ منہ سے نہ نکلے اور قلب میں سوائے فکر الٰہی کے اور کوئی فکر باقی نہ رہے اور تمام امور دنیوی سے کنارہ کش ہو کر اپنے اعضاء کو خدا کی جانب متوجہ رکھو تا کہ تمہارا ہر معاملہ مبنی بر اخلاص ہو اور اس کی عبادت کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

☆ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنا کرم اپنے دوستوں کے لئے محفوظ رکھتا ہے اور امن و راحت اپنے معصیت کار بندوں کے لئے وقف کر دیتا ہے۔

☆ فرمایا کہ سفر کی بھی پانچ اقسام ہیں اول قدموں سے سفر کرنا، دوم قلب سے سفر

Marfat.com

کرنا، سوم ہمت سے سفر کرنا، چہارم دیدار کے ذریعہ سفر کرنا، پنجم قناعت نفس کے ساتھ سفر کرنا۔

☆ فرمایا کہ اگر تم ارض وسماء اور خدا کی ذات کے ذریعے خدا کو جاننا چاہو گے جب بھی نہیں پہچان سکتے البتہ نور یقین کے ساتھ اگر اس کو جاننا چاہو گے تو اس تک رسائی حاصل کر لو گے۔

☆ فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ بندے کو مخلوق سے جدا کر کے فکر مخلوق سے بے نیاز ہو جاتا ہے تو اس کو وہ قرب عطا کرتا ہے کہ اس بندے کو مخلوق اور اس کے لوازمات سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔

☆ فرمایا کہ اہل اللہ کے غم اور خوشی منجانب اللہ ہوا کرتے ہیں پھر فرمایا کہ خدا نے کچھ بندوں کو وہ قوت عطا کی ہے جو ایک شب و روز میں مکہ معظّمہ میں پہنچ کر لوٹ بھی آتے ہیں اور بعض ایک لمحہ میں یہ فاصلے طے کر لیتے ہیں۔

☆ فرمایا تمام انبیاء و اولیاء دنیا کے اندر اس غم میں مبتلا رہے کہ کاش اللہ تعالیٰ کو جان سکتے۔ لیکن خدا کو جاننے کا جو حق ہے اس طرح نہیں جان سکتے۔ فرمایا کہ محبت کی انتہا یہ ہے کہ اگر کائنات کے تمام سمندروں کا پانی بھی محبت کرنے والے کے حق میں انڈیل دیا جائے جب بھی اس کی تشنگی رفع نہ ہو سکے اور مزید کی خواہش باقی رہے اور اپنی کرامات پر تکبر نہ کرے۔

☆ فرمایا کہ صدق ولی سے عبادت کرنے والوں کو خدا تعالیٰ اپنے کرم سے ان تمام اشیاء کا مشاہدہ کرا دیتا ہے جو قابل دید ہوتی ہے اور وہ باتیں سنا دیتا ہے جو سماعت کے لائق ہوتی ہیں۔

☆ فرمایا کہ نیک بندوں کو موت سے قبل ہی رجوع الی اللہ ہو جانا چاہئے۔ فرمایا کہ سب سے بہتر مریض قلب وہی ہے جو یاد الٰہی میں بیمار ہوا ہو۔ کیونکہ جو اس کی یاد میں مریض ہوتا ہے وہ شفایاب بھی ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

☆ فرمایا کہ جس کا قلب شوق آتش الٰہی سے جل جاتا ہے اس کو محبت اٹھا کر لے جاتی ہے اور اس سے ارض وسماء کو لبریز کر دیتی ہے۔ لہٰذا اگر تم یہ چاہتے ہو کہ دیکھنے، سننے اور چکھنے والے بن جاؤ تو وہاں حاضر رہو۔ لیکن وہاں حضوری کے لئے تجرد اور جوانمردی کی ضرورت ہے۔

☆ فرمایا کہ خدا نے اپنے کرم سے تو مخلوق کو آگاہ فرما دیا اگر اپنی ذات سے آگاہ کرا دیتا تو لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ کہنے والا کوئی نہ ہوتا۔ یعنی ذات الٰہی کی واقفیت کے بعد بندے تحیر میں اس طرح غرق ہو جاتے کہ کلمہ بھی یاد نہ رہتا۔

☆ فرمایا کہ خالق نے مخلوق کے لئے ایک ابتداء اور انتہا مقرر کی ہے ابتدا تو یہ ہے کہ مخلوق دنیا میں جو اعمال کرتی ہے اور اس کی انتہا صلہ آخرت ہے اور خدا نے میرے لئے ایک ایسا وقت عطا کیا ہے کہ دین و دنیا دونوں ہی اس وقت کے متمنی ہیں۔

☆ فرمایا کہ محشر میں تمام انبیاء کرام منبر نور پر جلوہ افروز ہوں گے اور تمام اولیاء کرام کی کرسیاں نورانی ہوں گی تا کہ مخلوق انبیاء و اولیاء کا نظارہ کر سکے لیکن ابوالحسن فرش یکتائی پر بیٹھے گا تا کہ خدا تعالیٰ کا نظارہ کرتا رہے۔

☆ فرمایا کہ ہر عبادت کا ثواب معین ہے لیکن اولیاء کرام کی عبادت کا ثواب نہ مقرر ہے نہ ظاہر بلکہ خدا جتنا اجر دینا چاہے گا دے دے گا اس سے اندازا کیا جا سکتا ہے جس عبادت کا اجر خدا کی دین پر موقوف ہو اس کی برابر کون سی عبادت ہو سکتی ہے۔ لہٰذا بندوں کو چاہئے کہ خدا کے محبوب بن کر ہر وقت اس کی عبادت میں مشغول رہیں۔

☆ فرمایا کہ خدا کے ایسے بندے بھی ہیں کہ جب وہ لحاف اوڑھ کر لیٹ جاتے ہیں تو چاند تاروں کی رفتار تک ان کو نظر آتی رہتی ہے اور جو ملائکہ بندوں کی نیکی اور بدی لے کر آسمان پر جاتے ہیں وہ بھی ان کو نظر آتے رہتے ہیں یعنی خدا تعالیٰ اپنے کرم سے تمام حجابات ان کی نگاہوں سے اُٹھا دیتا ہے۔

Marfat.com

☆ فرمایا کہ جب تک تمہارے قلوب مردہ ہیں سکون نہیں مل سکتا، کرامت کا مفہوم یہ ہے ہے کہ اگر درویش پتھر سے کوئی سوال کرے تو پتھراس کا جواب دے پھر فرمایا کہ لوگ تو اپنی منزل مقصود کے حصول کے لئے دن میں روزہ رکھتے ہیں اور رات کو عبادت کرتے ہیں لیکن خدا نے مجھے اپنے کرم ہی سے منزل مقصود تک پہنچادیا۔

☆ پھر فرمایا کہ نفع بخش علم وہی ہے جس پر عمل کیا جائے اور بہتر عمل وہ ہے جو فرض کردیا گیا، فرمایا دانشمند لوگ نور قلبی کے ذریعہ خدا کا مشاہدہ کرتے ہیں اور دوست نور یقین سے دیکھتے ہیں اور جوانمرد معائنہ سے مشاہدہ کرتے ہیں اور جب لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے خدا کو کہاں دیکھا ہے تو فرمایا کہ جس مقام پر میں خود کو نہیں دیکھتا وہاں خدا کو دیکھتا ہوں۔

☆ فرمایا کہ اگر تمہارے قلب میں یادالٰہی باقی ہے تو تمہیں دنیا کی کوئی شے ضرر نہیں پہنچاسکتی اور اگر تمہارے قلب میں خدا کی یاد باقی نہیں ہے تو لباس فاخرہ بھی سود مند نہیں ہوسکتا۔ پھر فرمایا کہ خدا کے ہمراہ مشاہدہ کرنے کا نام بقا ہے فرمایا کہ جس کو تم مخلوق میں مرد تصور کرتے ہو وہ خدا کے روبرو نامراد ہے اور جو مخلوق کی نظر میں نامرد ہے وہ خدا کے سامنے مرد ہے۔

☆ فرمایا کہ آزار پہنچانے والے سے مخلوق دور بھاگتی ہے اور اے اللہ میں تجھے آزردہ کیئے رکھتا ہوں، پھر بھی تو میرے نزدیک ہے جس کا میں کسی طرح شکرادا نہیں کرسکتا۔ اے اللہ میں نے اپنی ہر شے تیری راہ میں قربان کردی اب تو یہ خواہش ہے کہ میرے وجود کو ختم کردے تا کہ تو ہی تو باقی رہ جائے۔

☆ فرمایا کہ اے لوگو تمہارا اس بندے کے متعلق کیا خیال ہے جس کو آبادی وویرانہ کچھ بھی اچھا نہ لگتا ہو لیکن یاد رکھو کہ اللہ نے ایسے بندے کو وہ مرتبہ عطا کیا ہے کہ قیامت میں اس کے دم سے ایسا نور پھیلے گا کہ آبادی اور ویرانے سب منور ہوجائیں گے اور خدا اس کے صدقہ میں تمام مخلوق کی مغفرت فرمادے گا حالانکہ وہ

Marfat.com

شخص دنیا میں بھی دعا نہیں کرتا اور قیامت میں بھی کسی کی سفارش نہیں کرے گا۔

☆ فرمایا کہ دنیا طلب کرنے والوں پر دنیا حکمران بن جاتی ہے اور تارک الدنیا دنیا پر حکومت کرتا ہے فرمایا کہ فقیر وہی ہے جو دین و دنیا سے بے نیاز ہو جائے کیوں کہ یہ دونوں چیزیں فقر سے کم درجہ کی ہیں اور قلب کا ان دونوں سے کسی قسم کا واسطہ نہیں۔ فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اوقات نماز سے قبل تم سے نماز کا طالب نہیں ہوتا تو پھر تم بھی قبل از وقت طلب رزق سے احتراز کرو۔

☆ فرمایا کہ زندگی اس طرح گزارنی چاہئے کہ کراماً کاتبین بھی معطل ہو کر رہ جائیں اور خدا کے سواء کسی پر اظہار اعمال نہ ہو سکے اور اگر اس طرح زندگی بسر نہ کر سکو تو کم از کم اس طرح زندگی گزارو کہ رات میں کراماً کاتبین کو چھٹی مل جائے اور پوری رات خدا کے سوا تمہارے امور سے کوئی آگاہ نہ ہو سکے اور سب سے ادنیٰ درجے زندگی بسر کرنے کا یہ ہے کہ جب کرامٔ کاتبین بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوں تو عرض کریں کہ تیرے فلاں بندے نے نیکی کے سوا کوئی برا کام نہیں کیا۔

☆ فرمایا کہ خدا کو ہر جگہ اس طرح حاضر سمجھو کہ تمہارا وجود باقی نہ رہے کیونکہ تم اپنی ہستی کی بقاء تک اس کی ہستی سے محروم رہو گے۔ فرمایا کہ عبادت یا تو جسمانی ہوتی ہے یا زبانی یا قلب سے اس کی اطاعت کرتا ہے پھر فرمایا کہ معرفت ظاہری عبادت و لباس سے حاصل نہیں ہوتی اور جو لوگ اس کے مدعی ہیں کہ معرفت عبادت ولباس سے حاصل نہیں ہو جاتی وہ آزمائش میں مبتلا ہیں۔

☆ فرمایا کہ امام وہی ہے جس نے تمام راہیں طے کر لی ہوں۔ فرمایا کہ بندوں کو کم از کم اتنا ذکر الٰہی ضرور کرنا چاہئے کہ تمام احکام شریعہ کی مکمل تکمیل ہوتی رہے اور اتنا علم بہت کافی ہے کہ اوامر ونواہی سے کما حقہٗ واقفیت حاصل ہو جائے اور اتنا یقین بہت کافی ہے جس سے یہ علم ہو سکے کہ جتنا رزق مقدر ہو چکا ہے ضرور مل کر رہے گا اور اتنا زہد بہت کافی ہے کہ اپنے مقرر کردہ رزق پر اکتفا کرتے ہوئے زیادہ کی تمنا

Marfat.com

نہ رہے۔

☆ فرمایا کہ بندہ چار چیزوں کے ساتھ خدا سے پیش آتا ہے اول جسمانی طور پر، دوم قلبی اعتبار سے، سوم زبان کے ذریعہ، چہارم مال کے لحاظ سے، لیکن اگر بندہ صرف جسمانی طور سے خدا کی اطاعت اور زبان سے اس کا ذکر کرتا رہے تو اس کے لئے بے سود ہوگا۔ کیونکہ قلب کو اس کے سپرد کرنا اور مال کو اس کی راہ میں خرچ کرنا بہت ضروری ہے اور جب ان چار چیزوں کو اس کی راہ میں صرف کرے تو یہ چار چیزیں خدا سے طلب کرے، محبت، ہیبت، خدا کے ساتھ زندگی گزارنا، اس کے راستہ میں یگانگت وموافقت

☆ فرمایا کہ اکثر لوگوں نے دعویٰ تو کر دیا لیکن نہیں سوچا کہ دعویٰ خود اس بات کی دلیل ہے کہ معرفت حاصل نہیں ہوئی بلکہ یہ دعویٰ خود ان کے لئے حجاب بن گیا۔ فرمایا کہ حق وباطل کا اندیشہ کرنے والے اہل حق نہیں ہو سکتے کہ عمل کرنا گو بہتر شے ہے لیکن اتنی واقفیت ہونا ضروری ہے کہ عامل تم خود ہو یا تمہارے پس پردہ کوئی دوسرا ہے کیونکہ عمل وہی اچھا ہے جس کے پس پردہ کوئی دوسرا نہ ہو بلکہ وہ عمل تم خود کر رہے ہو، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی تاجر اپنے مالک کے مال سے تجارت کرتے ہوں اور جب وہ سرمایہ واپس لے لیا جائے تو وہ مفلس ہو کر رہ جائے۔

☆ فرمایا کہ دین کو جتنا ضرر حریص عالم اور بے عمل زاہد سے پہنچتا ہے اتنا نقصان ابلیس سے نہیں پہنچتا فرمایا کہ سب سے افضل امور ذکر الٰہی، سخاوت، تقویٰ اور صحبت اولیاء ہیں فرمایا کہ اگر تم اہل دنیا کی نگاہوں سے ایک ہزار میل دور بھی بھاگنا چاہو گے تو یہ بھی بہت بڑی عبادت ہے اور اس میں بہت سے مفاد مضمر ہے۔

☆ فرمایا کہ اولیاء کرام مخلوق سے متنفر ہو کر راہ مولیٰ میں مگن رہتے ہیں اور اپنا حال کبھی مخلوق پر ظاہر نہیں ہونے دیتے اور جب اہل دنیا ان کے مراتب کو پہچان کر شہرت دیتے ہیں تو ان کا عیش بے نمک کھانے جیسا ہو جاتا ہے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر فرد کو یہ

Marfat.com

توفیق عطا فرمادے کہ اپنے اعمال کو پس پشت ڈال کر صدق دل سے ذکر الٰہی میں مشغول ہو جائے۔

☆ فرمایا کہ ہدایت وضلالت دونوں جداگانہ راہیں ہیں۔ ہدایت کی راہ تو خدا تک پہنچا دیتی ہے لیکن ضلالت کی راہ بندے کی جانب سے اللہ تعالیٰ کی طرف جاتی ہے لہٰذا جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں خدا تک پہنچ گیا وہ جھوٹا ہے اور جو یہ کہتا ہے کہ مجھے خدا تک پہنچایا گیا ہے وہ اپنے قول میں ایک حد صادق ہے۔ فرمایا کہ خدا کو پالینے والا خود باقی نہیں رہا لیکن وہ کبھی فنا بھی نہیں ہوتا۔

☆ آپ نے فرمایا تم نے تو ساٹھ سالہ زندگی کو رائیگاں کر دیا لہٰذا اب تمہیں اس قدر کثرت سے عبادت کی ضرورت ہے جو تمہاری بربادی کا ازالہ کر سکے کیونکہ حضرت خضر اور تم کو خدا نے تخلیق فرمایا اور تم خالق کو چھوڑ کر مخلوق سے ملاقات کے خواہش مند ہو جب کہ مخلوق کا یہ فرض ہے کہ سب کو چھوڑ کر صرف خالق کی جانب رجوع کر میری حالت تو یہ ہے کہ جب سے مجھے خدا کی معیت حاصل ہوئی ہے مجھے کبھی مخلوق کی صحبت کی تمنا نہیں ہوئی۔

☆ فرمایا کہ مخلوق میری تعریف سے اس لئے قاصر ہے کہ وہ جو کچھ بھی میری تعریف میں کہے گی میں اس کے برعکس ہوں فرمایا کہ جب میں نے اپنی ہستی پر نظر ڈالی تب مجھے اپنی نیستی کا پتہ چلا اور جب نیستی پر نگاہ ڈالی تو اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی کے مشاہدے سے نواز دیا۔ جب مجھے اس واقعہ سے حیرت ہوئی تو ندائے غیبی آئی کہ اپنی ہستی کا اقرار کر۔ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ تیرے سوا ہستی کا کون اقرار کر سکتا ہے جیسا کہ تو نے قرآن میں فرمایا ہے۔ شهد الله انه لا اله الا هو اور جب خدا تعالیٰ نے یہ راستہ کشادہ کر دیا تو میں سال بہ سال اس کی راہ کی روشنی میں کفر سے ثبوت تک پہنچ گیا۔

☆ فرمایا کہ جو بندہ دنیا میں انبیاء اور اولیاء اور خدا سے شرم کرتا ہے عقبیٰ میں اللہ تعالیٰ

Marfat.com

اس سے شرم کرتا ہے۔ فرمایا کہ تین قسم کے لوگوں کو قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے اول مجرد اور صاحبِ علم کو، دوم صاحب سجدہ کو، اہل کسب و ہنر کو۔ فرمایا کہ نان جویں کھانے اور ٹاٹ کا لباس پہن لینے ہی سے صوفی نہیں بن جاتا کیونکہ اگر صوفی بننے کا دارومدار اس پر موقوف ہوتا تو تمام اون والے اور جو کھانے والے جانور صوفی بن جایا کرتے بلکہ صوفی وہ ہے جس کے قلب میں صداقت اور عمل میں اخلاص ہو، فرمایا کہ مجھے مرید کرنے کی خواہش نہیں بلکہ میں تو ہر وقت اللہ کافی کہا کرتا ہوں۔

☆ فرمایا کہ قابل صحبت وہی ہے جو آنکھ سے اندھی، کان سے بہری اور منہ سے گونگی ہو۔ یعنی ایسے شخص کی صحبت اختیار کرنی چاہئے جو اپنی آنکھ سے خدا کے سوا کسی کو نہ دیکھتا ہو جو اپنے کانوں سے حق کے سوا کوئی بات نہ سنتا اور زبان سے حق کے سوا کچھ نہ کہتا ہو۔

☆ فرمایا کہ خدا کی دوستی اس لئے ضروری ہے کہ جب مسافر اس مقام پر پہنچتا ہے جہاں اس کا دوست موجود ہو تو راہ کی تمام تکالیف بھول جاتا ہے اور اس کے قلب کو تقویت حاصل رہتی ہے، لہٰذا جب تم قیامت میں اس طرح مسافر بن کے پہنچو گے جہاں خدا تعالیٰ تمہارا دوست ہوگا۔ تو تمہیں مسرت حاصل ہوگی فرمایا کہ جو لوگ مخلوق کے ساتھ شفقت سے پیش نہیں آتے ان کے قلوب میں مخلوق کی دوستی کی گنجائش باقی نہیں رہتی اور جو لوگ اپنی حیات کو امورِ خداوندی میں صرف نہیں کرتے ان کی آسانی کے ساتھ پل صراط سے گزر نہیں ہوسکتی۔

☆ فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی نوازش کے بعد بندے کو ایسی لسان غیبی عطا کردی جاتی ہے کہ وہ جو کچھ بھی زبان سے نکال دیتا ہے اس کی تکمیل ہوجاتی ہے۔

☆ فرمایا کہ لوگ تو یہ کہتے رہتے ہیں کہ اے اللہ عالم نزع اور قبر میں ہماری اعانت فرمانا۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ اے اللہ ہر لمحہ اور ہر گھڑی ہماری اعانت فرما اور میری فریاد رسی کر۔

Marfat.com

وصال: حضرت ابوالحسن خرقانیؒ کا وصال ۱۰ محرم ۴۲۵ھ مطابق ۱۰۳۳ء خرقان میں ہوا اور وہیں پر آپ کو سپرد خاک کیا گیا آپ کے مزار پر ایک عالی شان گنبد بنا ہوا ہے۔

وصیت: وفات کے وقت آپ نے فرمایا کہ کاش میرا قلب چیر کر مخلوق کو دکھایا جائے تا کہ ان کو یہ معلوم ہو جاتا کہ خدا کہ ساتھ بت پرستی درست نہیں۔ پھر لوگوں کو وصیت فرمائی کہ مجھے زمین سے ۳۰ گز نیچے دفن کرنا کیونکہ یہ سرزمین بسطام کی سرزمین سے زیادہ بلند ہے اور یہ ترک ادب کی بات ہے کہ میرا مزار حضرت بایزید بسطامی کے مزار سے اونچا ہو جائے۔ چنانچہ اس وصیت پر عمل کیا گیا لیکن آپ کی وفات سے دوسرے ہی دن ایک بجلی سی چمکی اور لوگوں نے دیکھا کہ ایک سفید پتھر آپ کے مزار پر رکھا ہوا ہے اور قریب ہی میں شیر کے قدموں کے نشان ہیں جس سے یہ اندازہ کیا گیا کہ یہ پتھر شیر ہی نے لاکر رکھا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ کے مزار کے اطراف میں شیر کو گھومتے ہوئے بھی دیکھا گیا لیکن زبان زد عام خلق عام یہی ہے کہ آپ کے مزار کو تھام کر جو دعا بھی مانگی جائے گی وہ ضرور قبول ہوگی اور بہت سے تجربات بھی اس کے شاہد ہیں۔ بعض لوگوں نے خواب میں دیکھ آپ سے سوال کیا کہ خدا نے آپ کے ساتھ سلوک کیا فرمایا کہ میرا اعمال نامہ میرے ہاتھ میں دے دیا گیا جس پر میں نے عرض کیا تو مجھے اعمال نامے میں کیوں الجھانا چاہتا ہے جب کہ میرے اعمال سے قبل ہی تو مجھ سے بخوبی واقف تھا کہ مجھ سے کس قسم کے اعمال سرزد ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا میرا اعمال نامہ کراماً کاتبین کے حوالے کر کے مجھے اس جھنجھٹ سے نجات دے دے تا کہ میں ہر وقت تجھ سے ہمکلام رہ سکوں۔

قطعہ تاریخ وصال: آپ کے سن وصال کے بارے میں صابر برارلی نے قطعہ تاریخ وصال یوں لکھا ہے۔

ہیں شیخ خرقانی وہ میر بزم اولیاء — شاداب جن کے دم سے ہے اسلام کا چمن
صابر سن وصال یہی کہیے شیخ کا — ہیں صاحب کمال حقیقت ابوالحسن

Marfat.com

اسمائے گرامی عہدہ داران

اُمورعلمیہ کمیٹی Religious publishing commatti چاہ میراں لاہور

چیئرمین

طاہر ندیم بٹ

جنرل سیکرٹری
شیخ نعیم احمد

فنانس سیکرٹری
محمد اعظم

سینئر وائس چیئرمین
جاوید رحمت

وائس چیئرمین
شیخ مبشر حسین
(ایڈووکیٹ)

صدر
ملک عبدالحق

سینئر نائب صدر
محمد نعیم رنگائی والے

نائب صدر
حاجی خلیل احمد

اسسٹنٹ نائب صدر
حافظ ارشد علی

ڈپٹی جنرل سیکرٹری
محمد اعجاز

جوائنٹ سیکرٹری
محمد اسلم ٹیلر ماسٹر

سیکرٹری نشرواشاعت
سید شبیر حسین شاہ بخاری

سیکرٹری ریسرچ
محمد شبیر علی

اراکین۔ محمد محسن فقری۔ شیخ مقصود احمد۔ سہیل علی۔ عبدالرحمٰن بٹ۔ فصیح الرحمٰن بٹ
محمد عبداللہ اعظم۔ عبداللہ جاوید رحمت۔ عدنان خلیل۔ علی رضا اسلم۔

Marfat.com

حالات وواقعات

حضرت سہل بن عبداللہ

رحمتہ اللہ علیہ

علامہ عالم فقری

طاہر ندیم بٹ چیئرمین

(امور علمیہ کمیٹی چاہ میراں لاہور)

Marfat.com

حضرت سہل بن عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ

حضرت سہل بن عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے کے اکابر صوفیاء عظام سے ہوئے ہیں آپ علوم شریعت وطریقت وحقیقت اور معرفت میں یکتائے روزگار تھے آپ ہر خاص وعام میں انتہائی محبوب نیک خصلت اور صاحب ریاضت وعبادت بزرگ تھے آپ کا مسلک حنفی تھا آپ مادرزادولی تھے۔ آپ کی کنیت ابومحمد تھی آپ نے اپنے ماموں محمد بن سمار کی صحبت سے روحانی فیض پایا۔ آپ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے آپ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ تین سال کی عمر ہی میں اپنے ماموں محمد بن سمار رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ مشغول عبادت رہتے تھے اور ایک دن آپ نے اپنے ماموں سے عرض کی کہ میں ابد سے لے کر آج تک عرش عظیم کے سامنے سجدہ ریز ہوں لیکن ماموں نے یہ بات کہی کہ بیٹا آج کے بعد یہ بات کبھی کسی سے نہ کہنا اور ہر شب میں ایک مرتبہ یہ دعا پڑھ لیا کرو اَللّٰہُ مَعِیَ. اَللّٰہُ نَاظِرِی. اَللّٰہُ شَاھِدِی اور جب آپ نے اس دعا کو اپنا معمول بنالیا تو آپ کے ماموں نے آپ کو یہ حکم دیا اس دعا کو یومیہ سات مرتبہ پڑھا کرو اور پھر کچھ عرصہ کے بعد اس کی تعداد پندرہ کروادی اور تاحیات آپ اس پر عمل پیرا رہے۔

تعلیم قرآن پاک اور عبادت وریاضت

آپ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کی اور سات سال کی عمر میں روزہ رکھنے کی مداومت اختیار کی اور میں ہمیشہ جو کی روٹی سے روزہ افطار کرتا تھا پھر جب بارہ سال کی عمر میں مجھے ایک اشکال پیش آیا تو میں حضرت حبیب حمزہؓ کہ جو اپنے دور کے بڑے عابد وزاہد تھے ان کے پاس بصرہ پہنچا چنانچہ انہیں نے میرا اشکال دور کر دیا اور کچھ دن میں ان کی خدمت سے فیض یاب ہو کر پھر واپس تشتر لوٹ آیا۔ اور یہ

Marfat.com

معمول بنالیا کہ دن میں روزہ رکھتا اور رات کو ساڑھے چار تولہ چاندی کے وزن کے برابر جو کی ٹکیاں کھالیتا پھر کچھ عرصہ کے بعد تین شبانہ روز کا روزہ شروع کیا پھر سات اور پھر پچیس یوم کے روزے کو اپنا معمول بنالیا۔

اہل قرب رئیس زادی

شیخ سعدی نے اپنی مشہور و معروف نثر ''مجلسِ پنجگانہ'' میں یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت سہل رحمتہ اللہ علیہ طبابت کا پیشہ کرتے تھے۔ جب انہوں نے فقر اختیار کیا تو ایک عرصہ تک ریاضات و مجاہدات میں مشغول رہے یہاں تک کہ ان کو کثرت سے رویائے صالح ہونے لگے اور ایک دو مرتبہ کسی معاملہ میں کشف بھی ہوا۔ حضرت سہل کے دل میں یہ خیال گزرا کہ وہ مرتبہ ولایت پر فائز ہو گئے ہیں۔ ان کا یہ خیال آہستہ آہستہ تکبر کی حد تک پہنچ گیا۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے خاص بندوں کا گمراہ ہونا پسند نہیں ہے چنانچہ حضرت سہل کے دل سے ولایت کا زعم دور کرنے کے لیے ان کو الہام کیا گیا کہ تم خراسان جاؤ۔ وہاں کے ایک رئیس کی بیٹی جنون میں مبتلا ہے اس کا علاج کرو۔ حضرت سہل یہ الہام ہوتے ہی خراسان کے لیے چل پڑے۔ خراسان پہنچ کر انہوں نے لوگوں سے اس رئیس کا پتہ دریافت کیا تو انہوں نے ایک عالی شان محل کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت سہل محل کی طرف گئے تو دیکھا کہ وسیع و عریض قصر ہے جس کے سامنے ایک دلکشا باغ ہے اور اس میں کچھ آدمی گلگشت میں مصروف ہیں۔ حضرت سہل نے ان سے کہا کہ میں طبیب ہوں اور اس رئیس کی دیوانی بیٹی کا علاج کرنا چاہتا ہوں۔ اگر تم اس رئیس سے میرا تعارف کرادو تو تمہارا احسان ہوگا۔ ان میں سے ایک شخص نے غور سے حضرت سہل کی طرف دیکھا اور کہا میاں! معلوم ہوتا ہے تمہارا دماغ چل گیا ہے۔ آخر خود دعوت دینے میں کیا تک ہے۔ ذرا اس قصر کی دیوار سے اندر جھانک کر تو دیکھو۔ حضرت سہل نے اس دیوار کی پرلی طرف نظر ڈالی تو بیسیوں کٹے ہوئے سر نظر آئے۔ واپس آکر ان لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ تجھ سے پہلے کئی طبیب آئے جنہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ

Marfat.com

وہ اس لڑکی کا علاج کریں گے۔ رئیس نے اس شرط پر ان کو اپنی بیٹی کا علاج کرنے کی اجازت دی کہ اگر علاج کامیاب نہ ہوا تو ان کا سر قلم کر دیا جائے گا۔ چنانچہ یہ کٹے ہوئے سر انہی طبیبوں کے ہیں جو اپنے تمام نسخے آزمانے کے باوجود علاج میں ناکام رہے۔ اگر تم بھی اپنا سر کٹوانا چاہتے ہو تو ہمیں تعارف کرانے میں کوئی عذر نہیں ہے۔ حضرت سہل نے کہا کہ مجھے سب کچھ منظور ہے۔ بس اس رئیس کے پاس مجھے لے چلو۔ چنانچہ وہ لوگ حضرت سہل کو قصر کے اندر لے گئے اور رئیس سے ان کا تعارف کرایا۔ رئیس اس وقت چند آدمیوں کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا اس نے حضرت سہل کو اشارہ کیا کہ بیٹھ جائیں۔

جب وہ آدمی چلے گئے تو رئیس نے حضرت سہل سے پوچھا کہ آپ یہاں کس مقصد کے لیے آئے ہیں؟ اس کے جواب میں حضرت سہل نے کہا۔ میں نے سنا ہے کہ تمہاری ایک لڑکی ہے جو جنون کے عارض میں مبتلا ہے۔ میں اس کے علاج کے لیے آیا ہوں۔ رئیس نے کہا کہ پہلے میرے محل کی دیوار کے اندر تو نگاہ ڈالو۔ اس پر حضرت سہل نے کہا کہ میں نے سب کچھ دیکھ لیا ہے۔ رئیس ان کا جواب سن کر بہت حیران ہوا اور سمجھا کہ یہ کوئی بڑا بلند پایہ طبیب ہے جو پہلے طبیبوں کا حشر دیکھ کر بھی علاج پر تُلا ہوا ہے۔ چنانچہ اس نے زنانخانے میں پیغام بھیجا کہ شہزادی کو تیار کریں۔ ایک طبیب اسے دیکھنے آیا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد اندر سے آواز آئی کہ لڑکی طبیب سے ملنے کے لیے تیار ہے۔ چنانچہ رئیس نے حضرت کو اپنے ساتھ لیا اور حرم سرا میں داخل ہوا۔ جب دونوں لڑکی کے کمرے کے قریب پہنچے تو لڑکی نے کنیز کو آواز دی اور کہا کہ میرا نقاب لاؤ تا کہ میں پردہ کر لوں۔ رئیس کو بڑی حیرت ہوئی کہ اس سے پہلے کتنے ہی طبیب آئے لیکن لڑکی نے کسی سے پردہ نہیں کیا۔ اس طبیب میں معلوم نہیں کیا بات ہے کہ لڑکی نقاب کی ضرورت محسوس کر رہی ہے۔ وہ اپنے خیالات کو ضبط نہ کر سکا اور لڑکی کے سامنے ان کا اظہار کر ہی دیا۔ لڑکی نے جواب دیا کہ وہ مرد نہیں تھے۔ مرد یہ ہے جو اب آیا ہے۔ رئیس لڑکی کا جواب سن کر سٹپٹا گیا اس کی سمجھ کچھ بھی نہ آیا۔

Marfat.com

حضرت سہل لڑکی کے قریب گئے اور اسلام علیکم کہا۔ رئیس زادی نے سلام کا جواب دیتے ہوئے پسرِ خاص کا لفظ استعمال کیا حضرت سہل نے کہا اے لڑکی تو نے کیسے سمجھا ہے کہ میں پسرِ خاص ہوں؟ اس پر رئیس زادی نے کہا' جس نے تم کو یہاں بھیجا اس نے مجھ کو بھی متنبہ کر دیا ہے' تمہیں اللہ نے ایسی نعمت سے نوازا ہے جس سے روح کو تسکین ملتی ہے۔ اسی وجہ سے میں خجالت محسوس کر رہی ہوں۔ رئیس یہ گفتگو سن کر عالم تحیر میں کھو گیا اور ساکت وصامت دیکھنے لگا کہ اب کیا ہوتا ہے۔ ادھر حضرت سہل سمجھ گئے کہ لڑکی کو جنون نہیں بلکہ کچھ اور شے ہے۔ انہوں نے قرآن حکیم کی ایک آیت پڑھی کہ شاید اس میں علاج ہو اور لڑکی کو سکون میسر ہو جائے۔ رئیس زادی نے جونہی یہ آیت سنی' غش کھا کر گر پڑی۔ تھوڑی دیر بعد جب ہوش میں آئی تو حضرت سہل نے اس سے مخاطب ہو کر کہا اگر تجھے سرزمین اسلام میں لے جاؤں۔

رئیس زادی: سرزمین اسلام میں کیا شے ہے جو یہاں نہیں ہے۔ حضرت سہل: ارضِ اسلام میں کعبہ معظم ہے۔ رئیس زادی: نادان! اگر تو کعبہ کو دیکھے تو اسے پہچان لے گا؟ حضرت سہل: ہاں! رئیس زادی: میرے سر کے اوپر نگاہ کرو۔ حضرت سہل نے اوپر نظر اُٹھائی تو ایک عجیب منظر دکھائی دیا۔ ان کی نظر کے سامنے کعبۃ اللہ موجود تھا جو لڑکی کے سر کے گرد طواف کرتا معلوم ہوتا تھا۔ حضرت سہل یہ نظارہ دیکھ کر ششدر رہ گئے اور پھر بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آئے تو رئیس زادی سے پوچھا کہ تو نے یہ مرتبہ کس طرح حاصل کیا؟

رئیس زادی: نادان! تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جو شخص اپنے پاؤں کے ساتھ کعبہ جاتا ہے وہ کعبہ کا طواف کرتا ہے اور جو اپنے دل کے ساتھ کعبہ جاتا ہے کعبہ اس کا طواف کرتا ہے اور تجھے یہ بھی جان لینا چاہیے کہ تو ابھی خدا سے ایک قدم دور ہے اگر تمہاری خواہش ہو تو میں تمہارے لیے اس راز کو فاش کر دیتی ہوں۔ جلد بتاؤ جاننا چاہتے ہو یا نہیں؟ حضرت سہل: میری جان تم پر قربان! جلد کہو ورنہ میں دیوانہ ہو جاؤں گا۔ رئیس

Marfat.com

زادی: من عرف نفسهٗ فقد عرف ربهٗ یعنی جس نے اپنے نفس کو جان لیا اس نے رب کو پہچان لیا۔

رئیس زادی کا جواب سن کر حضرت سہل تستری کے سارے حجابات دور ہو گئے اور انہیں معلوم ہو گیا کہ اس دنیا میں اللہ کے بہت سے ایسے بندے ہیں جو ان سے کہیں بلند مرتبہ پر فائز ہیں۔ چنانچہ ان کے دل سے اپنی ولایت اور بڑائی کا خیال یکسر جاتا رہا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کے ذریعہ ان کو تنبیہ کر کے گمراہ ہونے سے بچا لیا۔

حضرت سہل بن عبداللہ کا ایک مشاہدہ

ایک مرتبہ بیابان میں آپ کو ایک بہت ہی بدحال بڑھیا ملی۔ جب آپ نے اس کی اعانت کرنی چاہی تو اس نے ہاتھ اٹھا کر مٹھی بند کر لی اور جب مٹھی کھولی تو اس میں سونا تھا۔ پھر اس نے آپ سے کہا کہ تم تو جیب سے رقم نکالتے ہو لیکن مجھے غیب سے ملتی ہے اور یہ کہہ کہ اچانک غائب ہو گئی۔ اور جب آپ نے بیت اللہ پہنچ کر طواف کرنا شروع کیا تو دورانِ طواف دیکھا کہ کعبہ خود اس بڑھیا کا طواف کر رہا ہے اور جب آپ اس کے نزدیک ہوئے تو اس نے کہا کہ جو اختیاری طور پر یہاں پہنچتا ہے اس کے لیے طوافِ کعبہ ضروری ہے لیکن جو اضطراری عالم میں آتے ہیں کعبہ خود ان کا طواف کرتا ہے۔

دعا کس کیلئے اثر کرتی ہے

عمرو لیث ایک مرتبہ ایسا علیل ہوا کہ طباء نے جواب دے دیا چنانچہ اس نے عالم یاس میں آپ کو بلا کر دعا کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ دعا اسی کے حق میں اثر انداز ہوتی ہے جو تائب ہو چکا۔ لہٰذا پہلے تم توبہ کر کے قیدیوں کو رہا کر دو اور جب اس نے حکم کی تعمل کی تو آپ نے دعا کی کہ اے اللہ! جس طرح تو نے اپنی نافرمانی کی ذلت اس کو عطا کی اسی طرح میری عبادت کی عظمت بھی اسے دکھا دے۔ یہ کہتے ہی وہ

Marfat.com

تندرست ہو کر کھڑا ہو گیا اور بہت سی دولت بطور نذرانہ پیش کرنی چاہی لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ پھر کسی مرید نے راستہ میں عرض کیا کہ اگر آپ نذرانہ قبول کر لیتے تو میں قرض سے سبکدوش ہو جاتا۔

آپ نے فرمایا کہ اگر تجھے زر دیکھنا ہے تو سامنے دیکھ۔ اور جب اس نے نظر اٹھائی ہر سمت سونا ہی سونا نظر آیا۔ اور آپ نے فرمایا کہ خدا نے جس کو یہ مرتبہ عطا کیا ہو اس کو دولت کی تمنا کیسے ہو سکتی ہے۔

وضو کیلئے غیب سے پانی مل گیا

حضرت سہل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے عجائب و کرامات میں سب سے پہلے جو دیکھا وہ یہ کہ ایک ویران مقام کی طرف آنکلا۔ وہاں میرے قلب کو قرب الٰہی کی لذت سے شادکامی حاصل ہوئی۔ وہ جگہ مجھے نہایت بھلی معلوم ہوئی۔ نماز کا وقت آ پہنچا اور میری عادت تھی کہ ہر نماز کیلئے تازہ وضو کیا کرتا تھا۔ اس وقت پانی نہ ہونے پر میں غمگین ہوا۔ اتنے میں ناگہاں مجھے ایک آدمی دور سے چل کر آتا ہوا نظر پڑا۔ قریب ہوا تو دیکھا کہ وہ ایک ریچھ ہے جو دونوں ہاتھوں میں پانی کا مٹکا اٹھائے ہوئے ہے۔ نزدیک آ کر سلام کیا۔ مجھے یہ چیز عجیب لگی۔ میں نے پوچھا یہ پانی اور مٹکا کہاں سے آیا؟ ریچھ نے جواب دیا۔ ہم لوگ وحوش ہیں۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کی محبت میں اور اسی پر توکل کر کے تعلقات دنیوی کو چھوڑ رکھا ہے۔

ابھی ہم آپس میں ایک مسئلہ پر گفتگو کر رہے تھے کہ اچانک یہ آواز آئی۔ سہل اس وقت تازہ وضو کرنے کیلئے پانی تلاش کر رہے ہیں۔ یہ سن کر میں نے یہ پانی کا مٹکا اٹھایا۔ ناگاہ دو فرشتے آ گئے۔ میں ان کے نزدیک ہوا۔ ان فرشتوں نے فضا سے اس مٹکے میں پانی ڈالا۔ اس میں پانی گرنے کی آواز مجھے سنائی دے رہی تھی۔ ریچھ کی اتنی بات سنتے سنتے مجھ پر غشی آ گئی۔ افاقہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ پانی کا مٹکا رکھا ہوا ہے اور ریچھ کا کہیں

Marfat.com

پتہ نہیں۔ میں افسوس کرنے لگا کہ میں نے کچھ اور باتیں کیوں نہ پوچھ لیں۔ اس پانی سے میں نے وضو کیا اور کچھ پینا چاہتا تھا کہ آواز آئی۔ اے سہل! ابھی تمہارے لئے اس پانی کے پینے کا وقت نہیں آیا ہے۔ پانی کا وہ مٹکا جنبش کرنے لگا اور پھر نگاہوں سے اوجھل ہو کر معلوم نہیں کہاں گیا۔

سلسلہ طریقت سہلیہ

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ طریقت سہلیہ کے امام اور پیشوا ہیں اور آپ کے پیغامات بہت سہل اور عام فہم تھے اور لوگ انہیں آسانی سے سمجھ لیتے تھے آپ شریعت کو حقیقت کی فرع قرار دیتے ہیں اور امر معروف کا بجالانا شریعت ہے لہٰذا آپ یہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کی معرفت تزکیہ نفس کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی اس لئے انہوں نے اپنے ارشادات میں نفس اور ہوا کی حقیقت کو واضح طور پر ظاہر کیا ہے۔

سلسلہ طریقت سہلیہ میں اس بات پر بہت زور دیا جاتا ہے کہ نفس کی اصلاح مجاہدہ ہی کے ذریعے ہی سے ہوسکتی ہے لہٰذا مجاہدہ نفس انتہائی ضروری ہے۔ آپ کے مجاہدہ کی مثال اس طرح ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے اپنے مرید سے کہا کہ پورا دن اللہ اللہ کرو اگلے روز بھی یہی حکم دیا تیسرے دن بھی اسے یہی فرمایا کہ یہاں تک کہ اللہ اللہ کا ورد اس کی طبیعت ثانیہ بن گئی پھر اسے کہا کہ تین دن مزید اسی طرح گزارو پھر اس کی حالت یہ ہوگئی کہ وہ اپنے آپ کو خواب میں بھی دیکھتا کہ وہ اللہ اللہ کر رہا ہے آخر اس کی طبیعت میں ذکر اسم اللہ ذات راسخ کر گیا اور آپ نے اسے حکم دیا کہ اللہ کے ذکر کے ساتھ اپنے دل کو اللہ کی طرف لگاؤ اور تھوڑے ہی عرصہ میں اسے اللہ کے ذکر میں محویت کا مقام حاصل ہو گیا اس طرح آپ اپنے مریدوں کو مجاہدہ اور ریاضت کروایا کرتے تھے اور اس سلسلہ نے اپنے زمانے میں بہت ہی فروغ پایا۔ آپ کی تعلیمات میں یہ بھی تھا کہ نفسانی خواہشات کو شریعت کی حدود میں رکھا جائے۔

آپ کا وصال ماہ محرم الحرام ۲۸۳ھ میں ہوا اس وقت آپ کی عمر ۸۰ سال تھی۔

Marfat.com

حالات و واقعات

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

علامہ عالم فقری

طاہر ندیم بٹ چیئرمین

(امورعلمیہ کمیٹی چاہ میراں لاہور)

Marfat.com

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

محبوب ربانی، قطب سبحانی، حضرت غوث الثقلین شاہ محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رحمتہ اللہ علیہ ان اولیاء عظام سے ہیں جن کا نام گلستان ولایت میں ہمیشہ زندہ اور تابندہ رہے گا۔

وطن: آپ کا اصل وطن قصبہ نیف گیلان بلاد فارس ہے عرب کے لوگ اسی کو جیل اور جیلان کہتے ہیں۔ کیونکہ عربی میں گیلان کے گ کو بدل کر جیلان لکھا جاتا ہے اس طرح آپ کو گیلان یا جیلانی جو کچھ بھی کہا جائے درست ہے یہ طبرستان کے پاس ہے۔ کیونکہ علاقہ جیل کے باشندوں کو عام طور پر جیلی کہا جاتا ہے مشہور عالم فاضل حضرت ابوالفضل احمد بن صالح جیلی اسی علاقہ جیل کے رہنے والے تھے۔ عجیب بات یہ ہے کہ حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ نے بھی قصیدہ غوثیہ میں اپنے آپ کو جیلی فرمایا ہے یعنی میں جیل کا رہنے والا ہوں اور محی الدین میرا نام ہے اور میری عظمت کے جھنڈے پہاڑوں پر گڑے ہوئے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ جیل، گیل، کیل، گیلان، جیلان، سب ایک ہی علاقہ کے نام ہیں اس لیے حضرت کو کسی نام سے بھی منسوب کیا جائے، غلط نہ ہوگا۔ دنیائے اسلام میں عام طور پر آپ کو گیلانی یا جیلانی ہی کہا جاتا ہے۔

والدین: حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نجیب الطرفین سید ہیں گھرانہ سادات کی عظمت زمانے بھر میں مشہور ہے۔ آپ کے والد کا اسم گرامی سید ابوصالح موسیٰ جنگی دوست ہے۔ آپ کی والدہ کا نام ام الخیر فاطمہ ہے۔ ایک دفعہ حضرت سید ابوصالح

Marfat.com

رحمتہ اللہ علیہ جوانی کے عالم میں دریا کے کنارے عبادت الٰہی میں مشغول تھے۔ کئی پہروں سے کچھ نہ کھایا تھا۔ بھوک کی شدت کے باعث اُٹھے اور دریا کے کنارے کنارے چلتے گئے۔ اچانک آپ کی نگاہیں ایک سیب پر پڑیں جو دریا کے کنارے کے ساتھ بہتا چلا آ رہا تھا۔ بھوک کے باعث اٹھالیا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر کھالیا۔ جب سیب کھا چکے تو دل میں خیال آیا اے ابوصالح! تو نے بغیر اجازت لیے سیب کھالیا یہ تیرا تو نہیں تھا۔ اس خیال کے آتے ہی پریشان ہو گئے اور جس طرف سے سیب بہتا ہوا چلا آ رہا تھا۔ دریا کے کنارے اسی طرف چلنا شروع کر دیا ابھی تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ دریا کے کنارے پر سیبوں کا ایک باغ دکھائی دیا اور درختوں پر لگے ہوئے سیب شاخوں سے جھک کر پانی پر لٹک رہے تھے۔ فوراً سمجھ گئے کہ وہ سیب جو میں نے کھایا ہے ان ہی درختوں کا تھا۔

پوچھا کہ یہ باغ کس کا ہے؟ معلوم ہوا کہ یہ باغ ایک بزرگ سید عبداللہ صومعی رحمتہ اللہ علیہ کا ہے۔ اسی وقت ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بغیر اجازت سیب کھانے پر ان سے معافی کے طلبگار ہوئے۔ سید عبداللہ صومعی رحمتہ اللہ علیہ بھی اللہ کے ولی تھے سمجھ گئے کہ نوجوان متقی اور پرہیز گار ہے ورنہ کون ایک سیب بغیر اجازت کھا لینے پر اتنا تردد کرتا ہے۔ فرمایا' اے نوجوان! تمہاری معافی پر غور ہو سکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ کچھ مدت تک اس باغ کی رکھوالی کرو اور اتنا عرصہ تک اس خدمت کو انجام دو۔ حضرت ابوصالح رحمتہ اللہ علیہ نے باغ کے مالک کو راضی کرنے کی خاطر بڑی محنت' دیانتداری کے ساتھ مقررہ مدت تک اس خدمت کو انجام دیا اور پھر حاضر خدمت ہوئے۔ معافی کے خواستگار ہوئے۔ سید عبداللہ صومعی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' بغیر اجازت سیب کھانے کی معافی صرف اسی صورت میں مل سکتی ہے کہ میری ایک بیٹی ہے جو آنکھوں سے اندھی' کانوں سے بہری' ہاتھوں سے لنجی اور پاؤں سے لنگڑی ہے آپ اسے اپنے نکاح میں قبول کرلو۔

Marfat.com

حضرت ابوصالح رحمتہ اللہ علیہ نے پہلے تو کچھ دیر سوچا اور پھر اس پر آمادہ ہو گئے۔ نکاح کے بعد جب اپنی بیوی کے پاس تشریف لائے۔ بیوی کو دیکھا تو جو ظاہر نقائص بتائے گئے تھے اس میں وہ ایک بھی موجود نہ تھا بلکہ ایک خوبصورت لڑکی وہاں پر موجود تھی۔ دل میں خیال آیا کہ جو لڑکی مجھے بتائی گئی تھی یہ وہ تو نہیں ہے۔ غلطی کا خیال کر کے پریشانی کی کیفیت ملاحظہ فرمائی تو سید عبداللہ صومعی رحمتہ اللہ علیہ سمجھ گئے کہ معاملہ کیا ہے۔ فرمایا' اے بیٹے! یہ تمہاری بیوی ہے اور اس کی جو صفات میں نے تجھ سے بیان کی تھیں وہ تمام درست تھیں۔ یہ اندھی اس لیے ہے کہ آج تک کسی غیر محرم پر اس کی نظر نہیں پڑی' یہ بہری اس لیے ہے کہ اس نے کبھی خلاف حق بات نہیں سنی' اس نے کبھی بھی خلاف شرع کام نہیں کیا اس لیے یہ ہاتھوں سے لنجی ہے۔ اس نے کبھی گھر سے قدم باہر نہیں نکالا اس لیے یہ لنگڑی ہے۔

حضرت ابوصالح رحمتہ اللہ علیہ نے جب یہ سنا تو بہت خوش ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے۔ حضرت ابوصالح رحمتہ اللہ علیہ نے جس نیک خاتون سے نکاح کیا ان کا اسم مبارک فاطمہ تھا۔ لقب امت الجبار اور کنیت ام الخیر تھی۔ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں مشغول رہتی تھیں۔ انہی دو پاکیزہ ہستیوں کے ہاں حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

سلسلہ نسب: آپ کا سلسلہ نسب والد ماجد کی طرف سے گیارہ واسطوں سے اور بواسطۂ مادر محترمہ چودہ واسطوں سے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچتا ہے۔ آپ والد ماجد کی نسبت سے حسنی ہیں اور سلسلہ نسب یوں ہے:

سید محی الدین ابومحمد عبدالقادر بن سید ابوصالح موسیٰ جنگی دوست بن سید عبداللہ بن سید یحییٰ زاہد بن سید محمد شمس الدین زکریا بن سید ابوبکر داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبداللہ ثانی بن سید موسیٰ جون بن سید عبداللہ محض بن سید امام حسن مثنیٰ بن سید امام حسن بن سیدنا علی رضی اللہ عنہ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

Marfat.com

آپ والدہ ماجدہ کی نسبت سے حسینی ہیں اور سلسلہ نسب یوں ہے:

سید محی الدین ابو محمد عبدالقادر بن امۃ الجبار بنت سید عبداللہ صومعی بن سید ابو جمال بن سید محمد بن سید محمود بن سید ابو العطا عبداللہ بن سید کمال الدین عیسیٰ بن سید ابو علا الدین محمد جواد بن امام سید علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر ابن زین العابدین بن امام ابو عبداللہ حسین بن امیر المومنین علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

ولادت باسعادت: حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ قصبہ جیلان میں یکم رمضان بروز جمعۃ المبارک ۴۷۰ھ مطابق ۱۰۷۵ء کو پیدا ہوئے۔ مناقب معراجیہ کی روایت ہے کہ سیدنا عبدالقادر جیلانی کا چہرہ مبارک بوقت ولادت مہر درخشاں کی طرح روشن تھا۔

حیرت انگیز واقعات: حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت مسعود کے وقت بہت سے حیرت انگیز واقعات ظہور پذیر ہوئے۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ جب آپ رونق افروز عالم ہوئے اس وقت آپ کی والدہ ماجدہ حضرت ام الخیر فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا کی عمر ساٹھ سال کی تھی جو عام طور پر عورتوں کا سنِ یاس ہوتا ہے اور ان کو اولاد سے ناامیدی ہو جاتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا کہ اس عمر میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ ان کے بطن مبارک سے ظاہر ہوئے۔ مناقب غوثیہ میں شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کے وقت غیب سے پانچ عظیم الشان کرامتوں کا ظہور ہوا۔

(۱) جس رات آپ پیدا ہوئے اس رات آپ کے والد ماجد حضرت سید ابو صالح نے خواب میں دیکھا کہ سرور کائنات، فخر موجودات، منبع کمالات، باعث تخلیق کائنات احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات بمعہ صحابہ کرام، ائمۃ الہدیٰ اور اولیاء عظام علیہم الرضوان ان کے گھر جلوہ افروز ہیں۔ ان الفاظ مبارکہ سے ان کو خطاب

Marfat.com

فرمایا اور بشارات سے نوازا'' اے ابوصالح! اللہ تعالیٰ نے تم کو ایسا فرزند عطا فرمایا ہے جو ولی ہے۔ وہ میرا بیٹا ہے۔ وہ میرا اور اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے اور عنقریب اس کی اولیاء اللہ اور اقطابؒ میں وہ شان ہوگی جو انبیاء و مرسلین میں میری شان ہے ۔

غوث اعظمؒ درمیان اولیاء ۔ چوں محمد ﷺ درمیانِ انبیاء ﷺ

(۲) حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ جب پیدا ہوئے تو آپ کے شانہ مبارک پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کا نقش موجود تھا جو آپ کے ولی کامل ہونے کی دلیل تھا۔

(۳) آپ کے والدین کو اللہ تعالیٰ نے عالمِ خواب میں بشارت دی کہ جو لڑکا تمہارے ہاں پیدا ہوگا وہ سلطان الاولیاء ہوگا اس کا مخالف گمراہ اور بد دین ہوگا۔

(۴) جس رات حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت ہوئی۔ اس رات جیلان شریف کی جن عورتوں کے ہاں بچہ پیدا ہوا ان سب کو اللہ کریم نے لڑکا ہی عطا فرمایا۔ وہ ہر نومولود لڑکا اللہ کا ولی بنا۔

(۵) آپ کی ولادت ماہ رمضان المبارک میں ہوئی اور پہلے دن ہی سے روزہ رکھا۔ سحری سے لے کر افطاری تک آپ والدہ محترمہ کا دودھ نہ پیتے تھے۔

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ المعروف غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب میرا فرزند ارجمند عبدالقادر پیدا ہوا تو وہ رمضان شریف میں دن بھر دودھ نہ پیتا تھا۔ ولادت کے دوسرے سال موسم ابر آلو ہونے کی وجہ سے لوگوں کو رمضان شریف کا چاند دکھائی نہ دیا اس لیے لوگوں نے میرے پاس آ کر سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق دریافت کیا کہ انہوں نے دودھ پیا ہے کہ نہیں؟ تو میں نے ان کو بتایا کہ میرے فرزند نے آج دودھ نہیں پیا۔ بعد ازیں تحقیقات کرنے پر اس حقیقت کا انکشاف ہو گیا کہ اس دن رمضان کی پہلی تاریخ تھی یعنی اس دن روزہ تھا۔

زمانۂ رضاعت: آپ کی والدہ محترمہ کا بیان ہے کہ پورے زمانۂ رضاعت میں آپ کا

Marfat.com

یہ حال رہا کہ سال کے تمام مہینوں میں آپ دودھ پیتے رہتے تھے لیکن جونہی رمضان شریف کا مہینہ شروع ہوتا تو آپ دن کو دودھ کی بالکل رغبت نہ فرماتے تھے۔ رمضان شریف کا پورا مہینہ آپ کا یہ معمول رہتا تھا کہ طلوعِ آفتاب سے لے کر غروب آفتاب تک قطعاً دودھ نہ پیتے تھے۔ خواہ کتنی ہی دودھ پلانے کی کوشش کی جاتی یعنی رمضان شریف کا پورا مہینہ آپ دن میں روزہ سے رہتے تھے۔ جب مغرب کے وقت اذان ہوتی اور لوگ افطار کرتے تو آپ دودھ پیتے تھے۔

بچپن و پرورش: حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ابھی ہوش نہیں سنبھالا تھا کہ انہیں ایک صدمہِ جانکاہ سے دوچار ہونا پڑا۔ یعنی ان کے والد ماجد حضرت شیخ ابوصالح رحمتہ اللہ علیہ نے اچانک پیغام اجل کو لبیک کہا اور اس طرح آپ اپنے ہادی و آقا جناب سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مانند بالکل کم سنی میں دُرِ یتیم بن گئے۔

اس وقت آپ کے نانا حضرت سید عبداللہ صومعی رحمتہ اللہ علیہ زندہ تھے۔ انہوں نے یتیم نواسے کو اپنی سرپرستی میں لے لیا۔ حضرت عبداللہ صومعی رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے ایک بہت بڑے ولی اللہ تھے یہ انہی کا فیضان تھا کہ حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ اور والد ماجد نے علم و عرفان کی انتہائی بلندیوں کو چھولیا تھا۔ اب حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کا ان کے سایۂ عاطفت میں آنا کسی سرالٰہی کی غمازی کر رہا تھا۔ حضرت عبداللہ صومعی رحمتہ اللہ علیہ کا کوئی فرزند نہیں تھا۔ انہوں نے اپنی تمام تر پدرانہ شفقت نواسے کے لیے وقف کر دی ان کی فراست باطنی نے معلوم کر لیا تھا کہ اس نونہال کی جبینِ سعادت میں نورِ ولایت چمک رہا ہے۔ اس لیے فیضانِ باطنی سے انہوں نے ننھے عبدالقادر کو خوب سیراب کیا۔ گویا حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کے استاد اور مرشد اول حضرت سید عبداللہ صومعی رحمتہ اللہ علیہ جیسے جلیل القدر عارف زمانہ تھے۔

کھیل کود سے بے رغبتی: بچپن ہی سے حضرت سید عبدالقادر جیلانی کو کھیل کود سے کوئی رغبت نہ تھی۔ آپ نہایت صاف ستھرے رہتے اور زبانِ مبارک سے کبھی کوئی کم

Marfat.com

عقلی کی بات نہ نکلتی تھی۔ اپنے لڑکپن کے متعلق خود ارشاد فرماتے ہیں کہ عمر کے ابتدائی دور میں جب کبھی میں لڑکوں کے ساتھ کھیلنا چاہتا تو غیب سے آواز آتی تھی کہ لہو ولعب سے باز رہو۔ جسے سن کر میں رُک جایا کرتا تھا اور اپنے گرد وپیش جو نظر ڈالتا تو مجھے کوئی آواز دینے والا نہ دکھائی دیتا تھا۔ جس سے مجھے دہشت سی معلوم ہوتی' میں جلدی سے بھاگتا ہوا گھر آتا اور والدہ محترمہ کی آغوشِ محبت میں چھپ جاتا تھا۔ اب وہی آواز میں اپنی تنہائیوں میں سنا کرتا ہوں۔ اگر مجھ کو کبھی نیند آتی ہے تو وہ آواز فوراً میرے کانوں میں آ کر مجھے متنبہ کر دیتی ہے کہ تم کو اس لیے نہیں پیدا کیا ہے کہ تم سویا کرو۔

شکمِ مادر میں علم: روایت ہے کہ جب آپ پڑھنے کے لائق ہو گئے تو آپ کو قرآن مجید کی تعلیم کے لیے ایک مدرسے میں لے جایا گیا تاکہ قرآن پڑھنے کے لیے وہاں آپ کو داخل کروا دیا جائے۔ کہا جاتا ہے کہ استاد کے سامنے آپ دوزانو ہو کر بیٹھ گئے۔ استاد نے کہا پڑھو بیٹے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آپ نے بسم اللہ شریف پڑھنے کے ساتھ ساتھ الٓمٓ سے لے کر مکمل اٹھارہ پارے زبانی پڑھ ڈالے۔ استاد نے حیرت کے ساتھ دریافت کیا کہ یہ تم نے کب پڑھا اور کیسے یاد کیا؟ فرمایا والدہ ماجدہ اٹھارہ پاروں کی حافظہ ہیں جن کا وہ اکثر ورد کیا کرتی تھیں۔ جب میں شکمِ مادر میں تھا تو یہ اٹھارہ پارے سنتے سنتے مجھے یاد ہو گئے تھے۔

مکتب میں داخلہ: ایک اور روایت میں ہے کہ جیلان میں ایک مقامی مکتب تھا۔ جب حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی عمر پانچ برس کی ہوئی تو آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کو اس مکتب میں بٹھا دیا۔ حضرت کی ابتدائی تعلیم اسی مکتب مبارک میں ہوئی۔ اس مکتب میں آپ کے اساتذہ یا استاد کون تھے کتب تاریخ وسیر اس بارے میں خاموش ہیں۔ دس برس کی عمر تک آپ کی ابتدائی تعلیم میں کافی دسترس ہو گئی۔

اپنی ولایت کا علم ہونا: حضور غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں صغرسنی کے عالم میں مدرسہ کو جایا کرتا تھا تو روانہ ایک فرشتہ انسانی شکل میں میرے پاس آتا اور

Marfat.com

مجھے مدرسہ لے جاتا۔ خود بھی میرے پاس بیٹھا رہتا میں اس کو مطلقاً نہ پہچانتا تھا کہ یہ فرشتہ ہے۔ ایک دن میں نے اس سے پوچھا آپ کون ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لیے بھیجا ہے کہ میں مدرسہ میں آپ کے ساتھ رہا کروں۔

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک روز میرے قریب سے ایک شخص گزرا جس کو میں بالکل نہ جانتا تھا اس نے جب فرشتوں کو یہ کہتے سنا کہ کشادہ ہو جاؤ تا کہ اللہ کا ولی بیٹھ جائے۔ تو اس نے فرشتوں میں سے ایک کو پوچھا کہ یہ لڑکا کس کا ہے؟ تو فرشتے نے جواب دیا کہ یہ سادات کے گھرانے کا لڑکا ہے۔ تو اس نے کہا کہ یہ عنقریب بہت بڑی شان والا ہوگا۔

آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالرزاق کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت غوث معظم رحمتہ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو اپنے ولی ہونے کا علم کب ہوا؟ تو آپ نے فرمایا کہ جب میں دس برس کا تھا اور اپنے شہر کے مکتب میں جایا کرتا تھا تو فرشتوں کو اپنے پیچھے اور اردگرد چلتے دیکھتا۔ جب مکتب میں پہنچ جاتا تو وہ بار بار یہ کہتے کہ اللہ کے ولی کو بیٹھنے کے لیے جگہ دو۔ اللہ کے ولی کو بیٹھنے کے لیے جگہ دو۔ اسی واقعہ کو بار بار دیکھ کر میرے دل میں یہ احساس پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے درجۂ ولایت پر فائز کیا ہے۔

نانا جان کا انتقال: حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ ابھی جیلان کے مکتب میں زیر تعلیم تھے کہ آپ کے نانا جان حضرت سید عبداللہ صومعی رحمتہ اللہ علیہ کو منعم حقیقی کا بلاوا آ گیا اور وہ عالم فانی سے عالم جاودانی کو سدھارے۔ اب ان کی سرپرستی اور تعلیم و تربیت کا سارا بوجھ والدہ ماجدہ سیدہ فاطمہ رحمتہ اللہ علیہ پر آ پڑا۔ اس عارفۂ پاک باطن نے کمال صبر و استقامت سے اپنے فرزند جلیل القدر کی نگرانی جاری رکھی اور انھیں کی زیر نگرانی آپ سنِ رشد کو پہنچے آپ کا عنفوانِ شباب بھی پاکبازی اور برکات جلیلہ کو اپنے دامن میں لیے ہوئے تھا۔

Marfat.com

تحصیل علم کے لیے غیبی اشارہ: آپ کی عمر تقریباً اٹھارہ برس کی تھی کہ ایک دن گھر سے باہر سیر کے لیے نکلے یہ یومِ عرفہ تھا۔ راستے میں کسی کسان کا بیل جا رہا تھا آپ اس کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے کہ یکا یک بیل نے مڑ کر آپ کی طرف دیکھا اور بزبان انسانی یوں گویا ہوا:

مالهذ الخلقت ولا بهذا اموت.

(اے عبدالقادر! تو اس لیے نہیں پیدا کیا گیا اور نہ تجھے اس کا حکم دیا گیا ہے)

حضرت اس پر اسرار بیل کے ذریعے یہ اشارہ غیبی پا کر حیران رہ گئے۔ عشقِ الٰہی کے جذبہ نے جوش مارا سیدھے گھر جا کر والدہ ماجدہ کو یہ حیرت انگیز واقعہ سنایا۔ بصد ادب عرض کی کہ تحصیل و تکمیلِ علم کے لیے بغداد جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں کہ وہاں کے مدارس و مکاتب کا ایک عالم میں شہرہ ہے۔ سیدہ فاطمہ رحمتہ اللہ علیہ چشم زدن میں سب کچھ سمجھ گئیں۔

تذکرہ غوث اعظم میں لکھا ہے کہ جس وقت یہ واقعہ پیش آیا اس وقت سیدہ فاطمہ رحمتہ اللہ علیہا کی عمر اٹھتر برس کے قریب تھی۔ مشفق باپ سید عبداللہ صومعی رحمتہ اللہ علیہ اور شوہر سید ابوصالح رحمتہ اللہ علیہ کا سایہ سر سے اٹھ چکا تھا۔ ضعیف العمری کے اس عالم میں ان کی امیدوں کا مرکز سیدنا عبدالقادر ہی تھے۔ دوسرے فرزند سید ابواحمد عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ ابھی خورد سال تھے۔ جوان فرزند کا ایک لمحہ کے لیے آنکھوں سے اوجھل ہونا گوارا نہ تھا اور پھر بغداد کا سفر کوئی معمولی سفر نہیں تھا۔ دور حاضرہ کے ذرائع آمد و رفت کا اس وقت تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ لوگ قافلوں کی صورت میں پیدل یا اونٹوں اور گھوڑوں پر سفر کیا کرتے تھے۔ بغداد جیلان سے کم و بیش ساڑھے چھ سو کلومیٹر کی دوری پر تھا۔ سفر میں ہزار ہا صعوبتیں اور خطرات پنہاں تھے۔ لیکن جس مقصد بلند کے لیے سیدنا عبدالقادر نے بغداد جانے کا اظہار کیا تھا اس سے ام الخیر امۃ الجبار سیدہ فاطمہ رحمتہ اللہ

Marfat.com

علیہ جیسی پاک باطن ماں بھلا اپنے فرزند کو کیسے روک سکتی تھیں۔ باچشم پرنم لخت جگر کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا اے میری آنکھوں کے نور تیری جدائی تو ایک لمحہ کے لیے بھی مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتی۔ لیکن جس مبارک مقصد کے لیے تم بغداد جانا چاہتے ہو۔ میں اس کے راستے میں حائل نہیں ہوں گی۔ حصول و تکمیلِ علم ایک مقدس فریضہ ہے۔ میری دعا ہے کہ تم ہر قسم کے علوم ظاہری و باطنی میں درجہ کمال حاصل کرو۔ میں تو شاید اب جیتے جی تمھاری صورت نہ دیکھ سکوں گی لیکن میری دعائیں ہر حال میں تیرے ساتھ رہیں گی۔

پھر فرمایا تیرے والد مرحوم رحمتہ اللہ علیہ کے ترکہ سے اسی دینار میرے پاس ہیں۔ چالیس دینار تیرے بھائی کے لیے رکھتی ہوں اور چالیس زادِ راہ کے لیے تیرے سپرد کرتی ہوں۔ سیدہ فاطمہ نے یہ چالیس دینار سید عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ کی بغل کے نیچے آپ کی گدڑی میں سی دیے اور پھر ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی۔

جب گھر سے رخصت ہونے کا وقت آیا تو سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ سے مخاطب ہو کر فرمایا "اے میرے لختِ جگر عبدالقادر! میری ایک نصیحت کو حرزِ جان بنالو۔ ہمیشہ سچ بولنا اور جھوٹ کے نزدیک بھی نہ پھٹکنا۔"

سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے بادیدۂ گریاں عرض کیا۔ مادرِ محترمہ! میں صدق دل سے عہد کرتا ہوں کہ ہمیشہ آپ کی نصیحت پر عمل کروں گا۔ پھر آپ کی والدہ نے آپ کو اپنی دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔

آپ کی بے مثل سچائی: حضرت سید عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ جیلانی والدہ ماجدہ سے رخصت ہو کر بغداد جانے والے ایک قافلے میں شامل ہو گئے۔ آپ کا قافلہ ہمدان کے مشہور شہر تک تو بخیریت پہنچ گیا لیکن جب ہمدان سے آگے ترتنگ کے سنسان کوہستانی علاقہ میں پہنچا تو ساٹھ قزاقوں کے ایک جتھے نے قافلے پر حملہ کر دیا۔ اس جتھے کا سردار ایک طاقتور قزاق احمد بدوی تھا۔ قافلے کے لوگوں میں ان خونخوار قزاقوں کے مقابلہ کی سکت نہیں تھی۔ قزاقوں نے قافلہ کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور اسے تقسیم کرنے کے

Marfat.com

لیے ایک جگہ ڈھیر کر دیا۔ حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ اطمینان سے ایک طرف کھڑے رہے۔ لڑکا سمجھ کر کسی نے آپ سے کچھ تعرض نہ کیا۔ اتفاقاً ایک ڈاکو کی نظران پر پڑی اور اس نے پوچھا کیوں لڑکے تیرے پاس بھی کچھ ہے! حضرت نے بلا خوف وہراس کے اطمینان سے جواب دیا، ہاں! میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ ڈاکو کو آپ کی بات پر یقین نہ آیا اور وہ آپ پر ایک نگاہ استہزاء ڈالتا ہوا چلا گیا۔

پھر ایک دوسرے قزاق نے بھی آپ نے دریافت کیا' لڑکے تیرے پاس کچھ ہے؟ آپ نے اسے بھی وہی جواب دیا کہ ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ اس قزاق نے بھی آپ کی بات کو ہنسی میں اڑا دیا اور اپنے سردار کے پاس چلا گیا۔ پہلا قزاق بھی وہاں پہلے ہی موجود تھا اور لوٹ کے مال کی تقسیم ہو رہی تھی۔ اس دونوں قزاقوں نے سرسری طور پر اس لڑکے کا واقعہ اپنے سردار کو سنایا۔ سردار نے کہا اس لڑکے کو ذرا میرے سامنے لاؤ۔ دونوں ڈاکو بھاگتے ہوئے گئے اور سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کو پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے گئے جو ایک ٹیلے پر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ لوٹا ہوا مال تقسیم کرنے کے لیے بیٹھا تھا۔

ڈاکوؤں کے سردار نے اس فقیر منش نوجوان لڑکے کو دیکھ کر پوچھا لڑکے سچ بتلا تیرے پاس کیا ہے؟ حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ میں پہلے بھی تیرے دوساتھیوں کو بتا چکا ہوں کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ سردار نے کہا، کہاں ہیں؟ نکال کر دکھاؤ آپ نے فرمایا میری بغل کے نیچے گدڑی میں سلے ہوئے ہیں۔

سردار نے گدڑی کو ادھیڑ کر دیکھا تو اس میں سے واقعی چالیس دینار نکل آئے۔ ڈاکوؤں کا سردار اور اس کے ساتھی یہ ماجرا دیکھ کر سکتے میں آ گئے۔ قزاقوں کے قائد احمد بدوی نے استعجاب کے عالم میں کہا۔ لڑکے! تمھیں معلوم ہے کہ ہم راہزن ہیں اور مسافروں کو لوٹ لیتے ہیں پھر بھی تم ہم سے مطلق نہیں ڈرے اور ان دیناروں کا بھید ہم پر ظاہر کر دیا اس کی کیا وجہ ہے؟

Marfat.com

سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میری پاکباز اور ضعیف العمر والدہ نے گھر سے چلتے وقت مجھے نصیحت کی تھی کہ بیٹا ہمیشہ سچ بولنا، بھلا والدہ کی نصیحت میں چالیس دیناروں کی خاطر کیونکر فراموش کرسکتا ہوں۔

یہ الفاظ نہیں تھے، حق وصداقت کے ترکش سے نکلا ہوا ایک تیر تھا جو احمد بدوی کے سینہ میں پیوست ہوگیا۔ اس پر رقت طاری ہوگئی اشکہائے ندامت نے دل کی شقاوت اور سیاہی دھوڈالی۔ روتے ہوئے بولا آہ اے بچے! تم نے اپنی ماں کے عہد کا اتنا پاس رکھا۔ حیف ہے مجھ پر کہ اتنے سالوں سے اپنے خالق کا عہد توڑ رہا ہوں۔ یہ کہہ کر اتنا رویا کہ گھگھی بندھ گئی۔ پھر بے اختیار سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے قدموں پر گر پڑا اور راہزنی کے پیشہ سے توبہ کی جب اس کے ساتھیوں نے یہ ماجرا دیکھا تو ان کے دل بھی پگھل گئے۔ سب نے بیک زبان کہا اے سردار! تو رہزنی میں ہمارا قائد تھا اور اب توبہ میں بھی تو ہمارا پیشواء ہے۔

غرض ان سب نے بھی سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ پر توبہ کی اور لوٹا ہوا تمام مال قافلہ کو واپس کردیا۔ کہتے ہیں کہ یہ سب قزاق اس توبہ کی بدولت درجۂ ولایت کو پہنچے سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ پہلی توبہ تھی جو گمراہ لوگوں نے میرے ہاتھ پر کی۔

بغداد میں ورودِ مسعود: قزاقوں کے واقعہ کے بعد سارے راستے میں قافلے کو کوئی خطرہ پیش نہ آیا اور وہ بخیر وعافیت بغداد پہنچ گیا۔ اس طرح ۴۸۸ھ میں بغداد شہر میں پہنچے۔ جب آپ بغداد مقدس کی سرحد پر جلوہ افروز ہوئے تو بارش ہو رہی تھی اور رات کا کچھ حصہ گزر چکا تھا۔ آپ سیدھے حضرت حماد بن مسلم رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ میں تشریف لے گئے۔ خانقاہ کا دروازہ بند پایا اور باہر کے حصہ میں ہی فروکش ہوگئے۔ صبح ہوتے ہی آپ خانقاہ میں داخل ہوئے۔

حضرت حماد رحمتہ اللہ علیہ جیسے آپ ہی کے منتظر تھے۔ بڑھ کر فوراً ہی آپ کا خیر

Marfat.com

مقدم کیا اور محبت ورحمت کے ملے جلے انداز میں معانقہ کیا۔ نیز خوشی کے آنسو بہاتے ہوئے فرمایا۔ فرزند عبدالقادر فقر وتصوف کا خزانہ آج میرے پاس ہے۔ کل یہ دولت گرانمایہ تمہارے ہاتھوں میں سونپی جائے گی۔ ذرا احتیاط سے اسے خرچ کرنا اور اے سر زمین عراق! تیرے اوپر ایک مقدس ہستی کا آنا مبارک ہو۔ اب تجھ پر رحمت کی بدلیاں سایہ فگن ہوں گی اور علم وعرفان کی گھٹا بن کر برسیں گی جس سے ساری دنیا کے قلوب و ارواح ہمیشہ کے لیے سرسبز وشاداب ہو جائیں گے۔

حضرت حماد بن مسلم رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کے بعد بغداد میں آپ جس مقصد کے لیے آئے تھے اس کی طرف متوجہ ہوئے اور ظاہری علوم کے حصول کے لیے سرگرم ہو گئے۔ قلائد الجواہر میں لکھا ہے کہ حضرت شیخ کو جب یہ معلوم ہوا کہ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے اور حصولِ علم جہل کی تاریکیوں کو دور کر کے نورانیت عطا کرتا ہے۔ یہی بیمار دلوں کی دوا اور متقین کے لیے واضح راستہ ہے یہ وہ خیالات تھے۔ جنھوں نے آپ کو حصولِ علم کی طرف متوجہ کیا اور آپ نے ائمہ ومشائخ وقت کی جانب رجوع کیا۔

تحصیل دینی علوم: بغداد میں پہنچنے کے چند روز بعد حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے بغداد کے مدرسہ نظامیہ کے اساتذہ سے دینی علم حاصل کرنا شروع کر دیا۔ بغداد اس وقت بڑے نامور اساتذ اور مختلف فنون کے ائمہ کا گہوارہ تھا۔ آپ نے ان سے بڑی لگن کے ساتھ علم حاصل کیا۔

آپ کے اساتذہ میں ابوالوفا علی بن عقیل رحمتہ اللہ علیہ، ابوغالب محمد بن حسن باقلانی رحمتہ اللہ علیہ، ابوزکریا یحیٰی بن علی تبریزی رحمتہ اللہ علیہ، ابوسعید بن عبدالکریم رحمتہ اللہ علیہ ابوالغنائم محمد بن علی بن محمد رحمتہ اللہ علیہ، ابوسعید ابن مبارک مخرمی (یا مخزومی) اور ابوالخیر حماد بن مسلم رحمتہ اللہ علیہ الدباس جیسے نامور علماء اور مشائخ عظام کے اسماء گرامی قابلِ ذکر ہیں۔ علم قرأت، علم تفسیر، علم حدیث، علم فقہ، علم لغت، علم شریعت، علم طریقت، غرض کوئی ایسا علم نہ تھا جو آپ نے اس دور کے باکمال اساتذہ وائمہ سے حاصل نہ کیا

Marfat.com

ہو اور صرف حاصل ہی نہیں کیا بلکہ ہر علم میں وہ کمال پیدا کیا کہ تمام علمائے زمانہ سے سبقت لے گئے۔

علم و ادب میں آپ کے استاد علامہ ابوزکریا تبریزی رحمتہ اللہ علیہ تھے جو اپنے وقت کے یگانۂ روزگار عالم تھے اور بیشمار کتابوں کے مصنف تھے۔ ان کی تصنیفات میں تفسیر القرآن والاعراب، الکافی فی علم العروض والقوانی تہذیب الاصلاح، شرح المفضلیات، شرح قصائد العشر، شرح دیوان حماسہ، شرح دیوان متنبی، شرح دیوان ابی تمام اور شرح الدریدیہ بہت مشہور ہیں۔

علم فقہ اور اصولِ فقہ کی تعلیم آپ نے حضرت شیخ ابوالوفا علی بن عقیل حنبلی رحمتہ اللہ علیہ، ابوالحسن محمد بن قاضی ابوالعلی رحمتہ اللہ علیہ، شیخ ابوالخطاب، محفوظ الکلوذانی حنبلی رحمتہ اللہ علیہ اور قاضی ابوسعید مبارک بن علی مخرمی حنبلی رحمتہ اللہ علیہ سے مکمل کی۔

علم حدیث آپ نے اس دور کے مشہور محدثین سے حاصل کیا جن میں ابوالبرکات طلحہ العاقولی رحمتہ اللہ علیہ، ابوالغنائم محمد بن علی بن میمون الفرسی رحمتہ اللہ علیہ، ابوعثمان اسمٰعیل بن محمد الاصبہانی رحمتہ اللہ علیہ، ابوطاہر عبدالرحمٰن بن احمد، ابوغالب محمد بن حسن الباقلانی، ابومحمد جعفر بن احمد بن الحسین القاری السراج، ابوالعز محمد بن مختار الہاشمی رحمتہ اللہ علیہ، ابومنصور عبدالرحمٰن القزاز رحمتہ اللہ علیہ، ابوالقاسم علی ابن احمد بن بنان الکرخی رحمتہ اللہ علیہ، ابوطالب عبدالقادر بن محمد بن یوسف رحمتہ اللہ علیہ کے اسماء گرامی قابل ذکر ہیں۔

غرض آٹھ سال کی طویل مدت میں آپ تمام علوم کے امام بن چکے تھے اور جب آپ نے ماہ ذی الحجہ ۴۹۶ھ میں ان علوم میں تکمیل کی سند حاصل کی تو کرۂ ارض پر کوئی ایسا عالم نہیں تھا جو آپ کی ہمسری کا دعویٰ کر سکے۔

دورِ طالب علمی کی باتیں: حضرت عبداللہ جبائی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میرے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے بتایا ہے کہ میرے طالب علمی کے زمانہ

Marfat.com

میں ایک دفعہ بغداد فتنہ وفساد کی آماجگاہ بن گیا۔ میں فطری طور پر ہنگاموں سے متنفر تھا اس لیے نت نئے جھگڑوں اور فسادوں کو دیکھ کر بغداد کا قیام مجھ پر گراں گزرنے لگا۔ چنانچہ ایک دن بغداد چھوڑنے کا ارادہ کیا اور قرآن کریم بغل میں دبا کر باب حلبہ کی طرف چلا کہ وہاں سے صحرا کو راستہ جاتا تھا۔ یکایک کسی غیبی طاقت نے مجھے اس زور سے دھکا دیا کہ میں گر پڑا۔ پھر غیب سے آواز آئی کہ ''یہاں سے مت جاؤ۔ خلقِ خدا کو تم سے فیض پہنچے گا۔'' میں نے کہا کہ ''مجھے خلقِ خدا سے کیا واسطہ مجھے تو اپنے دین کی سلامتی مطلوب ہے۔'' آواز آئی نہیں نہیں تمھارا یہاں رہنا ضروری ہے۔ تمہارے دین کو کچھ ضرر نہ پہنچے گا۔ چنانچہ منشائے الٰہی کے مطابق میں نے بغداد چھوڑنے کا ارادہ ترک کر دیا۔

دوسرے دن میں بغداد کے ایک محلّہ سے گزر رہا تھا کہ ایک شخص نے دروازہ کھول کر اپنا سر باہر نکالا اور مجھ سے مخاطب ہو کر کہا کیوں عبدالقادر! کل تو نے اپنے رب سے کیا مانگا تھا، میں یہ اچانک سوال سن کر حیران رہ گیا اور میری قوت گویائی جواب دے گئی۔ اس شخص نے اب نہایت غصہ سے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا اور میں وہاں سے چل دیا۔

جب میرے ہوش بجا ہوئے تو میری سمجھ میں آ گیا کہ یہ شخص تو اولیاء اللہ میں سے ہے جسے کل کے واقعہ کا علم ہو گیا۔ چنانچہ میں نے اس دروازہ کی تلاش شروع کر دی لیکن ہزار کوشش کے باوجود ناکام رہا۔ اب میں ہر وقت اس شخص کی تلاش میں رہنے لگا۔ آخر ایک دن میں نے انہیں پالیا۔ یہ بزرگ حماد دباس رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ میں نے ان سے علم طریقت حاصل کیا اور اپنے اشکالات وشکوک رفع کرائے۔

آپ فرماتے ہیں کہ دورانِ تعلیم جب میں کبھی شیخ حماد کے پاس ہوتا تو آپ مجھے فرماتے فقیہہ! تو یہاں کیوں آتا ہے کہیں اہل فقہ کے پاس جایا کر اور جب میں خاموش رہتا تو میرے نفس کو باتوں کے ذریعے اذیت دیتے تاکہ میرا نفس پاک ہو جائے۔ لیکن جب ان کے پاس دوبارہ جاتا تو فرماتے کہ آج ہمارے پاس بہت سی روٹیاں آئیں لیکن

Marfat.com

ہم نے سب کھالی ہیں، تمہارے لیے کچھ نہیں بچا۔ میری یہ حالت دیکھ کر شیخ کے وابستگان بھی مجھے تکلیفیں پہنچانے لگے اور مجھ سے بار بار کہتے کہ تم تو فقیہہ ہو، تمھارا ہمارے پاس کیا کام، تم یہاں مت آیا کرو۔ لیکن جب شیخ حماد کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے خدام سے فرمایا کہ اے طالبو تم اس کو تکلیف کیوں پہنچاتے ہو۔ تم میں کسی ایک فرد کو بھی یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے۔ میں تو محض امتحاناً اس کو اذیت دیتا ہوں لیکن یہ ایک ایسا پہاڑ ہے جس میں ذرہ برابر بھی جنبش نہیں ہوتی۔

دورانِ تعلیم مشکلات: طالب علمی کے دور میں آپ کو کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور بے پناہ مصائب آپ نے برداشت کیے مگر ہمت نہ ہاری۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسی ہولناک سختیاں جھیلی ہیں کہ اگر وہ پہاڑ پر گزرتیں تو پہاڑ بھی پھٹ جاتا۔ جب مصائب اور شدائد کی ہر طرف سے مجھ پر یلغار ہو جاتی تھی تو میں تنگ آ کر زمین پر لیٹ جاتا اور اس آیت کریمہ کا ورد شروع کر دیتا:

فان مع العسر یسرا ○ ان مع العسر یسرا ○

(بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے)

اس آیت مبارکہ کی تکرار سے مجھے تسکین حاصل ہو جاتی اور جب میں زمین سے اٹھتا تو سب رنج وکرب دور ہو جاتا۔

تحصیل علم کے زمانہ میں سبق سے فارغ ہو کر آپ جنگل یا بیابان کی طرف نکل جاتے اور شہر کی بجائے انھی ویرانوں میں رات گزراتے تھے۔ زمین آپ کا بستر ہوتی تھی اور اینٹ یا پتھر تکیہ۔ مینہ، آندھی، جھکڑ، طوفان، سردی، گرمی آپ ہر چیز سے بے نیاز ہو کر برہنہ پا رات کی تنہائیوں اور تاریکیوں میں دشت نوردی کرتے رہتے تھے۔ سر اقدس پر ایک چھوٹا سا عمامہ ہوتا تھا اور صوف کا ایک جبہ زیبِ تن ہوتا تھا۔ خود رو بوٹیاں اور سبزیاں جو عام طور پر دریائے دجلہ کے کنارے مل جاتی تھیں آپ کی خوراک ہوتی تھیں۔ یہ سب جانکاہ مصائب آپ کو اسی لذت کے مقابلے میں ہیچ معلوم ہوتے تھے جو

Marfat.com

آپ کو تحصیل علم میں حاصل ہوتی تھی۔

مسلسل بیس یوم تک فاقہ: شیخ طلحہ بن مظفر بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ نے مجھ سے فرمایا کہ قیام بغداد کے دوران مجھے بیس یوم تک کھانے پینے کے لیے کوئی مباح شے میسر نہ آئی تو میں ایوانِ کسریٰ کی جانب چل پڑا۔ وہاں دیکھا چالیس اولیاء اللہ پہلے ہی مباح چیزوں کی تلاش میں ان کھنڈرات میں موجود ہیں۔ آپ نے ان مردانِ خدا کے راستے میں مزاحم ہونا مناسب نہ سمجھا اور واپس شہر تشریف لے گئے۔ راستے میں جیلان کے ایک شخص سے ملاقات ہوئی جو آپ ہی کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ اس نے آپ کو سونے کا ٹکڑا دیا اور کہا اے عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ! خدا کا شکر ہے کہ تم مل گئے اور میں بارِ امانت سے سبکدوش ہوا۔ یہ سونے کا ٹکڑا تیری والدہ سیدہ فاطمہ نے تیرے لیے بھیجا ہے۔

آپ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے اور سونے کا یہ ٹکڑا لے کر فوراً ایوان کسریٰ کے کھنڈروں میں پہنچے جہاں ستر اولیاء اللہ کو رزقِ طیب کی تلاش میں دیکھ آئے تھے۔

سونے کا تھوڑا سا حصہ اپنے پاس رکھ کر باقی سب ان مردانِ خدا کی خدمت میں پیش کر دیا۔ انہوں نے پوچھا کہاں سے لائے ہو؟ آپ نے فرمایا میری والدہ ماجدہ نے میری لیے بھیجا ہے۔ میری غیرت نے یہ برداشت نہ کیا کہ آپ قوتِ لایموت کی تلاش میں مارے مارے پھریں اور میں آسودہ حالی سے دن گزاروں اس لیے یہ سونا آپ کے لیے لے آیا ہوں۔

پھر آپ بغداد تشریف لائے۔ اپنے حصے کے سونے سے کھانا خریدا اور باآواز بلند فقراء کو کھانے کی دعوت دی۔ اس طرح بہت سے فقراء آگئے اور سب نے مل کر کھانا کھایا۔

شدت بھوک کا ایک واقعہ: حضرت ابوبر تیمی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے کئی دن فاقے سے گزر گئے۔ آخر بھوک سے نڈھال ہو کر ایک دن کسی مباح چیز کی تلاش کر رہے تھے سوق الریحانیین (بغداد کی ایک منڈی) کی مسجد کے قریب پہنچے تو اضمحلال قواء انتہا کو پہنچ گیا۔ شدت گرسنگی سے دماغ چکرا گیا اور آپ لڑکھڑاتے ہوئے مسجد کے ایک گوشہ میں جا

Marfat.com

بیٹھے۔ ابھی آپ کو بیٹھے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ایک عجمی نو جوان بھنا ہوا گوشت اور روٹی لے کر مسجد میں داخل ہوا اور ایک طرف بیٹھ کر کھانے لگا۔ حضرت غوث اعظم کا اپنا بیان ہے کہ بھوک کی شدت سے میرا یہ حال تھا کہ اس شخص کے ہر لقمے کے ساتھ بے اختیار میرا منہ بھی کھل جاتا اور میرا جی چاہتا کہ کاش اس وقت مجھے بھی کچھ کھانا میسر ہو جاتا لیکن آخر میں نے اپنے نفس کو ملامت کی کہ بے صبر مت بن۔ آخر توکل اور بھروسہ بھی تو کوئی چیز ہے۔ غرض آپ کا نفس مطمئن ہو گیا اور آپ اس شخص کی طرف سے بے نیاز ہو گئے۔ اتنے میں خود ہی اس کی نظر آپ پر پڑی اور اس نے آپ کو کھانے کی دعوت دی۔ حضرت نے انکار کیا لیکن اس نے شدید اصرار کیا۔ ناچار آپ اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ آپ کے حالات دریافت کرنے لگا۔ آپ نے فرمایا میں جیلان کا باشندہ ہوں اور یہاں حصولِ علم کی غرض سے مقیم ہوں۔ یہ سنتے ہی وہ بہت مسرور ہوا اور کہنے لگا۔

میں بھی جیلان کا رہنے والا ہوں کیا تم جیلان کے رہنے والے ایک نو جوان عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ کو جانتے ہو؟ آپ نے فرمایا کہ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ میں ہی ہوں۔

یہ سنتے ہی وہ شخص بے چین ہو گیا اور اس کی آنکھیں پرنم ہو گئیں۔ پھر رقت آمیز لہجے میں کہنے لگا بھائی میں نے تمہاری امانت میں خیانت کی ہے۔ خدا کے لیے مجھے بخش دو۔

آپ کو اس شخص کی باتوں سے حیرت ہوئی اور فرمایا بھائی کیسی امانت اور کیسی خیانت اپنی بات کی وضاحت کرو۔

اس شخص نے جواب دیا بھائی آپ کی والدہ نے آپ کے لیے میرے ہاتھ آٹھ دینار بھیجے تھے۔ میں کئی روز سے تمہیں تلاش کر رہا تھا کہ تمہاری امانت کے بارے سبکدوش ہو جاؤں لیکن تمہارا کچھ پتہ نہ چلتا تھا اور اسی وجہ سے بغداد میں میرا قیام طول

Marfat.com

پکڑ گیا حتیٰ کہ میرا ذاتی خرچ کم ہو گیا اور فاقوں تک نوبت آ پہنچی، پہلے دو تین دن تک تو میں نے صبر کیا آخر بھوک کی شدت نے مجبور کر دیا کہ تمہاری امانت سے کھانا خرید کر پیٹ کے دوزخ کی آگ ٹھنڈی کروں۔ بھائی یہ کھانا جو ہم کھا رہے ہیں دراصل تمھارا ہی ہے کیونکہ تمہاری امانت سے خریدا گیا ہے اور تم میرے نہیں بلکہ میں تمھارا مہمان ہوں۔ خدا کے لیے مجھ اس گناہ عظیم کے لیے بخش دو۔

آپ نے اس شخص کو گلے لگالیا اور اس کے حسنِ نیت کی تعریف کی اور تسلی دی۔ پھر کچھ دینار اور بچا ہوا کھانا دے کر نہایت محبت سے اسے رخصت کیا۔

شریف یعقوبی کی نصیحت: بغداد کے کچھ طلبا کا دستور تھا کہ فصل کٹنے کے بعد یہ لوگ ایک گاؤں یعقوبا میں چلے جاتے اور وہاں اناج مانگ کر لاتے۔ اس زمانے میں لوگ طلبا کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اس لیے صاحبِ استطاعت لوگ خوشی سے کچھ غلہ ان طلبا کو دے دیتے۔ ایک دفعہ ان طلبا نے سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کو بھی اپنے ساتھ چلنے کے لیے کہا آپ ان کے اصرار کی وجہ سے انکار نہ کر سکے اور ان کے ساتھ یعقوبا جا پہنچے۔ اس گاؤں میں ایک مرد صالح رہتے تھے ان کا نام شریف یعقوبی تھا۔ حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ اس مرد پاک باطن کی زیارت کے لیے گئے۔ انہوں نے آپ کی جبینِ سعادت آثار سے اندازہ لگالیا کہ قطب زمانہ ہیں۔ فرمایا:

> ''بیٹے طالبانِ حق اللہ کے سوا کسی کے آگے دستِ سوال دراز نہیں کرتے تم خاصانِ خدا سے معلوم ہوتے ہو اس طرح غلہ مانگنا تمہارے شایانِ شان نہیں۔''

حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد نہ میں کبھی اس قسم کے کام کے لیے کسی جگہ گیا اور نہ کسی سے سوال کیا۔

ادائیگی قرض کا واقعہ: شیخ ابو محمد عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر نے مجھے اپنا ایک واقعہ سنایا کہ میں ایک دن جنگل میں بیٹھا ہوا فقہ کی کتاب کا

Marfat.com

مطالعہ کر رہا تھا تو ایک ہاتف غیبی نے مجھ سے کہا حصولِ علم فقہ اور دیگر علوم کی طلب کے لیے کچھ رقم لے کر کام چلا لو۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ تنگی کی حالت میں کسی طرح قرض لے سکتا ہوں جبکہ میرے پاس ادائیگی کی کوئی صورت نہیں۔ تو اس پر ہاتف غیبی سے جواب ملا کہ تم کہیں سے قرضہ لے لو، اس کی ادائیگی کا ذمہ دار میں ہوں۔

یہ سن کر میں نے کھانا فروخت کرنے والے سے جا کر کہا کہ میں تم سے اس شرط پر معاملہ کرنا چاہتا ہوں کہ جب مجھے خداوند تعالیٰ سہولت عطا فرما دے تو میں تمہاری رقم ادا کردوں گا یہ سن کر اس نے رو کر کہا کہ میرے آقا میں ہر وہ شے پیش کرنے کو تیار ہوں جو آپ طلب فرمائیں۔ چنانچہ میں اس سے ایک مدت تک ایک ڈیڑھ روٹی اور کچھ سالن لیتا رہا لیکن مجھے یہ شدید پریشانی ہر وقت لاحق رہتی کہ جب میرے اندر استطاعت ہی نہیں تو میں یہ رقم کہاں سے ادا کروں گا۔

اس پریشانی کے عالم میں مجھ سے ہاتف غیبی نے کہا کہ فلاں مقام پر چلے جاؤ اور وہاں جو کچھ ریت میں پڑا ہوا مل جائے اس کو لے کر کھانے والے کا قرض ادا کردو اور اپنی ضروریات کی بھی تکمیل کرتے رہو۔ چنانچہ جب میں بتائے ہوئے مقام پر پہنچا تو وہاں مجھے ریت پر پڑا ہوا سونے کا ایک بہت بڑا ٹکڑا ملا جس کو میں نے لے کر ہوٹل والے کا تمام حساب بے باق کر دیا۔

آپ نے ایک اور واقعہ بیان کیا کہ ایک رات جنگل میں میرے اوپر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ میں چیخ مار کر زمین پر گر پڑا اور میری آواز سن کر علاقہ کے مسلح ڈاکو گھبرائے ہوئے آئے۔ میرے پاس کھڑے ہوئے اور مجھے پہچان کر کہنے لگے یہ تو عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ دیوانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر فضل فرمائے۔

بیعت و خلافت: حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے طریقت کی تعلیم اور منازلِ سلوک حضرت حماد بن مسلم دباس رحمتہ اللہ علیہ کی زیرِ نگرانی طے کیں۔ ان کے علاوہ آپ نے قاضی حضرت ابو سعید مبارک مخزومی رحمتہ اللہ علیہ سے بھی اکتساب فیض

Marfat.com

کیا۔ یہ دونوں بزرگ اپنے دور کے اولیائے کاملین سے تھے۔ آپ نے دونوں بزرگوں کی صحبت اور نظر عنایت سے بے شمار فیوض و برکات حاصل کیے مگر ابھی تک آپ نے باضابطہ کسی کے دستِ حق پرست پر بیعت نہ کی تھی اگرچہ آپ کو پوری طرح تزکیہ نفس اور علم باطن حاصل ہو چکا تھا۔

بیعت: آخر آپ نے صوفیاء کے دستور کے مطابق ظاہری طور پر بیعت ہونے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ منشائے الٰہی کے مطابق آپ حضرت قاضی ابوسعید مبارک مخزومی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کر کے ان کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔ شیخ ابوسعید مبارک رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے اس عظیم المرتبت مرید پر بے حد ناز تھا اللہ تعالیٰ نے خود انہیں اس شاگرد رشید کے مرتبہ سے آگاہ کر دیا تھا۔ ایک دن حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ ان کے پاس مسافر خانے میں بیٹھے تھے۔ کسی کام کے لیے اُٹھ کر باہر گئے تو قاضی ابوسعید مبارک رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

> ''اس جوان کے قدم ایک دن تمام اولیاء اللہ کے گردن پر ہوں گے اور اس کے زمانے کے تمام اولیاء اس کے آگے انکساری کریں گے''۔

خرقہ خلافت: بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت قاضی ابوسعید مبارک مخزومی رحمتہ اللہ علیہ نے جب آپ کو اپنی بیعت میں لے لیا تو اس کے بعد آپ کو اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلایا۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ میرے شیخ طریقت جو لقمہ میرے منہ میں ڈالتے تھے وہ میرے سینہ کو نور معرفت سے بھر دیتا تھا۔ پھر حضرت شیخ ابوسعید مبارک رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو خرقہ ولایت پہنایا اور فرمایا:

> ''اے عبدالقادر! یہ خرقہ جناب سرور کائنات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا انہوں نے خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کو عطا فرمایا اور ان سے دست بدست مجھ تک پہنچا۔''

یہ خرقہ زیب تن کر کے حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ پر بیش از بیش انوار الٰہی کا

Marfat.com

نزول ہوا۔

شجر طریقت: شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے خرقۂ ارادت و جانشینی اپنے پیرومرشد عارف باللہ شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا اور انہوں نے اپنے شیخ ابوالحسن علی بن یوسف القرشی الہنکاری سے۔ انہوں نے عارف باللہ شیخ ابوالفرح طوسی سے اور انہوں نے شیخ ابوبکر شبلی سے۔ انہوں نے شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے شیخ سری سقطی سے۔ انہوں نے شیخ معروف کرخی سے اور انہوں نے شیخ داؤد طائی سے۔ انہوں نے شیخ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے سیدنا شیخ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اور ان کو امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے پہنایا تھا۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خرقہ مبارکہ عطا فرمایا تھا۔ اس طرح بارہ واسطوں کے ذریعہ شیخ جیلانی محبوبِ سبحانی رحمۃ اللہ علیہ کو وہ خرقہ ارادت حاصل ہوا۔

ریاضت و مجاہدہ: شرعی طور پر کامل عبور حاصل کرنے کے بعد حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ مجاہدات میں مشغول ہو گئے کیونکہ تزکیہ اور علوم باطن، ریاضت و مجاہدہ کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے بڑے طویل عرصہ تک بڑے بڑے سخت مجاہدے کیے بے پناہ سختیاں اور مصائب برداشت کیے۔ علائق دنیوی سے قطع تعلق کر کے خدا سے لو لگائی اور کثرت عبادت و ریاضت سے فنافی الرسول اور فنافی اللہ کی منازل طے کیں۔ رگ رگ میں عشق الٰہی اور عشق رسول موجزن ہو گیا۔ ان مجاہدات نے انہیں عزیمت و استقامت اور اتباعِ عامل کا بے مثل مردِ آہن بنا دیا۔ آپ کے قول و فعل میں اتباعِ سنت کا جذبہ گھر کر گیا تا کہ کوئی قدم بھی شرع سے باہر نہ جا سکے۔ آپ کا یہ مجاہدہ اصحاب صفہ کے طرزِ عمل پر تھا۔ آپ کے مجاہدات کی کہانی بڑی طویل ہے لہٰذا ان کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔ البتہ مجاہدات کے چند واقعات ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

ویرانوں میں پھرنا: آپ پر بالکل جوانی کا عالم تھا جب آپ نے ریاضت اور مجاہدات

Marfat.com

میں قدم رکھا اور اللہ تعالیٰ کی معرفت کی تلاش میں عراق کے وسیع وعریض بیابانوں میں رہنے لگے۔ دن رات پرخطر مقامات پر پھرتے رہتے۔ اگر آج یہاں ہیں تو کل کہیں اور ہیں۔ ایک دفعہ آپ نے خود فرمایا کہ میں پچیس سال تک عراق کے ویرانوں اور جنگلوں میں پھرتا رہا ہوں اور چالیس سال تک صبح کی نماز عشا کے وضو سے پڑھی ہے اور پندرہ سال تک عشا کی نماز پڑھ کر ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر صبح تک قرآن حکیم ختم کرتا رہا ہوں۔ میں نے بسا اوقات تین سے چالیس دن تک بغیر کچھ کھائے پیے گزارے ہیں۔

فاقے میں مزید صبر کا واقعہ: عبداللہ سلمی بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ نے مجھے اپنا ایک واقعہ اس طرح سنایا کہ جس وقت میں شہر کے ایک محلّہ قطبہ شرقی میں مقیم تھا۔ تو میرے اوپر چند یوم ایسے گزرے کہ نہ تو میرے پاس کھانے کی کوئی چیز تھی اور نہ کچھ خریدنے کی استطاعت اسی حالت میں ایک شخص اچانک میرے ہاتھ میں کاغذ کی بندھی ہوئی پڑیا دے کر چل دیا۔ میں اس کے اندر بندھی ہوئی رقم سے حلوا پراٹھا خرید کر مسجد میں پہنچ گیا۔ قبلہ رو ہو کر اس فکر میں غرق ہو گیا کہ اس کو کھاؤں یا نہ کھاؤں۔ اسی حالت میں مسجد کی دیوار میں رکھے ہوئے کاغذ پر میری نظر پڑی تو میں نے اٹھ کر اس کو پڑھا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ ''ہم نے کمزور مؤمنین کے لیے رزق کی خواہش پیدا کی تا کہ وہ بندگی کے لیے اس کے ذریعہ حاصل کرسکیں۔'' آپ فرماتے ہیں کہ اس تحریر کو دیکھ کر میں نے اپنا رومال اٹھایا اور کھانا وہیں چھوڑ کر دو رکعت نماز ادا کر کے مسجد سے نکل آیا۔

حضرت غوثِ اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا مجاہدہ: شیخ ابوالسعود احمد بن ابی بکر حریمی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت سیدی شیخ عبدالقادر کو فرماتے سنا کہ میں پچیس برس تک عراق کے جنگلوں اور ویرانوں میں گھومتا رہا۔ نہ میں خلق کو پہچانتا تھا اور نہ لوگ مجھے جانتے تھے۔ مردانِ غیب اور جنات کے گروہ میرے پاس آتے تھے میں انہیں اللہ کا راستہ بتاتا تھا۔ پہلے پہل جب میں عراق میں داخل ہوا تھا تو خضر علیہ السلام مجھ سے ملے اور کہنے لگے کہ میری بات پر عمل کرنا۔ پھر مجھے ایک جگہ بیٹھنے کا ارشاد کر کے غائب ہو گئے تین سال تک

Marfat.com

ہر سال ایک بار آتے اور مجھے کہہ جاتے کہ اپنی جگہ پر بیٹھے رہنا یہاں تک کہ میں واپس آؤں۔ اس دوران دنیا کی خواہشات اور زیب و زینت کی اشیاء کئی کئی صورتوں میں میرے پاس آتیں مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف سے مجھے بچائے رکھا۔ شیاطین خوف ناک صورتیں بنا کر میرے مقابلہ کے لیے آتے مگر اللہ تعالیٰ مجھے ان پر غالب کر دیتا۔ بعض اوقات میرا نفس متشکل ہو کر میرے سامنے آ جاتا، کبھی اپنی پسندیدہ چیز کے حصول کے لیے عاجزی وزاری کا راستہ اختیار کرتا اور کبھی مجھ سے مقابلہ کرتا مگر ہر دفعہ اللہ تعالیٰ مجھے اس پر غلبہ عطا فرما دیتا۔ میں نے اپنے نفس کو ابتدائے حال میں صرف مجاہدوں سے ہی قابو نہیں کیا بلکہ میں نے اسے گردن سے پکڑ لیا اور اپنے دونوں ہاتھوں میں اسے دبوچ لیا۔ میں ایک زمانہ تک کھنڈرات میں اپنے نفس کو تابع کرنے کے مجاہدات کرتا رہا اس دوران ایک سال بیکار اور ردی چیزیں کھا کر گزارہ کرتا رہا اور دوسرے سال کچھ کھاتا نہ پیتا اور نہ ہی آرام کرتا۔

کئی برس تک میں کرخ کے ویرانوں میں کچھ کھائے پیئے بغیر مقیم رہا۔ اس دوران میں قوتِ لایموت کے طور پر بروی نام گھاس پر گزارہ کرتا رہا۔ ان دنوں ہر سال میرے پاس ایک شخص اونی جبہ لایا کرتا تھا۔ میں نے ہزار طریقوں سے تمہاری دنیا سے راحت حاصل کرنے کی کوشش کی مگر اس وقت میری پہچان ہی گونگا پن، بیوقوفی اور دیوانگی تھی۔ میں کانٹوں میں ننگے پاؤں چلا کرتا تھا۔ جس راہ سے مجھے ڈرایا جاتا میں ہمیشہ وہی راہ اختیار کرتا۔ میرا نفس اپنے ارادے میں کبھی مجھ پر غالب نہ ہوا اور نہ ہی کبھی کسی دنیاوی زینت نے مجھے اپنی طرف کھینچا۔ راوی نے عرض کی کہ جب آپ چھوٹے تھے تب بھی؟ آپ نے فرمایا ہاں تب بھی۔

دشت نوردی کا عجیب ماجرا: ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ مجاہدات و ریاضات کے آغاز میں میری دشت نوردی کا عجیب ماجرا تھا۔ کئی دفعہ میں اپنے آپ سے بے خبر ہو جاتا تھا اور کچھ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ کہاں پھر رہا ہوں۔ جب ہوش آتا تو اپنے آپ کو کسی دور

Marfat.com

دراز جگہ پر پاتا۔ ایک دفعہ بغداد کے قریب ایک صحرا میں مجھ پر اسی قسم کی کیفیت طاری ہوئی اور میں بے خبری کے عالم میں ایک عرصہ تک تیز دوڑتا رہا۔ جب ہوش میں آیا تو اپنے آپ کو نواح ششتر میں پایا جو بغداد سے بارہ دن کی مسافت پر ہے۔ میں اپنی حالت پر تعجب کر رہا تھا کہ ایک عورت میرے پاس سے گزری اور کہنے لگی کہ تم شیخ عبدالقادر ہو کر اپنی حالت پر متعجب ہو۔

حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات: حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جب پہلے پہل میں نے عراق کے بیابانوں میں قدم رکھا تو میری ملاقات ایک نورانی صورت شخص سے ہوئی جسے میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس شخص میں ایک عجیب طرح کی کشش تھی اور میری فراستِ باطنی کہتی تھی کہ یہ شخص رجال الغیب سے ہے۔ اس شخص نے مجھے کہا کہ کیا تو میرے ساتھ رہنا چاہتا ہے؟ میں نے ہاں میں جواب دیا تو اس شخص نے کہا کہ پھر عہد کرو کہ میری مخالفت نہیں کرو گے اور جو میں کہوں گا اس پر عمل کرو گے۔ یعنی ہر معاملے میں بلا سوچے سمجھے میری اطاعت کرو گے۔ میں نے کہا بہتر! میں تمہاری مخالفت نہ کرنے اور تیرا کہا ماننے کا عہد کرتا ہوں۔

اب اس شخص نے کہا کہ اچھا تو پھر اسی جگہ بیٹھا رہ جب تک میں تمہارے پاس واپس نہ آؤں تم یہاں سے کہیں نہ جانا۔

یہ کہہ کر وہ چلا گیا اور میں وہاں بیٹھ کر عبادت الٰہی میں مشغول ہو گیا حتیٰ کہ ایک برس گزر گیا۔ اب وہ شخص پھر آیا۔ ایک ساعت میرے پاس بیٹھا پھر اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ جب تک میں پھر تیرے پاس نہ آؤں یہیں بیٹھا رہ۔ یہ کہہ کر وہ چلا گیا اور میں وہیں بیٹھ گیا۔ ایک سال بعد وہ پھر آیا، تھوڑی دیر بیٹھا اور پھر مجھے وہیں بیٹھے رہنے کی تلقین کر کے چلا گیا۔ جب تیسرا برس بھی گزر گیا تو وہ شخص پھر نمودار ہوا اس کے پاس روٹی اور دودھ تھا۔ اب اس نے کہا کہ تم تو اپنے وعدے کے بڑے پکے نکلے میں تجھے داد دیتا ہوں۔

Marfat.com

میرا نام خضر علیہ السلام ہے۔ مجھے حکم ہوا ہے کہ روٹی اور دودھ تیرے ساتھ کھاؤں۔ چنانچہ ہم دونوں نے مل کر روٹی کھائی اور دودھ پیا۔ جن لوگوں میں آپ نے یہ واقعہ بیان کیا انہوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ ان تین سالوں میں کیا کھاتے تھے۔ تو اس پر آپ نے فرمایا کہ میں مباح چیزوں سے اپنی گزراوقات کر لیتا تھا۔

برج عجمی میں گیارہ سال: ایک مرتبہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ میں گیارہ سال تک برج میں مقیم رہا ہوں اور میرے اس طویل قیام کے باعث ہی لوگ اسے عجمی برج کہنے لگے۔ میں اس برج میں ہر وقت یادِ الٰہی میں مشغول رہتا اور میں نے خداوند تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ جب تک وہ لقمہ میرے منہ میں نہیں دے گا میں نہیں کھاؤں گا اور جب تک خود نہ پلائے گا نہیں پیوں گا۔ ایک بار چالیس روز تک میں نے کچھ نہیں کھایا پیا اور چالیس دن کے بعد ایک شخص آیا اور تھوڑا سا کھانا میرے پاس رکھ کر چلا گیا۔ قریب تھا کہ میرا نفس اس پر گرے (میں وہ کھانا کھالوں) کیونکہ ناقابلِ برداشت بھوک تھی میں نے کہا کہ واللہ! میں نے خدا سے جو عہد کیا ہے میں اس سے نہیں پھروں گا۔ اس وقت میں نے سنا کہ میرے اندر سے کوئی فریاد کر رہا ہے اور بلند آواز سے کہہ رہا ہے الجوع! الجوع: (بھوک: بھوک)

اسی وقت شیخ ابوسعید مخزومی رحمتہ اللہ علیہ میرے پاس تشریف لائے اور انہوں نے یہ آواز سنی اور فرمایا اے عبدالقادر! یہ کیسی آواز ہے؟ میں نے کہا یہ نفس کا قلق اور اضطراب ہے مگر روح مشاہدۂ حق میں اپنے اقرار پر ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے گھر چلو۔ یہ کہہ کر وہ چلے گئے اور میں نے دل میں کہا کہ میں یہاں سے باہر نہیں جاؤں گا۔ اتفاقاً اسی وقت ابوالعباس خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اٹھو اور ابوسعید رحمتہ اللہ علیہ کے پاس جاؤ۔ چنانچہ میں نے تعمیل ارشاد کی۔ جب میں ان کے مکان پر پہنچا تو شیخ ابوسعید رحمتہ اللہ علیہ میرے انتظار میں دروازے پر کھڑے تھے۔ فرمانے لگے اے عبدالقادر! کیا میرا کہنا کافی نہ تھا کہ خضر علیہ السلام کے کہنے کی ضرورت پڑی۔ یہ کہہ کر مجھے گھر کے اندر

Marfat.com

لے گئے اور اپنے ہاتھ سے مجھے روٹی کھلائی حتیٰ کہ میں خوب سیر ہو گیا۔

وعظ و تبلیغ: حضرت سید عبدالقادر جیلانی کا کہنا ہے کہ ۱۶ شوال ۵۲۱ھ بروز منگل مجھے خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وعظ کہنے کی ہدایت فرمائی۔ میں نے کہا' یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں عجمی ہوں اور بغداد کے فصحا کے سامنے وعظ کہتے ہوئے ڈرتا ہوں میں (فصاحت و بلاغت میں مانے ہوئے) لوگوں کے سامنے کس طرح وعظ کروں کہیں ایسا نہ ہو کہ بغداد کے فصیح و بلیغ حضرات مجھے اس بات کا طعنہ دیں کہ اولاد نبی ہونے کے باوجود عربی زبان سے نابلد ہے اور پھر وہ وعظ و نصیحت میں لگا ہوا ہے۔

میری بات سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ اپنا منہ کھولنے کا حکم دیا۔ جب میں نے اپنا منہ کھولا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مرتبہ کچھ پڑھ کر میرے منہ پر دم فرمایا اور حکم دیا کہ وعظ کہا کرو۔ جب دوسرا دن ہوا تو ظہر کی نماز کے بعد میں نے ارادہ کیا کہ وعظ و خطاب کروں اس مقصد کے لیے منبر پر بیٹھ گیا۔ میرے اردگرد لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد جمع ہو گئی ہر کوئی میرا وعظ سننے کا مشتاق تھا اس کے باوجود کہ میرے قلب میں علم کا دریا ٹھاٹھیں مار رہا تھا مگر میں اس سوچ میں گم تھا کہ کیا کہوں لوگوں کے سامنے میری زبان ہی نہ کھل رہی تھی کہ عین اسی اثناء میں' میں نے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں اور آپ نے چھ مرتبہ کچھ پڑھ کر میرے منہ پر دم کیا۔ میری زبان فوراً کھل گئی اور میں نے وعظ کہنا شروع کر دیا۔

پھر وہ وقت بھی آیا کہ میری طاقت لسانی کا شہرہ سارے بغداد میں ہو گیا اور خود میری یہ کیفیت تھی کہ اگر میں کچھ مدت وعظ و خطابت کی مجلس منعقد نہ کرتا تو میرا دم گھٹنے لگتا تھا شروع شروع میں میری مجلس وعظ میں بہت کم لوگ ہوا کرتے تھے لیکن رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک آن پہنچی کہ لوگوں کی کثرت کے باعث مسجد میں گنجائش ختم ہو گئی آخر کار عیدگاہ میں منبر رکھا گیا اور میں نے وہاں پر وعظ و خطابت کا سلسلہ شروع کیا۔

Marfat.com

حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا جوش خطابت اور وعظ وکلام میں علم وعرفان کے موتی بکھرتے دیکھ کر بغداد میں آپ کی شعلہ بیانی کی دھوم مچ گئی۔ آپ ہفتہ میں تقریباً تین بار مجلس وعظ منعقد فرماتے تھے۔ آپ کا وعظ سن کر لوگوں پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی تھی اور لوگوں کے جوش وخروش کا یہ عالم ہوتا تھا کہ سامعین میں سے بعض اپنے گریبان چاک کر لیتے اور اپنے کپڑے پھاڑ لیتے تھے۔ اکثر لوگوں پر آپ کے کلام کا اس قدر اثر ہوتا کہ وہ مجلس وعظ میں بے ہوش ہو جاتے کئی لوگ بے ہوشی کی حالت میں ہی جان بحق ہو جاتے۔ آپ کی مجلس وعظ میں لوگوں کی تعداد ہزاروں نفوس تک ہوتی تھی۔ ستر ہزار افراد ایک ہی وقت میں آپ کے مواعظ حسنہ سے مستفید ہوتے سواروں کی تعداد اس قدر زیادہ ہوتی تھی کہ ان کی گرد سے عید گاہ کے گرد ایک حلقہ سا بن جاتا تھا۔ دور سے دیکھنے پر مٹی کا تو وہ دکھائی دیتا تھا۔ آپ کی آواز کا یہ عالم تھا کہ دور ونزدیک بیٹھے ہوئے تمام سامعین تک آپ کی آواز یکساں پہنچتی تھی۔ سامعین میں نامور علماء کرام اور مشائخ عظام بھی ہوتے تھے۔ اس کے علاوہ جنات بھی آپ کی مجلس وعظ میں حاضری دیا کرتے تھے۔ شیخ عمر کیسانی رحمتہ اللہ علیہ آپ کے مواعظ وبیان کی کرامت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ کی کوئی بھی مجلس وعظ ایسی نہ ہوتی تھی کہ جس میں یہود ونصاریٰ آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول نہ کرتے ہوں۔ عوام الناس میں سے جو سامعین آپ کی مجلس میں شریک ہوتے وہ بدکاری، رہزنی اور دیگر جرائم سے توبہ نہ کرتے ہوں۔ باطل عقائد رکھنے والے آپ کی مجلس میں اپنے باطل عقائد سے توبہ کرتے تھے۔

آپ کے وعظ کی اثر آفرینی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب ''اخبار الاخیار'' میں اس طرح سے رقم طراز ہیں کہ ''حضور غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے کلام معجز بیان میں اس قدر تاثیر تھی کہ جب آپ آیات وعید کے معانی ومطالب کو بیان فرماتے تھے تو سامعین پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔ ان کے چہروں کی رنگت فق ہو جاتی تھی خوف الٰہی سے رونے والوں کی یہ حالت ہو جاتی کہ ان پر بے ہوشی

Marfat.com

طاری ہو جاتی تھی۔

جب آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل و کرم کے حوالے سے وعظ فرماتے تو لوگوں کے دل باغ باغ ہو جاتے تھے۔ اکثر سامعین آپ کے کلام کے حسن بیان میں اس طرح کھو کر مست ہو جاتے تھے۔ جب مجلس اختتام پذیر ہوتی تو پھر وہ ہوش میں آتے تھے اور بعض تو برداشت کرنے کی سکت نہ رکھتے اور مجلس میں ہی واصل بحق ہو جاتے تھے۔"

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے اعجاز خطابت کا یہ کمال تھا کہ آپ کے مواعظ حسنہ کو سن کر بے شمار لوگوں کے اذہان و قلوب میں ایک انقلاب برپا ہو جاتا تھا۔ لوگ گناہوں سے تائب ہو کر صراط مستقیم پر گامزن ہو جاتے۔ بغداد کی آبادی کے ایک بہت بڑے حصے نے آپ کے دست حق پرست پر اسلام کی دولت قبول کی۔ بغداد کے علاوہ دور دراز سے بھی لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد آپ کے وعظ سے مستفیض ہونے کی غرض سے حاضر ہوتی۔ آپ کی خطابت اور لوگوں کے ذوق و شوق کو دیکھتے ہوئے بغداد میں رہنے والے آپ کے عقیدت مندوں نے بغداد کے باہر ایک بہت بڑی سرائے تعمیر کرائی تاکہ اس میں دور دراز سے آنے والے لوگ آرام سے رہ سکیں اور پھر تعمیرات کا سلسلہ اس قدر وسیع ہوتا چلا گیا کہ مدرسہ باب الازج کی عمارت اور سرائے کی عمارت کے مابین کوئی فاصلہ نہ رہ گیا۔ دونوں عظیم الشان عمارتیں ایک دوسری سے متصل ہو گئیں اور یوں دکھائی دیتا تھا کہ دونوں عمارتیں ایک ہی بہت بڑی عمارت ہے۔

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے پیارے صاحبزادے حضرت سید عبدالوہاب رحمتہ اللہ علیہ آپ کے کلام کی اثر آفرینی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں عجم کے شہروں کی سیاحت میں نکلا اور اس دوران بہت سے علوم حاصل کیے۔ واپسی پر اپنے والد محترم سے اس بات کی اجازت کا طلبگار رہا کہ لوگوں کے سامنے وعظ کروں۔ چنانچہ آپ نے اجازت مرحمت فرما دی اور میں منبر پر بیٹھ گیا۔ جو علوم اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائے تھے بیان کرتا رہا۔ میرے والد محترم بھی سماعت فرما رہے تھے۔ میرے وعظ کا

Marfat.com

سامعین میں سے کسی پر کوئی اثر نہ ہوا۔ نہ کسی کی آنکھوں میں آنسو آئے اور نہ کسی کے دل پر رقت طاری ہوئی۔ مجلس میں سے لوگوں نے میرے والد محترم حضور غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ سے اصرار کیا کہ آپ وعظ فرمائیں۔ اس پر میں منبر سے نیچے اتر آیا اور میرے والد محترم منبر پر تشریف فرما ہوگئے۔ وعظ فرمانے سے قبل آپ نے اہل مجلس کو بتایا کہ کل میں روزہ سے تھا۔ یحییٰ (آپ کے صاحبزادہ) کی والدہ نے میرے لیے انڈے پکائے تھے اور مٹی کے ایک برتن میں ڈال کر طاق پر رکھ دیئے۔ اچانک وہاں پر ایک بلی آگئی جس نے وہ برتن گرا کر توڑ دیا۔

آپ نے یہ بات اپنی زبان مبارک سے ادا ہی فرمائی تھی کہ سامعین کے دلوں پر رقت طاری ہوگئی۔ پھر جب آپ وعظ فرما چکے تو میں نے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ آپ کی ایک چھوٹی سی بات سے لوگوں کے دلوں پر رقت طاری ہوگئی۔ آپ نے مجھ سے فرمایا' بیٹا! تم نے اپنی علمی قابلیت اور سفر پر ناز کیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے اپنی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف بلند کی اور فرمایا' بیٹا! کیا تم نے آسمان تک کی سیر کر لی ہے؟

حضرت عبدالوہاب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اکثر اپنے والد محترم کے منبر مبارک پر بیٹھ کر وعظ کرتا لیکن میرے وعظ کا اثر سامعین پر بہت کم ہوتا۔ جب میرے والد محترم وعظ فرماتے اور صرف یہ ہی فرماتے کہ نوجوانو! شجاعت ایک لمحہ کے لیے صبر کا نام ہے تو سننے والوں کے قلب پر رقت طاری ہو جاتی۔ میں اس کا سبب دریافت کرتا تو ارشاد فرماتے کہ تم اپنے دل سے بات کرتے ہو لیکن میں دوسرے کی بات کرتا ہوں۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضور غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے مجلس وعظ کا انعقاد کیا اس مجلس میں تقریباً دس ہزار سامعین موجود تھے۔ حضرت شیخ علی بن ہیتی رحمتہ اللہ علیہ بھی وہاں پر حاضر تھے۔ ابھی آپ نے وعظ کا آغاز نہیں فرمایا تھا اور منبر پر تشریف فرما تھے جبکہ لوگ آپس میں باتیں کرنے میں مشغول تھے۔ شیخ علی رحمتہ اللہ علیہ کو بیٹھے بیٹھے اونگھ آگئی۔ حضور غوثِ اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے فوری طور پر ان کی طرف دیکھا اور پھر حاضرین کو

Marfat.com

مخاطب کرتے ہوئے فرمایا' خاموش رہو' آپ کے یہ فرماتے ہی اس طرح سے خاموشی چھا گئی کہ لوگوں کی سانسوں کی آواز کے سوا اور کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ اس کے بعد آپ منبر سے نیچے تشریف لائے اور شیخ علی رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے مودبانہ انداز میں کھڑے ہو گئے اور ان کے چہرے پر اپنی نظریں جما دیں۔ حاضرین مجلس اس صورت حال کو دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔

تھوڑی دیر کے بعد شیخ علی رحمتہ اللہ علیہ کی آنکھ کھل گئی تو آپ نے ان سے پوچھا' کیا تم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا' ہاں میں نے ابھی ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا شرف حاصل کیا ہے۔ اس پر حضور غوثِ اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' میں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر ادب و احترام سے کھڑا تھا اور یہ بتاؤ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں کوئی نصیحت کی ہے؟ حضرت شیخ علی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا' حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس بات کی ہدایت فرمائی ہے کہ میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر رہا کروں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا' اے علی! جو تمہیں حالت خواب میں دکھائی دیئے ہیں میں انہیں بیداری کی حالت میں دیکھ رہا تھا۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ صبر و ایثار کے موضوع پر وعظ فرما رہے تھے حاضرین مجلس بڑے انہماک سے آپ کا وعظ سن رہے تھے کہ اچانک آپ خاموش ہو گئے۔ آپ کو اس طرح وعظ کے دوران خاموش ہوتے دیکھ کر حاضرین حیران ہو گئے۔ آپ نے آسمان کی طرف دیکھا اور پھر حاضرین مجلس سے مخاطب ہو کر فرمایا' صرف سو دینار کی ضرورت ہے۔ آپ کے اس ارشاد کو سنتے ہی بے شمار لوگ مجلس سے اٹھے اور اپنے گھروں سے سو سو دیناروں کی تھیلیاں لے کر آپ کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہو گئے لیکن آپ نے صرف ایک خادم کو حکم دیا کہ یہ دینار لے کر قبرستان شونیزیہ میں جاؤ وہاں پر تمہیں ایک بوڑھا شخص دکھائی دے گا جو بربط بجا رہا ہو گا اس کو یہ

Marfat.com

دینار دے دینا اور کہنا کہ شیخ نے تمہیں بلایا ہے۔

خادم آپ کے حکم کی تعمیل میں شونیزیہ قبرستان کی طرف چلا گیا اور حاضرین مجلس حیرت کے سمندر میں کھوئے ہوئے یہ سوچ رہے تھے کہ یہ اچانک وعظ کے دوران حضرت شیخ نے خاموشی اختیار کرتے ہوئے صرف ایک سو دینار طلب فرمائے اور پتہ نہیں اس بوڑھے شخص کو کیا ایسی ضرورت پیش آ گئی کہ آپ نے فوری طور پر دینار اسے بھجوا دیئے۔ حاضرین اسی سوچ میں گم تھے کہ وہ خادم قبرستان میں جا پہنچا وہاں پر اس نے دیکھا کہ ایک بوڑھا شخص آنکھیں بند کیے بربط بجانے میں مگن تھا۔ خادم اس کے پاس گیا تو اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں اور بربط بجانا بند کر دیا۔ خادم نے اسے سلام کیا اور کہا کہ حضور غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے سو دینار تمہیں بھیجے ہیں۔ بوڑھے نے دیناروں کی تھیلی کی طرف دیکھا اور ایک زبردست چیخ ماری اس کے ساتھ ہی وہ بے ہوش ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب وہ ہوش میں آیا تو خادم نے اس سے کہا' میرے شیخ نے تمہیں یاد فرمایا ہے۔ یہ سنتے ہی بوڑھا شخص اٹھ کھڑا ہوا اور خادم کے ساتھ چل پڑا۔ جب دونوں حضور غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حاضرین مجلس بڑی حیرت سے بوڑھے شخص کی طرف دیکھنے لگے۔ آپ نے بوڑھے کی طرف دیکھا تو اس کو اپنے پاس بلایا آپ منبر پر تشریف فرما تھے۔ بوڑھا شخص آپ کے نزدیک آ کر کھڑا ہو گیا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ تم اپنا قصہ بیان کرو۔ بوڑھے شخص نے کلام کا آغاز کرتے ہوئے کہا' یا شیخ! نوجوانی کے عالم میں مجھے بربط بجانے میں کمال مہارت حاصل تھی لوگ مجھے بڑے شوق سے سنتے تھے جوانی کی حدود سے نکل کر جب میں نے بڑھاپے میں قدم رکھا تو میں نے محسوس کیا کہ لوگ اب مجھے پہلے جیسی پذیرائی نہیں دیتے اور میرے گانے میں کچھ زیادہ دلچسپی نہیں لیتے اسی طرح وقت گزرتا رہا آخر کار میں لوگوں سے دلبرداشتہ ہو گیا اور میں نے اس بات کا عہد کر لیا کہ اب میں اپنا گانا صرف مردوں کو سنایا کروں گا چنانچہ میں نے قبرستان میں اپنا بسیرا کر لیا اور قبرستان میں بیٹھ کر گانا شروع کر دیا ایک

Marfat.com

مدت تک یہی میرا وطیرہ رہا میں نے کبھی شہر کا رخ نہ کیا۔۔ایک دن میں معمول کے مطابق قبرستان میں بیٹھا گانا گا رہا تھا کہ اچانک آج صبح قبر سے آواز آئی' اے شخص! تم کب تک مردوں کو اپنا گیت سناتے رہو گے اب تو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر لو۔

اس غیبی ندا کو سن کر میں خوفزدہ ہو گیا اور میں نے گیت گانا بند کر دیا چند لمحوں تک میری یہی حالت رہی اور پھر میں بے خود سا ہو گیا اور عالم بے خودی میں یہ اشعار پڑھنا شروع کر دیئے کہ اے میرے پروردگار! میرے پاس قیامت کے دن کے لیے کوئی سرمایہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ میرے دل میں تیری رحمت و بخشش کی امید ضرور ہے۔ کل روز محشر میں امید رکھنے والے لوگ تیری بارگاہ اقدس میں بامراد ہوں گے اگر میں اس سے محروم رہ گیا تو میری بدقسمتی پر افسوس ہے۔اگر صرف نیک لوگ ہی تیری بارگاہ میں بامراد ہوتے تو پھر مجھ جیسے گنہگار لوگ کس کے پاس فریاد کرتے۔میرا بڑھاپا روز محشر تیری بارگاہ میں میری شفاعت کرے گا مجھے قوی امید ہے کہ تو میرے بڑھاپے پر نگاہ کرم کرتے ہوئے مجھے اپنی رحمت کے سائے میں پناہ دے گا۔

اس کے بعد بوڑھے شیخ نے حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا 'یا شیخ! یہ اشعار ابھی میری زبان پر ہی تھے کہ آپ کے خادم نے آ کر مجھے سو دینار کی تھیلی پیش کی۔اب میں تو آپ کی مجلس پاک میں آپ کے سامنے گانے بجانے سے توبہ کرتا ہوں اور اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرتا ہوں۔اس کے ساتھ ہی بوڑھے شخص نے اپنا بربط زمین پر مار کر توڑ دیا۔

کرامات : حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی کرامات بے شمار ہیں چند کرامات حسب ذیل ہیں۔

روحانی طاقت پر غلبہ پانا: شیخ عبداللہ محمد حسینی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک دن میں شیخ علی بن الہیتی رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دروازے پر ہم نے دیکھا کہ ایک جوان چت پڑا ہوا ہے اس نے ہمیں

Marfat.com

دیکھتے ہی شیخ علی بن الہیتی رحمتہ اللہ علیہ سے مخاطب ہو کر نہایت لجاجت سے کہا کہ خدارا شیخ عبدالقادر کی خدمت میں میری سفارش کر دیجئے گا۔

جب ہم اندر پہنچے اور بیشتر اس کے کہ شیخ علی بن الہیتی رحمتہ اللہ علیہ اس نوجوان کے بارے میں کچھ کہتے آپ نے فرمایا علی دروازے پر جو شخص پڑا ہے وہ میں تمھیں دیتا ہوں۔ شیخ علی نے دروازے پر جا کر اس شخص سے کہا کہ سیدنا عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ نے تیرے متعلق میری سفارش قبول فرمالی ہے۔

اتنا سنتے ہی وہ شخص ہوا میں پرواز کر کے نظروں سے غائب ہو گیا پھر ہم نے آپ سے اس نوجوان کے متعلق دریافت کیا آپ نے فرمایا یہ شخص صاحبِ حال تھا آج ہوا میں پرواز کرتا ہوا بغداد پر سے گزرا تو اس کے دل میں خیال آیا، کہ اس شہر میں میری مثل کوئی نہیں ہے۔ میں نے بفضل الٰہی اس کا حال سلب کر لیا اور وہ اڑنے کی قوت سے محروم رہ کر ہمارے دروازے پر آ گرا۔ اگر شیخ علی اس کی سفارش نہ کرتے تو وہ یونہی پڑا رہتا۔

حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا روحانی تصرف: شیخ ابو حفص عمر کیمانی رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک رات میں اپنی خلوت گاہ میں بیٹھا تھا کہ دیوار پھٹ گئی اور ایک نہایت بدصورت شخص اندر داخل ہوا۔ میں نے اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں ابلیس ہوں، تجھے نصیحت کرنے کی خاطر آیا ہوں۔ میں نے کہا تو مجھے کیا نصیحت کرتا ہے۔ کہنے لگا میں تمھیں مراقبہ میں بیٹھنے کا طریقہ سکھاتا ہوں۔ وہ ممدود مقصور ہو کر بیٹھ گیا اور اس کا سر جھکا ہوا تھا۔ (اس طریقے میں گھٹنے کھڑے کر کے دونوں ہاتھ اس میں حائل کیے جاتے ہیں اور سر گھٹنوں میں جھکا ہوتا ہے) اگلے روز صبح کے وقت میں حضرت شیخ عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ جیلانی کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ انہیں اس واقعے سے مطلع کروں۔ جب میں نے مصافحہ کیا تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور میرے کچھ کہنے سے پہلے فرمایا۔ اے عمر! اگرچہ وہ بڑا جھوٹا ہے مگر یہ بات اس نے تم سے سچ کہی ہے خیال کرنا اس کے بعد اس کی کوئی بات قبول نہ کرنا۔

Marfat.com

شیخ ابوالحسن کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں چالیس برس تک شیخ عمر رحمتہ اللہ علیہ کے بیٹھنے کا یہی انداز رہا۔

آپ کی دعا سے کتے کا شیر پر غالب آنا: شیخ ابومسعود احمد بن ابوبکر حریمی کا بیان ہے کہ سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے ایک ہم عصر ولی اللہ شیخ احمد جام رحمتہ اللہ علیہ ایک ہیبت ناک شیر پر سوار ہو کر پھرا کرتے اور جس شہر میں جاتے وہاں کے باشندوں سے اپنے شیر کی خوراک کے لیے ایک گائے طلب کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ پھرتے پھراتے بغداد پہنچے اور سیدنا غوث اعظم کے پاس کہلا بھیجا کہ میرے شیر کے لیے ایک گائے بھیج دیجئے۔ آپ نے جواب میں کہلا بھیجا کہ جلد ہی گائے آپ کو بھیج دی جائے گی۔ شیخ احمد جام کی آمد کی اطلاع آپ کو ایک دن پہلے ہی مل چکی تھی اور آپ نے ایک گائے تلاش کر رکھی تھی۔ شیخ احمد جام کا پیغام ملنے پر آپ نے ایک خادم کے ساتھ وہ گائے روانہ کر دی۔ ایک مریل سا کتا آپ کے دروازے پر پڑا رہتا تھا وہ بھی گائے کے ساتھ ہو لیا۔

جب گائے احمد جام رحمتہ اللہ علیہ کے پاس پہنچی تو انہوں نے اپنے شیر کو اشارہ کیا کہ لے تیری خوراک آ پہنچی۔ شیر فوراً گائے پر جھپٹا۔ ابھی وہ گائے تک نہیں پہنچا تھا کہ مریل کتے نے اچھل کر شیر کو پکڑ لیا۔ اپنے پنجوں سے اس کا پیٹ پھاڑ ڈالا اور اس گائے کو ہنکاتا ہوا واپس سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے پاس لے آیا۔ شیخ احمد جام رحمتہ اللہ علیہ بہت نادم ہوئے اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی کر خواستگار ہوئے۔

قرب اور بُعد پر تصرف: شریف ابوالعباس احمد بن شیخ ابی عبداللہ محمد بن محمد ازہری حسینی رحمتہ اللہ علیہ اپنے والد کے حوالے سے خبر دیتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس میں عراق کے اکابر مشائخ سرکردہ علماء اور سرخیل فقہاء حاضر ہوا کرتے تھے۔ ان میں سے شیخ بقاء شیخ ابوسعید قیلوی، شیخ علی بن ہیتی، شیخ ابونجیب سہروردی، شیخ ابوحکیم بن دنیا، شیخ ماجد کردی، شیخ مطر مادرائی، قاضی ابوالعلاء محمد بن فراء، قاضی ابوالحسن

Marfat.com

علی بن دامغانی اور امام ابوالفتح رحمہم اللہ وغیرہم سرفہرست ہیں۔ مشائخ اور اکابرین میں سے جو بھی بغداد میں داخل ہوتا وہ لازماً پہلے پہل آپ کی خدمت میں حاضری دیتا۔ حضرت شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی کو اگرچہ میں نے بغداد میں نہیں دیکھا، تاہم میں نے بارہا دیکھا کہ وہ اپنے شہر طفسونج میں دیر تک خاموش کان لگائے بیٹھے رہتے، پوچھنے پر فرماتے کہ میں حضرت شیخ عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ کا کلام سن رہا تھا اور میں نے بارہا حضرت شیخ عدی بن مسافر کو دانس میں دیکھا کہ آپ اپنے خلوت کدے سے پہاڑ کی طرف نکلتے اور برچھے سے دائرہ کھینچ لیتے اور اس دائرہ میں ہو جاتے پھر فرماتے کہ جو شخص مقربین کے جو ہر فرد شیخ عبدالقادر بن ابی صالح رحمتہ اللہ علیہ کا کلام سننا چاہے وہ اس دائرہ میں آ جائے ان کے بڑے بڑے اہلِ صحبت دائرے میں داخل ہو کر حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ کا کلام سنتے۔ بعض اوقات ان میں سے کچھ لوگ یہ کلام لکھ بھی لیتے۔ یہ لوگ دن اور تاریخ یاد رکھتے اور جب بغداد ان کا آنا ہوتا تو حضرت شیخ کی مجلس کے حاضر باش لوگوں کی تحریروں سے اپنی تحریر کا مقابلہ کرتے چنانچہ وہ بالکل صحیح نکلتی۔ دوسری طرف جس وقت شیخ عدی بن مسافر دائرے میں داخل ہوتے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ اہل مجلس سے فرماتے کہ شیخ عدی بن مسافر تم میں موجود ہیں۔

آپ کی خدمت میں مہینوں کا حاضر ہونا: شیخ ابوالقاسم بن احمد بن محمد بغدادی حریمی کا بیان ہے کہ میں شیخ ابوسعود حریمی، شیخ ابوالخیر بن محفوظ شیخ، ابوحفص کیمانی، شیخ ابوالعباس اسکاف، اور شیخ سیف الدین عبدالوہاب (ابن حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ) حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے اس وقت آپ ملفوظ بیان فرما رہے تھے۔ یہ آخر جمعہ ماہ جمادی الاخریٰ ۵۶۰ھ کا واقعہ ہے کہ ایک خوبصورت نوجوان محفل میں آیا اور حضرت شیخ کے پاس آ کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا اے اللہ کے ولی! آپ پر سلام ہو۔ میں ماہِ رجب ہوں۔ آپ کی خدمت میں مبارکباد پیش کرنے کی غرض سے آیا ہوں کہ اس دفعہ میرے اندر عام لوگوں کے بارے میں کسی قسم کی کوئی

Marfat.com

تکلیف یا برائی نہیں لکھی گئی۔

راوی کا بیان ہے کہ اس ماہ رجب میں لوگوں نے سوائے خیر و خوبی اور بھلائی کے اور کچھ نہیں دیکھا۔ پھر جب رجب کا آخری دن آیا اور یہ اتوار کا روز تھا تو ہماری موجودگی میں حضرت شیخ کی خدمت میں ایک بدصورت شخص نے آکر سلام کیا انہیں مبارکبادی اور کہا اے اللہ کے ولی! اس دفعہ میرے اندر لکھ دیا گیا ہے کہ بغداد میں وبا آئے، حجاز میں گرانی ہو اور خراسان میں تلوار چلے۔ حضرت شیخ خود شعبان کے مہینے میں کئی دن بیمار رہے۔

پھر شعبان کی ۲۹ تاریخ کو جبکہ ہم بھی اتفاق سے محفل میں موجود تھے اور اس وقت ہمارے علاوہ شیخ علی بن ہیتی، شیخ ابوالنجیب سہروردی، شیخ ابوالحسن جوسلقی اور قاضی ابویعلی محمد بن محمد بن فرابھی آپ کی خدمت میں موجود تھے، ایک خوش رو اور باوقار شخص حاضر ہوا۔ اس نے کہا اے اللہ کے دوست! میرا اسلام قبول ہو۔ میں رمضان کا مہینہ ہوں۔ آپ کے بارے میں جو چیز میرے اندر مقدر ہو چکی ہے میں آپ سے اس کی معذرت کرتا ہوں اور آپ سے رخصت ہوتا ہوں اور یہ آپ کی ہماری آخری ملاقات ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت شیخ نے دوسرا رمضان آنے سے پہلے ماہ ربیع الآخر میں وصال فرمایا۔

راوی کا بیان ہے کہ آپ نے بارہا منبر پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کئی ایسے بندے ہیں کہ جس کے پاس ماہ رمضان المبارک چل کر آتا ہے اور انہیں کہتا ہے کہ اگر میرے اندر آپ کو کوئی بیماری لاحق ہو یا فاقہ پہنچے تو اس پر میں معذرت کرتا ہوں اور آپ کے لیے میرے اندر جو چیز مقدر ہو چکی ہے اس کے بارے میں آپ کا کیا حال ہے؟

آپ کے فرزند شیخ سیف الدین عبدالوہاب رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ کسی مہینے کا چاند دکھائی نہیں دیتا یہاں تک کہ وہ حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہو۔ پھر اگر اس میں برائی اور سختی لکھی گئی ہے تو وہ مکروہ شکل میں حاضر ہوتا ہے اور اگر اس میں خیر و خوبی اور

Marfat.com

بھلائی مقدر ہے تو خوبصورت شکل میں آتا ہے۔

خرقۂ غوث کی برکات: شیخ امام حافظ تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق ابن شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ۵۵۰ھ میں میرے والد نے اپنی بیوی (یحییٰ کی والدہ) سے فرمایا کہ چاول پکالو۔ انہوں نے چاول پکائے اور حضرت شیخ کا دسترخوان بھر دیا اور خود سو رہیں۔ آدھی رات کے وقت دیوار شق ہوئی اور اس میں سے ایک مرد اندر آ گیا اس نے وہ سب کچھ کھالیا جو دسترخوان پر موجود تھا۔ فراغت کے بعد وہ اُٹھنے لگا۔ تو حضرت کے والد نے مجھے فرمایا کہ اُٹھو اُٹھو۔ ان سے اپنے حق میں دعا کروالو۔ وہ دیوار سے باہر نکل رہا تھا کہ میں جن کی شکل والے اس شخص سے جا ملا۔ میں نے اس سے دعا کی خواہش کا اظہار کیا تو اس نے کہا کہ مجھے یہ سب کچھ تمہارے والد گرامی کے دعا اور خرقے کی بدولت نصیب ہوا ہے۔ صبح کے وقت میں نے شیخ علی بن ہیتی سے اس واقعے کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ آج تک جتنے خرقے لوگوں کو پہنائے گئے ہیں ان میں خیر و برکت اور اپنے حامل کے لیے روحانی مقامات اور فتوحات کے اعتبار سے آپ کے والد گرامی کے خرقے کو میں نے جتنا مؤثر دیکھا ہے ایسا کسی کو نہیں دیکھا۔ ان ستر مردوں پر اللہ تعالیٰ نے فتوحات غیبیہ کے دروازے کھول دیے جنھوں نے ایک ہی روز شام کے وقت حضرت شیخ سے خرقۂ خلافت پہنا۔ ان کے سروں پر حضرت کے ہاتھ کی برکت سے انہیں اجر جمیل عطا کیا گیا۔ جن ایام میں میں نے تمہارے والد گرامی کو دیکھا ان سے بڑھ کر خیر و برکت والے دن میری نظر سے نہیں گزرے۔

عصا مبارک کا روشن ہونا: شیخ ابو عبدالمالک ذیال رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک رات میں مدرسہ عالی میں کھڑا تھا اتنے میں سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ وہاں تشریف لائے آپ کے دست مبارک میں عصا تھا۔ آپ کو دیکھ کر میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ اس وقت آپ کی کوئی کرامت دیکھوں۔ معاً آپ میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور اپنا عصا مبارک زمین میں گاڑ دیا۔ وہ روشن ہو کر چمکنے لگا اور مدرسہ میں ہر طرف روشنی

Marfat.com

پھیل گئی۔ ایک گھنٹہ تک عصا مبارک اسی طرح چمکتا رہا۔ پھر آپ نے اسے زمین سے اٹھالیا تو جیسا تھا ویسا ہی ہوگیا۔

آپ نے فرمایا کیوں ذیال تم یہی چاہتے تھے؟ شیخ ذیال کہتے ہیں یہ واقعہ ۵۶۰ھ میں پیش آیا۔

ہر ایک کی آرزو کا پورا ہونا: ایک دن سیدنا غوث اعظم کی مجلس بابرکت میں مندرجہ ذیل اصحاب موجود تھے (۱) شیخ ابوالسعود بن ابی بکر رحمتہ اللہ علیہ ۔۲۔ شیخ محمد بن قائد آوانی رحمتہ اللہ علیہ ۔۳۔ شیخ ابوالقاسم عمر بزاز رحمتہ اللہ علیہ ۔۴۔ شیخ ابومحمد حسن فارسی رحمتہ اللہ علیہ ۵۔ شیخ جمیل رحمتہ اللہ علیہ ۔ ۶۔ شیخ ابوحفص عمر غزال ۔ ۷۔ شیخ خلیل بن احمد صرصری رحمتہ اللہ علیہ ۔ ۸۔ شیخ ابوالبرکات علی بطائحی رحمتہ اللہ علیہ ۔ ۹۔ شیخ ابن الخضری رحمتہ اللہ علیہ ۔ ۱۰۔ شیخ ابوعبداللہ بن الوزیر عون الدین رحمتہ اللہ علیہ ۔ ۱۱۔ ابوالفتوح عبداللہ بن ہبتہ اللہ ۔ ۱۲۔ الوالقاسم علی بن محمد ۔ ۱۳۔ شیخ ابوالخیر محمد بن محفوظ رحمتہ اللہ علیہ۔

اثنائے گفتگو میں آپ کا جذبۂ سخاوت جوش میں آیا اور آپ نے حاضرین مجلس سے فرمایا، مانگو جو مانگنا ہے۔

شیخ ابوالسعود رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ''میں ترکِ اختیار چاہتا ہوں۔''

شیخ محمد بن قائد نے کہا ''میں مجاہدے کی قوت چاہتا ہوں۔''

شیخ عمر بزاز رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ''میں خشیت الٰہی چاہتا ہوں۔''

شیخ حسن فارسی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ''میرا کھویا ہوا مال مجھے واپس مل جائے۔''

شیخ جمیل رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ''میں حفظ وقت کا آرزومند ہوں۔

شیخ عمر غزال رحمتہ اللہ علیہ نے کہا۔ ''میں طویل عمر کا خواہش مند ہوں۔''

شیخ صرصری رحمتہ اللہ علیہ ''میری آرزو ہے کہ میں اس وقت تک زندہ رہوں جب تک اللہ تعالیٰ مجھے مقام قطبیت پر فائز نہ کردے۔''

شیخ ابوالبرکات رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ''میں عشقِ الٰہی میں انہماک چاہتا ہوں۔''

Marfat.com

شیخ ابن خضری رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ''میں قرآن وحدیث حفظ کرنے کا خواہش مند ہوں۔''

شیخ ابوعبداللہ محمد بن انور یرنے کہا ''میں نائب وزیر بننا چاہتا ہوں۔''

شیخ ابوالفتوح بن ہبۃ اللہ نے عرض کیا ''میں خلیفہ کے گھر کا استاد بننا چاہتا ہوں۔

شیخ ابوالقاسم بن محمد نے کہا ''میں خلیفہ کا دربان بننا چاہتا ہوں۔''

شیخ ابوالخیر ملتجی ہوئے۔ ''مجھے مقام معرفت عطا ہو جائے۔''

سب کے تمنائیں سن کر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ آیت پڑھی! کلا نمد ھولاء وھو لاء من عطاء ربکط وما کان عطاء ربک محظورا○ (اے نبی وہ (دنیا کے طالب) اور یہ (آخرت کے طالب) سب ہی کو تیرے پروردگار کی بخشش عام ہے۔ کسی پر بند اور ممنوع نہیں)

شیخ ابوالخیر محمد بن محفوظ رحمتہ اللہ علیہ نے ۳ رجب ۵۹۳ھ کو بیان کیا کہ خدا کی قسم ان لوگوں میں سے ہر ایک کو وہی کچھ مل گیا جس کی اس نے خواہش کی تھی، سوائے شیخ خلیل صرصری رحمتہ اللہ علیہ کے کیونکہ ابھی ان کے مقام قطبیت پر فائز ہونے کا وقت نہیں آیا۔ انشاءاللہ وہ بھی مقررہ وقت پر اپنی آرزو پالیں گے۔

مال حرام سے باخبر کرنے کی کرامت: شیخ ابوعبداللہ محمد بن شیخ ابوالعباس خضر بن عبداللہ بن یحیٰ الحسنی کا بیان ہے کہ میرے والد نے ہمیں موصل میں یہ واقعہ سنایا انہوں نے کہا ایک رات ہم سیدی حضرت شیخ عبدالقادر حسنی والحسینی کے مدرسہ میں مقیم تھے کہ خلیفہ مستنجد باللہ ابوالمظفر یوسف آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نصیحت چاہی نیز زرو جواہر کے دس توڑے جنھیں دس خادم اٹھائے ہوئے تھے نذرانے میں پیش کیے۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ مجھے ان کی ضرورت نہیں اور آپ نے انہیں قبول کرنے سے انکار فرما دیا۔ خلیفہ نے اصرار کیا تو ان میں ایک توڑا آپ نے داہنے ہاتھ اور دوسرا اپنے بائیں ہاتھ میں لیا اور انہیں نچوڑا تو وہ خون بن کر بہنے لگے، اس پر آپ نے فرمایا اے ابوالمظفر!

Marfat.com

تمھیں اللہ سے شرم نہیں آتی۔لوگوں کا خون جمع کر کے اسے میرے سامنے پیش کرتے ہو۔ یہ دیکھ کر ابوالمظفر بے ہوش ہو گیا۔ حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے معبود برحق کے جلال کی قسم! اگر میرے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرابت کی نسبت کا احترام نہ ہوتا تو میں یہ خون بہتا چھوڑ ادیتا۔ یہاں تک کہ ابوالمظفر کے گھر تک بہتا جاتا۔

خانہ کعبہ دکھلانے کا واقعہ: آپ کے ایک ہم عصر شیخ ابومدین بڑے پہنچے ہوئے بزرگ تھے۔ایک دن انہوں نے اپنے مرید ابوصالح ویر جان محمد الزکالی کو حکم دیا کہ بغداد جا کر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے فقر کی تعلیم حاصل کرو۔ چنانچہ وہ اپنے مرشد کے حکم کے مطابق حضرت کی خدمت میں بغداد پہنچے۔ خود ان کا بیان ہے کہ میں نے شیخ عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ جیسا جلال کسی میں نہیں دیکھا۔انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میرے خلوت خانہ کے دروازے پر بیس دن بیٹھو۔ میں نے حکم کی تعمیل کی۔ بیس دن پورے ہوئے تو آپ نے اپنے قبلہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ابوصالح ادھر دیکھو۔ میں نے ادھر دیکھا تو اپنے آپ کو عین بیت اللہ شریف کے سامنے پایا۔ پھر فرمایا اس طرف دیکھو میں نے دوسری طرف دیکھا تو اپنے شیخ ابومدین کو کھڑا پایا۔ پھر آپ نے مجھ سے پوچھا کہ اب تم بیت اللہ جانا چاہتے ہو یا اپنے شیخ کے پاس؟ میں نے عرض کی اپنے شیخ کے پاس؟ پھر فرمایا کہ ایک قدم میں جانا چاہتے ہو یا جس طرح آئے تھے ویسے ہی؟ میں نے عرض کیا کہ جس طرح آیا تھا ویسے ہی جاؤں گا۔آپ نے فرمایا اچھا جو تیری مرضی۔ پھر فرمایا ابومحمد فقر کی سیڑھی توحید ہے اور توحید یہ ہے کہ دوئی کو یکسر دل سے نکال ڈالو۔اس کے بعد آپ نے ایک بھرپور نظر مجھ پر ڈالی اور تمام جذبات اور ارادے میرے دل سے نکل گئے اور میں دولتِ فقر سے مالا مال ہو گیا۔

سینہ منور کرنے کا واقعہ: شیخ علی بن ادریس یعقوبی رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ۵۶۰ھ میں میں سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور فیض کا

Marfat.com

طالب ہوا آپ تھوڑی دیر خاموش رہے اس کے بعد یکا یک آپ کے جسم اقدس سے ایک نور نکلا اور میرے جسم میں داخل ہو گیا اس وقت میں نے دیکھا کہ تمام اہل قبور اور ان کے حالات میری نظر کے سامنے ہیں۔ پھر میں نے ملائکہ کو دیکھا اور ان کی تسبیحیں سنیں۔ غرض عجیب و غریب حالات کا انکشاف مجھ پر ہوا۔ قریب تھا کہ میں دیوانہ ہو جاؤں کہ سیدنا غوث الثقلین رحمتہ اللہ علیہ نے میرے سینے پر اپنا دستِ مبارک پھیرا۔ اب میں نے اپنا سینہ نور سے بھرپور اور فولاد سے سخت محسوس کیا۔ پھر مطلق نہ گھبرایا اور آج تک اس نور سے مستفیض ہو رہا ہوں۔

آپ کے جلال کا اثر: شیخ بقا کا بیان ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک سن رسیدہ شخص حاضر ہوا اس کے ساتھ ایک نوجوان بھی تھا اس نے آپ سے درخواست کی کہ اس لڑکے کے لیے دعا فرمائیں۔ یہ میرا بیٹا ہے۔ حالانکہ وہ اس کا بیٹا نہ تھا بلکہ یہ دونوں غلط کار تھے۔ حضرت شیخ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا تم لوگ میرے ساتھ بھی ایسا کرنے لگے ہو! یہ کہہ کر آپ گھر تشریف لے گئے اسی وقت بغداد کے اطراف میں آگ لگ گئی۔ ایک مکان میں بجھتی کہ یکا یک دوسرے مکان میں بھڑک اٹھتی۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے اس وقت دیکھا کہ مصائب اور آفات بادل کے ٹکڑوں کی طرح بغداد میں اتر رہے ہیں۔ میں جلدی سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا تو آپ غضب ناک ہیں۔ میں قریب بیٹھ گیا اور عرض کرنے لگا حضور! مخلوق پر رحم فرمائیں۔ لوگ ہلاک ہو رہے ہیں۔ ان کا غصہ تھم گیا۔ میں نے دیکھا کہ مصائب کے بادل چھٹ گئے اور آگ بجھ گئی۔

ارواحِ انبیاء علیہ السلام: شیخ کبیر عارف باللہ ابوسعد قیلوی رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے آنحضور صلی اللہ علی وسلم کو کئی بار حضرت شیخ کی مجلس میں جلوہ گر ہوتے دیکھا بلاشبہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح زمینوں اور آسمانوں میں سیر و سیاحت کرتے رہتی ہیں۔ جس طرح ہوا فضا میں چلتی رہتی ہے اور میں نے آپ کی مجلس میں فرشتوں کو بھی گروہ در گروہ

Marfat.com

دیکھا ہے۔ نیز میں نے مردانِ غیب اور جنات کو حضرت شیخ کی مجلس میں داخل ہونے کے لیے ایک دوسرے پر سبقت کرتے کئی بار دیکھا۔ حضرت خضر علیہ السلام تو کثرت سے مجلس میں آیا کرتے تھے ایک دفعہ شیخ کی مجلس کے بارے میں میں نے پوچھا تو حضرت خضر علیہ السلام نے کہا جو شخص بھی کامیابی اور چھٹکارے کا خواہش مند ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ شیخ کی مجلس میں حاضری دے۔

مفلوج بچے کا تندرست ہونا: شیخ ابوالحسن ہیتی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے کہ ایک مرتبہ میں سرکار غوثِ اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے مدرسہ میں حاضر تھا۔ ایک مالدار تاجر ابو غالب فضل اللہ بن اسمعیل بغدادی ازجئی باریاب ہوا اور بصد ادب عرض کیا کہ حضور آپ کے جد کریم علیہ الصلوۃ والسلام کا فرمان ہے کہ ''جب کوئی شخص دعوت پیش کرے تو قبول کر لینی چاہیئے۔'' خادم آپ کی خدمت میں عرض گزار ہے کہ میری دعوت قبول فرمالیجئے آپ نے فرمایا اگر مجھ کو اجازت مل گئی تو ضرر شریک ہوں گا۔ اس کے بعد تھوڑی دیر آپ نے مراقبہ میں سر کو جھکا لیا۔ پھر سر مبارک اٹھا کر فرمایا مجھے اجازت مل گئی اب میں ضرور آؤں گا۔ مطمئن رہو۔ وقت معینہ پر آپ اپنی سواری پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ شیخ علی بن ہیتی نے آپ کی دائیں رکاب تھامی اور ابوالحسن نے بائیں رکاب پکڑی اور تاجر کے مکان پر پہنچ گئے وہاں علماء و مشائخ کرام کی ایک بڑی جماعت پہلے سے موجود تھی۔ دستر خوان بچھایا گیا اور طرح طرح کے کھانے چنے گئے۔ پھر ایک بڑا سا ٹوکرا جس کے اوپر چادر پڑی تھی، دو شخص اٹھائے ہوئے لائے اور دستر خوان کے ایک کنارے پر رکھ دیا اس کے بعد داعی نے کہا۔ بسم اللہ کیجئے۔ لیکن سرکار غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ ہنوز مراقبہ میں سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے۔ آپ نے کھانا شروع نہیں فرمایا اس لیے کسی کو بھی جرأت نہ ہو سکی۔

چند لمحے کے بعد آپ نے اپنے دونوں محترم رفقاء کو حکم دیا کہ اس ٹوکرے کو کھولو۔ حکمِ عالی کے مطابق دونوں نے مل کر اس ٹوکرے کو کھولا اور آپ کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ اس میں سے ایک مادرزاد مفلوج و مجذوم بچہ نکلا۔ یہ بچہ ابو غالب سوداگر ہی کا تھا۔

Marfat.com

سرکار غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے یہ دیکھتے ہی فرمایا اللہ حی و قیوم کے حکم سے تندرست ہو کر کھڑے ہو جاؤ۔ یہ فرماتے ہی وہ بچہ بالکل صحیح و سلامت اور تندرست ہو کر کھڑا ہو گیا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے یہ بچہ کبھی بیماری ہی نہیں تھا۔

بھوک اللہ کا خزانہ ہے: شیخ ابومحمد الجونی رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھ پر بڑی تنگ دستی کے دن آئے اور میرے اہل و عیال فاقے پر فاقہ کر رہے تھے۔ اسی حالت میں میں سیدنا غوثِ اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا" جونی! بھائی اللہ تعالیٰ کا ایک خزانہ ہے جسے وہ دوست رکھتا ہے اسی کو عطا فرماتا ہے۔ جب بندہ تین روز تک کچھ نہیں کھاتا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے! تو نے اب تک میرے لیے فقر و فاقہ اختیار کیا ہے۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ! میں تجھے خود کھلاؤں گا۔ حضرت کے ارشادات سن کر میں مبہوت ہو گیا۔ پھر فرمایا کہ جو شخص اپنی مصیبت کو پوشیدہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دگنا اجر دیتا ہے۔ اے جونی! فقر کو چھپانے ہی میں بہتری ہے۔ پھر آپ نے پوشیدہ طور پر کچھ دیا اور اسے مخفی رکھنے کی تاکید فرمائی۔

حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی بات نہ ماننے کی سزا: ابو محمد بن رجب داری رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ شیخ عباد رحمتہ اللہ علیہ اور شیخ ابوبکر بن حمامی بلند احوال کے مالک تھے۔ حضرت سیدی شیخ عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ شیخ ابوبکر سے فرمایا کرتے تھے کہ شریعتِ مطہرہ مجھ سے تیری شکایت کرتی ہے آپ انہیں کئی باتوں سے منع کرتے تھے مگر وہ ان سے باز نہیں آتے تھے ایک دفعہ حضرت شیخ مسجد رصافہ میں داخل ہوئے تو شیخ ابوبکر وہاں موجود تھے آپ نے اپنا ہاتھ ان کے سینہ پر پھیرا اور فرمایا میں ابوبکر کو کھینچتا ہوں اور اسے بغداد سے نکالتا ہوں۔ یہ کہنا تھا کہ شیخ ابوبکر کے احوال اور واردات ختم ہو گئے اور ان کے روحانی مقامات ان کی نگاہوں سے پوشیدہ ہو گئے۔ وہ موضع قرف کی طرف نکل گئے۔ اب ان کا یہ حال تھا کہ جب کبھی بغداد میں داخل ہونے کا ارادہ کرتے منہ کے بل

Marfat.com

گر پڑتے اور اگر کوئی شخص انہیں اُٹھا کر بغداد میں داخل ہونے کی کوشش کرتا تو وہ بھی منہ کے بل گر پڑتا۔

ایک دن ان کی والدہ روتی چیختی حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اپنے بیٹے سے ملاقات کا شوق اور وہاں جانے سے اپنی معذوری کا دکھڑا سنانے لگی آپ نے تھوڑی دیر کے لیے اپنا سر جھکایا اور پھر فرمایا ہم نے قرف سے بغداد آنے کی اجازت دے دی ہے مگر وہ تختہ زمین کے نیچے نیچے آئے گا اور تیرے گھر کے کنویں کے اندر سے تیرے ساتھ گفتگو کرے گا۔ لوگوں کا بیان ہے کہ شیخ ابوبکر ہفتے میں صرف ایک بار گھر کے کنویں کے اندر آتے اور اپنی والدہ سے ملاقات کر کے واپس چلے جاتے۔

شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ قضیب البان رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا تا کہ وہ آپ کی بارگاہ میں شیخ ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کی سفارش کریں آپ نے ان سے متعلق بھلائی کا وعدہ فرمایا۔

مظفر حمال اور شیخ ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کی آپس میں دوستی تھی۔ مظفر نے ان ہی دنوں اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔ اللہ رب العزت نے مظفر سے فرمایا اے مظفر مجھ سے کچھ مانگ! انہوں نے عرض کی مولا! میرے بھائی ابوبکر کا قصور معاف کر دو اور انہیں ان کا مقام ملے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ معاملہ میرے دنیا و آخرت کے ولی سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ہے تو ان کی طرف جا اور کہہ کہ تیرا رب فرماتا ہے کہ میں نے مخلوق پر آفت نازل کرنے کا ارادہ کیا تھا تو نے ان کی شفاعت کی جو میں نے قبول کر لی اور تو نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ میں رحم کروں اپنی بخشش سے اور مومنوں میں سے جس نے تجھے دیکھا اس پر اپنا فضل و کرم عام کروں۔ سو میں نے یہ بات بھی قبول کر لی پس تو ابوبکر سے راضی ہو جا کیونکہ میں اس سے راضی ہو گیا ہوں۔ اتنے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا اور آپ نے فرمایا اے مظفر! زمین میں میرے نائب اور میرے علوم کے وارث سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے کہہ دے کہ تیرے جدامجد کا حکم ہے کہ ابوبکر کو اس کے احوال

Marfat.com

منازل واپس پھیر دے۔ بلاشبہ تو اس سے میری شریعت کے معاملے پر ہی ناراض ہوا ہے مگر میں نے اسے معاف کر دیا ہے۔ جب مظفر کو یہ خوشخبری ملی تو وہ خوش خوش ابوبکر کی طرف چلے تاکہ اسے تمام واقعات سنائیں اور خوشخبری دیں مگر ابوبکر کو پہلے ہی کشف سے یہ ساری باتیں معلوم ہو گئی تھیں۔ حالانکہ اس سے پہلے جب سے ان کے احوال گم ہوئے تھے ان پر کسی شے کا کشف نہیں ہوتا تھا۔ یہ دونوں حضرات راستے میں ایک دوسرے سے ملے پھر دونوں مل کر حضرت سیدی محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے۔ آپ نے فرمایا اے مظفر! تو اپنا پیغام پہنچا دے۔ اس نے آپ سے سارا واقعہ بیان کیا۔ جب وہ اثنائے واقعہ میں بھولنے لگے تو حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں یاد دلایا۔ اس کے بعد جن خلافِ شرع امور کی وجہ سے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ ابوبکر سے ناخوش تھے ان سے ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کو توبہ کرائی اور اپنے سینے سے لگایا اس قربت میں شیخ ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کو تمام گمشدہ احوال اور مزید کئی منازل میسر آ گئے۔

مظفر کے ساتھ جو واقعات پیش آئے تھے وہ انہیں حکایت کے طور پر بیان کیا کرتے تھے اور ہم نے راوی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ تم اپنی والدہ سے ملنے کس طرح آتے تھے؟ انہوں نے کہا میں جس وقت اس کی زیارت کا ارادہ کرتا تھا مجھے کوئی چیز اٹھا کر زمین کے نیچے لے جاتی اور گھر کے کنویں میں کھڑا کر دیتی۔ میں والدہ سے ملتا پھر اسی طرح واپس اپنے مقام پر پہنچا دیا جاتا۔

ایک پرندے کے مرنے کا واقعہ: ایک دن آپ اپنی مجلس میں قدرت الٰہی کے موضوع پر تقریر فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک عجیب الخلقت پرندہ فضائے آسمانی میں نمودار ہوا۔ لوگ اشتیاق سے دیکھنے لگے۔ آپ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا اس خالقِ اکبر کی قسم! اگر میں اس پرندے سے کہوں کہ تو اللہ کے حکم سے مر جا تو یہ فوراً مر جائے۔ ابھی یہ الفاظ آپ کی زبان مبارک پر ہی تھے کہ وہ پرندہ مر کر زمین پر گر پڑا اور لوگ دم بخود ہو گئے۔

Marfat.com

چڑیا کے مرنے کا واقعہ: شیخ عمر بن مسعود بزاز رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت غوث الثقلین رحمتہ اللہ علیہ وضو فرما رہے تھے کہ ایک چڑیا نے آپ پر بیٹ کر دی۔ آپ نے جلالیت سے سر مبارک اٹھا کر اوپر دیکھا تو وہ اوپر اڑ رہی تھی۔ آپ کا دیکھنا ہی تھا کہ وہ اس وقت گر کر مر گئی۔ آپ جب وضو سے فارغ ہوئے تو آپ نے کپڑے کا وہ حصہ دھویا اور اپنی قمیص مبارک اتار کر مجھے دی اور فرمایا کہ اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت خیرات کر دو یہ اس کا بدلہ ہے۔

چور کو ابدال بنانے کی کرامت: شاہ ابوالمعالی رحمتہ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت شیخ داؤد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے، کہ چونکہ ہمارے پیر جہانگیر (حضرت غوثِ اعظم رحمتہ اللہ علیہ) کے در دولت پر سب لوگ آتے تھے اور تمام اہلِ دولت و صاحبِ ثروت اس بارگاہ کے خادم تھے اس لیے چور نے خیال کیا کہ ضرور ایسے جاہ وجلال والے بڑے مالدار ہوں گے۔

آں را کہ چنیں جاہ و حشم روئے نمود
در خانۂ او تو دۂ زر خواہد بود

اور ارادہ کیا کہ ان کے گھر میں گھس جاؤں اور اپنی دلی مراد پاؤں۔ جب گھر کے اندر داخل ہوا تو کچھ بھی نہ پایا اور اندھا ہو گیا

خفاش کہ در خانہ خورشید رود
روشن کہ چنیں بے بصرو کور شود

آنجناب رحمتہ اللہ علیہ پر اس سیاہ بے نور کا حال روشن تھا۔ خیال فرمایا کہ یہ بات مروت سے بعید ہے کہ ہمارے گھر میں کامیابی کی خواہش سے آ کر نا کامیاب چلا جا دے۔

از فتوحات و از جنس مہیں
کورشد چیزے تواں دادن بایں

Marfat.com

آپ ابھی اس خیال میں تھے کہ حضرت خضر علیہ السلام آئے اور عرض کی کہ اے عالی ممالک کا والی! ایک ابدال اس وقت قضائے الٰہی سے فوت ہو گیا ہے۔ جس کے لیے آپ حکم دیں اس کی جگہ مقرر کیا جائے۔ آنحضرت رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ایک شکستہ دل شخص ہمارے گھر میں پڑا ہے جاؤ اس کو لے آؤ تاکہ اس کو بلند مرتبہ پر مقرر کریں۔ حضرت خضر علیہ السلام گئے اور اس شخص کو آپ کے حضور میں پیش کیا۔ جس کو آپ نے ایک ہی نگاہِ لطف سے ابدال بنا دیا۔

جہاز کو ڈوبنے سے بچانے کا واقعہ: ایک دن آپ اپنے مدرسہ میں درس و تدریس میں مشغول تھے کہ یکایک آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور آپ نے اپنا ہاتھ چادر کے اندر کر لیا کچھ دیر بعد جب باہر نکالا تو آستین سے پانی ٹپک رہا تھا۔ طلباء آپ کے جلال سے مبہوت ہو گئے اور کچھ دریافت نہ کر سکے۔ اس واقعہ کے دو ماہ بعد کچھ سوداگر بحری سفر کے بعد بغداد پہنچے اور بہت سے تحائف لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے طلبہ کے سامنے ان کا حال پوچھا۔ سوداگروں نے بیان کیا کہ دو ماہ ہوئے ہم پر سکون سمندر میں سفر کر رہے تھے کہ یکایک تیز و تند ہوا چلنے لگی اور سمندر میں ایک ہولناک تلاطم پیدا ہوا۔ ہمارا جہاز گرداب میں پھنس کر ڈوبنے لگا اس وقت بے اختیار ہماری زبان سے ''یا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نکلا۔ ہم نے دیکھا کہ ایک ہاتھ غیب سے برآمد ہوا اور اس نے جہاز کو کھینچ کر کنارے پر لگا دیا۔ طلبہ نے اس واقعہ کی تاریخ پوچھی تو وہی تھی جس دن آپ نے بھیگی ہوئی آستین اپنی چادر سے نکالی تھی۔

حضرت غوثِ اعظم کے کلام کا اثر: شیخ ابوسعید احمد بن ابی بکر حریمی عطار اور شیخ ابوعبداللہ محمد بن فائد کا بیان ہے کہ شیخ صدقہ بغدادی نے ایک مرتبہ ایک ایسی بات کہہ دی کہ جس پر شرعی حیثیت سے سخت اعتراض ہوتا تھا۔ وہ بات لکھ کر خلیفہ کو پہنچائی گئی تو اس نے ان کی گرفتاری اور سزا کا حکم جاری کر دیا۔ جس وقت وہ حاضر ہوئے اور سزا کے لیے اس کا سر کھولا گیا تو ان کے خادم نے داشیخاہ کہہ کر فریاد بلند کی۔ اتنے میں انہیں سزا دینے

Marfat.com

والے جلاد کا ہاتھ شل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے انچارج انسر کے دل میں ہیبت ڈال دی۔ چنانچہ اس نے وزیر کو سارے معاملے کی اطلاع دی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بھی مرعوب کر دیا۔ پھر خلیفہ کو ساری بات سے آگاہ کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں بھی ہیبت طاری کر دی۔ چنانچہ اس نے ان کے رہا کرنے کا حکم دے دیا۔ وہ رہا ہو کر شیخ عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں رباط پہنچے۔ انہوں نے دیکھا کہ عام لوگ اور مشائخ حضرت شیخ کے برآمد ہونے کا انتظار کر رہے ہیں تاکہ وہ انہیں خطاب کریں۔ اتنے میں حضرت شیخ تشریف لائے اور مشائخ کے درمیان بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد آپ کرسی پر چڑھے۔ نہ خود کوئی گفتگو کی اور نہ ہی قاری کو قرأت کے لیے حکم دیا۔ مگر حاضرین پر زبردست وجد طاری ہو گیا اور غیر معمولی جوش وخروش اُٹھا۔ شیخ صدقہ نے دل میں کہا کہ نہ تو شیخ نے کوئی کلام کیا اور نہ قاری نے قرأت کی۔ یہ وجد کس چیز پر ہو رہا ہے۔ حضرت شیخ نے اس طرف رُخ پھیر کر فرمایا اللہ کے بندے! میرا ایک مرید بیت المقدس سے ایک قدم میں یہاں آیا اور اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔ آج حاضرین اس کی مہمانی میں مصروف ہیں۔ شیخ صدقہ کو خیال آیا کہ جو شخص بیت المقدس سے بغداد کا فاصلہ ایک قدم میں طے کر رہا ہے وہ کس چیز سے توبہ کرے گا اور پھر شیخ کے پاس وہ کیا لینے آئے گا۔ اتنے میں حضرت شیخ نے اس کی طرف رُخ پھیرا اور فرمایا کیا نہیں ہے میری تلوار سونتی ہوئی اور میری کمان چڑھائی ہوئی اور کیا نہیں ہیں میرے تیر کمان میں؟ اور کیا نہیں ہیں میرے تیر نشانے پر پہنچنے والے اور میرے نیزے جائے مقصود پر لگنے والے اور کیا نہیں ہے میرا گھوڑا ہر وقت زین کسا ہوا؟ پھر فرمایا میں اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہوں۔ میں احوال کا سلب کرنے والا ہوں۔ میں بحر ناپیدا کنار ہوں۔ میں حفاظت میں ہوں۔ میرا لحاظ کیا جاتا ہے۔ میں بہادر رہوں اے روزے دارو! اور شب بیدارو! اور اے اصحابِ جبل! تمہارے پہاڑ توڑ ڈالے گئے اور اے گرجا والو! تمہارے گرجے ویران کر دیے گئے۔ امر الٰہی کی طرف رجوع کرو اور میں امر الٰہی ہوں اور اے راہ (حق) کے راہیو! اے

Marfat.com

مردو! اے دلیر واے بہادر واور اے ابدالو اور بچو! آؤ آؤ اور اس سمندر سے لے لو جس کا کوئی کنارہ نہیں اے پیارے! تو آسمان میں واحد ہے اور میں زمین میں منفرد ہوں بلاشبہ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ رات دن میں ستر دفعہ کہا جاتا ہے کہ میں نے تجھے اپنے لئے چن لیا ہے تاکہ اپنی آنکھوں کے سامنے تیری نگہداشت کروں۔ عبدالقادر! تو کلام کر ہم تجھ سے سنیں گے اور اے عبدالقادر! تجھے قسم ہے میرے حق کی تو کھا، اور تجھے قسم ہے میرے حق کی تو پی۔ تجھے قسم ہے میرے حق کی تو کلام کر۔ میں نے اسے رو کے جانے سے محفوظ کر دیا ہے۔

شیخ جبلی رحمتہ اللہ علیہ: شیخ ابوالقاسم بطائحی نزیل شام کا بیان ہے کہ میں ۵۷۹ھ میں صالحین کی زیارت کے لیے کوہ لبنان کی طرف آیا اس وقت اس پہاڑ میں اصفہان کا ایک نہایت صالح شخص رہتا تھا جسے کوہ لبنان میں طویل عرصہ قیام کرنے کی وجہ سے شیخ جبلی کہا جاتا تھا۔ میں اس کے پاس حاضر ہوا۔ پوچھا حضور! آپ کو یہاں کتنا عرصہ ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا ساٹھ سال میں نے کہا اس دوران آپ کے ساتھ کوئی عجیب وغریب واقعہ گزرا ہو تو بتائیں انہوں نے کہا یہ ۵۵۹ھ کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ چاندنی رات کو اس پہاڑ والوں کو میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ دوسروں کے ساتھ جمع ہو رہے ہیں اور گروہ در گروہ عراق کی طرف ہوا میں اڑ رہے ہیں۔ میں نے ان میں سے ایک دوست سے پوچھا آپ لوگ کدھر جا رہے ہیں؟ اس نے کہا ہمیں خضر علیہ السلام نے حکم دیا ہے کہ ہم لوگ بغداد میں قطب وقت کے سامنے ہوں میں نے پوچھا قطب وقت اس وقت کون ہے؟ اس نے کہا شیخ عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ۔ میں نے ساتھ چلنے کی اجازت طلب کی جو اس نے دے دی۔ چنانچہ ہم لوگ ہوا میں اڑے۔ ذرا دیر میں بغداد پہنچ گئے۔ میں نے دیکھا کہ وہ تمام لوگ صفیں باندھ کر حضرت شیخ کے سامنے کھڑے ہیں اور ان کے اکابر حضرت شیخ سے عرض کر رہے ہیں آقا! جو حکم ہو آپ انہیں مختلف احکام دے رہے ہیں اور وہ ان کی بجا آوری کے لئے ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے کی کوشش کر رہے

Marfat.com

ہیں۔ تھوڑی دیر بعد آپ نے انہیں واپس ہونے کا حکم دیا تو وہ الٹے قدم پیچھے ہٹے۔ پھر ہوا میں چلتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو گئے۔ میں اپنے دوست کے ساتھ پہاڑ پر واپس لوٹ آیا تو میں نے اس سے کہا کہ آج کی رات حضرت شیخ کے سامنے تم لوگوں کا ادب اوران کے حکم کی بجا آوری میں سبقت کا جو تماشا میں نے دیکھا ہے میں حیران رہ گیا ہوں۔ اس نے کہا میرے بھائی! ہم ایسا کیوں نہ کریں۔ یہ تو وہ شخصیت ہے جس نے کہا ہے کہ میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے اور پھر ہمیں ان کی اطاعت اور احترام کا حکم بھی تو دیا گیا ہے۔

چوہیا کے گرنے کا واقعہ: ایک رات آپ کچھ لکھ رہے تھے کہ ایک چوہیا نے چھت میں سے کئی بار مٹی گرائی۔ آپ نے ہر بار مٹی صاف کی لیکن چوہیا باز نہ آئی۔ آخر آپ نے سر مبارک اٹھا کر چھت کی طرف نظر جلالت سے دیکھا تو آپ نے چوہیا کو دیکھا کر فرمایا تیرا سر اڑ جائے۔ اسی وقت وہ چوہیا مر کر گر پڑی۔ لیکن آپ پر رقت طاری ہوگئی اور آپ نے لکھنا چھوڑ دیا۔ ایک خادم نے عرض کیا یا حضرت! یہ چوہیا اپنے کیفر کردار کو پہنچی۔ آپ کیوں آزردہ ہوتے ہیں؟ فرمایا ڈرتا ہوں کہ کسی مسلمان سے مجھے اذّیت پہنچے اور اس کا بھی یہی حال نہ ہو۔

چھت گرنے کی اطلاع: محرم ۵۵۹ھ میں ایک دن سیدنا غوثِ اعظم رحمتہ اللہ علیہ اپنے مہمان خانہ میں تشریف فرما تھے۔ تین سو کے قریب لوگ بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھے۔ یکا یک آپ اٹھ کر مہمان خانہ سے باہر تشریف لے گئے اور تمام لوگوں کو باہر آنے کے لیے کہا۔ سب لوگ دوڑ کر باہر آئے ان کا باہر آنا تھا کہ اس مکان کی چھت دھڑام سے گر پڑی۔ آپ نے فرمایا میں بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے غیب سے اطلاع دی گئی کہ اس مکان کی چھت گرنے والی ہے چنانچہ میں باہر آ گیا اور آپ لوگوں کو بھی اپنے پاس بلا لیا کہ کوئی دب نہ جائے۔

اولیاء پر حصول عظمت: شیخ ابوالعاص موصلی کا بیان ہے کہ میرے والد بزرگوار نے

Marfat.com

خواب میں دیکھا کہ بڑے بڑے عظیم المرتبت اولیائے کرام ایک محفل میں جمع ہیں اور صدرِ محفل حضرت عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ ہیں۔ ان اولیاء اللہ میں بعض کے سر پر صرف عمامہ اور ایک چادر، اور بعض کے سر پر عمامہ اور اس پر دو چادریں تھیں لیکن آپ کے سر اقدس پر عمامہ اور اس پر تین چادریں تھیں۔ میں ابھی آپ کی عظمتِ جمال کا مشاہدہ کر رہا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ آپ بنفسِ نفیس میرے سرہانے کھڑے ہیں۔ میرے بیدار ہوتے ہی فرمایا کہ ان تینوں چادروں کے متعلق سوچ رہے ہو۔ ان میں سے ایک چادر شریعت کی ہے دوسری حقیقت کی اور تیسری عظمت و بزرگی کی ہے۔

بارش کا رک جانا: ایک دن سیدنا غوثِ اعظم رحمتہ اللہ علیہ اپنے مدرسہ میں وعظ فرما رہے تھے۔ سامعین ہزاروں کی تعداد میں جمع تھے۔ یکا یک سیاہ بادل گھر آئے اور موسلا دھار بارش شروع ہوگئی۔ لوگ بارش سے بچنے کے لیے منتشر ہونے لگے۔ آپ نے آسمان کی طرف نظر کی اور کہا کہ مولائے کریم! میں تیرے بندوں کو جمع کرتا ہوں اور تو ان کو منتشر کرتا ہے۔ معاً بارش تھم گئی اور لوگ جم کر بیٹھ گئے۔ شیخ عدی بن مسافر رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت کیمانی رحمتہ اللہ علیہ جو اس موقع پر موجود تھے، بیان کرتے ہیں کہ مدرسہ کے اندر جہاں تک سامعین موجود تھے بارش کا ایک قطرہ بھی نہیں گرتا تھا لیکن مدرسہ کے باہر بارش بدستور جاری تھی۔

خیال میں ملاقات کروا دینا: شیخ محمد بن خضر رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ ایک دن میں سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ دل میں خیال آیا کیا خوب ہو اگر کبھی شیخ احمد کبیر رفاعی رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات ہو جائے۔ یہ خیال آنے کی دیر تھی کہ آپ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا خضر! یہ شیخ احمد کبیر رفاعی رحمتہ اللہ علیہ بیٹھے ہیں ان سے ملاقات کر لو۔

میں نے حیران ہو کر اوپر نظر اٹھائی تو آپ کے پاس ایک پر جلال بزرگ کو بیٹھے پایا

Marfat.com

میں نے انہیں مؤدبانہ سلام کیا انہوں نے فرمایا اے خضر! جو شخص شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھ لے اسے مجھ جیسے شخص کو دیکھنے کی آرزو نہیں کرنی چاہیئے یہ فرما کر شیخ احمد کبیر غائب ہو گئے۔

کبوتری اور قمری کا واقعہ: ایک مرتبہ ابوالحسن علی بن احمد بن وہب ازجی بیمار ہوئے تو حضرت شیخ ان کی بیمار پرسی کو تشریف لائے۔ آپ نے ان کے گھر میں ایک کبوتری اور قمری دیکھی۔ ابوالحسن نے عرض کی۔ حضور یہ کبوتری چھ ماہ سے انڈے نہیں دے رہی اور قمری نو ماہ سے خاموش ہے۔ آپ کبوتری کے پاس تشریف لائے اور اسے فرمایا تو اپنے خالق کی تسبیح کر قمری اسی وقت چہچہانے لگی اور بغداد کے لوگ جمع ہو کر اس کی آواز سننے لگے۔ کبوتری نے بچے دینے شروع کر دیے اور یہ آخر تک جاری رہے۔

سیلاب کا ٹل جانا: ایک دفعہ دریائے دجلہ میں خوفناک سیلاب آیا اور پانی دریا کے کناروں سے اچھل کر بغداد کی طرف بہنے لگا اہل بغداد گھبرا اٹھے اور سیدنا غوثِ اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کے خواستگار ہوئے۔ حضرت نے اسی وقت اپنا عصا لیا اور لوگوں کے ساتھ چل پڑے۔ دریا کے کنارے پر پہنچ کر اپنا عصائے مبارک وہاں گاڑ دیا اور فرمایا بس یہیں رک جاؤ۔ آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ طغیانی تھم گئی اور سیلاب کا پانی اترنا شروع ہو گیا۔ حتیٰ کہ دریا کے کناروں کے اندر اپنی اصلی حد پر بہنے لگا۔

بچھو کے ہلاک ہونے کا واقعہ: ایک دن آپ سواری پر جامع منصوری نماز کے لیے تشریف لے گئے۔ تو آپ نے اپنی چادر اتاری اور اپنے کپڑوں کے نیچے سے ایک بچھو نکال کر زمین پر پھینک دیا۔ یہ بچھو بھاگنے لگا تو آپ نے فرمایا ''تو اللہ کے حکم سے مرجا'' آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ بچھو آناً فاناً ہلاک ہو گیا پھر آپ نے فرمایا کہ جامع منصوری سے یہاں تک اس بچھو نے مجھے ساٹھ دفعہ کاٹا لیکن میں نے صبر کا اجر حاصل کرنے کے لیے اف تک نہیں کی اس کی ہلاکت دوسرے لوگوں کو آزار سے بچانے کے لیے ہے۔

Marfat.com

مخفی حالات سے باخبری: شیخ زین الدین ابوالحسن مصری رحمتہ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں اپنے دوست کے ہمراہ حج کر کے بغداد آیا۔ ہمارے پاس سوائے ایک چھری کے کچھ نہ تھا اسے فروخت کر کے چاول خریدے اور پکا کر کھائے لیکن شکم سیر نہ ہوئے۔ اس کے بعد شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ہمیں دیکھ کر خادم سے فرمایا کہ چند فقراء حجاز سے آئے ہیں۔ ان کے پاس ایک چھری کے سوا کچھ نہ تھا۔ غریبوں نے اسے فروخت کر کے چاول کھائے لیکن ان کا پیٹ نہیں بھرا۔ ان کے لیے کھانا لاؤ۔ ہم حضرت کی گفتگو سن کر سخت حیران ہوئے۔ خادم کھانا لانے گیا تو میرے دل میں شہد کھانے کی خواہش پیدا ہوئی اور میرے رفیق کو کھیر کی اشتہا پیدا ہوئی۔ اتنے میں خادم دو طباق لایا۔ ایک میں کھیر تھی اور دوسرے میں شہد۔ خادم نے کھیر والا طبق میرے سامنے رکھ دیا اور شہد والا میرے دوست کے سامنے۔ آپ نے فرمایا نہیں نہیں شہد کا طباق زین الدین کے سامنے رکھو اور کھیر کا اس کے ہمراہی کے سامنے۔ میں اب بے اختیار ہو گیا اور آپ کے قدموں پر گر پڑا۔ آپ نے فرمایا مرحبا واعظِ مصر! میں نے عرض کی حضور یہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ مجھے تو الحمد شریف پڑھنے کا بھی سلیقہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں مجھے ایسا کہنے کا حکم ہوا ہے۔

پھر میں نے آپ کی شاگردی اختیار کی اور سال بھر آپ کی خدمت میں رہ کر مختلف علوم وفنون میں درجۂ کمال حاصل کیا۔ پھر آپ کی اجازت سے بغداد میں وعظ کہنا شروع کیا۔ کچھ عرصہ بعد میں نے آپ سے مصر جانے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے اجازت مرحمت فرمائی اور مجھے ہدایت کی کہ دمشق پہنچنے پر تمھیں ترکی فوج ملے گی جو مصر پر حملہ کرنے کی غرض سے جا رہی ہوگی۔ اس کے جرنیل سے مل کر کہہ دینا کہ اس سال مصر مت جاؤ۔ ورنہ ناکام ہو جاؤ گے البتہ اگلے سال آؤ گے تو کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔

چنانچہ جب میں دمشق پہنچا تو مجھے ترکی فوج ملی۔ میں نے اس کے سپہ سالار سے مل کر کہا کہ اس سال تم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اگلے سال آنا۔ لیکن سپہ سالار مصر نے کہا کہ

Marfat.com

ہم اس سال مصر پر حملہ کریں گے۔ میں ترکی فوج کو وہیں چھوڑ کر مصر پہنچا وہاں خلیفۂ مصر ترکوں کے مقابلے کے لیے تیاری میں مصروف تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ انشاء اللہ ترکی فوج شکست کھائے گی اور تم فتح یاب ہو گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب ترکی فوج شکست کھا کر مصر سے چلی گئی۔ تو خلیفہ مصر نے میری بے حد قدر افزائی کی۔ دوسرے سال ترکوں نے پھر مصر پر حملہ کیا اور اس دفعہ وہ کامیاب ہو گئے۔ مصر پر قابض ہو کر انہوں نے بھی میری بہت عزت کی۔ اس طرح دونوں سلطنتوں کی جانب سے مجھے ڈیڑھ لاکھ دینار وصول ہو گئے اور یہ سب سیدنا غوثِ اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی برکت سے ہوا۔ مصر میں میرے مواعظ و خطبات نے بھی بہت شہرت حاصل کی اور میں حضرت کے ارشاد کے مطابق واعظِ مصر کے لقب سے پکارا گیا۔

بلغمی مرض سے دائمی نجات: شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابی الفتح ہروی کا بیان ہے کہ ۵۴۰ھ میں مَیں سیدنا غوثِ اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ مجھے چھینک آئی اور بلغم منہ سے نکل پڑی۔ مجھے شرم محسوس ہوئی کہ شاید حضرت کو کراہت محسوس ہوئی ہو۔ میں شرم سے سر جھکائے ہوئے تھا کہ آپ نے فرمایا، محمد! کوئی مضائقہ نہیں آج کے بعد نہ تھوک اور بلغم ہو گا اور نہ رینٹھ۔ اس واقعہ کے بعد شیخ محمد رحمتہ اللہ علیہ مدتِ مدید تک زندہ رہے۔ پورے ایک سو سینتیس برس کی عمر پائی لیکن اس دن کے بعد نہ کبھی تھوک نکلا اور نہ ریزش آئی۔

ایک عورت کی جن سے رہائی: اصفہان میں سے ایک شخص حضرت سید عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری بیوی کو مرگی کا مرض ہے۔ عامل اور جھاڑ پھونک کرنے والے عاجز آ گئے ہیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا یہ وادی سراندیپ کے سرکش جنوں میں سے ایک جن ہے اور اس کا نام خانس ہے۔ جس وقت تیری بیوی کو مرگی کا دورہ پڑے اس کے کان میں کہنا، اے خانس! سید عبدالقادر بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کا حکم ہے کہ تم پھر یہاں مت آنا، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ وہ شخص چلا گیا اور دس برس غائب رہا

Marfat.com

جب واپس آیا تو ہم نے اس سے حال پوچھا۔اس نے بتایا کہ میں نے جونہی حضرت کا پیغام اسے پہنچایا، مرگی کے دورے ختم ہو گئے اور دوبارہ کبھی نہیں ہوئے عملیات کے بعض ماہرین کا کہنا ہے کہ حضرت سید عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی میں چالیس برس تک بغداد میں کسی کو مرگی کی تکلیف نہیں ہوئی۔آپ کے وصال کے بعد بغداد میں مرگی کی تکلیف شروع ہوئی۔

لڑکے کی ولادت کی خبر: حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادہ سیدنا عبدالوہاب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت غوثِ اعظم سخت علیل ہو گئے اور ہم ان کے اردگرد آمدیدہ ہو کر بیٹھے ہوئے تھے۔تو آپ نے فرمایا مجھے موت نہیں آئے گی۔میری پشت میں یحییٰ نامی لڑکا ہے جس کی ضرور پیدائش ہوگی۔سو آپ کے فرمان کے مطابق صاحبزادہ کی ولادت ہوئی۔تو آپ نے اس کا نام یحییٰ رکھا۔پھر آپ عرصہ دراز تک زندہ رہے

بادشاہ کی قربت کی خبر: ابوالجبر حامداً الحرانی الخطیب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا اور اپنا مصلی بچھا کر آپ کے نزدیک بیٹھ گیا۔آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا اے حامد! تم بادشاہوں کی بساط (دستر خوان) پر بیٹھو گے۔تو جب میں حرآن واپس آیا تو سلطان نورالدین شہید نے مجھ کو اپنے پاس رکھنے پر مجبور کیا اور اپنا مصاحب بنا کر ناظم اوقاف مقرر کر دیا تو اس وقت حضرت غوثِ اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا وہ ارشاد مجھے یاد آیا۔

نورانی مخلوق: شیخ اجیل ابوالفلاح منجح بن شیخ جلیل ابوالخیر بن شیخ قدوہ ابومحمد طر بادرائی اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ جب شیخ مطر کا آخرت وقت آیا تو میں نے اس سے کہا کہ آپ مجھے وصیت کریں کہ آپ کے بعد میں کس کی پیروی کروں؟ انہوں نے کہا شیخ عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ کی۔میں نے سوچا کہ اس وقت یہ بیماری کی غشی میں ہیں۔تھوڑی دیر بعد میں نے پھر پوچھا کہ آپ کے بعد میں کس کی اقتدا کروں؟ فرمایا شیخ عبدالقادر

Marfat.com

کی۔ مجھے اب کے بھی اطمینان نہ ہوا۔ چنانچہ موقع پا کر میں نے تیسری دفعہ پھر یہی سوال دہرایا۔ اس پر انہوں نے کہا میرے بیٹے! جس دور میں شیخ عبدالقادر موجود ہوں اس میں کسی دوسرے کی پیروی اور اقتدا کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو میں بغداد آیا اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ اس وقت وہاں شیخ بقا، شیخ ابوسعد قیلوی اور شیخ علی بن ہیتی وغیرہ اکابرین مشائخ بھی موجود تھے۔ اس موقع پر حضرت شیخ نے فرمایا۔ میں تمہارے عام واعظین کی طرح نہیں ہوں۔ میں تو خدا کے حکم سے بولتا ہوں اور میرا خطاب تو ان لوگوں سے ہے جو فضا میں رہتے ہیں۔"

یہ فرما کر آپ نے اپنا سر اقدس فضا کی طرف اٹھایا۔ میں نے بھی اوپر دیکھا کیا دیکھتا ہوں کہ نورانی گھوڑوں پر سوار نورانی لوگوں سے آسمان بھرا ہوا ہے۔ انہوں نے اپنے سر جھکا رکھے ہیں ان میں سے کوئی رو رہا ہے، کوئی کانپ رہا ہے کسی کے کپڑوں میں آگ ہے۔ میں یہ نظارہ دیکھ کر بیہوش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد جب افاقہ ہوا تو میں لوگوں کو چیرتا ہوا آپ کی طرف دوڑا اور آپ کے منبر شریف پر چڑھ گیا۔ آپ نے میرا کان پکڑ کر فرمایا کیوں! پہلی دفعہ تمھیں اپنے والد کی وصیت پر یقین نہ آیا تھا؟ میں نے آپ کی ہیبت کی وجہ سے سر جھکا لیا۔

غلے میں بے پناہ برکت: ایک دفعہ بغداد میں خوفناک قحط پڑا۔ آپ کے رکابدار شیخ ابوالعباس احمد آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ کثیر العیال ہوں لیکن گھر میں کچھ نہیں اور کئی روز سے فاقہ ہے آپ نے ان کو تقریباً نصف من گیہوں دیے اور فرمایا کہ انہیں مٹی کے ایک مٹکے (یا کوٹھے) میں بند کر دینا اور اس میں ایک سوراخ کر کے روزانہ ضرورت کے مطابق غلہ نکال لیا کرنا۔ شیخ ابوالعباس احمد کا بیان ہے کہ ہم پانچ سال تک گیہوں کھاتے رہے لیکن ختم ہونے میں نہ آئے۔ پھر ایک دن میری بیوی نے یہ مٹکا کھول لیا تو جتنے گیہوں ڈالے تھے اتنے ہی موجود تھے۔ اب یہ گیہوں سات دن میں

Marfat.com

ختم ہو گئے۔ میں نے اس واقعہ کا ذکر آپ سے کیا تو فرمایا کہ اگر تم اس مٹکے کو نہ کھولتے تو تمھارا کنبہ ساری عمر یہ گیہوں ختم نہ کرسکتا تھا۔

ارشادات حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ

شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ آپ کے بارے میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''حضور غوثِ اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے کلام معجز بیان میں وہ تاثیر تھی کہ جب آپ آیات وعید کے معانی ارشاد فرماتے تھے تو تمام لوگ لرز جاتے تھے چہروں کی رنگت فق ہو جاتی تھی گریہ وزاری کا یہ عالم ہوتا تھا کہ اہل مجلس پر بے ہوشی کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی اور جب آپ رحمت الٰہی کی تشریح وتوضیح اور اس کے مطالب و معانی بیان فرمانے لگتے تو لوگوں کے دل غنچوں کی مانند کھل جاتے تھے اور اکثر حاضرین تو بادۂ ذوق وشوق سے اس طرح مست و بے خود ہو جاتے تھے کہ جب مجلس ختم ہوتی تو پھر وہ ہوش میں آتے اور بعض تو دوران مجلس انتقال کر جاتے۔ غرضیکہ آپ کے ارشادات انتہائی مؤثر تھے۔ آپ کے کچھ ارشادات حسب ذیل ہیں۔

☆ اگر مجھے دنیا کی تمام دولتوں کے خزانے مل جاتے میں سب کے سب فقیروں اور مسکینوں پر خرچ کر دیتا غریبوں اور حاجت مندوں کو کھلا دیتا۔

☆ اسے دیکھو جو دیکھتا ہے اس سے محبت کرو جو تم سے محبت کرتا ہے اس کی سنو جو تمہاری سنتا ہے اپنا ہاتھ اسے دو جو تھامنے کے لیے تیار ہے۔

☆ جو شخص آسودہ حال پڑوسی سے حسد کرتا ہے وہ اقسام رزق کی حکمت کا منکر ہے۔

☆ اے انسان! تو اللہ تعالیٰ سے اتنا شرما جس قدر کہ تو اپنے دیندار ہمسائے سے شرماتا ہے۔

☆ اے لوگو! افسوس کہ تم سیر ہو کر کھاتے ہو اور تمہارے پڑوسی بھوکے رہتے ہیں اور

Marfat.com

پھر دعویٰ یہ کرتے ہو کہ ہم مومن ہیں' تمہارا ایمان درست نہیں۔ دیکھو! ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے سائل کو دیا کرتے تھے اپنی اونٹنی کو خود چارا ڈالتے' اس کا دودھ دوہتے اور اپنا کرتہ مبارک سیا کرتے تم ان کی متابعت کا دعویٰ کیسے کرتے ہو جبکہ تم اقوال و افعال میں ان کی مخالفت کر رہے ہو۔

- ☆ غیر ضروری بات کا جواب دینے سے بھی زبان کو بند رکھ چہ جائیکہ تو خود کوئی فضول بات کرے۔
- ☆ گمنامی کو پسند کر کہ اس میں ناموری کی نسبت بڑا امن ہے۔
- ☆ جس نے دکھاوے کے لیے عمل کیے اس کے اعمال ضائع ہو گئے۔
- ☆ جسے کوئی مصیبت نہ پہنچے اس میں کوئی خوبی نہیں۔
- ☆ امیروں اور دولت مندوں کے ساتھ بیٹھنے کی خواہش تو ہر شخص کرتا ہے مگر حقیقی سعادت و مسرت انہی کو حاصل ہوتی ہے جن کو مسکینوں اور غریبوں کی ہم نشینی کی آرزو رہتی ہے۔
- ☆ اے لوگو! دعوت حق قبول کرو بے شک میں داعی الی اللہ ہوں کہ تم کو اللہ تعالیٰ کے دروازے اور اس کی اطاعت کی طرف بلاتا ہوں۔ اپنے نفس کی طرف نہیں بلاتا اس لیے کہ منافق ہی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں بلاتا بلکہ اپنے اپنے نفس کی طرف بلاتا ہے۔
- ☆ ایمان والوں کی ہمیشہ آزمائش ہوتی ہے۔
- ☆ باطن کا جہاد ظاہر کر جہاد سے زیادہ سخت ہے۔
- ☆ تعجب ہے اس پر جو آخرت پر ایمان رکھے اور پھر گناہ بھی کرے۔
- ☆ تو اس وقت تک طالب صادق نہیں کہ جب تک تو اپنی خوراک میں اپنے ہمسائے کو اپنے نفس پر ترجیح نہ دینے لگے۔
- ☆ تو مکانوں کے بنانے میں عمر ختم کر رہا ہے جبکہ ان مکانوں میں بسیرا کریں گے

Marfat.com

دوسرے اور حساب دے گا تو۔

☆ اے مولویو! اے صوفیو! اے فقیہو! تم میں کوئی ایسا نہیں کہ جو توبہ کا حاجت مند نہ ہو' ہمارے پاس تمہاری موت اور حیات کی ساری خبریں ہیں سچی محبت جس میں تغیر نہیں آ سکتا وہ محبت الٰہی ہے وہی ہے جس کو تم اپنے دل کی آنکھوں سے دیکھتے ہو اور وہی محبت روحانی صدیقوں کی محبت ہے۔

☆ اے نفس' خواہش اور شیطان کے بندو! میں تمہیں کیا بتاؤں میرے پاس تو حق در حق' مغز در مغز اور صفا در صفا توڑنے اور جوڑنے کے سوا کچھ بھی نہیں ہے یعنی توڑنا ماسوا اللہ سے اور جوڑنا اللہ تعالیٰ سے۔

☆ اے منافقو! اے دعویٰ کرنے والو! اے جھوٹو! میں تمہاری ہوس کا قائل نہیں اہل دل کی محبت اختیار کرو تا کہ تم کو بھی دل نصیب ہو لیکن تمہارے پاس تو دل ہی نہیں ہے تم تو سراپا نفس وطبیعت اور ہوا وہوس ہو۔

☆ تو نفس کی تمنا پوری کرنے میں مصروف ہے اور وہ تجھے برباد کرنے میں مصروف ہے۔

☆ نعمت مجھے اپنا پابند نہ بنائے کہ منعم سے غافل کر دے۔

☆ اے لوگو! اللہ اور اللہ کے رسول کی پیروی کرو اور اس کے احکام پر صدقِ دل سے عمل کرو' دین میں کوئی نئی بات پیدا نہ کرو' اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہرگز نہ کرو صبر کا دامن ہاتھ سے کبھی نہ چھوڑو' کشائش کا انتظار کرنا چاہئے کبھی بھی ناامید نہ ہونا چاہئے اللہ تعالیٰ کے ذکر پر سب ایک ہو جاؤ اور آپس میں نااتفاقی پیدا نہ کرو توبہ کر کے گناہوں سے پاک ہو جاؤ ان سے آلودہ نہ ہو جاؤ اور اپنے پروردگار کے دروازے سے نہ ہٹو۔

☆ اپنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دو وہ سب کو تمہارے حوالے کر دے گا۔

☆ عالم کے بغیر علم مطلق فائدہ نہیں پہنچاتا' عامل بنو جان بوجھ کر جاہل نہ بنو۔ عالم

Marfat.com

باعمل نائب خدا ہے۔

☆ افسوس ہے اس شخص پر جس نے قرآن مجید حفظ تو کیا لیکن اس پر عمل نہ کیا۔

☆ بہت سے دولت مند حرص کے اسیر ہونے کی وجہ سے مفلس عریاں ہیں۔ حقیقی بہادر وہ ہے جو لالچ کے دیو کو پچھاڑنے کے بعد متاع دنیا سے بے نیاز ہو جائے۔

☆ نامحرم عورتوں اور لڑکوں کے پاس بیٹھنا اور پھر یوں کہنا کہ مجھے ان کی طرف مطلق توجہ نہیں ہوئی جھوٹ ہے۔ اس بات میں نہ تو شرافت ہی تیری موافقت کرتی ہے اور نہ ہی عقل سلیم اس سے مطابقت رکھتی ہے۔

☆ تیرا کلام بتا دے گا کہ تیرے دل میں کیا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کا مقرب وہی ہے جو مخلوق خدا پر شفقت کرتا ہے۔

☆ بدگمانی تمام فوائد کو بند کر دیتی ہے۔

☆ ظالم مظلوم کی دنیا بگاڑتا ہے اور اپنی عاقبت۔

☆ تم خدمت کرو مخدوم بن جاؤ گے۔

☆ اے اللہ! منافقوں کی شوکت توڑ دے اور ان کو ذلیل فرما' یا ان کو توبہ کی توفیق عطا فرما اور ظالموں کا قلع قمع فرما دے۔ زمین کو ان سے پاک فرما دے یا ان کی اصلاح فرما۔

☆ غربت پر راضی رہنا بے انتہا ثواب کا باعث ہے۔

☆ امیروں کے ساتھ عزت و غلبہ سے مل اور فقیروں کے ساتھ عاجزی و انکساری سے۔

☆ تو کوشش کر کہ گفتگو کا آغاز تیری طرف سے نہ ہوا کرے اور تیرا کلام جواب بنا کرے۔

☆ جس نے مخلوق سے کچھ مانگا وہ خالق کے دروازے سے اندھا ہے۔

☆ اے عمل کرنے والے! اخلاص پیدا کر ورنہ فضول مشقت ہے۔

Marfat.com

☆ غربت گناہوں سے بچاتی ہے اور تونگری گناہوں کا جال ہے اس لیے غربت کو اپنا محافظ سمجھو۔

☆ کفران نعمت اور خودستائی قرب حق کی ضد ہے۔

☆ تیرے سب سے بڑے دشمن تیرے برے ہم نشین ہیں۔

☆ تیری غفلت کی نشانی اہل غفلت کے پاس بیٹھنا ہی ہے۔

☆ اپنے جائز کسب سے کماؤ دین کے ذریعے سے ہرگز نہ کماؤ جائز کماؤ اور جائز کھاؤ اور اس سے دوسروں کی غم خواری بھی کرو۔

☆ میرے ہاتھ میں روپیہ پیسہ مال و دولت مطلق نہیں ٹھہرتا۔ اگر صبح میرے پاس ہزار دینار آئیں تو شام تک ان میں سے ایک بھی دینار باقی نہ رہے گا۔

☆ خوش رہنا چاہتے ہو تو دوسروں کو خوش کرو۔

☆ جو شخص اپنے نفس کا معلم نہیں ہو سکتا دوسرے کا کس طرح ہوگا۔

☆ دنیا کی محبت سے خاصان خدا کو پہچاننے والی آنکھ اندھی رہتی ہے۔

☆ مالدار بننے کی آرزو نہ کرو بوالہوس مت بنو مالدار اور فقیر و بے نوا کے درمیان امتیاز مت رکھو۔

☆ اللہ تعالیٰ سے بندوں کا شکوہ نہ کرو۔ جب تک کہ زندگی کا دروازہ کھلا ہے اسے غنیمت جانو۔

☆ دنیا تمہارے ہاتھ میں تو رہے لیکن دل پر اس کا قبضہ نہ ہونے پائے دل کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے آباد کرو اللہ ہی کی محبت کا تمہارے دل پر قبضہ ہو۔

☆ جب فرائض کے بعد اچھے کاموں پر غور کرتا ہوں تو محتاجوں اور مہمانوں کو کھانا کھلانے اور عام و خاص کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آنے اور دشواریوں میں ہاتھ بٹانے سے بہتر کسی کام کو نہیں پاتا۔

☆ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو راضی رکھنا عقل و دانش سے دور ہے۔

Marfat.com

☆ جس عمل میں تجھے حلاوت نہ آئے سمجھ لے کہ وہ عمل کیا ہی نہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت فقر و فاقہ سے ملی جلی ہوتی ہے۔

☆ سوائے اپنی اور اپنے بچوں کی ضروریات کے گھر سے باہر مت نکلو۔

☆ بے ادب خالق و مخلوق دونوں کا معتوب ہے۔

☆ شکستہ قبروں میں غور کرو کیسے کیسے حسینوں کی مٹی خراب ہو رہی ہے۔

☆ مستحق سائل اللہ تعالیٰ کا ہدیہ ہے۔ جو بندے کی طرف بھیجا جاتا ہے۔

☆ خلوت میں خاموشی مردانگی نہیں جلوت میں چپ رہ۔

☆ عقل مند پہلے دل سے پوچھتا ہے پھر منہ سے بولتا ہے۔

☆ دوسروں پر ہر دم نیک گمان رکھ اور اپنے نفس پر بدظن رہ۔

☆ ابتدا کرنا تیرا کام ہے اور تکمیل کرنا اللہ تعالیٰ کا۔

☆ ہماری غیبت کرنے والے ہماری فلاح ہیں کہ ہمیں خراج دیتے ہیں یعنی اپنے تمام اعمال صالحہ ہمارے نام منتقل کرا دیتے ہیں۔

☆ موت کو یاد رکھنا نفس کے تمام امراض کی دوا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لیے صرف دو ہی قدم ہیں ایک قدم نفس اور دوسرا قدم خلق، اگر ان دو قدموں پر قابو پا لیا تو اللہ تعالیٰ تک آسانی سے پہنچ جائے گا ایک قدم دنیا ہے اور دوسرا قدم آخرت تک رسائی کا ہے۔

☆ جو شخص تقدیر کے حکم پر راضی رہتا ہے وہ آرام سے رہتا ہے اور جو تقدیر خداوندی سے ناراض رہتا ہے اس کا رنج والم بڑھ جاتا ہے حالانکہ دنیا میں وہی کچھ ملتا ہے جو مقدر میں ہوتا ہے۔

☆ جب بندہ تواضع اختیار کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو تمام تباہیوں سے محفوظ کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو ان مراتب تک پہنچا دیتا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خیر

Marfat.com

طلبی کرنے کے مراتب ہیں اور بندہ اللہ تعالیٰ کے منتخب اور محب بندوں میں شامل ہو جاتا ہے۔

☆ بندے کو اپنے نفس کے کسی بھی دھوکے میں نہیں آنا چاہئے نہ اس کی کسی خواہش کا امیدوار بنے اگر نفس کو قید سے آزاد کر دیا جائے تو یہ آوارہ ہو جاتا ہے اور اگر اس کی بندش کھول دی جائے تو یہ سرکش ہو جاتا ہے اگر اس کی خوہشات پوری کی جاتی رہیں تو بندہ ہلاک ہو جاتا ہے اگر اس کی محاسبہ میں غفلت برتی جائے تو یہ بدحال ہو جاتا ہے اگر اس کی خواہشات پر چلا جائے تو وہ رخ پھیر کر جہنم میں گر پڑتا ہے اس کا حق اور خیر کی طرف بالکل میلان نہیں ہوتا۔ نفس تمام بلاؤں کی جڑ' رسوائی کی اصل اور ابلیس کا خزانہ ہے اس کی سوائے اس کے خالق یعنی اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں پہچان سکتا۔

☆ فقیر پر لازم ہے کہ اپنے بیوی بچوں کو علوم ظاہری اور شریعت کی پابندی کی تعلیم دے۔

☆ فقیر کو چاہئے کہ وہ اپنے فقر سے ایسی محبت کرے جیسے دولت منداپنی دولت سے محبت کرتا ہے۔

☆ ہر عابد اور ہر عارف کو ہر صورت میں ریاکاری' مخلوق کے دکھاوے اور خود پسندی سے بچنا چاہئے کیونکہ یہ خبیث نفس ہر انسان کے درپے ہے یہ نفس گمراہ کرنے والی خواہشات' تباہ و برباد کرنے والی رغبتوں اور ان لذتوں کا سرچشمہ اور منبع ہے جو اللہ اور بندے کے مابین ایک حجاب بن جاتی ہیں۔

☆ تمام بھلائیاں اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں ہیں اور تمام برائیاں اس کی نافرمانی اور معصیت میں ہیں اس لیے تم کو کسی حالت میں بھی مصیبت شعار نہیں بننا چاہئے۔

☆ دنیا ایک محدود وقت تک ہے اور آخرت غیر متناہی مدت تک ہے اپنے مجاہدے اور

Marfat.com

زہد سے جملہ ما سوا اللہ کو چھوڑ و غیر سے طلب کو پاک کرو۔ جس نے دنیا کے امیروں سے طمع یا خوف کو دل میں جگہ دی وہ موحد یا نائب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ کیونکہ خالق کے بدلے مخلوق سے امید و خوف رکھنا شرک ہے۔

☆ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو اور بدعت نہ نکالو اور اطاعت کرو نافرمانی نہ کرو صبر کرو بے صبری مت کرو سختی کے بعد آسانی اور مراد حاصل ہو جانے کا انتظار کرو' ناامید مت بنو' اللہ کے ذکر پر بھروسہ رکھو' آپس میں پھوٹ مت ڈالو' گناہوں سے توبہ کر کے پاک بنو اور اپنے مولیٰ کے دروازے کو مت چھوڑو۔

شادی و اولاد: حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی ازدواجی زندگی کا آغاز زہد و مجاہدہ کے بعد کیا جبکہ آپ کی عمر ۵۱ سال سے زائد ہو چکی تھی آپ نے فرمایا ہے کہ مدت سے میں اتباعِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں نکاح کا ارادہ رکھتا تھا مگر اس خیال سے نکاح کرنے کی جرأت نہیں کرتا تھا کہ کہیں شادی میری ریاضت اور عبادت میں رکاوٹ نہ بن جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے ہر کام کے ہونے کا ایک وقت مقرر کر رکھا ہے لہٰذا جب وہ وقت آیا تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میری شادی ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے چار بیویاں عطا کیں اور اس میں سے ہر ایک مجھ سے انس و محبت رکھتی تھی۔

آپ کے اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے نکاح میں چار بیویاں تھیں تاہم پہلے سے عبادت و ریاضت کے جو اوقات مقرر تھے اس میں کوئی کمی اور تکدر پیدا نہ ہوا۔ یعنی جس طرح حالت تجرد میں آپ اعلیٰ درجہ کے عابد و زاہد تھے ٹھیک ویسے ہی نکاح کرنے کے بعد بھی عبادت اور ریاضت کے بلند مقام پر آپ قائم رہے اور یہی راہِ سلوک کا سب سے بڑا کمال ہے کہ دنیوی تعلقات سے پوری طور پر وابستہ رہنے کے باوجود ان سے بے تعلق رہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کثیر الاولاد تھے۔ چونکہ آپ کی چار

Marfat.com

بیویاں تھیں اس لیے انھی سے بہت سے بیٹے اور بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ اتنی زیادہ اولاد ہونے کے باوجود آپ نے ان کی تعلیم و تربیت بڑے عمدہ طریقے سے کی اور حقوق العباد کی ادائیگی میں کوئی کمی نہ رہنے دی۔

حضرت عبداللہ جبائی رحمتہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ سرکار عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ جب میرے گھر کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو میں اسے اپنے ہاتھوں میں لیتا ہوں اور یہ کہہ کر کہ یہ مردہ ہے اس کی محبت اپنے دل سے نکال دیتا ہوں پھر اگر وہ مر بھی جاتا ہے تو مجھے اس کی موت سے کوئی رنج نہیں ہوتا۔

چنانچہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ عین مجلس وعظ کے وقت آپ کے ایک بچہ کا انتقال ہو گیا مگر اس وقت بھی آپ کے معمول میں قطعی فرق نہیں آنے پایا اور آپ بدستور مجلس میں وعظ فرماتے رہے اور جب بچے کو غسل و کفن دے کر آپ کے پاس لایا گیا تو خود آپ نے بچے کی نماز جنازہ پڑھائی۔ یہ ہے ترکِ دنیا کا حقیقی مفہوم، آپ کثیر الاولاد تھے لیکن اولاد کی محبت کسی حال میں خدا کی محبت پر غالب نہ آسکی اور آپ کے راہِ سلوک کے سفر میں چار بیویوں اور اولاد نے کوئی خلل نہ ڈالا آپ کی اولاد میں سے کئی آسمانِ علم و فضل سو آفتاب بن کر چمکے اور اپنے آپ کو جلیل القدر والد کی جانشینی کا اہل ثابت کر دیا۔ اولاد نرینہ میں سے مشہور یہ ہیں:

۱- شیخ سیف الدین عبدالوہاب رحمتہ اللہ علیہ
۲- شیخ عبدالرزاق تاج الدین رحمتہ اللہ علیہ
۳- شیخ شرف الدین عیسیٰ رحمتہ اللہ علیہ
۴- شیخ ابواسحٰق ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ
۵- شیخ ابوبکر عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ
۶- شیخ عیسیٰ رحمتہ اللہ علیہ
۷- شیخ عبدالجبار رحمتہ اللہ علیہ
۸- شیخ موسیٰ رحمتہ اللہ علیہ
۹- شیخ محمد رحمتہ اللہ علیہ

وصال حضرت غوثِ اعظم رحمتہ اللہ علیہ: حضرت غوثِ اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی کے نوے سال پورے ہو کر جب اگلا سال شروع ہو گیا تو چند ماہ ہی گزرے تھے کہ ایک

Marfat.com

روز معمولی سی طبیعت ناساز ہوگئی۔ لیکن آہستہ آہستہ چند روز میں اس علالت نے شدت اختیار کر لی اور آپ چلنے پھرنے سے مجبور ہو گئے۔ یہ علالت درحقیقت اس بات کا اشارہ تھا کہ اب مشیتِ ایزدی کا بلاوا آنے ہی والا ہے۔ اس کے بعد مکرم ماہ ربیع الثانی ۵٦١ھ کے آغاز میں مرض بہت زیادہ بڑھ گیا اور آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے باخبر کر دیا گیا کہ اس دارفانی کو چھوڑنے کا وقت قریب ہے۔ چنانچہ وصال سے چند دن پہلے آپ نے اپنے متعلقہ افراد پر اس بات کا اظہار فرما دیا کہ اب بہت جلد میں تم سے جدا ہونے والا ہوں اور یہ مرض اسی کا پیش خیمہ ہے۔

وصیت: بیان کیا جاتا ہے کہ علالت کے دوران آپ کے صاحبزادہ حضرت سید شیخ عبدالوہاب رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کی خدمتِ عالیہ میں عرض کیا حضور! مجھے کچھ وصیتیں ارشاد فرمایئے۔ جس پر آپ کے انتقال کے بعد میں عمل کروں، تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ بیٹا! اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے لیے خالص پرہیزگاری کا اختیار کرنا بہت ضروری ہے۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی سے خوف اور امید نہ رکھو۔ اپنی تمام حاجات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دو اور اسی سے مانگو' سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی پر بھروسہ نہ کرو۔ خالص توحید کو لازم پکڑو۔

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ جب آپ پر مرض الموت کی کیفیت طاری ہوتی تو ارشاد فرمایا' جب اللہ تعالیٰ سے دل لگایا جائے تو پھر کسی دوسرے سے کچھ طلب نہ کرو۔

آثار وصال: آخر جب آپ پر وصال کے آثار ظاہر ہو گئے تو جو افراد آپ کے چاروں طرف موجود تھے فرمایا' اٹھو' جگہ دو اور ان کا ادب کرو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت برس رہی ہے جگہ تنگ نہ کرو اگرچہ میں ظاہر میں تم لوگوں سے بات کر رہا ہوں لیکن باطناً میں اور ہستی کے ساتھ ہوں میرے اور تمہارے مابین بہت فاصلہ ہے اور میرے اور مخلوق کے مابین اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا کہ زمین و آسمان کے مابین ہے۔ تم مجھے دوسروں پر قیاس کیا کرو' تمہارے علاوہ بھی اس وقت یہاں پر دوسرے حضرات آ رہے ہیں ان کے لیے مجلس میں

Marfat.com

جگہ بناؤ اور جگہ چھوڑ دو اور ان کے ادب و احترام کو ملحوظ خاطر رکھو چونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حامل ہیں اس لیے ان کے لیے جگہ خالی کر دی جائے۔ کیوں کہ ملائکہ اور ارواحِ مقربین کے آنے پر ان کے سلام کا جواب بار بار دے رہے تھے اور فرما رہے تھے بسم اللہ! آؤ تم وداع نہیں کیے گئے آپ ایک دن اور ایک رات برابر یہی فرماتے رہے اور یہ بھی فرماتے کہ اللہ تعالیٰ میری اور آپ کی مغفرت فرمائے اور میری اور آپ کی توبہ قبول فرمائے۔ مجھے ملک الموت کی کوئی پرواہ نہیں اور ملک الموت تو اس کو تلاش کرے جو موت سے ڈرتا ہو۔ اے ملک الموت! اس کو ڈھونڈ کر لاؤ جو ہمارے لیے مقرر کیا گیا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن نے آپ کی حالت دریافت کی اور تکلیف کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ مجھ سے کوئی شخص کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کرے سنو! میری حالت علم الٰہی میں بدلتی رہتی ہے یعنی میرے مراتب ہر لمحہ ہر آن بلند کیے جاتے ہیں۔

حضرت عبدالجبار رحمتہ اللہ علیہ نے جو کہ آپ کے فرزند ہیں دریافت فرمایا کہ حضور کے جسم کے کس حصہ میں تکلیف ہے؟ فرمایا تمام اعضاء میں تکلیف ہے ہاں دل محفوظ ہے اس لیے کہ وہ یادِ الٰہی کا خزینہ اور جلوۂ محمد کا مدینہ ہے۔

آپ کے پسر عزیز عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا آپ کو کون سی بیماری ہے؟ فرمایا میرے مرض کو جن و بشر اور فرشتے نہ تو جان سکے ہیں نہ سمجھ سکتے ہیں۔ فرمایا حکمِ الٰہی سے علم الٰہی ختم نہیں ہوتا۔ حکم منسوخ ہو سکتا ہے علم منسوخ نہیں ہوتا۔ پھر قرآن مجید کی آیت تلاوت فرمائی جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ جس کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور اسی کے پاس اصل کتاب (لوحِ محفوظ) ہے وہ مختار ہے جو کچھ کرتا ہے کسی کے سامنے اس کا جوابدہ نہیں اور مخلوق جو کچھ کرتی ہے اس کے بارے میں اللہ جل مجدہ جواب طلب فرمائے گا۔

Marfat.com

حضرت کے فرزندانِ عزیز حضرت عبدالرزاق رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت موسیٰ رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کرتے اور پھیلاتے اور ساتھ ہی فرماتے جاتے تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ صدقِ دل سے توبہ کرو اور سوادِ اعظم میں داخل ہو جاؤ۔ اسی مقصد کے لیے میں آیا ہوں تا کہ تم کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا حکم دوں۔ نیز فرمایا نرمی کرو۔

آخری لمحات: وصال سے کچھ دیر پہلے آپ نے تازہ پانی سے غسل کیا اور نماز عشاء ادا کی اور دیر تک بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز رہے اور سب مسلمانوں کے لیے بار بار یہ دعا مانگی:

> ''اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بخش دے۔ اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر رحم فرما۔ اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے در گزر فرما۔ جب سر اٹھایا تو غیب سے آواز آئی اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف لوٹ آ۔ تو اس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی ہے۔ پس میرے بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔''

پروازِ روح: بیان کیا جاتا ہے کہ بعد ازاں عالمِ سکرات شروع ہو گیا۔ موت کے آثار نمایاں ہو گئے اور آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری ہو گئے میں مدد چاہتا ہوں کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ جو پاک اور برتر ہے اور ایسا زندہ ہے جسے موت کا خوف نہیں پاک ہے وہ جو قدرت کے ساتھ غالب ہے اور بندوں کو موت کے ساتھ مجبور کیا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ؕ

آپ کے صاحبزادہ شیخ موسیٰ رحمتہ اللہ علیہ جو اس وقت حضرت کے پاس تھے بیان کرتے ہیں کہ جب آپ نزع پر پہنچے تو آپ کی زبان مبارک میں لکنت پیدا ہو گئی اور اس لفظ کو صحت کے ساتھ ادا نہ کر سکی۔ چنانچہ آپ آپ بار بار اس لفظ کو دہراتے رہے حتیٰ کہ آپ نے بلند آواز سے اسے صحیح طور پر ادا کر دیا۔ پھر فرمایا اللہ اللہ اللہ! اس کے ساتھ ہی آپ کی آواز پست ہو گئی۔ زبان اقدس حلق کے بالائی حصہ سے جا ملی اور آپ کی روحِ

Marfat.com

مبارک قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔ رحمتہ اللہ علیہ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؕ

جنازہ و تدفین: دم نکلتے ہی آپ کے وصال کی خبر بغداد اور اس کے گردونواح میں فوراً پھیل گئی۔ ہر سننے والے کو آپ کے دنیا سے تشریف لے جانے کا دلی صدمہ ہوا۔ یہ ایک ایسا عالمگیر حادثہ تھا کہ جس سے یکدم عالمِ اسلام کو علم و عرفان کی ایک بے مثل شمع سے محروم کر دیا گیا۔ آپ کے وصال کی خبر جہاں جہاں بھی پہنچی آپ کو چاہنے والے آپ کے فراق میں بیتاب ہو کر آستانہ غوث کی طرف بھاگ اٹھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہزار ہا مخلوق خدا آفتاب علم و معرفت کی آخری زیارت کے لیے جمع ہو گئی۔

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے ورثاء اور چاہنے والوں نے حضرت کے جسدِ مبارک کو آخری غسل دیا اور کفن پہنا کر جنازہ کی تیاری کر دی۔ نماز جنازہ آپ کے صاحبزادہ شیخ عبدالوہاب نے پڑھائی۔ جنازہ میں آپ کے صاحبزادگان، تلامذہ، خلفاء مریدین اور عقیدت مندوں کثیر تعداد نے شرکت کی۔ آپ کو آپ کے مدرسہ ہی میں دفن کیا گیا۔ تدفین کا عمل رات کو کیا گیا کیونکہ لوگوں کا اژدہام بہت زیادہ تھا آپ کی جدائی میں چاہنے والوں میں کوئی ایسا نہ تھا جس کی آنکھ اشکبار نہ ہو۔ جہاں آپ کو دفن کیا گیا وہاں آج کل آپ کا روضۂ اقدس مرجع خلائق ہے۔ بغداد میں یہ مقام باب الشیخ کے نام سے مشہور ہے۔

تاریخ وصال: آپ کا وصال ربیع الثانی ۵۶۱ھ میں ہوا مگر وصال کے دن اور تاریخ کے بارے میں مورخین میں اختلاف ہے۔ اس ضمن میں چار تاریخیں یعنی ۸، ۱۰، ۱۱، اور ۱۷ بیان کی جاتی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بعض تذکرہ نگاروں نے ۱۷ ربیع الثانی کو ترجیحی قول قرار دیا ہے کیونکہ اسی تاریخ کو آپ کا عرس مبارک ہوتا ہے۔ آپ کے وصال کے بارے میں قطعہ تاریخ یہ ہے:

سلطانِ عصر، شاہ زمان، قطبِ اولیاء — کامد وفات روز قیامت علامتے
تاریخ سال وقت وفاتش چو خواستم — گفتا سروش غیب وفاتش قیامتے

Marfat.com

اسمائے گرامی عہدہ داران

اُمور علمیہ کمیٹی، Religious publishing commatti چاہ میراں لاہور

چیئرمین
طاہر ندیم بٹ

جنرل سیکرٹری
شیخ نعیم احمد

فنانس سیکرٹری
محمد اعظم

سینئر وائس چیئرمین
جاوید رحمت

وائس چیئرمین
شیخ مبشر حسین
(ایڈووکیٹ)

صدر
ملک عبدالحق

سینئر نائب صدر
محمد نعیم رنگائی والے

نائب صدر
حاجی خلیل احمد

اسسٹنٹ نائب صدر
حافظ ارشد علی

ڈپٹی جنرل سیکرٹری
محمد اعجاز

جوائنٹ سیکرٹری
محمد اسلم ٹیلر ماسٹر

سیکرٹری نشر واشاعت
سید شبیر حسین شاہ بخاری

سیکرٹری ریسرچ
محمد شبیر علی

اراکین ۔ محمد محسن فقری ۔ شیخ مقصود احمد ۔ سہیل علی ۔ عبدالرحمٰن بٹ ۔ فصیح الرحمٰن بٹ
محمد عبداللہ اعظم ۔ عبداللہ جاوید رحمت ۔ عدنان خلیل ۔ علی رضا اسلم ۔

Marfat.com

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے کشف وکمالات اور حالات واقعات

حضرت خواجہ معین الدین چشتی

رحمتہ اللہ علیہ

علامہ عالم فقری

طاہر ندیم بٹ

چیئرمین اُمور علمیہ کمیٹی چاہ میراں لاہور
نزد مین گیٹ دربار حضرت سید میراں حسین زنجانیؒ

Marfat.com

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ اولیاء کبار اور عارفین صاحب اسرار میں سے ہیں۔آپ کے بارے میں اہل علم نے کہا ہے کہ آپ امام ارباب طریقت پیشوائے اصحاب حقیقت، مستغرق در ذات ذوالجلال، ناطق بلسان احوال، قطب وحدت اور صاحب کمالات وکرامات تھے۔آپ حق تعالیٰ کے مقربانِ خاص میں سے تھے۔آپ ہندوستان میں سلسلہ چشتیہ کے بانی ہیں۔آپ کی تبلیغ دین کی بنا پر ہندوستان کے لاتعداد غیر مسلم نور ایمان سے منور ہوئے۔اس لئے آپ نائب رسول اور سلطان ہند کے خطابات سے نوازے گئے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کی نظر میں وہ تاثیر پیدا فرمادی تھی کہ آپ جس کے حال پر توجہ دیتے وہ فوراً وحدانیت اور رسالت مصطفیٰ پر ایمان لے آتا۔آپ کی غریب نوازی مشہور زمانہ ہے۔

حضرت معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کا نسبی تعلق خاندان سادات سے ہے۔آپ نجیب الطرفین سید ہیں۔آپ کے والد ماجد کا تعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہ کے لخت جگر سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ہے۔

والد گرامی: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے والد گرامی کا نام خواجہ غیاث الدین حسن ہے جو سیستان کے علاقہ سنجر میں رہتے تھے اہل عرب سیستان کو سجستان کہتے ہیں۔آپ اپنے زمانہ کے اہل علم اور صاحب ثروت حضرات سے تھے۔

والدہ ماجدہ: آپ کی والدہ ماجدہ کا نام ام الورع ماہ نور ہے جو نسبی اعتبار سے حسنی سادات سے تھیں آپ کی والدہ کے بارے میں کتاب وقائع شاہ معین الدین میں لکھا ہے کہ۔آپ کی والدہ کا نام بی بی ماہ نور تھا جن کا نسبی تعلق حضرت امام حسن کی نسل میں

Marfat.com

میر تقی علی سے جا ملتا ہے۔ والدہ کی جانب سے آپ حسنی سید ہیں۔

ولادت: آپ کی ولادت باسعادت ۱۴ رجب ۵۳۷ھ میں ہوئی۔ داراشکوہ قادری نے اپنی کتاب سفینۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ آپ کی ولادت سجستان میں ہوئی اور نشوونما خراسان میں پائی مخزن چشت میں لکھا ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت قصبہ سجز جو کہ سجستان میں ہے کہ جسے سیستان بھی کہتے ہیں میں ہوئی اور وہ جگہ خراسان کے ملک میں ہے جس میں آپ نے نشوونما پائی۔

نسب نامہ: آپ کا نسب نامہ یوں ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بن خواجہ سید غیاث الدین بن سید کمال الدین بن سید احمد حسن بن سید نجم الدین طاہر بن سید عبدالعزیز بن سید ابراہیم بن سید محمد مہدی بن امام حسن عسکری بن امام تقی بن امام رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن سید امام حسین رضی اللہ عنہ بن حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

آپ کا مادری شجرہ مرآۃ الانساب میں یوں لکھا ہے والدہ کی طرف سے آپ کا شجرہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ اُم الورع الموسومہ بی بی ماہ نور بنت میلہ داؤد بن سید عبداللہ حنبلی بن سید یحییٰ زاہد بن سید محمد روحی بن سید داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید موسیٰ جون بن سید عبداللہ محض بن سید حضرت حسن مثنیٰ بن سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ بن حضرت علی رضی اللہ عنہ۔

ابتدائی تربیت: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن کے زمانہ میں خراسان ایک سلطنت تھی اسی سلطنت میں صوبہ سیستان تھا جسے سیوستان اور سجستان بھی کہا جاتا ہے اس میں ایک قصبہ تھا جسے سجز کہا جاتا تھا پیدائش کے وقت آپ کے والدین کی رہائش سجز میں تھی اس لئے آپ کو سجزی کہا جاتا ہے لیکن بعدازاں اس قصبے کا نام ونشان تاریخوں میں نہ رہا مگر یہ قصبہ نیشاپور کے قریب تھا۔

آپ کے والدین چونکہ مذہبی ذہن کے لوگ تھے اور آپ کے گھر کا ماحول انتہائی

Marfat.com

دینی تھا اس لئے آپ کا بچپن ہی سے دین کی طرف از حد لگاؤ پیدا ہو گیا۔ بچپن میں اچھی عادات اپنائیں اور والدین کی اطاعت کا درس گھر ہی سے سیکھ لیا۔ جب ذرا پڑھنے کے قابل ہوئے تو نماز یاد کر کے باقاعدہ نماز پڑھنے لگے۔ آپ کو بچپن ہی سے سچ بولنے کی عادت پڑ گئی۔

نیشاپور اس زمانے میں سلطنت خراسانی کا صدر مقام تھا اور علم و ادب کا گہوارہ تھا اس لئے آپ کو حصول تعلیم کے لئے نیشاپور میں کچھ دیر ٹھہرنا پڑا اور آپ نے ابتدائی دینی تعلیم کے حصول کا آغاز وہیں سے کیا۔

آپ کے والد غیاث الدین حسن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ کام کے سلسلے میں گاہے بگاہے بغداد میں جاتے رہتے تھے ایک مرتبہ جب وہ بغداد گئے ہوئے تھے تو وہیں ان کا وصال ہو گیا۔ اور انہیں وہیں دروازہ شام کے قریب دفن کیا گیا آپ کے دو بھائی اور ایک ہمشیرہ بھی تھیں۔ والدہ کے وصال کے وقت آپ کی عمر پندرہ سال تھی۔

والد ماجد کا وصال: جب آپ کے والد خواجہ غیاث الدین حسن کا انتقال ہو گیا تو آپ کی والدہ نے ترکہ کو ان کے ورثاء میں تقسیم کر دیا۔ حضرت خواجہ صاحب کا ترکہ میں ایک انگوروں کا باغ اور پن چکی حصے میں آئی۔ والد گرامی کے بعد آپ نے اسی باغ میں باغبانی کا کام سنبھال لیا باغ کے درختوں کی حفاظت کرنے لگے اور باغ میں جب پانی دینے کی ضرورت پڑتی تو پانی بھی دیتے غرضیکہ آپ نے باغبانی کو اپنا ذریعہ معاش بنا لیا۔ باغ سے جو آمدن ہوتی اس سے اپنے اخراجات پورے کرتے اور جو رقم بچ جاتی اسے راہ خدا میں دے دیتے۔

حضرت ابراہیم قندوزی سے ملاقات: ایک روز کا واقعہ ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی حسب معمول اپنے باغ میں درختوں اور پودوں کو پانی دے رہے تھے کہ اس زمانے کے ایک بزرگ حضرت ابراہیم قندوزی گھومتے پھرتے آپ کے باغ میں آئے ان پر اکثر عشق حقیقی کا غلبہ طاری رہتا تھا جس وقت حضرت خواجہ نے انہیں دیکھا تو

Marfat.com

سب کام چھوڑ کر ان کی طرف متوجہ ہوئے نہایت ہی عزت اور احترام کے ساتھ انہیں ایک سایہ دار درخت کے نیچے بٹھایا ان دنوں انگوروں کا موسم تھا انگور پکے ہوئے تھے آپ نے انگوروں کا ایک خوشہ لا کر ان کی خدمت میں پیش کیا اور خود با ادب ہو کر ان کے سامنے بیٹھ گئے۔

حضرت ابراہیم قندوزی کو حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا حسن سلوک اور رویہ بہت پسند آیا انہیں نگاہ باطن سے یہ معلوم ہو گیا کہ یہ بچہ راہ حق کا متلاشی ہے اس لئے جیب سے کھلی کا ایک ٹکڑا نکالا اور اسے دانتوں سے چبا کر حضرت خواجہ کو دیا اور کھانے کے لئے کہا۔ جونہی آپ نے کھلی کا ٹکڑا کھایا تو آپ کے دل میں عشق حقیقی کا جذبہ بیدار ہو گیا اور نور الٰہی سے منور ہو گیا آپ کے دل میں اللہ کی تلاش موجزن ہو گئی اور یہ سوچ پیدا ہو گئی کہ یہ دنیا اور اس کی دولت کچھ نہیں ہے اس لئے اسے چھوڑ کر اللہ کی معرفت تلاش کی جائے۔ جونہی آپ مجذوب کی توجہ سے اللہ کی محبت میں مغلوب ہوئے تو آپ کا دل دنیا سے اچاٹ ہو گیا آپ کی کیفیت بدل گئی آپ کی سوچ میں ایسی تبدیلی آئی کہ آپ باغ اور چکی کو فروخت کر کے تلاش علم کے لئے نکل پڑے۔

تحصیل علم دین: اس زمانے میں ترکستان کے علاقے میں سمرقند اور بخارا کے عظیم شہر آباد تھے جو علم و ادب کا گہوارہ تھے خانقاہوں اور مدرسوں میں صوفیاء اور علماء تعلیم دیتے تھے آخر آپ نے ظاہری تعلیم حاصل کرنے کے لئے سمرقند اور بخارا کا رخ کیا طویل سفر طے کرنے کے بعد آپ سمرقند پہنچے آپ نے ایک دینی مدرسے میں داخل ہو کر قرآن کی تعلیم حاصل کرنا شروع کر دی اس مدرسے میں مولانا اشرف الدین رحمۃ اللہ علیہ جیسے جید عالم دین کی خدمت میں رہے یہیں آپ نے قرآن حفظ کیا مولانا کی توجہ سے آپ نے چند ابتدائی کتب بھی پڑھنا شروع کیں مگر کچھ عرصہ کے بعد آپ نے بخارا کا رخ کیا بخارا میں ان دنوں مولانا شیخ حسام الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی بڑی شہرت یافتہ تھی انتہائی قابل اور فاضل عالم تھے آپ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے تلامذہ میں

Marfat.com

شریک ہو گئے اور چند سالوں میں قرآن تفسیر حدیث فقہ اور علوم معقول و منقول کی تکمیل کی۔ آخر تکمیل تعلیم پر حضرت مولانا شیخ حسام الدین نے آپ کو دستار فضیلت بھی عطا فرمائی کہا جاتا ہے کہ تحصیل علم کے لئے آپ بخارا میں پانچ سال تک رہے۔

مرشد کامل سے ملاقات: ظاہری علم حاصل کرنے کے بعد آپ کے دل میں اللہ کی محبت کا جذبہ بھڑک اٹھا مگر اللہ تعالیٰ کی معرفت کو پانے کے لئے کسی مرشد کامل کی بیعت کرنا ضروری تھا اس سوچ کے تحت آپ بخارا سے جب تحصیل علم سے فارغ ہوئے تو مرشد کی تلاش کے لئے چل پڑے ان دنوں نیشاپور کے قریب ایک قصبہ ہارون تھا جسے ہرون بھی کہا جاتا تھا۔ جہاں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ رونق افروز تھے اور ان کی بزرگی کا چرچا دور ونزدیک تھا لوگ جوق در جوق ان کی خدمت میں حاضر ہو کر روحانی فیوض و برکات حاصل کرتے تھے غرضیکہ اس دور میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی ذات اقدس کی وجہ سے روحانی چشمہ فیض بنا ہوا تھا آپ کی ذات بابرکات کے انوار جگمگا رہے تھے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے جب ان کے روحانی کمالات کی شہرت سنی تو ہارون یا ہرون پہنچ گئے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو دل نے گواہی دی کہ یہاں سے اللہ کے کرم کا دروازہ کھل جائے گا۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی حقیقتاً عظیم المرتبت بزرگ تھے ان کا تعلق سلسلہ چشتیہ سے تھا اور انہیں سلسلہ چشتیہ کے اکابرین میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے جب آپ کو پہلی مرتبہ دیکھا تو نور باطن سے انہیں معلوم ہو گیا کہ اس نوجوان کی قسمت میں ولایت ہے اور یہ جوان ایک روز آسمان ولایت پر آفتاب بن کر چمکے گا۔ چنانچہ انہوں نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی بعض اوقات بغداد جایا کرتے تھے اور بغداد میں انہوں نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی کو مرید بنایا۔

بیعت ہونے کا واقعہ: ملفوظات انیس الارواح میں آپ نے خواجہ عثمانی ہارونی رحمۃ

Marfat.com

اللہ علیہ سے بیعت ہونے کا واقعہ یوں بیان فرمایا ہے۔ مسلمانوں کے دعاء گو فقیر حقیر کمترین بندگان معین حسن سنجری کو شہر بغداد میں خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں حضرت خواجہ عثمان ہرونی کی قدم بوسی کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور اس وقت معزز مشائخ بھی خدمت میں حاضر تھے۔ جوں ہی بندہ نے سر زمین پر رکھا۔ آپ نے فرمایا کہ دوگانہ ادا کر میں نے ادا کیا۔ پھر فرمایا قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھ۔ میں بیٹھ گیا۔ فرمایا کہ سورۃ البقرہ پڑھ۔ میں نے پڑھی۔ پھر فرمایا اکیس مرتبہ کلمہ سبحان پڑھ۔ میں نے پڑھا۔ بعد میں خود کھڑے ہو کر منہ آسمان کی طرف کیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ میں نے تجھے اللہ عزوجل تک پہنچا دیا۔ جونہی یہ فرمایا قینچی اپنے دست مبارک میں لے کر میرے سر پر چلائی۔ اور چارتر کی کلاہ اس عقیدت مند کے سر پر رکھی۔ اور خاص گدڑی عنایت فرمائی۔ پھر فرمایا۔ بیٹھ جا میں بیٹھ گیا۔ فرمایا کہ ہمارے خانوادے میں آٹھ پہر کا مجاہدہ ہوتا ہے۔ آج کی رات اور آج کا دن مجاہدے میں مشغول رہو۔ آپ کے ارشاد کے مطابق میں نے ایک دن اور ایک رات گزارے۔ جب دوسرے دن خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ بیٹھ! اور ایک ہزار مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھ۔ میں نے پڑھی۔ فرمایا۔ اوپر کی طرف دیکھ جونہی میں نے آسمان کی طرف نگاہ کی۔ آپ نے فرمایا۔ تجھے کیا دکھائی دیتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ عرش عظیم تک سب کچھ دکھائی دیتا ہے۔ پھر فرمایا۔ زمین کی طرف دیکھ۔ جب میں نے زمین کی طرف دیکھا۔ فرمایا۔ کہاں تک تجھے دکھائی دیتا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حجاب عظمت تک۔ فرمایا آنکھ بند کر۔ جب میں نے بند کی فرمایا کھول! میں نے کھولی۔ مجھے دو انگلیاں دکھا کر فرمایا۔ کہ تجھے کیا دکھائی دیتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوقات۔ جب میں نے عرض کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ جا! تیرا کام سنور گیا۔ ایک اینٹ پاس رکھی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو الٹ! جب میں نے الٹی۔ تو اس کے نیچے ایک مٹھی سونے کے دینار تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اسے لے جا کر فقیروں کو صدقہ کر جب میں نے صدقہ کر دیا۔ تو فرمایا کہ

Marfat.com

چند روز تک تم ہماری خدمت میں رہو۔ میں نے عرض کیا کہ بندہ فرمانبردار ہے۔

خرقہ خلافت: جب بارگاہ الٰہی اور دربار رسالت سے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کو مقبولیت کا پروانہ عطا ہو چکا تو وہ وقت آ گیا کہ مرشد کامل بھی انہیں اپنے خرقہ خلافت سے سرفراز فرمائیں۔ چنانچہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا خرقہ، مصلےٰ، نعلین چوبی اور عصا مرحمت فرما کر ارشاد فرمایا:

''یہ چیزیں ہمارے پیران طریقت کی یادگار ہیں اپنے آپ کو ان کا اہل ثابت کرنا اور اپنے بعد جس کو ان کا اہل سمجھنا اس کے سپرد کر دینا۔''

پھر خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر کلاہ چہارتر کی رکھی اور ان کے سامنے اپنے مرشد حضرت حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت دہرائی کہ: یعنی کلاہ چہارتر کی سے مراد چار ترک ہیں اول ترک دنیا۔ دوم ترک عقبیٰ یعنی ہر وقت اپنی ذات کے لئے آخرت کی بھلائی نہ طلب کرتا رہے بلکہ سوائے ذات الٰہی کی رضا کے اور کوئی غرض نہ رکھے۔ سوم سونے اور کھانے کا ترک کرنا مگر صرف اسی قدر کہ جس سے زندگی قائم رہے یعنی کم کھائے اور کم سوئے چہارم خواہش نفس کا ترک کرنا یعنی جو نفس کہے اس کے خلاف عمل کرنا اور جو ان چار چیزوں کو ترک کرتا ہے وہی کلاہ چہارم ترکی پہننے کا حق دار یعنی اہل ہے۔

سیر و سیاحت: حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی زندگی کا کچھ حصہ سیر و سیاحت میں گزرا۔ جن علاقوں میں آپ نے بیشتر سفر کئے ان میں خراسان، سمرقند، بخارا، بغداد، عراق، عرب، شام، بصرہ، دمشق، اصفہان، ہمدان، تبریز اور کرمان کے علاقے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ نے کچھ سفر اپنے مرشد کے ہمراہ بھی کئے۔ دوران سفر آپ کو مختلف مقامات پر کئی واقعات پیش آئے ان میں سے چند کا ذکر حسب ذیل ہے۔

سورت فاتحہ کی برکت کا واقعہ: منقول ہے کہ ایک مرتبہ میں اور میرے مرشد دریائے دجلہ کے کنارے پر پہنچے۔ اتفاق سے اس وقت وہاں کوئی کشتی نہ تھی حضرت عثمان ہارونی

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنی آنکھیں بند کرو۔ میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں جب تھوڑی دیر کے بعد آنکھیں کھولیں تو میں نے خود کو اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کو دریائے دجلہ کے دوسرے کنارے پر پایا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیسے ہوا؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے پانچ مرتبہ سورۃ فاتحہ پڑھی اور دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔

قبر کی ہیبت: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ملفوظات میں بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ میں اپنے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سفر میں تھا کہ ہم سیوستان پہنچے وہاں پر ایک خانقاہ میں حضرت صدرالدین احمد سیوستانی رحمۃ اللہ علیہ اقامت گزیں تھے۔ ہمہ وقت عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے کئی دن تک میں ان کی خدمت میں حاضر رہا ان کی کیفیت یہ تھی کہ کوئی بھی آدمی ان کے پاس سے خالی ہاتھ نہ لوٹتا تھا۔ آپ اس کو اندر سے کوئی نہ کوئی چیز ضرور لا کر دیتے تھے اور فرماتے کہ میرے حق میں دعا مانگو کہ میں اس دنیا سے اپنا ایمان سلامت لے کر جاؤں۔ اور جب قبر کی تنگی اور موت کی شدت کا احوال سنتے تو خوف سے بید کی مانند تھر تھر کانپنے لگ جاتے اور مسلسل سات سات دن تک روتے رہتے اور ان کا رونا اس قدر متاثر کن ہوتا کہ دیکھنے والوں کے بھی آنسو نکل آتے اور وہ بھی رونے لگ جاتے تھے۔

جس وقت میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت آپ گریہ فرما رہے تھے جب طبیعت کچھ سنبھلی تو میری طرف توجہ فرمائی اور ارشاد فرمایا، اے عزیز! جسے موت آنے والی ہو اور جس کا حریف ملک الموت ہو اسے ہنسنے اور سونے سے کیا غرض؟ اگر تمہیں ان لوگوں کی حالت کے بارے میں علم ہو جائے جو زمین کے اندر ایسی کوٹھڑی میں سوتے ہیں جو بچھوؤں سے بھری ہوئی ہے تو تم اس طرح سے پگھل جاؤ کہ جس طرح سے نمک پانی میں حل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد سکوت فرمایا اور پھر ارشاد فرمایا، آج میں تمہیں تیس برس کے بعد یہ واقعہ سناتا ہوں میں ایک دن بصرہ کے ایک قبرستان میں ایک اللہ کے درویش کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ہمارے نزدیک ہی ایک قبر میں مردے کو عذاب دیا جا

Marfat.com

رہا تھا جب اس مرد درویش کو کشف کے ذریعہ سے عذاب قبر کے بارے میں علم ہوا تو انہوں نے ایک زبردست نعرہ مارا اور زمین پر گر گئے میں نے آگے بڑھ کر ان کو اٹھانا چاہا تو دیکھا کہ ان کی روح جسم سے پرواز کر گئی تھی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ان کا جسم پانی ہو کر بہہ گیا۔ اے عزیز! اس دن سے مجھ پر قبر کی ہیبت طاری ہے اس لئے بندہ کو دنیا میں اس قدر مشغول نہ ہونا چاہئے کہ وہ حق سے ہی غافل ہو جائے۔

شیخ بہاء الدین سے ملاقات: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ ایک مرتبہ میں اپنے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سفر کر رہا تھا۔ ہمارے ساتھ ایک اور اللہ کے فقیر بھی تھے۔ سفر کرتے ہوئے ہم اوش میں پہنچے اور حضرت شیخ بہاء الدین اوشی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی جو بڑے صاحب علم و فضل اور واصلین حق میں سے تھے اور ان کے ہاں یہ رواج تھا کہ جو کوئی بھی ان کے آستانہ عالیہ میں حاضر ہوتا خالی ہاتھ واپس نہ لوٹتا تھا۔ اگر کسی کے پاس کپڑے نہ ہوتے تو حضرت شیخ بہاء الدین اوشی رحمۃ اللہ علیہ اس کو کپڑے عنایت فرماتے اور یہ سب کچھ پردۂ غیب سے ظہور پذیر ہو جاتا تھا۔ چند دنوں تک ہم ان بزرگ کی خدمت میں حاضر رہے ایک دن انہوں نے ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا، اے درویش! جو کچھ بھی تمہیں ملے اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دینا۔ دولت اکٹھی نہ کرنا اللہ تعالیٰ کے بندوں کو کھانا کھلانا تاکہ تم اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں سے ہو جاؤ۔

لکڑی سونا بن گئی: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ملفوظات میں فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ سفر کے دوران ہم ایک جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے اور بھی درویش وہاں پر موجود تھے۔ گفتگو کے دوران یہ بات طے ہوئی کہ سب افراد ایک ایک کرامت دکھائیں وہاں پر میرے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ حضرت محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ علاء الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف فرما تھے سب لوگوں نے اپنی اپنی کرامات دکھائیں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کرامت دکھائی اور

Marfat.com

اپنے مصلے کے نیچے ہاتھ ڈال کر سونے کا ایک ٹکڑا نکالتے ہوئے ایک درویش کو دیا اور اس سے فرمایا کہ جاؤ درویشوں کے لئے شیرینی لے آؤ۔ حضرت شیخ علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لکڑی کو ہاتھ میں پکڑا تو وہ سونا بن گئی اس کے بعد میرے مرشد پاک نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم نے کچھ نہیں کیا۔ چنانچہ میں نے اپنے مرشد پاک کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنے کمبل سے چار روٹیاں نکالیں اور ایک بوڑھے فقیر کو دے دیں۔

حضرت محمد عارف کا واقعہ: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ احد الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سفر کر رہا تھا۔ ہم مدینہ طیبہ کی حاضری کے لئے جا رہے تھے کہ ہم دمشق میں پہنچے دمشق کی جامع مسجد کے سامنے انبیاء کرام سلام اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مزارات مقدسہ کی زیارت کی سعادت حاصل کی اور یہاں کے درویشوں سے بھی ملاقات کی۔ ایک روز ہم دمشق کی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے ہمارے پاس ہی کچھ اور بزرگ بھی تشریف فرما تھے کہ حضرت محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، روز قیامت دولت مندوں سے تو حساب کتاب ہوگا درویشوں سے کوئی باز پرس نہ کی جائے گی۔ ان کی یہ بات سن کر ایک شخص بحث کرنے لگا اور کہنے لگا کہ یہ کس کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ حضرت محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ کو اس وقت اتفاق سے کتاب کا نام یاد نہیں آ رہا تھا انہوں نے تھوڑی دیر تک مراقبہ کیا۔ ملائکہ کو حکم ہوا کہ یہ بات جس کتاب میں لکھی ہوئی ہے وہ کتاب اس شخص کو دکھا دی جائے۔ چنانچہ کتاب حاضر ہو گئی حضرت محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کے سامنے وہ کتاب رکھ دی اس نے جب کتاب دیکھی تو اس قدر شرمندہ ہوا کہ ان کے قدموں میں اپنا سر رکھ دیا۔

ایک عابد بزرگ کا واقعہ: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں حضرت شیخ احد الدین کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ کرمان کا سفر کر رہا تھا کہ میں نے

Marfat.com

ایک درویش کو دیکھا جو بڑے عبادت گزار اور ہمہ وقت یادالٰہی میں مستغرق رہتے تھے ان جیسا کامل بزرگ اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں اس قدر مشغول رہنے والا میں نے کسی اور کو نہیں دیکھا جب ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ ان کے جسم میں صرف روح تھی جسم پر گوشت بالکل نہیں تھا (گویا ہڈیوں کا ڈھانچہ تھے) وہ بہت کم گفتگو کرتے تھے ہم نے آپس میں یہ بات طے کی کہ ان سے پوچھیں کہ آپ کی یہ حالت کیوں ہے؟ ابھی ہم آپس میں طے ہی کر رہے تھے کہ اس صاحب کرامت بزرگ نے کشف کے ذریعہ سے ہماری قلبی کیفیت کے بارے میں جان لیا اور خود ہی اپنی حالت کے بارے میں بیان کرنا شروع کر دیا اور فرمانے لگے، اے درویش! میں ایک دن اپنے ایک دوست کے ہمراہ قبرستان میں گیا اور ہم دونوں ایک قبر کے پاس ٹھہر گئے۔ اتفاق سے میرے دوست نے کوئی ایسی بے ہودہ بات کی کہ جسے سن کر میری ہنسی نکل گئی۔ میرے ہنستے ہی مجھے ایک آواز سنائی دی کہ جس کے پیچھے موت کا فرشتہ لگا ہوا ہو اور اس کا گھر زمین کے نیچے سانپ اور بچھوؤں کے درمیان ہو اس کا ہنسی سے کیا واسطہ؟ یہ آواز سنتے ہی میں آہستہ سے اٹھا اور اپنے دوست کو جانے کی اجازت دی پھر اپنے گھر گیا اس کے بعد وہاں سے میں اس غار میں چلا آیا اور اس جگہ پر سکونت اختیار کی اس روز سے مجھ پر ہیبت طاری ہے اور اس قدر خوف مسلط ہے کہ میری جان منہ کو آرہی ہے آج اس بات کو چالیس برس گزر گئے ہیں نہ تو میں کبھی ہنسا ہوں اور نہ ہی میں نے شرمندگی کے باعث اپنا سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا ہے کہ کل قیامت کے دن کیا شکل دکھاؤں گا ہر وقت اپنے گناہوں کی طرف نگاہ کئے رہتا ہوں۔

محمد یادگار کے راہ راست پر آنے کا واقعہ: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ مختلف شہروں میں اللہ کے بندوں کو فیوض و برکات سے نوازتے ہوئے جب شہر بدخشاں میں پہنچے تو آپ نے بدخشاں کے ایک مشہور بزرگ سے ملاقات فرمائی جو بہت زیادہ ضعیف تھے ان کی عمر مبارک تقریباً ایک سو چالیس برس تھی یہ بزرگ حضرت جنید

Marfat.com

بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے تھے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ ان کا ایک پاؤں کٹا ہوا ہے چنانچہ ان سے اس بارے میں دریافت فرمایا تو انہوں نے اس راز سے پردہ اٹھاتے ہوئے فرمایا کہ میں ایک عرصہ سے اس خانقاہ میں اعتکاف کی نیت کر کے عبادت الٰہی میں مشغول تھا اور نفسانی مجاہدہ کر رہا تھا ایک روز میرے دل میں کسی دنیاوی حاجت کی غرض سے باہر جانے کا خیال پیدا ہوا۔ فرماتے ہیں کہ ابھی میں نے اپنا ایک پاؤں باہر نکالا ہی تھا کہ غیب سے ندا آئی۔ اے دعویٰ کرنے والے! ہمارے ساتھ عہد کر کے بھلا دیا۔ اس آواز کا سننا تھا کہ میرا دل بے چین ہو گیا میں نے اسی وقت چھری اٹھائی اور اپنا پاؤں کاٹ کر پھینک دیا۔

فرمانے لگے کہ میرے دل میں اس دن سے یہ تصور جم کر رہ گیا ہے کہ کل قیامت کے روز اپنا یہ چہرہ لے کر کس طرح درویشوں کے سامنے جاؤں گا۔ ان کی یہ بات سن کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بہت متاثر ہوئے۔ تھوڑی دیر تک ان کی صحبت میں رہے اور پھر ان سے اجازت لے کر چل دیئے۔ سفر کرتے کرتے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب سبزوار میں پہنچے تو وہاں کا حکمران نہایت بے دین، بدکردار اور بدعقیدہ تھا اس کا نام محمد یادگار تھا یہ عیش و عشرت کا دلدادہ تھا برائی کی دلدل میں پوری طرح پھنسا ہوا تھا۔ اس نے سیر و تفریح کرنے کی غرض سے شہر سے باہر رہنے کے لئے ایک خوبصورت اور عالی شان باغ تعمیر کرا رکھا تھا اس باغ میں نہایت خوبصورت حوض بھی تھا فوارے بھی لگے ہوئے تھے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب اس باغ کے نزدیک پہنچے تو آپ نے یہاں پر کچھ دیر رکنے اور قیام فرمانے کا ارادہ فرمایا۔ چونکہ سفر کے باعث کافی تھکاوٹ ہو چکی تھی اس لئے غسل کرنے کی غرض سے حوض پر تشریف لائے اور حوض کے صاف ستھرے پانی سے غسل فرمایا اس کے بعد نماز پڑھی اور پھر قرآن پاک کی تلاوت کرنے میں مشغول ہو گئے۔ اس دن اتفاق سے محمد یادگار بھی اپنے باغ کی سیر کرنے

Marfat.com

کے لئے اپنی قیام گاہ سے چل پڑا اس کی آمد کا اعلان اس کے شاہی کارندوں نے شہر میں کرنا شروع کیا تو حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے خادم نے بھی یہ منادی سن لی۔ چنانچہ وہ خادم بھاگتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ بہتر ہے کہ ہم اب باغ سے باہر نکل کر قیام پذیر ہو جائیں خادم کی شکل سے گھبراہٹ ظاہر ہو رہی تھی آپ نے خادم کی طرف مسکرا کر دیکھا اور ارشاد فرمایا کہ اگر تمہارا دل چاہتا ہے تو تم چلے جاؤ اور اس درخت کے نیچے جا کر ٹھہر جاؤ میں تو یہاں سے نہیں اٹھوں گا۔ خادم آپ کے فرمان کے مطابق وہاں سے چلا گیا اور جس درخت کی جانب آپ نے اشارہ فرمایا تھا اس کے نیچے جا کر بیٹھ گیا۔

تھوڑی ہی دیر میں شاہی کارندے قالین لے کر حوض کے کنارے پر پہنچ گئے انہوں نے جب یہاں ایک اللہ کے فقیر کو اس طرح بیٹھے ہوئے دیکھا تو ان کے دل پر ہیبت سی طاری ہو گئی وہ چاہتے تھے کہ آپ کو آگاہ کریں کہ محمد یادگار باغ کی سیر کرنے کے لئے آ رہا ہے آپ یہاں سے تشریف لے جائیں مگر ان کو یہ بات کہنے کی جرأت نہ ہوئی۔ چنانچہ انہوں نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے برابر ہی سبزوار کے حکمران کے لئے قالین بچھا دیا اسی اثناء میں محمد یادگار بھی آن موجود ہوا اس نے اپنے قالین کے پاس حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو آگ بگولہ ہو گیا شاہی کارندوں کو برا بھلا کہنے لگا اور کہا کہ تم لوگوں نے اس فقیر کو یہاں سے نکال کیوں نہیں دیا اس کی یہ بات سنتے ہی حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا چہرۂ انور اس کی طرف کیا آپ حالت جلال میں تھے۔ جلال کی ایسی نگاہ اس پر ڈالی کہ محمد یادگار کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ وہ تھر تھر کانپنے لگ گیا اور اسی حالت میں بے ہوش ہو کر زمین پر گر گیا۔ شاہی کارندوں نے اس کی جب یہ حالت دیکھی تو وہ گھبرا گئے اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر گر گئے اور عجز و انکساری کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہنے لگے کہ حضور! ان کی گستاخی معاف فرما دیں ان کو علم نہیں تھا کہ

Marfat.com

آپ اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں۔ وہ لوگ رو رو کر محمد یادگار کے لئے آپ سے معافی مانگ رہے تھے یہ دیکھ کر آپ کو ان پر رحم آ گیا۔ اب جلال کی شدت بھی کم ہو گئی تھی اور جو خادم درویش آپ کے حکم کے مطابق سامنے ایک درخت کے نیچے ٹھہرا ہوا تھا قریب بلایا اور حکم فرمایا کہ اس حوض سے تھوڑا سا پانی لو اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر اس شخص کے چہرے پر چھینٹا مار دو۔

اپنے مرشد کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس درویش نے محمد یادگار کے چہرہ پر پانی کا چھینٹا مارا تو اسے ہوش آ گیا اب اس کے دل کی کیفیت بدل چکی تھی ہوش میں آتے ہی حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر اپنا سر رکھ دیا اور نہایت ہی عاجزی کے ساتھ عرض کرنے لگا، حضور! میں نے آج سے تمام غیر شرعی کاموں کو چھوڑ دیا اور آپ کے دست حق پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں میری خطا معاف فرما دیجئے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر شفقت فرمائی اور اسے اپنے قدموں سے اٹھا کر بٹھا دیا اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کرنا اور ان کی پیروی نہ کرنا بڑی عجیب سی بات ہے پھر آپ نے ان کے سامنے ایسے مدلل اور پر اثر انداز میں اہل بیت اور خلفائے راشدین کے فضائل و مناقب بیان فرمائے کہ محمد یادگار اور وہاں پر موجود دیگر لوگوں کے قلوب پر رقت طاری ہو گئی اور وہ سب رونے لگے محمد یادگار بھی اٹھا اس نے حوض کے پانی سے وضو کیا اور اسی جگہ پر دو رکعت نفل نماز شکرانے کی ادا کرنے کے بعد آپ کے سامنے بیعت کے لئے اپنا ہاتھ بڑھا دیا آپ نے اسے بیعت کر کے سلسلہ چشتیہ میں داخل ہونے کا شرف عطا فرمایا اور پھر ایک ہی نگاہ کامل سے اس کی قلبی کیفیت کو بدل کر رکھ دیا وہ محمد یادگار جو لمحہ پہلے اولیاء اللہ کا گستاخ تھا ایک دم سے اولیاء اللہ کا محبّ اور عقیدت مند بن گیا تھا آپ کے فیضان نظر سے وہ راہ راست پر آ گیا۔

حقیقت اور معرفت کی روشنی: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب اپنے

Marfat.com

مرشد پاک حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں ایک عرصہ رہ کر سلوک کی منازل طے کر چکے تو مرشد نے آپ کو اپنے پاس سے رخصت کر دیا۔ آپ مختلف شہروں میں اولیاء اکرام کے مزارات پر حاضری کا شرف حاصل کرتے ہوئے اور اللہ کے فقیروں اور درویشوں کی صحبت کا فیض حاصل کرتے ہوئے جب بلخ میں تشریف لائے تو حضرت شیخ احمد خضرویہ رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں جلوہ افروز ہوئے۔ چند یوم تک یہاں پر قیام فرمایا آپ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ سفر کے دوران طباق، نمکدان اور تیرو کمان اپنے پاس رکھا کرتے تھے۔ جب بھوک کی شدت محسوس ہوتی تو جنگل میں سے پرندہ شکار کرتے اور اس سے اپنی بھوک مٹاتے۔ ایک دن آپ کو بھوک لگی ہوئی تھی کہ آپ کو ایک کونج دکھائی دیا فوری طور پر کمان پر تیر چڑھایا اور اسے شکار کر لیا ذبح کرنے کے بعد خادم کو دیا تاکہ وہ اسے صاف کر کے بھون لے اور خود نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جس جگہ پر نماز پڑھ رہے تھے اس کے نزدیک ہی اس وقت کے ایک مشہور فلسفی اور حکیم مولانا ضیاء الدین کا گھر تھا۔ حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کا خادم کونج کا گوشت بھون رہا تھا۔ مولانا ضیاء الدین کا ادھر سے گزر ہوا جو کہ اپنے گھر کی طرف جا رہے تھے انہوں نے اپنے گھر کے ساتھ ہی ایک بہت بڑا مدرسہ بھی قائم کیا ہوا تھا۔ جہاں پر دور دراز سے طالب علم تعلیم حاصل کرتے تھے۔ مولانا ضیاء الدین نے جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور خادم کو گوشت بھونتے ہوئے دیکھا تو خادم سے دریافت کیا کہ یہ کباب تم کس کے لئے تیار کر رہے ہو؟ اور یہ بزرگ کون ہیں جو نماز پڑھ رہے ہیں؟ خادم نے بتایا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ حکیم ضیاء الدین کا شمار ان لوگوں میں ہوتا تھا جو اولیاء کرام کی مخالفت میں پیش پیش رہتے تھے اور ولایت اور کرامات کو نہیں مانتے تھے جب بھی کبھی کسی اللہ کے بندے کا تذکرہ کرتے تو مذاق اڑانے کے انداز میں کرتے۔

Marfat.com

اسی اثناء میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے نماز پڑھ لی آپ نے مولانا ضیاء الدین کی طرف ایک نگاہ کی۔ نگاہ کے پڑتے ہی مولانا کی حالت غیر ہو گئی زمین پر گر گئے اور تڑپنا شروع کر دیا۔۔ سکتہ کی کیفیت طاری ہو گئی اور ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور ہوش وحواس سے بیگانہ ہو چکے تھے ان کی اس حالت کو دیکھ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا کے سینہ پر اپنا دست مبارک پھیرا تو مولانا کی حالت سنبھلی ہوش وحواس درست ہو گئے۔ ہوش میں آتے ہی حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر اپنا سر رکھ دیا آپ نے ان کو تسلی و تشفی دی۔ اسی اثناء میں خادم بھی کونج بھون کر لے آیا اور آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی اور اس کی ایک ٹانگ مولانا ضیاء الدین کو دے دی پھر دوسری بھنی ہوئی ٹانگ پر گوشت اتار کر خود کھانے میں مشغول ہو گئے۔ باقی خادم کو دے دیا۔ مولانا ضیاء الدین نے ابھی ایک ہی لقمہ گوشت کا کھایا تھا کہ ان کے دل کی دنیا ہی بدل گئی۔ قلبی کیفیت میں ایک دم سے نکھار آ گیا عقل اور فلسفہ کے زعم کے باعث جو فاسد خیالات دل و دماغ میں سمائے ہوئے تھے ایک دم سے دور ہو گئے حقیقت و معرفت کی روشنی سے دماغ اور سینہ منور ہو گیا۔ اپنے سابقہ عقائد فاسدہ سے توبہ کی اور آپ سے معافی کے خواستگار ہوئے پھر آپ کے دست حق پر بیعت کی اور اپنے شاگردوں سمیت آپ کے ارادت مندوں کی صف میں شمولیت اختیار کی۔ اس کے بعد مولانا ضیاء الدین کی دل کی دنیا ہی کچھ اور ہو گئی ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کی ایک ہی نگاہ کرامت سے حقیقت و معرفت کی منازل طے کر لیں آپ نے مولانا ضیاء الدین پر اپنی خصوصی شفقت فرمائی انہیں روحانی و باطنی فیوض پہنچا کر درجہ ولایت پر پہنچا دیا پھر ان کو خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ آپ کی اس کرامت کی خبر جب اہل شہر کو ہوئی تو وہ بھی عقیدت و محبت کے نذرانے پیش کرتے ہوئے آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہونا شروع ہو گئے اور شہر کی ایک بہت بڑی تعداد آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئی۔

Marfat.com

ہندوستان آنے کا حکم: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب سلوک و عرفان کی منزل طے کر چکے اور اپنے مرشد حضرت خواجہ عثمانی ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان سے مستفیض ہو چکے تو پھر اپنے وطن تشریف لے گئے وطن میں قیام کیے ابھی تھوڑی مدت ہی ہوئی تھی کہ قلب اطہر میں بیت اللہ اور روضہ انور کی زیارت کے لئے تڑپ پیدا ہوئی چنانچہ سفر پر نکل پڑے سفر کے بعد اپنے دل کی مراد پوری کی قلب کو تسکین ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کے پاس کئی دنوں تک عبادت و ریاضت میں مشغول رہے ایک دن اسی طرح عبادت میں مستغرق تھے کہ روضہ انور سے آواز آئی، معین الدین! تو ہمارے دین کا معین اور مددگار ہے ہم نے تمہیں ہندوستان کی ولایت پر فائز کیا جاؤ اور اجمیر میں جا کر اپنا قیام کرو اس لئے کہ وہاں پر کفر کی تاریکی پھیلی ہوئی ہے تیرے وہاں پر ٹھہرنے سے کفر کا اندھیرا دور ہوگا اور اسلام کی روشنی پھیلے گی۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ بارگاہ رسالت سے یہ فرمان سن کر بہت خوش ہوئے ابھی یہ سوچ ہی رہے تھے کہ ہندوستان میں اجمیر کس جگہ پر ہے کہ اچانک اونگھ آ گئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق تا مغرب دنیا کی سیر کرا دی اور اجمیر کے پہاڑ کو بھی دکھا دیا۔ چنانچہ ہندوستان کے سفر پر نکل کھڑے ہوئے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ مختلف شہروں سے ہوتے ہوئے اولیاء کرام کی صحبت کا فیض حاصل کرتے ہوئے اور ضرورت کے مطابق کرامات کا اظہار کرتے ہوئے جب لاہور تشریف لائے تو حضرت سید علی بن عثمان ہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر بھی حاضری کے لئے اپنے ارادت مند ساتھیوں کے ہمراہ آئے اور مزار مبارک کے سامنے چلہ کیا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی چلہ گاہ آج بھی حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے عین سامنے ایک حجرہ کی شکل میں موجود ہے۔ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار

Marfat.com

مبارک پر چلہ کرنے سے حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کو بے پناہ فیوض و برکات حاصل ہوئے۔ یہاں پر حاضری دینے کے بعد آپ نے چاہ میراں میں حضرت سید میراں حسین زنجانیؒ کے مزار پر حاضری دی اور پھر دہلی کی طرف سفر شروع کیا چند روز تک دہلی میں قیام فرمایا اور پھر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔

اجمیر میں قیام: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ جب اجمیر شریف پہنچے تو آپ نے آبادی سے دور ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا اس جگہ پر اجمیر اور دہلی کے حکمران راجہ پتھورا کے اونٹ باندھے جاتے تھے راجہ کے ملازم جب رات کے وقت اونٹ لے کر آئے اور ایک درویش کو اس جگہ پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ جگہ راجہ کے اونٹوں کے لئے ہے اس لئے آپ یہاں سے اٹھ جائیں۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اچھا، ہم یہاں سے اٹھ جاتے ہیں تم شوق سے اونٹوں کو یہاں بٹھا لو۔ چنانچہ آپ یہ فرمانے کے بعد وہاں سے اٹھے اور تالاب انا ساگر کے کنارے اس پہاڑی پر تشریف لے گئے جہاں پر آپ کا چلہ مبارک بنا ہوا ہے اس جگہ پر بہت سے مندر بھی تھے۔ راجہ کے ملازمین نے اس جگہ پر اونٹوں کو بٹھا دیا صبح کے وقت جب ساربانوں نے ان اونٹوں کو وہاں سے اٹھانا چاہا تو وہ یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ اونٹ وہاں سے اٹھنے کا نام ہی نہیں لے رہے انہوں نے کافی کوشش کی کہ اونٹ کسی بھی طرح وہاں سے اٹھ جائیں مگر ان کی کوئی بھی کوشش کامیاب نہ ہوئی انہوں نے اونٹوں کو مارا پیٹا بھی لیکن پھر بھی اونٹ وہیں پر بیٹھے رہے۔ ادھر ادھر سے راہ گیر بھی وہاں پر اکٹھے ہو گئے تھے اور وہ بھی اونٹوں کو اٹھانے کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اور حیران ہوتے جاتے تھے ان ساربانوں میں سے کسی نے جا کر راجہ سے یہ بات کہہ دی سن کر راجہ بھی حیران ہوا اور کچھ دیر سوچنے کے بعد کہنے لگا کہ اب اس کا ایک ہی حل ہے کہ تم لوگ اس درویش کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے قدموں میں گر کر معافی مانگو ان کے سامنے عاجزی کا اظہار کرو۔ ساربان اس کے حکم کی تعمیل میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے

Marfat.com

اور آپ کے قدموں میں گر کر معافی کے خواستگار ہوئے آپ نے ان کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا، جاؤ تمہارے اونٹ کھڑے ہو گئے یہ ہوتے ہی ساربان واپس ہوئے میدان میں آ کر دیکھا کہ راجہ کے اونٹ کھڑے ہیں اس بات کی خبر پرتھوی راج کو پہنچائی گئی تو وہ مزید حیران ہو گیا اس کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت ہر طرف پھیل گئی۔

چھوٹی بچھیا کے دودھ دینے کی کرامت: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے جب اناساگر کے نزدیک ایک سایہ دار درخت کے نیچے قیام فرمایا تو وہاں پر ایک گوالہ راجہ کی گائیں چرا رہا تھا آپ نے اس سے فرمایا کہ ہمیں دودھ پلاؤ۔ وہ کہنے لگا کہ یہ راجہ کی گایوں کی بچھڑیاں ہیں اور ان میں کوئی بھی دودھ دینے والی نہیں ہے آپ نے گوالے کی بات سن کر ایک بچھڑی کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ جاؤ اس بچھڑی کا دودھ دوہ کر لاؤ۔ گوالہ بڑا حیران ہوا مگر پھر بھی آپ کے فرمان کے مطابق بچھڑی کے پاس گیا اور اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اس کے ہاتھ پھیرتے ہی تھنوں میں دودھ بھر گیا۔ اس نے دودھ دوہا اور خوب دوہا آپ کی کرامت سے دودھ اس قدر تھا کہ آپ کے تقریباً چالیس ساتھیوں نے سیر ہو کر پیا اس کرامت کو دیکھ کر اس گوالے نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا

اناساگر جھیل کا پانی خشک ہو گیا: اناساگر ایک ایسا مقام ہے جہاں پر ہندوؤں کے بے شمار مندر تھے ان مندروں میں تقریباً ایک ہزار بت رکھے ہوئے تھے اور تین سو پجاری مندروں میں رہتے تھے ان مندروں میں روشنی کرنے کی غرض سے راجہ ہر روز ساڑھے تین من تیل بھیجا کرتا تھا ان مندروں میں ایک خاص مندر راجہ کا بھی تھا جسے راج مندر کہتے تھے اس کے اخراجات کے لئے راجہ نے کئی گاؤں وقف کر رکھے تھے اور اس مندر میں عام آدمیوں کو داخل ہونے کی اجازت نہ تھی۔ صرف راجہ، اس کے امراء، ہندوؤں کے معزز افراد اور شاہی خاندان کے لوگوں کو داخلے کی اجازت تھی ان مندروں کے نزدیک ہی پانی کا تالاب تھا جس کے کنارے بیٹھ کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ساتھی وضو کیا کرتے تھے وہاں کے رہنے والے برہمنوں کو یہ بات بہت ناگوار گزرتی تھی ان کا عقیدہ تھا کہ مسلمانوں کے ہاتھ لگانے سے تالاب کا پانی ناپاک ہو جاتا ہے چنانچہ انہوں نے اس بات کی شکایت مہاراجہ سے کی کہ ایک مسلمان فقیر اور اس کے ساتھی اناساگر کے کنارے پڑاؤ ڈالے ہوئے ہیں ان کی موجودگی سے ہمارا دھرم بھرشٹ ہوتا ہے۔ اس پر پرتھوی راج نے اپنے ماتحتوں کو حکم دیا کہ ان لوگوں کو وہاں سے ہٹا دیا جائے ان لوگوں نے آپ کے خادموں کے ساتھ سختی کا سلوک کیا آپ کے ساتھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس بارے میں بتایا سن کر آپ جلال میں آ گئے اور حکم دیا کہ اناساگر سے ایک پیالہ پانی لے کر آؤ پیالہ ابھی بھرا ہی تھا کہ آپ کی کرامت سے تالاب بالکل خشک ہو گیا۔

اس بات سے برہمن خوفزدہ ہوئے اور انہوں نے پھر راجہ سے شکایت کر دی اب پرتھوی راج نے پولیس کے آدمیوں کو برہمنوں کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ سختی سے کام لے کر آپ اور آپ کے ساتھیوں کو وہاں سے اٹھا دیں۔ پولیس اور برہمن حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے پاس آئے اور آپ کو فوری طور پر شہر سے نکل جانے کا حکم دیا اور کہا کہ اگر آپ خود نہیں جائیں گے تو ہم آپ کو زبردستی نکال دیں گے آپ نے ان کی بات سنی ان سنی کر دی یہ دیکھ کر پولیس اور برہمن آپ پر حملہ کرنے کی غرض سے آگے بڑھے آپ نے ایک مٹھی بھر خاک اٹھائی اور اس پر آیۃ الکرسی پڑھ کر پھونک ماری اور ان لوگوں کی طرف پھینک دی اس خاک کے ذرے جس جس پر پڑے وہ یا تو پاگل ہو گیا یا اس کا جسم خشک ہو گیا یہ دیکھ کر تمام ہندو خوفزدہ ہو گئے اور ان میں بھگدڑ مچ گئی جس کا جدھر منہ اٹھا بھاگ نکلا چند لوگ راجہ کے دربار میں پہنچے اور اسے حقیقت حال سے آگاہ کیا۔

شادی دیو کے قبول اسلام کا واقعہ: پرتھوی راج سمجھ گیا تھا کہ ایک مسلمان درویش سے اس طرح مقابلہ کرنا اس کے حق میں ٹھیک نہ ہوگا اور وہ اس طرح سے اس معاملہ میں کبھی بھی کامیاب نہ ہوگا بے بس ہو کر اس نے دوسرا طریقہ استعمال کرنے کا ارادہ کیا اس

Marfat.com

نے آپ کا مقابلہ کسی بڑے ہندو پجاری سے کرانا مناسب سمجھا اس کا خیال تھا کہ ہندو مہنت آپ کی کرامات کا مقابلہ آسانی سے کر کے آپ کو شکست دے سکتا ہے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے پرتھوی راج نے اس زمانے کے مشہور پجاری رام دیو سے رابطہ کیا اور اس سے اس کام کو کرنے کے لئے کہا۔ رام دیو جو کہ ہندوؤں کا بہت بڑا مہنت تھا اور جادوگری کے اسرار ورموز بھی جانتا تھا اس نے راجہ کو یہ جواب دیتے ہوئے اس کام کے کرنے سے معذوری کا اظہار کیا کہ جس درویش کی آپ بات کر رہے ہیں وہ بڑا صاحب کمال فقیر ہے اس کا مقابلہ میں نہیں کرسکتا۔ راجہ نے اس کے باوجود بضد ہوتے ہوئے رام دیو کو آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ رام دیو نے کہا، البتہ یہ بات ہوسکتی ہے کہ میں اس درویش سے جادوگری سے مقابلہ کروں۔ راجہ اس پر بھی راضی ہو گیا چنانچہ رام دیو نے اپنے ساتھی تمام پجاریوں کو جادو کے کچھ منتر بتائے اور ان کو کہا کہ جب ہم اس فقیر کے سامنے جائیں تو میرے ساتھ تم بھی ان منتروں کو پڑھنا اس طرح اس فقیر کو ہمارے ساتھ مقابلے کی جرأت نہ ہو سکے گی۔ اس کے بعد رام دیو اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اناساگر کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ کے نزدیک پہنچ کر اس نے اور اس کے ساتھیوں نے منتر پڑھنے شروع کر دیئے اس بات کی اطلاع آپ کے ایک خادم نے آپ کو دی۔ آپ نے فرمایا، ان کا جادو اثر نہ کرے گا یہ دیو سیدھے راستے پر آ جائے گا۔ یہ فرمانے کے بعد آپ نماز پڑھنے میں مشغول ہو گئے تھوڑی ہی دیر کے بعد رام دیو اپنے پنڈت ساتھیوں کے ہمراہ بڑے متکبرانہ انداز میں منتر پڑھتے ہوئے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آ گیا آپ نے نماز مکمل کر لی تھی۔ سلام پھیرنے کے بعد آپ نے جیسے ہی ان پر ایک نگاہ ڈالی وہ تمام اپنی اپنی جگہ ٹھہر گئے ان کی زبانیں بند ہو گئیں رام دیو پر پڑنے والی ایک ہی نگاہ سے اس کے دل کی دنیا بدل گئی۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

Marfat.com

وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کھڑا تھر تھر کانپ رہا تھا۔ اس کی زبان سے رام رام کی بجائے رحیم رحیم نکل رہا تھا۔ وہ اپنی زبان سے رام رام کہنا چاہ رہا تھا مگر اس کی زبان اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔

اس کے ساتھی ہندوؤں نے جب اس کو رام رام کی بجائے رحیم رحیم کہتے ہوئے سنا تو اس کو ہوش میں لانے کے لئے اسے نصیحت کرنے لگے مگر رام دیو کے دل میں انقلاب برپا ہو چکا تھا اس کی کیفیت دیوانوں جیسی ہوگئی اس نے پجاریوں پر حملہ کر دیا۔ اس کے ہاتھ میں لکڑی، ڈنڈا یا پتھر جو کچھ بھی لگا اس سے اس نے ان کے سر پھاڑ دیئے۔ پجاریوں نے وہاں سے راہ فرار اختیار کی۔ اس کی حالت دیکھ کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خادم کو پانی سے بھرا ہوا پیالہ دیا کہ رام دیو کو دے۔ رام دیو نے وہ سارا پانی پی لیا پانی پیتے ہی اس کی حالت ٹھیک ہوگئی وہ اسی لمحے آپ کے قدموں میں گر گیا اور آپ کے حضور کفر سے توبہ کر کے اسلام قبول کر لیا۔ آپ اس سے بہت خوش ہوئے اس کا نام رام دیو سے تبدیل کر کے آپ نے شادی دیو رکھ دیا۔

جے پال جوگی کے مسلمان ہونے کا واقعہ: پرتھوی راج کے وہم وگمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ جسے وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا مقابلہ کرنے کے لئے بھیج رہا ہے وہ وہاں جا کر ان کے ارادت مندوں میں شامل ہو جائے گا۔ رام دیو کے اسلام قبول کر لینے سے پرتھوی راج اور دیگر ہندوؤں کے دلوں پر آپ کی ہیبت چھا گئی۔ پرتھوی راج اب بھی نہیں سمجھ سکا تھا کہ اصل بات کیا ہے چونکہ ہندوستان میں جادو عام ہے اس لئے وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ایک جادوگر ہی سمجھ رہا تھا اب اس نے یہ ارادہ کیا کہ یہ کام جادو کے ذریعہ ہی ممکن ہے اس لئے آپ کے مقابلے کے لئے کسی بہت بڑے جادوگر کو لایا جائے۔ اس زمانہ میں ہندوستان میں جے پال جادوگر کا خوب شہرہ تھا۔ جے پال جادو کی تمام باریکیوں کو جانتا تھا اس کے سینکڑوں چیلے اور شاگرد جادو کے کام میں ماہر تھے وہ ان تمام چیلوں کا استاد تھا اس کے علاوہ وہ پرتھوی

Marfat.com

راج کا خاندانی گرو بھی تھا راجہ اس کی بہت عزت کرتا تھا۔ راجہ نے فوری طور پر جے پال کو اجمیر طلب کیا اور اسے تمام واقعات سے آگاہ کرتے ہوئے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلے کے لئے آمادہ کیا۔

جے پال کو اپنے جادو کے کمالات پر بہت بھروسہ تھا اس نے اس کام کے کرنے کی حامی بھر لی اور راجہ کو بھی تسلی دیتے ہوئے کہا کہ فکر نہ کرو یہ کام تو میں فوراً کرلوں گا اور اس فقیر کو اجمیر سے نکال کر ہی چھوڑوں گا۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے اس نے اپنے چیلوں کو جمع کر کے تیاری شروع کی ادھر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی جے پال کی سرگرمیوں کی خبر ہوگئی۔ آپ نے وضو کیا اور اپنے ساتھیوں کے گرد اپنے عصا مبارک سے ایک دائرہ کھینچ کر ارشاد فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ دشمن اس دائرے کے اندر داخل نہ ہو سکیں گے۔ جے پال نے وہاں پر پہنچتے ہی جادو کے زور سے یہ انتظام کیا کہ آپ کے ساتھی کسی بھی طرح تالاب سے پانی نہ لاسکیں۔ جے پال کی اس حرکت کا علم حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو ہوا تو آپ نے شادی دیو کو حکم دیا کہ جیسے بھی اس تالاب سے ایک پیالہ پانی کا بھر کر لے آؤ۔ شادی دیو جو کہ آپ کے ارادت مندوں کی صف میں شامل ہو چکا تھا آپ کے حکم کے مطابق دیوانہ وار گیا اور تالاب سے ایک پیالہ پانی کا بھر لیا۔ اس نے جیسے ہی تاباب سے پانی کا پیالہ بھرا تالاب بالکل خشک ہو گیا۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے تالاب میں کبھی پانی تھا ہی نہیں شادی دیو نے پانی سے بھرا ہوا پیالہ لا کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیا آپ نے وہ پیالہ اپنے پاس رکھ لیا آپ اور آپ کے ساتھیوں کو جب بھی پانی کی ضرورت ہوتی اس پیالے سے لے لیتے جس قدر بھی پانی استعمال کرتے اس پیالے میں سے کم نہ ہوتا تھا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے پانی کا پیالہ تالاب سے بھرنے سے تالاب تو خشک ہوا ہی تھا اجمیر شہر کے تمام کنوئیں خشک ہو گئے۔ لوگ پانی کی بوند بوند کو ترس گئے۔ شہر میں انسان اور جانور پیاس کی شدت سے بے چین ہو گئے۔ راجہ

Marfat.com

کے محل میں بھی ایسی ہی صورت حال تھی۔ جے پال جادوگر کا جادو کسی کے کام نہ آسکا۔ وہ خود بھی پیاس کی شدت سے تڑپ رہا تھا۔ آخر کار آپ کے دائرہ حصار کے پاس کھڑا ہو کر آپ سے مخاطب ہوا، اللہ کی مخلوق پیاس کی شدت سے تڑپ رہی ہے اور آپ خاموشی سے دیکھ رہے ہیں آپ تو فقیر آدمی ہیں اور فقیر رحم کرتے ہیں ظلم نہیں کرتے میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ مخلوق خدا کو پیاسا مرنے سے بچا لیجئے۔ جے پال کی آہ وزاری اور التجا سن کر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو رحم آ گیا اور آپ نے شادی دیو سے فرمایا کہ جاؤ اور اس پیالہ کا پانی تالاب میں ڈال دو۔ چنانچہ تالاب میں پیالہ کا پانی ڈالتے ہی تالاب پانی سے بھر گیا اور شہر کے کنوؤں میں بھی پانی آ گیا۔

ہندو چونکہ بڑی عیار اور مکار قوم ہے وہ اس کرامت کو دیکھ کر بھی اپنے ارادے سے باز نہ آئے انہوں نے جب دیکھا کہ تالاب پانی سے بھر گیا ہے تو انہوں نے اپنی ضرورت کے مطابق پانی استعمال کیا اور جب تازہ دم ہو گئے تو پھر سازش شروع کر دی۔ جے پال کو چونکہ اپنے جادو پر بہت گھمنڈ تھا وہ اس بات میں اپنی سبکی محسوس کرتا تھا کہ ناکام واپس جائے وہ جادوگروں کا سردار تھا۔ اپنے جادو کے بل بوتے پر وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو شکست دینے کے لئے آیا تھا اس لئے اس نے ایک اور پینترا بدلتے ہوئے اپنے چیلوں کو حکم دیا کہ اب تم لوگ جادو کے منتر پڑھ کر اپنی اپنی کارکردگی دکھاؤ۔ چنانچہ ان کے جادو کی بدولت پہاڑ کی طرف سے ہزار ہا سانپ آپ کے کھنچے ہوئے حصار کی طرف دوڑے لیکن جو بھی سانپ دائرے کے نزدیک آتا آگے نہ بڑھ سکتا تھا۔ لاتعداد سانپ دائرے کے گرد آ کر رہ گئے تھے یہ دیکھ کر جے پال کو بڑی ندامت ہوئی اس کے دل پر ایک طرح کی ہیبت طاری ہو گئی وہ سوچ رہا تھا کہ شہر کے تمام ہندوؤں اور خود راجہ کی نظریں اس کی طرف لگی ہوئی ہیں اور کوئی بھی عمل کارگر ثابت نہیں ہو رہا اب کس منہ سے لوگوں کا سامنا کروں لوگ تو مجھے بہت بڑا جادوگر سمجھتے ہیں مگر یہاں پر میرا کوئی بھی بس نہیں چل رہا۔ اس سوچ کے بعد جے پال نے ایک اور حربہ آزمانا

Marfat.com

چاہا اس نے اور اس کے چیلوں نے جادو کے زور پر آسمان سے آگ برسانی شروع کر دی۔ یہ آگ اس قدر برسی کہ زمین پر آگ کے ڈھیر لگ گئے۔ بہت سے درخت آگ کی لپیٹ میں آ کر جل کر راکھ ہو گئے لیکن آگ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے قائم کردہ دائرے کے اندر داخل نہ ہو سکی اور آپ کو کسی طرح بھی گزند نہ پہنچا سکی۔

یہ دیکھ کر جے پال نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے غضب ناک ہو کر کہا اے فقیر! اب میرا اور تمہارا مقابلہ ہو گا تمہارے لئے مناسب یہی ہے کہ تم ابھی اجمیر چھوڑ کر چلے جاؤ ورنہ میں آسمان پر جا کر تم پر اس قدر بلائیں نازل کروں گا کہ تم سے سنبھلا نہ جائے گا اس کے ساتھ ہی جے پال نے ہرن کی کھال بچھائی اور اس پر بیٹھ کر آسمان کی طرف اڑنا شروع ہوا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فوری طور پر اپنی کھڑاؤں اتاری اور ہوا میں اچھالتے ہوئے فرمایا کہ جا اس بدبخت کو زمین پر اتار کر لا۔ حکم سنتے ہی کھڑاؤں ہوا میں بلند ہوئی اور جے پال کے سر کے اوپر جا کر اس نے ضربیں لگانی شروع کر دیں۔ جے پال نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح کھڑاؤں کی ضرب سے بچ جائے مگر کامیابی نہ ہوئی۔ تکلیف کی شدت سے اس کا برا حال ہو رہا تھا کھڑاؤں نے اس کو مار مار کر زمین پر اترنے پر مجبور کر دیا۔ زمین پر آتے ہی آپ کے قدموں پر گر پڑا اور اپنی شکست کا اعتراف کر لیا۔ آپ نے اسے ایک پیالہ پانی پینے کے لئے دیا جو اس نے پی لیا۔ جے پال تو پہلے ہی سمجھ چکا تھا کہ وہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مقابلے میں عاجز ہے مگر دنیاوی رکھ رکھاؤ اور اس کی عظیم جادوگر ہونے کی شہرت اسے اعتراف شکست نہ کرنے پر مجبور کر رہی تھی لیکن اب وہ کسی کی بھی پرواہ کئے بغیر اپنی شکست کا برملا اظہار کر رہا تھا۔ وہاں پر موجود لوگ بھی اس کی بے بسی اور شکست کا نظارہ کر رہے تھے۔ جے پال نے آپ سے اسلام قبول کرنے کی خواہش کا اظہار کیا اس نے سچے دل سے آپ کے سامنے توبہ کی۔ آپ نے بھی اسے معاف کر دیا۔ اسے کلمہ اسلام پڑھایا اور دائرہ اسلام میں داخل کرتے ہوئے اس کا اسلامی نام عبداللہ

Marfat.com

رکھا۔ پھر عبداللہ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں اپنی تمام زندگی گزاری اور اپنا وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں بسر کرنا شروع کر دیا۔

اجمیر شہر میں قیام: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ساتھیوں کو اجمیر شریف سے نکالنے کی پرتھوی راج کی ہر کوشش ناکام ہوگئی تھی۔ ہر حربہ اس نے اختیار کر کے دیکھ لیا تھا اب اس نے چند دنوں تک خاموشی اختیار رکھی۔اس دوران شادی دیو اور جناب عبداللہ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ تجویز پیش کی کہ یا حضرت! اب یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا قیام شہر کے اندر ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق آپ کے فیض و برکات سے بہرہ مند ہو سکے۔آپ نے اس تجویز کو پسند کیا اور اپنے ایک خادم کو حکم دیا کہ وہ شہر میں جا کر کوئی مناسب سی جائے قیام تلاش کرے چنانچہ آپ کے خادم نے وہ جگہ پسند کی۔ جس جگہ پر آج آپ کا مزار مبارک ہے۔کہا جاتا ہے کہ یہ جگہ آپ کے مرید شادی دیو کی تھی۔ بہر حال آپ اس کے بعد اناساگر کے کنارے سے شہر میں تشریف لے آئے اور اس مقام پر قیام پذیر ہو گئے۔

پرتھوی راج کو دعوت اسلام: پھر آپ نے پرتھوی راج کو باقاعدہ تحریری طور پر اسلام قبول کرنے کا دعوت نامہ بھیجا جس میں تحریر تھا، اے پتھر دل راجہ جن لوگوں پر تیرا یقین تھا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے اگر تو اپنی بہتری چاہتا ہے تو تو بھی اسلام قبول کر لے ورنہ تو ذلیل ہو گا۔

آپ کی اس دعوت کا پرتھوی راج پر قطعاً کوئی اثر نہ ہوا قاصد ناکام واپس آ گیا پھر آپ نے مراقبہ کیا اور کافی دیر تک مراقبہ کی حالت میں رہے اس کے بعد اپنی آنکھیں کھولیں اور ارشاد فرمایا، یہ بدبخت اگر اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لایا تو اس کو میں زندہ گرفتار کر کے لشکر اسلام کے حوالے کر دوں گا۔ پرتھوی راج کو اب اس بات کا بھی غصہ تھا کہ آپ نے اجمیر شہر میں سکونت اختیار کر لی ہے۔ یہ بات اسے اور اس کے درباریوں کو بہت ناگوار گزری مگر وہ آپ کی عظمت اور کرامت دیکھ چکے تھے اور ان میں ہرگز یہ جرأت نہ تھی

Marfat.com

کہ وہ آپ کے خلاف کوئی قدم اٹھاتے ان کا اور تو کوئی بس نہ چل سکا تو ان لوگوں نے مسلمانوں کو اذیتیں دینا شروع کر دیں۔ انہی دنوں پرتھوی راج کا ایک درباری بھی مسلمان ہو گیا تھا۔ رائے پتھورا کو جب یہ علم ہوا کہ اس مسلمان کی عقیدت و تعلق حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے تو اس نے اس مسلمان کو تنگ کرنا شروع کر دیا اور اس کو بہت زیادہ تکلیفیں پہنچانا شروع کیں۔ اس مسلمان نے اس ظلم کی شکایت حضرت خواجہ سے کی آپ نے اس مسلمان کی سفارش رائے پتھورا سے کی مگر رائے پتھورا پر کچھ اثر نہ ہوا اور اس نے آپ کی سفارش اور فرمان کی کوئی پرواہ نہ کی اپنے ظلم کو اس نے جاری رکھا بلکہ اپنے درباریوں سے کہنے لگا، یہ فقیر جو کہ اس جگہ پر آیا ہے اور غیب کی باتیں بتاتا ہے اب ہم پر بھی حکم چلاتا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ یہ کسی تدبیر سے یہاں سے چلا جائے۔

پرتھوی راج کی یہ بات حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے گوش مبارک تک پہنچ گئی۔ آپ کی زبان حق سے بے ساختہ یہ کلمات نکلے "ہم نے رائے پتھورا کو زندہ ہی مسلمانوں کے حوالے کیا۔" پرتھوی راج کی پے در پے ناکامی اور آپ کی کرامات کو دیکھتے ہوئے ہندوؤں کی ایک بہت بڑی تعداد نے اسلام قبول کر لیا اور وہ مسلمان ہو گئے۔ ان کی عقیدت و محبت حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بہت ہی زیادہ ہو گئی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کے عقیدت مندوں کا ایک ہجوم آپ کی خدمت میں ہمہ وقت حاضر رہتا تھا دن بدن مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا یہ دیکھ کر پرتھوی راج بڑا پریشان تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کوئی ایسا طریقہ کامیاب ہو کہ وہ جس پر عمل کر کے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو اجمیر شریف سے نکالنے کی اپنی دلی خواہش پوری کر سکے مگر اس کے تمام ارادے اور سوچیں بیکار ثابت ہو رہی تھیں وہ اپنے قلعہ کی برجی پر کھڑا ہو کر اسی سوچ میں مگن تھا کہ اس نے دیکھا حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کے ایک بہت بڑے مجمع میں

Marfat.com

تشریف فرما ہیں۔ عقیدت مندوں کا ایک ہجوم آپ کے گرد اکٹھا ہے یہ دیکھ کر پرتھوی راج کو بہت غصہ آیا اس کے غصہ کی کوئی انتہا نہ رہی۔ وہ غصے سے کانپ رہا تھا۔ اسی حالت میں اس نے ایک راجپوت سردار کو حکم دیا کہ وہ اپنے آدمیوں کے ساتھ جائے اور ان تمام مسلمانوں کو گرفتار کر کے لے آئے اور اس فقیر کو سختی کے ساتھ اس بات کا حکم دے کہ وہ کل تک اجمیر خالی کر دے ورنہ اس کے حق میں اچھا نہ ہوگا۔

اس کے ساتھ ہی رائے پتھورا نے منادی کو بھی حکم دیا کہ وہ سارے شہر میں یہ منادی کر دے کہ کسی بھی شخص کا مسلمان فقیر کے پاس جانا منع ہے جو کوئی بھی اس حکم کی خلاف ورزی کرے گا اس کو سخت سزا دی جائے گی اور اس کا گھر بار لوٹ لیا جائے گا۔ رائے پتھورا کے حکم پر عمل کرتے ہوئے راجپوت سردار اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بڑھا۔ وہاں پر پہنچ کر اس نے وہاں پر موجود آپ کے تمام عقیدت مندوں کو گرفتار کر لیا اور آپ کو راجہ پتھورا کا اجمیر سے نکل جانے کا حکم بھی سنایا یہ سن کر آپ جلال میں آ گئے اور زبان حق سے ارشاد فرمایا، ہم تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی بہتری کے لئے آئے ہیں۔ پرتھوی راج کیوں ہمارے کام میں دخل اندازی کرتا ہے۔ اس سے جا کر کہہ دو کہ تمہیں تین دن کے اندر اندر پتہ چل جائے گا کہ اجمیر سے تم نکلتے ہو یا میں؟ اس وقت آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا۔ رائے پتھورا کی یہ حرکت آپ کو ناگوار گزری۔ عصر کی نماز کے بعد مغرب تک مصلے پر ہی تشریف فرما رہے پھر روزہ افطار کیا اور نماز کی ادائیگی کے بعد مراقبہ میں چلے گئے۔

جب آپ نے مراقبہ سے اپنا سر اٹھایا تو حاضرین جو آپ کے پاس موجود تھے آپ کی طرف متوجہ ہوئے آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے رائے پتھورا کی حکومت شہاب الدین کے حوالے کر دی۔ آپ کی زبان حق سے نکلے ہوئے الفاظ کی عملی صورت اس طرح سے ہوئی کہ رائے پتھورا آپ کو اجمیر شریف سے نکل جانے کا حکم دینے کے اگلے روز اپنے قلعہ کی اسی برجی پر کھڑا ہو کر یہ دیکھنے میں مشغول تھا کہ خواجہ معین الدین رحمۃ

Marfat.com

اللہ علیہ یہاں سے چلے گئے ہیں یا نہیں کہ اچانک اس کی نظر دور ایک گھاٹی کی طرف پڑی اس نے دیکھا کہ دو سانڈنی سوار نہایت تیزی سے اس کے قلعہ کی طرف چلے آرہے ہیں۔اس نے اندازہ قائم کیا کہ یہ سانڈنی سوار کھانڈے راؤ کے بھیجے ہوئے ہیں اور ضرور کوئی اہم اطلاع لے کر آرہے ہیں۔اب وہ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھنا بھول گیا اور عجلت میں قلعہ سے نیچے اتر آیا اور اپنے محل میں بیٹھ کر قاصدوں کا انتظار کرنے لگا۔ابھی اسے بیٹھے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ قاصد آن پہنچے اور انہوں نے رائے پتھورا کو کھانڈے راؤ کا ایک خط پیش کیا اس کے ساتھ ہی انہوں نے سلطان شہاب الدین غوری کی طرف سے بھیجا گیا اعلان جنگ بھی اسے پڑھایا۔

حضرت خواجہ صاحب کی دعا سے اجمیر فتح ہو گیا: رائے پتھورا بری خصلت کا آدمی تھا اس نے فوری طور پر اس بارے میں حکمت عملی اختیار کرتے ہوئے کھانڈے راؤ کے نام ایک خط لکھوایا جس میں تحریر تھا کہ شہاب الدین غوری کا مقابلہ کرنے کے لئے ارگرد کے تمام راجاؤں کو اپنے ساتھ ملاؤ اور ان سے کہو وہ سب مل کر مقابلے کی تیاری کریں اور خود بھی جنگ کی فوری تیاری کرو۔اس خط کو روانہ کرنے کے بعد رائے پتھورا نے اپنی جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت ملاحظہ فرمائیں کہ جس دن آپ کی زبان حق سے یہ الفاظ نکلے کہ ''ہم نے رائے پتھورا کو زندہ ہی مسلمانوں کے حوالے کیا۔'' اسی رات کو خواب میں سلطان شہاب الدین غوری نے دیکھا کہ وہ ہندوستان میں ایک بزرگ کے سامنے مودب کھڑا ہے اور بزرگ اس سے فرما رہے ہیں کہ شہاب الدین! اللہ تعالیٰ نے تجھے ہندوستان کی حکومت عطا فرمائی ہے فوراً ہندوستان کا رخ کرو اور اس بدبخت راجو کو زندہ گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دو۔

سلطان شہاب الدین غوری جب خواب سے بیدار ہوا تو بہت حیران ہوا اور سوچنے لگا کہ یہ معاملہ کیا ہے ابھی کچھ دن پہلے ہی تو وہ ہندوستان سے شکست کھا کر خراسان واپس آیا تھا اس نے اپنے چند دانش مند اور صاحب علم ساتھیوں سے اس بارے میں مشورہ کیا ان

Marfat.com

نیک افراد نے سلطان کا خواب سن کر خوشی کا اظہار کیا اور سلطان شہاب الدین غوری کو ہندوستان کی حکومت کی پیشگی مبارکباد دیتے ہوئے اسے فتح ونصرت کی نوید سنائی۔ سلطان بھی چونکہ ہندوستان سے شکست کھانے کے بعد بڑے پیچ وتاب کھا رہا تھا وہ اس شکست کو بھولا نہیں تھا بلکہ وہ ہندوستان پر ایک بھرپور حملہ کرنے کی تیاریوں میں مصروف تھا۔ اس نے قسم کھائی تھی کہ جب تک وہ اس شکست کا بدلہ نہیں لے لیتا نہ تو وہ نئے کپڑے پہنے گا اور نہ حرم سرا میں بستر پر سوئے گا۔

اس خواب کی صورت میں اسے فتح ونصرت کی نوید مل گئی تھی۔ اب اس نے زیادہ جوش وخروش سے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ ایک ہی ہفتہ کے بعد اس نے اپنی فوج کو روانگی کا حکم دے دیا۔ سلطان اسلامی لشکر کے ہمراہ پشاور پہنچا اور وہاں کے پٹھان سرداروں سے ملاقاتیں کیں ان کو اعتماد میں لے کر اپنے ساتھ ملایا ان کو مناسب عہدوں پر تعینات کرنے کا وعدہ کیا پھر ملتان کا رخ کیا اور وہاں پر چند روز قیام کرنے کے بعد وہاں ہندوؤں کے ہاتھوں مسلمانوں کو جو شکست اٹھانی پڑی تھی اب وقت آ گیا ہے کہ اس کا بدلہ لے کر حساب چکا دیا جائے۔ تمام سرداروں نے ساتھ دینے کا وعدہ کیا اس کے بعد سلطان شہاب الدین غوری لاہور کی طرف تیزی سے روانہ ہوا۔

لاہور پہنچنے کے بعد سلطان شہاب الدین غوری نے اپنا ایک سفیر رائے پتھورا کے پاس بھیجا۔ سفیر نے اجمیر پہنچ کر سلطان کا ایک خط پرتھوی راج کو دیا جس میں تحریر تھا، رائے پتھورا کو جو راجگان ہند کا مہاراجہ ہے لکھا جاتا ہے کہ وہ اسلام قبول کر لے اور ملک کو انسانوں کی قتل گاہ نہ بنائے ورنہ یہ ملک اللہ تعالیٰ کا ہے اور اسی کا حکم اور اُسی تلوار کا فیصلہ کرے گی۔ خط پڑھ کر رائے پتھورا بہت آگ بگولہ ہوا اسے اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ تھا۔ اس نے سلطان کے خط کا جواب بہت سخت الفاظ میں دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ہندوستان کے تمام راجاؤں کے نام ایک تحریری فرمان فوری طور پر جاری کر دیا کہ سلطان شہاب الدیا غوری آن پہنچا ہے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے تیاری کر لو۔ چنانچہ چند دنوں

Marfat.com

میں ہی رائے پتھورا کے پاس تین لاکھ راجپوتوں کا لشکر جمع ہو گیا۔ پرتھوی راج نے مزید انتظار کرنا مناسب نہ سمجھا اور اپنی فوج کو لے کر سرسوتی ندی کے کنارے پر آن پہنچا۔ دوسری طرف سلطان شہاب الدین غوری بھی اپنے لشکر کے ساتھ ندی کے دوسرے کنارے پر آ موجود ہوا۔ دونوں فوجوں نے پڑاؤ ڈال دیا۔ سلطان شہاب الدین غوری کے لشکر کی تعداد ایک لاکھ ستر ہزار تھی جبکہ رائے پتھورا کے تین لاکھ لشکر کے علاوہ بھی بہت بڑی تعداد میں فوجی جتھے اس کے جھنڈے تلے چلے آ رہے تھے۔ اس سے اس کا گھمنڈ مزید بڑھ گیا تھا۔ مغروریت اور تکبرین کے عالم میں اس نے سلطان شہاب الدین غوری کے نام ایک خط بھیجا جس میں تحریر تھا کہ ''مسلمانوں کے سیناپتی کو اپنے جاسوسوں کے ذریعے اس بات کی اطلاع مل گئی ہوگی کہ اپنے دھرم کی رکھشا کے لئے ہمارے پاس آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ فوج موجود ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستان کے کونے کونے سے دھرم رکھشک چلے آ رہے ہیں ان میں ایک سے ایک بڑھ کر بہادر راجپوت ہے۔ ان بہادروں کی تلوار سے کابل اور قندھار نے بھی پناہ مانگی ہے۔ تم ان ترک بچوں اور افغان جوانوں کی جوانی پر ترس کھاؤ ان پر کرپا کرو اور یہاں سے واپسی کی راہ لو ورنہ یاد رکھو ہمارے پاس بے انتہا جنگی ساز و سامان موجود ہے۔ تمہارا ایک بھی سپاہی زندہ بچ کر واپس نہیں جائے گا۔''

رائے پتھورا کا خط پڑھ کر سلطان شہاب الدین غوری نے کوئی جواب نہ دیا۔ اسے اللہ تعالیٰ کی مدد اور اپنی فتح و نصرت کا کامل یقین تھا۔ یہ صبح کا وقت تھا دونوں طرف کی فوجوں نے جنگ کے لئے صف بندی کرنی شروع کی۔ ہندو راجپوتوں نے جنگ کا آغاز کرتے ہوئے اسلامی لشکر پر تیر برسانے شروع کر دیئے۔ اس پر جنگ باقاعدہ طور پر شروع ہو گئی دوپہر تک دونوں فوجیں آپس میں لڑتی رہیں۔ پرتھوی راج کو یہ امید نہیں تھی کہ لڑائی اس قدر طول پکڑ لے گی وہ تو یہ سمجھتا تھا کہ ایک ہی حملے میں اس کی فوج مسلمانوں کو تہس نہس کر کے رکھ دے گی مگر یہ اس کی بھول تھی اس کی اپنی فوج لڑتے

Marfat.com

لڑتے تھک گئی۔ اسے نظر آ رہا تھا کہ اس کی فوج کے سپاہی میدان جنگ سے راہ فرار اختیار کر لیں گے اس نے معاملے کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے تمام سرداروں کو ایک جگہ اکٹھا کیا اور انہوں نے تلسی کے پتے چبا کر اس بات کی قسم کھائی کہ چاہے مر جائیں مگر میدان جنگ سے نہیں بھاگیں گے۔ اس کے ساتھ ہی لڑائی کا میدان مزید گرم ہو گیا۔ مسلمان بڑی بے جگری سے لڑ رہے تھے۔ سلطان شہاب الدین غوری اپنے گھوڑے پر بیٹھا میدان جنگ میں اپنے سپاہیوں کو لڑتا ہوا دیکھ رہا تھا کہ یکا یک اسی عالم میں اس پر غنودگی سی طاری ہوئی۔ اس نے دیکھا کہ ایک بہت بڑی مسجد ہے جس میں جمعہ کی نماز ہو رہی ہے سلطان بھی نماز پڑھنے میں مشغول ہے۔ نماز پڑھنے کے بعد کسی نے اس کا کندھا ہلاتے ہوئے کہا، معز الدین! اٹھو، یہ وقت سونے کا نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے فتح ونصرت تمہارے مقدر میں لکھ دی ہے۔ فکر نہ کرو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے۔ اس کے ساتھ ہی سلطان شہاب الدین غوری کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے میدان جنگ کی طرف دیکھا تو اسے نظر آیا کہ جو بزرگ اسے فتح ونصرت کی نوید سنا رہے تھے وہ بذات خود میدان جنگ میں موجود ہیں۔ حق و باطل کا یہ معرکہ محرم کے دنوں میں ہو رہا تھا اس دن گرمی بھی بڑی شدت سے پڑ رہی تھی۔ میدان جنگ بھی خوب گرم تھا۔ شہاب الدین غوری نے حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے بارہ ہزار سواروں کو چھ صفوں میں ترتیب دے کر رائے پتھورا کے لشکر پر بھرپور حملہ کر دیا۔ گھمسان کی جنگ ہوئی۔ کھانڈے راؤ میدان جنگ میں جہنم واصل ہو گیا۔ دشمن کی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے ان کے بدمست ہاتھی اپنی ہی فوج کو روندتے ہوئے پیچھے کی طرف بھاگے۔ شہاب الدین غوری نے ان بھگوڑوں کا پیچھا کرتے ہوئے ان کو قرار واقعی سبق سکھایا۔ بہت سے ہندو راجے اور سردار مارے گئے۔ پرتھوی راج بھی دریائے سرسوتی کے کنارے گرفتار کر لیا گیا اور مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ سلطان شہاب الدین غوری یہ معرکہ سر کرنے کے بعد آگے بڑھا اور اجمیر کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں جب دیولی پہنچا تو وہاں پر میدان جنگ میں مارے جانے والے

Marfat.com

راجاؤں کے بیٹے استقبال کرنے کے لئے کھڑے تھے۔ انہوں نے سلطان شہاب الدین غوری کا ایک فاتح کی حیثیت سے استقبال کیا اور سلطان کی خدمت میں بہت سے تحائف پیش کرتے ہوئے سر تسلیم اطاعت خم کیا اجمیر شریف کی حکومت سلطان نے پرتھوی راج کے بیٹے کو دے دی۔ سلطان شہاب الدین غوری جب اجمیر شریف میں داخل ہوا تو نماز کا وقت تھا۔ سلطان اپنے ساتھیوں کے ہمراہ آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا اس وقت نماز ہو رہی تھی اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نماز کی امامت فرما رہے تھے۔ سلطان نے بھی ان کے پیچھے نیت باندھ لی جب نماز کے بعد حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کرنے کے لئے مقتدیوں کی طرف چہرہ مبارک کیا تو سلطان کی نظر آپ کے چہرہ مبارک پر پڑی۔ دیکھ کر حیران ہو گیا کہ یہ تو وہی بزرگ ہیں جو خواب میں فتح کی بشارت دے رہے تھے اور یہی بزرگ میدان جنگ میں مسلمانوں کی فوج کے ہمراہ کفار کے مقابلے پر تھے۔

سلطان شہاب الدین غوری دعا کے فوراً بعد آپ کی قدم بوسی کی غرض سے آگے بڑھا تو حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھ کر سلطان کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ شہاب الدین غوری کافی دیر تک حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے سینہ مبارک سے اپنے گال کو لگائے کھڑا رہا اس کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔ وہ زار و قطار رو رہا تھا جذبات کی شدت سے اس کا دل مغلوب ہو رہا تھا۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان کا کندھا سہلایا اور اس کو دعائیں دیتے ہوئے بیٹھ جانے کے لئے کہا۔ سلطان شہاب الدین غوری کے لئے اپنے جذبات پر قابو رکھنا مشکل ہو رہا تھا اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو چکی تھی۔ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان کی ڈھارس بندھائی سلطان کی حالت کچھ سنبھلی تو بڑے ادب سے عقیدت و محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے گویا ہوا۔ عرض کیا، حضور! میں چاہتا ہوں کہ مجھے بھی غلامی کا شرف عطا فرمایا جائے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان شہاب

Marfat.com

الدین غوری کو اپنا مرید بنا لیا۔ اس طرح شہاب الدین غوری بھی آپ کے ارادت مندوں کی صف میں شامل ہو گیا۔

ارشادات عالیہ: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات علم و عرفان کے انمول موتی ہیں جو حسب ذیل ہیں:

☆ اہل سلوک اور اہل محبت اس اعتبار سے ایک ہیں کہ دونوں مطیع ہوتے ہیں۔ اس خوف کے باعث کہ کہیں دور نہ کر دیئے جائیں۔

☆ قبرستان کی علامت یہ ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کا مطیع نہ ہو اور کسی سے ڈر کر اس کے حکم پر نہ چلے۔

☆ شقاوت کی علامت یہ ہے کہ گناہ کرے اور یہ امید رکھے کہ تو مقبولان خدا میں سے ہو گا۔

☆ مصیبت اور سختی کا آنا صحت اور ایمان کی علامت ہے۔

☆ حسد بہت بری شے ہے اسے ہرگز دل میں جگہ نہ دو۔

☆ اگر عشق خرد کا رہنما نہ ہو تو وہ کبھی منزل کو نہیں پا سکتی۔

☆ دانا دنیا کا دشمن اور اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔

☆ بدترین شخص وہ ہے جو توبہ کی امید پر گناہ کرے۔

☆ وہ ضعیف ترین ہے جو اپنی بات پر قائم رہے۔

☆ کائنات میں صرف ایک چیز موجود ہے یعنی نور خدا اور تمام غیر موجود۔

☆ جس نے بھی نعمت پائی اس نے سخاوت کے عوض پائی۔

☆ حاجی جسم کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں لیکن عارف دل کے ساتھ عرش کے گرد اور حجاب عظمت کے گرد طواف کرتے ہیں اور لقائے الٰہی چاہتے ہیں۔

☆ سورۂ فاتحہ تمام دردوں اور امراض کے لئے شفا ہے جو مرض کسی بھی علاج سے رفع نہ ہوتا ہو وہ صبح کی نماز کے فرضوں اور سنتوں کے درمیان اکتالیس مرتبہ سورۂ فاتحہ

Marfat.com

پڑھنے سے دور ہو جاتا ہے۔

☆ کائنات کی کثرت سے فریب نہ کھاؤ۔

☆ نماز اللہ تعالیٰ کی امانت ہے جو اس نے بندوں کے سپرد کر رکھی ہے۔

☆ ہنسی اور قہقہہ کبیرہ گناہ ہے اور قبرستان میں ہرگز نہیں ہنسنا چاہئے کیونکہ قبرستان عبرت کی جگہ ہے ہنسی کا مقام نہیں۔

☆ دانا وہ ہے جو سوائے ذکر حق کے کسی کو دوست نہ رکھتا ہو۔

☆ پیر مرید کے سنوارنے والا ہے، مرید کو پیر جو فرمائے چاہئے کہ اس پر عمل کرے اس لئے کہ پیر جو کچھ فرمائے گا وہ مرید کے کمال کے لئے ہی فرمائے گا۔

☆ حق تعالیٰ کے پہچاننے کی علامت خلق سے بھاگنا اور معرفت میں خاموش رہنا ہے۔

☆ عاشق کا دل محبت کا آتش کدہ ہے جو بھی اس میں داخل ہوا اسے جلا کر خاکستر کر دیتا ہے کیونکہ عشق کی آگ سے تیز کوئی آگ نہیں ہے۔

☆ گناہ تمہیں اتنا نقصان نہیں پہنچاتا جتنا مسلمان بھائی کو ذلیل اور بے عزت کرنا۔

☆ والدین کے چہروں پر محبت سے نظر کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہے۔

☆ دشمن کو دل کی مہربانی اور احسان سے جیتو اور دوست کو نیک سلوک سے۔

☆ حقیقت میں متوکل وہ ہے کہ جو اپنی تکلیف لوگوں سے ہٹا لے۔

☆ اگر تم اپنی قوتوں کو فضول کاموں میں ضائع کرو گے تو بعد میں ہمیشہ افسوس کرو گے۔

☆ سچا دوست وہ ہے کہ جو دوست کی بھیجی ہوئی مصیبت کو خوشی سے قبول کرے اور دم نہ مارے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی دوستی اسی طرح حاصل ہوتی ہے کہ جن چیزوں کو اللہ تعالیٰ اپنا دشمن جانتا ہے ان چیزوں کو بندہ بھی دشمن سمجھے۔

☆ عارف ایک قدم اٹھا کر عرش پر پہنچ جاتا ہے اور دوسرا اٹھا کر واپس آ جاتا ہے۔

Marfat.com

☆ جو مسلمان قرآن پاک کی طرف ادب و تعظیم کی خاطر دیکھتا ہے اس کی آنکھوں کی روشنی زیادہ ہو جاتی ہے اس کی آنکھیں کبھی دکھنے نہیں آتیں اور نہ ان میں خشکی پیدا ہوتی ہے۔

☆ علماء اور مشائخ کے چہرہ کی طرف محبت اور عقیدت سے دیکھنا بھی عبادت ہے۔

☆ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی موجود ہیں کہ جو کچھ دنیا میں ہوتا ہے اور جو عجیب کام قدرت کا ظہور پذیر ہوتا ہے ان کی آنکھوں کے سامنے آئینہ ہوتا ہے وہ غیب کی باتیں ملاحظہ کرتے ہیں اور اہل دنیا کو آگاہ کرنے کے لئے بیان کرتے ہیں۔

☆ اہل سلوک کے نزدیک توبہ کی شرط یہ ہے کہ کم کھائے تا کہ روزہ کی شرط ادا ہو جائے کم سوئے تا کہ عبادت میں مشغول رہے۔

☆ عارفین کا توکل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر سے مدد نہ چاہیں اور کسی کی طرف توجہ نہ کریں۔

☆ اہل عشق نماز فجر ادا کرنے کے بعد مصلے پر بیٹھے رہتے ہیں اور جب آفتاب طلوع ہو جاتا ہے تو پھر مصلے سے اٹھتے ہیں اس سے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ کی نگاہ میں مقبول ہو جائیں۔

☆ جس میں یہ تین خصلتیں ہوں گی وہ اس حقیقت کو جان لے کہ اللہ تعالیٰ اس کو دوست رکھتا ہے اول سخاوت دریا کی طرح دوم شفقت آفتاب کی طرح سوم تواضع زمین کی طرح۔

☆ مومن وہ شخص ہے کہ جو تین چیزوں کو دوست رکھے۔ فاقہ، درویشی اور موت۔

☆ مرد وہ ہے کہ جو سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی پر بھی نظر نہ رکھے اور دنیا و آخرت میں مبتلا نہ ہو۔

☆ اللہ تعالیٰ اور بندے کے مابین صرف ایک ہی حجاب حائل ہے جس کا نام نفس ہے۔

Marfat.com

☆ بندہ کو اللہ تعالیٰ سے اس قدر نسبت پیدا کرنی چاہئے کہ جو کچھ وہ چاہے وہ قبول کرے اور اگر اس قدر نہ ہو تو اس کو درویش نہیں کہنا چاہئے۔

☆ مومن کی معراج نماز ہے اس کے بغیر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں ہو سکتا۔

☆ اصل متوکل وہ ہے کہ جو لوگوں سے مدد نہ مانگے اور تکلیف کے موقع پر شکایت نہ کرتا پھرے۔

☆ مرید فقیر کے نام کے پانے کا مستحق اس وقت ہوتا ہے کہ جب وہ عالم فانی میں باقی ہو جائے اور ایسا اس وقت ہوتا ہے کہ جب گناہوں کا لکھنے والا فرشتہ بیس برس تک اس کا گناہ نہ لکھے۔

☆ اس راہ میں سکون حاصل کرنے کے لئے دو چیزیں ہیں ایک عبودیت اور دوسرے حق تعالیٰ کی تعظیم۔

☆ بھوکے کو کھانا کھلانا، ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنا اور دشمن کے ساتھ نیک سلوک کرنا نفس کی زینت ہے۔

☆ خود پسندی کبیرہ گناہ ہے۔

☆ جس نے بھی کچھ پایا خدمت ہی سے پایا۔

☆ اللہ تعالیٰ خیر مجسم ہے اور اس کی تقدیرات ہم خیر۔

☆ جس نے جھوٹی قسم کھائی اس کے گھر سے برکت اٹھالی جاتی ہے اور وہ اپنے خاندان کو ویران و برباد کرتا ہے۔

☆ عارف کی پہچان یہ ہے کہ وہ موت کو عزیز رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا اور کسی شے سے اسے چین نہیں آتا۔

☆ تمام مشائخ عظام، اولیاء کرام اور اہل طریقت کا مسلک یہی رہا ہے کہ وہ دنیا سے کنارہ کش رہتے ہیں اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ مرنے کے بعد ان تمام مصیبتوں اور مشکلات سے دوچار ہونا پڑے گا۔

Marfat.com

☆ انسان جس قدر دنیا کے کاموں میں مصروف رہتا ہے اسی قدر وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے۔

☆ سفر درپیش ہے زادراہ اور سفر کے سامان کی تیاری کرلو وہ دن بہت جلد آنے والا ہے اس دن ایمان کی سلامتی کی ضرورت ہوگی۔

☆ جو کوئی اللہ تعالیٰ کی خاطر بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے اس کے اور جہنم کے مابین سات پردے حائل ہو جاتے ہیں ہر ایک پردہ کی زیارت پانچ سو کوس کی مسافت ہے۔

☆ سلوک کی پہلی سیڑھی شریعت ہے شریعت کے احکامات پر مکمل طور پر عمل کرنا واجب ہے، ذرہ برابر بھی کسی حکم سے روگردانی نہیں کرنی چاہئے شریعت پر عمل پیرا ہو کر دوسرے درجہ میں طریقت پر رسائی حاصل ہوتی ہے یہاں بھی استقلال شرط ہے طریقت کے راستوں کو پابندی کے ساتھ طے کرنے کے بعد انسان کو اس سے بھی بلند مرتبہ یعنی معرفت حاصل ہوتی ہے اور جب وہ اس مرتبہ میں کمال حاصل کر لیتا ہے اور اس کے قلب پر تجلیات کا ظہور ہونے لگتا ہے تو اس کی رسائی مرتبہ حقیقت تک ہو جاتی ہے اور یہ مرتبہ سب سے اعلیٰ ہے جب انسان اس مرتبہ کو حاصل کر لیتا ہے تو پھر جو کچھ وہ چاہتا ہے اسے مل جاتا ہے۔

☆ سلوک میں چوتھا درجہ یہ ہے کہ انسان جب اللہ تعالیٰ کا نام سنے یا قرآن پاک پڑھے تو اس کا دل موم ہو جائے اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا ہو جائے، ایمان اور یقین میں زیادتی آ جائے اور اگر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے یا قرآن پاک سننے سے اس کا دل موم نہ ہو یا گداز میں اضافہ نہ ہو تو یہ گناہ کبیرہ ہے۔ قرآن پاک میں ہے کہ سچے مسلمانوں کی علامت یہ ہے کہ ان کے سامنے جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو ان کے قلوب روشن ہو جاتے ہیں اور جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی آیات تلاوت کی جائیں تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے پروردگار پر یقین رکھتے ہیں۔

Marfat.com

☆ عارف کے دل پر عشق ہر وقت جوش مارتا رہتا ہے اس کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ ہر وقت دوست کی یاد میں مستغرق رہتا ہے کھڑا ہو تو دوست کی یاد میں بیٹھا ہو تو دوست کی یاد میں اگر سویا ہوا ہو تو دوست کے تصور میں عالم بیداری میں عظمت الٰہی کے گرد طواف کرتا رہتا ہے وہ دم بھر کے لئے بھی دوست کے ذکر سے غافل نہیں ہوتا۔

☆ آدمی کے جسم پر ہر بال کی جڑ میں ناپاکی ہوتی ہے آدمی کو چاہئے کہ وہ غسل جنابت کرتے ہوئے ہر بال کی جڑ میں پانی پہنچائے اور بالوں کو خوب اچھی طرح گیلا کرے اگر ایک بال بھی خشک رہ گیا تو قیامت کے روز جسم کا اس سے جھگڑا ہوگا۔

☆ عارف اس شخص کو کہتے ہیں جو تمام جہان کو جانتا اور عقل سے لاکھوں معنی پیدا کرسکتا ہو اور بیان کرسکتا ہو اور محبت کے تمام حقائق کا جواب دے سکتا ہو اور ہر وقت بحر معانی میں تیرتا رہے تاکہ اسرار الٰہی اور نور الٰہی کے انمول موتی نکالتا رہے اور دیدہ ور جوہریوں کو پیش کرتا رہے اور وہ ان موتیوں کو دیکھیں اور پسند کریں تو بے شک آدمی عارف ہے۔

☆ صحبت کے اثرات ضرور ہوتے ہیں اگر کوئی برا شخص نیکوں کی صحبت میں بیٹھتا ہے۔ تو نیک ہو جاتا ہے اگر نیک شخص بروں کی صحبت میں بیٹھے تو برا ہو جاتا ہے اس لئے کہ نعمت نیکیوں سے ملتی ہے جو ملتا ہے صحبت سے ملتا ہے اہل سلوک نے فرمایا ہے کہ نیکوں کی صحبت نیک کام سے بہتر ہے اور اور بدوں کی صحبت برے کام کرنے سے بدتر ہے۔

☆ جو لوگ اپنی منشاء اللہ تعالیٰ کے سپرد کر چکے ہیں ان کو بہشت کی راحت سے کیا سروکار ہے ان کو تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات مطلوب ہے۔

☆ راہ طریقت پر چلنے والوں کے لئے لازم ہے کہ وہ ان شرائط کی پابندی کریں یعنی طلب حق، مرشد کامل کی طلب، ادب، رضا، محبت و ترک فضولیات، استقامت، تقویٰ، نماز، روزہ، دنیا سے علیحدگی، گوشہ نشینی، کم کھانا اور کم سونا۔

Marfat.com

☆ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کوئی چیز بعید نہیں انسان کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہرگز کوتاہی نہ کرے اور کسی بھی حال میں اس کو نہ بھولے اسی سے قربت حاصل کرے اس کے بعد وہ جو چاہے گا ہو جائے گا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم اور قدرت سے جتنی چیزیں پیدا کی ہیں اگر انسان ان میں غور کرے تو ایک دم دیوانہ ہو جائے اور دنیا کے کام کاج نہ کرے۔

☆ مسلمان بھائی کو بلاوجہ ستانا کبیرہ گناہ ہے اہل سلوک کے نزدیک مسلمان کو ستانا گناہ کبیرہ ہے۔

☆ اے درویش! نماز دین کا رکن ہے اور رکن ستون ہوتا ہے جب ستون ہوگا تو گھر قائم ہوگا جب ستون نکل جائے گا تو چھت فوراً گر جائے گی چونکہ اسلام اور دین کے لئے نماز ستون کا کام دیتی ہے اس لئے جب نماز کے اندر فرض، سنت، رکوع و سجود میں خلل آئے گا تو حقیقت میں اسلام اور دین میں نقص واقع ہوگا۔

☆ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ دوزخ کو سانپ کے منہ سے نکالیں چنانچہ اس وقت دوزخ کی آگ کو مزید بھڑکایا جائے گا اور دوزخ اس وقت ایک سانس لے گی تو تمام عالم حشر دھوئیں سے بھر جائے گا جو چاہتا ہے کہ اس دن کے عذاب سے محفوظ رہے تو اسے چاہئے کہ ایسی اطاعت کرے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بہتر اطاعت نہ ہو۔ آپ سے پوچھا گیا کہ وہ کون سی ایسی اطاعت ہے؟ ارشاد فرمایا، ضرورت مندوں کی حاجات پوری کرنا، بھوکوں کو پیٹ بھر کر کھلانا اور مظلوموں کی فریاد رسی کرنا۔

☆ اللہ تعالیٰ کی یاد کے سوا اہل عرفان کی زبان پر اور کوئی لفظ نہیں آتا وہ دوست کی محبت میں دنیا کی ہر بات سے ہاتھ اٹھا لیتے ہیں اور یہ ان کے لئے معمولی بات ہے ایسے لوگوں کی مخصوص صفت یہ ہے کہ وہ ہر وقت خاموش اور غمزدہ رہتے ہیں۔

Marfat.com

اورادووظائف

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے اوراد و وظائف مختلف کتب میں درج ہیں جو سلسلہ چشتیہ میں بڑے مقبول ہیں آپ کے وظائف حسب ذیل ہیں۔

نماز کی مقبولیت: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نماز کے بعد کلمہ توحید تین بار پڑھ لینے سے نماز کو درجہ مقبولیت حاصل ہو جائے گا۔

درود چشتیہ: حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے واسطے حضرت قطب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ہر رات حسب ذیل درود شریف ایک ہزار مرتبہ پڑھنے کی تلقین فرمائی:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ حَبِيْبِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِهٖ

وظیفہ برائے زیارت: خواجہ غریب نوازؒ فرماتے ہیں کہ سرور عالم حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص سوتے وقت یہ کلمے پڑھے، مجھ کو خواب میں دیکھے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْبَيْتِ الْحَرَامِ وَالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالرُّكْنِ وَ الْمَقَامِ اِقْرَا رُوْحِ مُحَمَّدٍ مِّنِّى السَّلَامِ

دوزخ سے نجات: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذی الحجہ کے ایام عشرہ میں سورۃ فاتحہ کو پڑھنا چاہیے۔

گناہوں کی معافی: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حسب ذیل آیت کو ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھنے سے سب گناہ معاف ہو جائیں گے:

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ (پ۹ اعراف ۲۰۱)

نماز استخارہ: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ استخارہ کی نماز جو شب میں

Marfat.com

پڑھی جاتی ہے، اس کی پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد قل یایھا الکفرون اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص پڑھے، اور سوتے وقت اپنے مقصد کے متعلق تصور کرے اور دعا کر کے سو رہے۔

ہر ضرورت پوری ہونے کا وظیفہ: حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ اسم اعظم یہ ہے کہ ہر نماز کے بعد یا حی یا قیوم پڑھ لیا کرے اور اپنی ہر ضرورت پورا ہونے کے لئے اللہ سے دعا کرے۔

دلی گھبراہٹ دور کرنے کا عمل: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حسب ذیل آیت لکھ کر تعویذ بنا کر گلے میں اس طرح لٹکائیں کہ دل پر رہے۔ ہو سکے تو تاگے میں باندھ دیں۔ تا کہ دل سے نہ ہٹنے پائے۔

هُوَ الَّذِیْ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ۝ وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ اِنَّهٗ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝ . (پ۱۰ انفال ۶۲-۶۳)

دانت درد دور کرنا: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس رخسار پر ہاتھ رکھے جس طرف درد ہو، اور سات بار کہے:

اَللّٰهُمَّ اِذْهَبْ عَنْهُ سُوْءَ مَا یَجِدُ وَ فُحْشَهٗ بِدَعْوَةِ نَبِیِّكَ التَّكْمِیْنِ الْمُبَارَكَ عِنْدَكَ

دوسری ترکیب یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کی شہادت کی انگلی جس دانت میں درد ہو اس پر رکھے اور یہ پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ اَسْئَلُكَ بِعِزَّتِكَ وَجَلَالِكَ وَقُدْرَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ فَاِنَّ مَرْیَمَ لَمْ تَلِدْ غَیْرَ عِیْسٰی مِنْ رُّوْحِكَ وَبِكَلِمَاتِكَ اِنْ تَكْشِفُ مَا یَلْقٰی فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ اَوْ تَلْقٰی فُلَانَةُ بِنْتِ فُلَانَةِ مِنَ الضَّرَرِ

تیسری ترکیب یہ ہے کہ جس رخسارہ کی طرف درد ہو اس پر یہ لکھا جائے۔

Marfat.com

وَلَهٗ مَاسَكَنَ فِی الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ وَ هُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ○

بدخوابی کا علاج: حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حسب ذیل آیت کوسوتے وقت پڑھے یا لکھ کر گلے میں ڈالے:

فَلَمَّاۤ اَلۡقَوۡا قَالَ مُوۡسٰی مَاجِئۡتُمۡ بِهِ السِّحۡرُ اِنَّ اللّٰهَ سَیُبۡطِلُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُصۡلِحُ عَمَلَ الۡمُفۡسِدِیۡنَ○ وَیُحِقُّ الۡحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ لَوۡ كَرِهَ الۡمُجۡرِمُوۡنَ○ (۱۱ یونس ۸۱-۸۲)

ہر مرض سے خلاصی: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کھیعص، حمعسق چینی کی طشتری پر لکھ کر مریض کو پلائے یا تعویذ لکھ کر گلے میں ڈالے۔

درد سے نجات: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تکلیف یا درد کی جگہ حسب ذیل آیت کو ہاتھ رکھ کر تین دفعہ دم کرے: وَكَلۡبُهُمۡ بَاسِطٌ ذِرَاعَیۡهِ بِالۡوَصِیۡدِ ط

حفاظت نظر: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حسب ذیل آیت نماز کے بعد پڑھے انگلی پر دم کرکے آنکھ میں لگائے: وَالسَّمَآءَ بَنَیۡنٰهَا بِاَیۡدٍ وَّاِنَّا لَمُوۡسِعُوۡنَ○ وَالۡاَرۡضَ فَرَشۡنٰهَا فَنِعۡمَ الۡمٰهِدُوۡنَ ○(پ ۲۷-ذاریات ۴۷-۴۸)

آنکھ کی روشنی قائم رکھنے کا عمل: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آنکھوں کی روشنی قائم رکھنے کے لئے ہر نماز کے بعد لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ پڑھے اور آنکھوں پر دم کرے پھر عَنَتِ الۡوُجُوۡهُ لِلۡحَیِّ الۡقَیُّوۡمِ پڑھے اور دونوں انگوٹھوں پر دم کرکے آنکھوں سے انگوٹھوں کو ملے۔

آنکھ درد کا علاج: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آنکھ کا درد دور ہونے کے لئے اور آنکھ کی روشنی حاصل کرنے کے واسطے اللہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ پڑھ کر انگلیوں کے سروں پر دم کرے اور آنکھوں پر پھیرے پھر الٓمّٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ پڑھ کر اسی طرح کرے۔ پھر اسی طرح عَنَتِ الۡوُجُوۡهُ لِلۡحَیِّ الۡقَیُّوۡمِ پڑھے اور آنکھوں پر پھیرے۔

Marfat.com

بلاؤں سے بچاؤ: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حسب ذیل آیت پڑھ کر کشتی یا سواری پر سوار ہونے سے راستے کی تمام بلیات سے امن پائے گا۔ کسی کو اگر سردی سے بخار آیا ہو تو بیری کی لکڑی پر لکھ کر گلے میں ڈالے:

اِنِّیْ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ رَبِّیْ وَرَبِّکُمْ ط مَا مِنْ دَآبَّۃٍ اِلَّا ھُوَ اٰخِذٌ م بِنَا صِیَتِھَا ط اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○ (پ۱۲ھود۔۵۶)

دشمن سے بچنے کا عمل: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چالیس دن تک سو مرتبہ یہ پڑھے اور پڑھتے وقت دشمن کا خیال دل میں رکھے:

وَاَلْقَیْنَا بَیْنَھُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ط (پ۶۔مائدہ۶۴)

دشمن پر غالب رہنا: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب دشمن کے سامنے جاؤ تو حسب ذیل اسماء گرامی کا پڑھنا۔ دشمن پر غالب ہونے کا باعث بنتا ہے۔

یَاسُبُّوْحُ، یَاقُدُّوْسُ، یَاغَفُوْرُ، یَا وَدُوْدُ

عمل کی رجعت سے بچاؤ: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی عمل کے وقت حسب ذیل سورت کو پڑھ لے تو وہ عمل کی رجعت سے محفوظ رہے گا۔

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ○ لا وَ اَذِنَتْ لِرَبِّھَا وَحُقَّتْ ○ لا وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ○ لا وَاَلْقَتْ مَا فِیْھَا وَ تَخَلَّتْ ○ لا (پ۳۰۔انشقاق۱۔۴)

آسیب دور کرنے کا عمل: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ تین مرتبہ پانی میں پڑھ کر آسیب زدہ کو پلا دے۔

فتح و کامیابی: خواجہ غریب نوازؒ فرماتے ہیں کہ اذا جاء نصر اللہ پڑھنا ہے۔

حصولِ اولاد: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اولاد کے واسطے حسب ذیل آیت نماز کے بعد تین مرتبہ پڑھے۔

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ ج اِنَّ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ ○ پ۱۷۔حج۱

ترقی علم: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم و ذہن میں ترقی کے لئے حسب

Marfat.com

ذیل دعا ہر روز صبح کی نماز کے بعد پڑھنا مفید ہے:

مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ وَ مِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى پ۱۶ طہ ۵۵

ادائیگی قرض: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حسب ذیل آیت صبح وشام پڑھ لینے سے قرض ادا ہو جائے گا:

رَبِّ هَبۡ لِىۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيۡعُ الدُّعَآءِ ۝ پ۳ آل عمران ۳۸

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرض کے ادا ہونے کے واسطے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے موطا میں حسب ذیل دعا آئی ہے:

اَللّٰهُمَّ فَالِقَ الۡاِصۡبَاحِ جَعَلَ الَّيۡلَ سَكَنًا وَّ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ حُسۡبَانًا اِقۡضِ عَنِّى الدَّيۡنَ وَ اَغۡنِنِىۡ مِنَ الۡفَقۡرِ وَ اَمۡتِعۡنِىۡ بِسَمۡعِىۡ وَبَصَرِىۡ وَ قُوَّتِىۡ فِىۡ سَبِيۡلِكَ

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کی نماز کے بعد سو دفعہ:

اَللّٰهُمَّ يَا غَنِىُّ يَا حَمِيۡدُ يَا مُبۡدِئُ يَا مُعِيۡدُ يَا رَحِيۡمُ يَا وَدُوۡدُ اَللّٰهُمَّ اَكۡفِنِىۡ مَجَالَكَ عَنۡ حَرَامِكَ وَ بِطَاعَتِكَ عَنۡ مَّعۡصِيَتِكَ وَ اَغۡنِنِىۡ بِفَضۡلِكَ عَمَّنۡ سِوَاكَ بِرَحۡمَتِكَ يَا اَرۡحَمَ الرّٰحِمِيۡنَ ط پڑھے اور پھر ہر روز سو بار پڑھا کرے۔

خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص بہت مقروض ہو گیا ہو اور ادائیگی قرض کی کوئی صورت نہ ہو تو وہ پارۂ سوم کی یہ آیت پانچ بار ہر نماز میں روزانہ پڑھا کرے۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ط اللھم ملک الملک تؤتی الملک سے بغیر حساب تک۔ اللہ کے فضل سے ۴۱ دن تک قرض سے سبکدوش ہوگا۔

زہریلے جانور کے کاٹے کا علاج: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس جگہ زہریلا جانور کاٹے، اس مقام پر انگلی گھماتا ہوا ایک سانس میں سات دفعہ یہ پڑھ کر چھینٹا مارے یا کان میں دم کرے۔ زہر دور ہو جائے گا۔

Marfat.com

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۝ (پ۱۹ فرقان ۷۴)

پریشانی سے نجات: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر روز سات بار حسب ذیل آیت پڑھنا اور پڑھ کر داہنے سینے پر ملنا اور اس کی مداومت کرنا مفید ہے:

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ؕ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا۝ (پ۲۶ فتح ۴)

گم شدہ کو حاصل کرنے کی دعا: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کا کوئی رشتہ دار نہ مل رہا ہو تو اسے یہ دعا کثرت سے پڑھنی چاہیے اللہ تعالیٰ کارساز ہے۔

یَاجَامِعُ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْہِ اِجْمَعْ عَلٰی ضَالَّتِیْ

آیت الکرسی کی برکات: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جو شخص آیت الکرسی پڑھ کر گھر کے اندر داخل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گھر سے مفلسی دور کر دیتا ہے اور آیت الکرسی بکثرت پڑھنے والے کا مال چوری سے محفوظ رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی بخشش ورحمت کے دروازے اس پر کھول دیتا ہے۔

مشکل میں آسانی کا عمل: خواجہ غریب نوازؒ فرماتے ہیں کہ ہر مشکل کے حل کے لئے سورۃ فاتحہ زیادہ پڑھنی چاہیے۔ مشکل کے وقت سورۃ فاتحہ کو اس طرح پڑھنا چاہیے کہ:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کے میم کو اَلْحَمْدُ کے لام سے ملائیے اور آمین کے موقع پر ولا الضالین کے بعد تین مرتبہ آمین کہے۔

مصیبت سے نجات کا وظیفہ: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص حسب ذیل آیت کریمہ کو مصیبت کے وقت پڑھے، مصیبت سے نجات پائے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ پ۱۷ انبیاء ۸۷

مہم میں کامیابی: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب مہم درپیش ہو تو

Marfat.com

کامیابی کے لئے چار رکعت صلوٰۃ العاشقین پڑھے۔ اوّل رکعت میں سو مرتبہ یااللہ دوسری رکعت میں یارحمٰن تیسری رکعت میں یارحیم اور چوتھی رکعت میں یاودود پڑھے۔

دکھ سے نجات کا وظیفہ: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حسب ذیل آیت کو پڑھ کر دعا کرے:

وَاِذَا جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ قَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِىَ رُسُلُ اللّٰهِ ۘ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ ط (پ۸ انعام ۲۴)

مصیبت دور کرنے کا عمل: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حسب ذیل آیت پڑھنے سے مصیبت سے رہائی ہوجاتی ہے۔ ان فی خلق السموت والارض 'تا آخر سورۃ

گم شدہ چیز ملنے کا عمل: خواجہ غریب نوازؒ فرماتے ہیں کہ حسب ذیل آیت کو پڑھ کر گم شدہ چیز کو تلاش کرنا کامیابی کی ضمانت ہے پردۂ غیب سے کوئی عمدہ چیز ملے گی۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ط وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ط وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ○ پ۲ بقرہ ۱۶۵

پھل میں مٹھاس: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حسب ذیل آیت پڑھ کر پھل کو تراشے شیریں معلوم ہوگا:

فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ط

خواجگان چشت کے معمول کی دعا: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حسب ذیل دعا خواجگان چشت کے معمولات میں سے ہے۔ صبح کی نماز کے بعد یہ دعا پڑھی جاتی ہے۔ اس دعا کے پڑھنے سے دینی اور دنیاوی حاجتیں پوری ہوجاتی ہیں۔

اللھم زد نورنا وزدسر وزدنا وز معرفتنا وزدطا عتنا وزدمحبتنا وزد عشقنا وزد شوقنا وزدذوقنا وزدحولنا وزد قوتنا وزدقبولنا

Marfat.com

وزد السنا وزدعلمنا وزدحلمنا برحمتك يا ارحم الراحمين ط

بہترین وظیفہ: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ یحییٰ مدنی قدس سرہٗ جب مدینہ منورہ سے رخصت ہوئے تو فرمایا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ یَا ذَاالۡجَلَالِ وَ الۡاِکۡرَامِ ط

ہر حاجت کے لئے ایک ہزار اور ایک دفعہ پڑھنا چاہیے۔ اور یا اللہ تین ہزار گیارہ مرتبہ سوتے وقت پڑھے۔ ہر روز حَسۡبُنَا اللّٰہُ وَ نِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ ط سو دفعہ پڑھے۔

تائب کو چاہیے کہ ہر فریضہ کے بعد دس دس دفعہ درود شریف اور دس دس دفعہ سورۂ اخلاص پڑھے اور فرض مغرب کے بعد چھ رکعتیں اوابین تین سلام سے پڑھے، اور ہر رکعت میں سورۂ اخلاص تین دفعہ پڑھے اور دو رکعت حفظ الایمان پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ اخلاص دس دفعہ پڑھے۔ جب سونے لگے تو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہ سو بار پڑھے اور اہل شجرہ کی ارواح پر فاتحہ پڑھے اور اکثر اوقات میں ذکر اللہ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں مشغول رہے۔

فرض نماز کے بعد کی دعا: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص حسب ذیل دعا ہر فرض نماز کے بعد پڑھے گا اس کی ہر حاجت پوری ہوگی: یاشفیق یارفیق نحن من کل یقین.

انگشتری پر کندہ کرنے والی آیات: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حسب ذیل آیات کو انگشتری پر کندہ کر کے اپنے پاس رکھے۔

وَاِنۡ یَّکَادُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَیُزۡلِقُوۡنَکَ بِاَبۡصَارِھِمۡ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکۡرَ وَیَقُوۡلُوۡنَ اِنَّہٗ لَمَجۡنُوۡنٌ ۝ وَ مَا ھُوَ اِلَّا ذِکۡرٌ لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ۝ قلم ۵۱-۵۲

درد شکم سے نجات: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ کوئی شخص شدید درد شکم میں مبتلا ہو جائے تو پاک پانی پر سات بار سورۂ الم نشرح پڑھ کر دم کیا جائے اور پھر اس مریض کو پلا دیا جائے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے درد شکم سے نجات دے گا۔

Marfat.com

اضافہ رزق: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نماز کے بعد بکثرت پڑھنے سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُمۡسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ اَنۡ تَزُوۡلَا ۚ۬ وَلَئِنۡ زَالَتَاۤ اِنۡ اَمۡسَکَہُمَا مِنۡ اَحَدٍ مِّنۡۢ بَعۡدِہٖ ؕ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیۡمًا غَفُوۡرًا ○ پ۲۲ فاطر ۴۱

کشادگی رزق: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کشائش رزق کے واسطے صبح وشام حسب ذیل دعا تین مرتبہ پڑھے:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡلِیۡ ذُنُوۡبِیۡ وَوَسِعۡ عَلٰی رِزۡقِیۡ وَاقۡدِرۡلِیۡ عَلٰی کَسۡبِہٖ وَ مَتِّعۡنِیۡ بِمَا رَزَقۡتَنِیۡ وَ تَشۡغَلۡنِیۡ فِیۡمَا صَرَفۡتَہٗ عِنِّیۡ یَا اَرۡحَمَ الرَّاحِمِیۡنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ○

روزی میں برکت: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روزی میں برکت کے واسطے حسب ذیل دعا نماز کے بعد بکثرت پڑھنی چاہیے۔

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقۡرِنِیۡنَ (پ۲۵ زخرف ۱۳)

تجارت میں ترقی: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تجارت میں ترقی کے واسطے حسب ذیل درود زیادہ پڑھنا چاہیے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبۡدِکَ وَرَسُوۡلِکَ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیۡعِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنَاتِ وَالۡمُسۡلِمِیۡنَ وَالۡمُسۡلِمَاتِ ط

فراخی وخوشحالی: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شروع مہینے کے جمعہ سے چالیس جمعہ تک بعد نماز مغرب گیارہ مرتبہ حسبنا اللہ ونعم الوکیل پڑھے اور ہر جمعہ کے بعد حسب ذیل آیت کاغذ پر لکھ کر کنوئیں میں ڈالتا رہے:

وَلَقَدۡ مَکَّنّٰکُمۡ فِی الۡاَرۡضِ وَجَعَلۡنَا لَکُمۡ فِیۡہَا مَعَایِشَ قَلِیۡلًا مَّا تَشۡکُرُوۡنَ (پ:۸ اعراف آیت:۱۰)

Marfat.com

اللہ کی طرف سے فتوحات: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہر صبح کو تین بار پڑھے:

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اِبْتَدَیْتُ وَبِكَرَمِكَ اِقْتَدَیْتُ بِكَرَمِكَ اِقْتَدَیْتُ وَبِكَرَمِكَ اِقْتَدَیْتُ وَ بِنُوْرِ قُدُسِكَ اِهْتَدَیْتُ وَبِفَضْلِكَ اَسْتَغِیْثُ وَاَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوْبُ اِلَیْكَ

مخلوق کی محتاجی سے بچنے کا عمل: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص حسب ذیل یہ دعا ستر مرتبہ پڑھے گا مخلوق کا محتاج نہ ہوگا:

اَللّٰھُمَّ اَغْنِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَ بِطَاعَتِكَ عَنْ مَّعْصِیَّتِكَ وَبِفَضْلِكَ عَنْ مَّنْ سِوَاكَ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ط

دشمنوں پر فتح یابی اور سلامتی ایمان: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دشمنوں پر فتح یابی ہر کام میں ثابت قدمی اور سلامتی ایمان کے لئے یہ آیت بکثرت پڑھنی چاہیے۔

رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْكٰفِرِیْنَ O (پ۲ بقرہ ۲۵۰)

حصول عزت و مقبولیت کا عمل: اگر کوئی شخص حصول عزت و مقبولیت کا خواہشمند ہو تو وہ صبح کو جب سورج ایک نیزہ بلند ہو جائے۔ اس کی طرف منہ کر کے صدق دل سے سورۂ رحمٰن پڑھے۔ ہر دفعہ فبای الاء ربکما تکذبن پڑھتے وقت انگلی سے سورج کی طرف اشارہ کرے۔ چالیس بار یہ سورۂ مبارک پڑھ کر زکوٰۃ ادا کرے۔ جب کسی کے سامنے جانا ہو تو سورۂ رحمٰن مکمل ۳ بار پڑھ کر جائے اللہ مہربانی فرمائے گا۔

زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص خواب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا چاہے تو وہ پاک صاف ہو کر جمعہ کی شب کو دو رکعت نماز نفل اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ

Marfat.com

کے بعد ایک بار آیت الکرسی اور پندرہ بار سورۂ اخلاص پڑھے۔ سلام پھیرنے کے بعد نہایت عاجزی سے بارگاہ الٰہی میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہونے کے لئے دعا مانگے اور پھر پاک بستر پر چپ چاپ سو جائے۔ اللہ کے فضل سے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوگا۔ اگر پہلی شب در مقصود حاصل نہ ہو تو دوسری شب پھر یہی عمل کرے۔ دوسری شب بھی ناکام رہے تو تیسری شب پھر یہی عمل کرے۔ انشاء اللہ کسی نہ کسی شب گوہر مقصود ہاتھ آ جائے گا۔

ہر حاجت کے پورا ہونے کا عمل: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو شخص کسی حاجت کے لئے مندرجہ ذیل کلمات بکثرت پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روا کرے گا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یَا حَافِظُ یَا حَفِیْظُ یَاوَکِیْلُ یَا رَقِیْبُ یَا اللّٰہُ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

اس کے علاوہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد یَا شَفِیْقُ یَا رَفِیْقُ نَحْنُ مِنْ کُلِّ یَقِیْنٍ ط کا ورد کرے اللہ کارساز ہے۔

فرمایا کہ جو شخص ورد مقرر کرے۔ اسے روزانہ پڑھنا چاہیے۔ اور دن کو اگر نہ پڑھ سکے تو رات کو ضرور پڑھے۔

اس کے بعد کسی اور کام میں مشغول ہو کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ (حدیث) ورد کا تارک لعنتی ہے۔ (حکایت) ایک مرتبہ مولانا رضی الدین رحمۃ اللہ علیہ گھوڑے پر سے گر پڑے جس سے پاؤں میں چوٹ آ گئی۔ جب گھر آئے تو سوچا کہ یہ بلا مجھ پر کہاں سے آئی یاد آ گیا کہ صبح کی نماز کے بعد سورۂ یسین پڑھا کرتا تھا وہ آج نہیں پڑھی۔

(حکایت) ایک بزرگ دین خواجہ عبداللہ مبارک نامی سے ایک مرتبہ وظیفہ نہ ہو

Marfat.com

سکا۔ اسی وقت غیب سے آواز آئی کہ اے عبداللہ! جو عہد تو نے ہم سے کیا تھا۔ شاید تو بھول گیا ہے یعنی وظیفہ تو نے آج نہیں پڑھا۔

پھر فرمایا کہ انبیاء اولیاء مشائخ اور مردان خدا کا وظیفہ جو ہوتا ہے۔ وہ برابر پڑھتے ہیں۔ اور جو کچھ اپنے پیروں سے سنتے ہیں۔ بجا لاتے ہیں۔ (فائدہ) فرمایا کہ جو ورد ہمارے خواجگان سے منقول ہیں وہ ہم پڑھتے ہیں تم بھی پڑھا کرو تا کہ وظیفے میں ناغہ نہ ہو۔ اور جب اٹھو! تو دائیں پہلو اٹھو اور بسم اللہ پڑھ کر باشرائط وضو کرو۔ پھر دوگانہ ادا کر کے مصلے پر بیٹھو اور سورہ بقر کی چند آیتیں اور سورہ انعام کی ستر آیتیں پڑھ کر یہ ذکر سو مرتبہ کرو۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پھر صبح کی نماز کی سنتیں اس طرح ادا کرو۔ پہلی رکعت میں فاتحہ اور الم نشرح۔ دوسری میں سورہ فاتحہ اور الم ترکیف۔ (پڑھے)

تصانیف: اللہ تعالیٰ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو باکمال ولایت سے نوازا اور اس کے ساتھ ہی ظاہری و باطنی علم و فضل سے مالا مال کیا۔ آپ فقیر کامل معین الحق زبدۃ العرفاء اور سلطان المشائخ تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے علم و عرفان بصیرت و حکمت میں یگانہ روزگار بنایا۔ آپ کی تصانیف سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو علم تصوف پر بھی کامل شناسائی تھی آپ کی تصانیف آپ کے علمی ذوق کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کا اجمالی تعارف حسب ذیل ہے۔

(۱) انیس الارواح: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب انیس الارواح آپ کے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے اس کتاب کی اصل زبان فارسی ہے یہ کتاب ۲۸ مجالس پر مبنی ہے اس کے بارے میں حضرت خواجہ نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ جب ہم سفر کرتے ہوئے دوبارہ بغداد آئے تو خواجہ عثمان ہارونی نے آپ سے فرمایا کہ میں کچھ عرصہ یاد الہٰی کے لئے خلوت یعنی معتکف رہوں گا اس دوران تم روزانہ مجھ سے ملاقات ضرور کیا کرنا اور جو باتیں میں تجھے بتاؤں انہیں یاد رکھنے کے لئے لکھ لینا چنانچہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے

Marfat.com

مرشد کی زبان فیض ترجمان سے جو کچھ سنا اسے قلمبند کر لیا اور اس کا نام انیس الارواح رکھا۔ یہ کتاب سالکان طریقت کے لئے مشعل راہ ہے کیوں کہ اس سے پڑھنے والے کو رہنمائی حاصل ہوتی ہے اور اس کے مطالعہ سے سلسلہ چشتیہ کی تعلیمات بھی قاری کے سامنے عیاں ہو جاتی ہے۔

ذخیرۃ الانبیاء میں حضرت مخدوم جلال الدین نے لکھا ہے کہ انیس الارواح کتاب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف ہے۔

سر العارفین میں محمد ناگوری نے تحریر کیا ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ عالم واکمل تھے آپ کی تصانیف بہت تھیں لیکن ان میں سے انیس الارواح اور دیوان شریعت باعث افتخار ہیں۔

شیخ عبدالواحد بلگرامی نے لکھا ہے کہ خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ علم میں کمال درجہ رکھتے تھے اور ان کی تصانیف خراسان میں بہت مشہور ہیں۔

(۲) **دیوان معین**: مشہور ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین کو شعر کہنے کا ملکہ حاصل تھا اور آپ کے کہے ہوئے اشعار دیوان معین کی صورت ہمارے سامنے موجود ہیں اس کے بارے میں کتاب سیر السالکین از شجاع الدین میں لکھا ہے کہ: حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ شعراء کے گروہ میں نابغۂ روزگار تھے۔ اصناف شعر، قصیدہ، غزل اور رباعی میں کمال درجہ رکھتے ہیں آپ کے کلام کا مجموعہ عرفان جو فی الواقع گراں بہا ہے اس میں سات آٹھ ہزار شعر مرقوم ہیں زمانہ کی دست برد سے آپ کا بیشتر کلام ضائع ہو گیا۔ اس میں بہت ہی کم باقی رہ گیا ہے۔

اس دیوان میں ایک سو اکیس غزلیات اور تقریباً ساڑھے گیارہ سو ابیات ہیں۔ اکثر غزلیات اور ابیات نہایت بلند پایہ اور عارفانہ ہیں۔ آپ کا کلام فارسی میں ہے۔

(۳) **گنج الاسرار**: کہا جاتا ہے کہ کتاب گنج الاسرار حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیر و مرشد خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے کہنے پر سلطان

Marfat.com

شمس الدین التمش کی تعلیم اور تربیت کے لئے لکھی۔ یہ کتاب قیام دہلی کے دوران فارسی زبان میں تحریر کی گئی اس کتاب میں حصول معرفت کا طریقہ کار بیان ہوا ہے۔ اس کتاب میں قرآن وحدیث اور بزرگان دین کے احوال اور اقوال درج ہیں یہ کتاب اصل میں تصوف کا بیش بہا خزانہ ہے اس لئے اسے گنج الاسرار کہا جاتا ہے۔ یہ کتاب پچیس معرفتوں پر مبنی ہے۔ جس سے مراد پچیس عنوانات ہیں یعنی شریعت کا جاننا اور دریافت کرنا۔ ظاہری وباطنی طہارت، علم شریعت وطریقت وحقیقت ومعرفت، اصلاح باطنی اور راہ حقیقت میں استقامت، توحید اور رسالت، بیان قرآن، اطاعت رسول، اقسام کفر و توبہ عرفان مذہب، حنبلی دریا متن جمعہ علم توحید دانستن معرفت تلقین مرشد کامل ذکر فی القلب مرشد کی ضرورت قلبی اعمال عبادت جلی اور خفی فیض صاحب دل حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی دہلی میں آمد مقام عالم تحیر ومحویت پیوستن مستی سماع دربار رسالت خواجگان چشت کے پندرہ مقامات چودہ علم ......اور بقا ہیں۔ اصل کتاب گنج الاسرار نایاب ہے لیکن اس کا اردو ترجمہ مخزن الانوار کے نام سے موجود ہے۔

(۴) حدیث المعارف: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب بھی نادرالوجود ہے۔

(۵) رسالہ وجودیہ: حضرت خواجہ غریب نوازؒ کی یہ کتاب نادرالوجود ہے۔

(۶) رسالہ آفاق نفس: آپ کی یہ کتاب فارسی میں ہے۔ قلمی نسخہ ملتا ہے۔ اس میں تصوف کے بعض نکات پر بحث کی گئی ہے۔

(۷) رسالہ تصوف الہامات: حضرت خواجہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تصنیف بھی فارسی میں ہے۔ قلمی کتاب دستیاب ہوئی ہے۔ یہ کتاب آپ کے بلند افکار اور طرز شاعری کی آئینہ دار ہے۔

(۸) کشف الاسرار: خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب بھی فارسی میں ہے۔ اس کو معراج الانوار بھی کہتے ہیں۔ یہ کتاب تصوف پر ہے۔ اس کتاب میں چہار دہم،

Marfat.com

حبس دم اور ذکر خفی پر بحث کی گئی ہے۔ یہ کتاب قلمی ہے۔

چہار دہم کہاں سے آتے ہیں؟ ذکر خفی کی تعلیم، خداوند تعالیٰ نے اپنے نور سے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کیا۔

اول منزل ناسوت ہے۔ دوسری منزل ملکوت ہے۔

تیسری منزل جبروت ہے۔ چوتھی منزل لاہوت ہے۔

مقام محمودہ، انوار جلال، نور جمال، نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نور احمد ایک ہیں۔ محمود، محمد صلی اللہ علیہ وسلم، احمد، واحد ایک ہیں۔

خداوند تعالیٰ نے اربعہ عناصر کے چار وجود پیدا کئے اور چار نفس پیدا کئے۔

(۹) مکتوبات: آپ کے خطوط کا بھی ایک مجموعہ ہے جو آپ نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو لکھے ان مکتوبات میں شریعت اور علم و عرفان کی بہت اچھی باتیں کہی گئیں۔ اگر کوئی ان باتوں پر سچے دل سے عمل پیرا ہو جائے تو اسے عجیب کیف و مستی حاصل ہوگی اور وہ بہت جلد راہ حق کا مسافر بن جائے گا۔

ازدواجی زندگی: حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی جوانی کا زمانہ ریاضت و عبادت اور زُہد و تقویٰ کی بنا پر تجرید یعنی بلا شادی گزر گیا اس لئے جب عمر زیادہ ہوگئی تو آپ نے سوچا کہ زندگی کا زیادہ حصہ تو گزر گیا ہے اس لئے شادی نہ کی جائے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق آپ نے آخری عمر میں ازدواجی زندگی اختیار کر لی اور اجمیر کے قیام کے زمانہ میں دو شادیاں کیں۔

امتہ اللہ سے شادی: اخبار الاخیار میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے آپ کی شادی کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ کی عمر زیادہ ہوگئی کہ ابھی تک آپ کی شادی نہ ہوئی تھی ایک رات خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے آنحضرت نے ارشاد فرمایا:

"معین الدین تم میرے دین کے معاون ہو مگر میری سنتوں میں سے ایک سنت کو

Marfat.com

کیوں ترک کر دیا ہے؟ اتفاقاً اُسی رات قلعہ بٹیلی کے حاکم (ملک خطاب) نے کافروں پر حملہ کیا (ان پر غالب آ کر مہاراجوں اور ان کی اولاد کو مالِ غنیمت کے طور پر اپنے قبضے میں لے لیا) اس مالِ غنیمت سے راجہ کی لڑکیوں میں سے ایک لڑکی بھی تھی جسے ملک خطاب نے حضرت خواجہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضرت خواجہ نے اسے قبول کر لیا۔

جس لڑکی کو آپ نے قبول کیا پہلے اسے مسلمان کیا اور اس کا نام امتہ اللہ رکھا پھر اس سے شادی کی اسی بیوی سے حضرت خواجہ کی اولاد بھی پیدا ہوئی۔

بی بی عصمت اللہ سے شادی: آپ کی ایک اور شادی سید وجیہ الدین مشہدی کی بیٹی سے ہوئی اور اس کا نام بی بی عصمت اللہ تھا۔ اس کے بارے میں سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ بی بی عصمت حضرت وجیہ الدین مشہدی کی صاحبزادی تھیں جو کمال عفت کے باعث آراستہ و پیراستہ تھی جب سن بلوغت کو پہنچی تو (حضرت مشہدی کو) ان کے نکاح کے لئے تجسس لاحق ہوا، ایک رات خواب میں حضرت سید نام امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ آپ یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ فرزندم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اپنی صاحبزادی کا خواجہ معین الدین حسن سجزی سے نکاح کر دو۔

اور سید وجیہ الدین حضرت خواجہ سے پیوستہ (متعلق) تھا جب متذکرہ واقعہ خواب حضرت خواجہ صاحب سے بیان کیا تو خواجہ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ بابا وجیہہ الدین میری عمر بہت زیادہ ہو چکی ہے، چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے لہٰذا حکم کی تعمیل کرتے ہوئے قبول کرتا ہوں۔

آپ کی بیوی عصمت اللہ سے آپ کے ہاں تین فرزند پیدا ہوئے۔ جن کے نام یہ ہیں۔ (۱) خواجہ فخر الدین ابوالخیر (۲) خواجہ حسام الدین ابو صالح (۳) خواجہ ضیاء الدین ابوسعید

آپ کی دوسری بیوی امتہ اللہ سے آپ کی ایک صاحبزادی بی بی حافظہ جمال پیدا ہوئیں۔ آپ کے بیٹوں اور بیٹی کے حالات حسب ذیل ہیں۔

Marfat.com

(۱) خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ: آپ خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ آپ کی ولادت با سعادت ۵۹۱ھ مطابق ۱۶۲۱ء میں ہوئی۔ آپ موضع مانڈل میں زراعت کرتے تھے۔ آپ نے علوم ظاہری و باطنی حاصل کئے۔ کمالات صوری و معنوی سے آراستہ ہوئے۔ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد آپ سجادہ نشین منتخب ہوئے۔ آپ بتاریخ ۵ شعبان ۶۶۱ھ مطابق ۱۶۲۳ء واصل بحق ہوئے۔ آپ کا مزار پر انوار واقع سروار شریف مرجع خاص و عام ہے۔ آپ کا عرس بڑے تزک واحتشام سے ہر سال ہوتا ہے۔

(۲) خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ: آپ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے صاحبزادے تھے جو حضرت خواجہ کی بیوی عصمت کے بطن سے پیدا ہوئے دینی اور روحانی تربیت اپنے والد حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ ہی سے حاصل کی جوانی کے عالم میں یاد الٰہی کا اس قدر غلبہ ہوا کہ آپ دنیا سے دور ہو کر ابدالوں کی صحبت میں رہنے لگے۔ اور والد گرامی کے کافی عرصہ بعد ان کا وصال ہوا۔

(۳) خواجہ ضیاء الدین ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ: آپ بھی خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادگان میں سے ہیں آپ کی والدہ عصمت اللہ تھیں آپ نے خواجہ صاحب کے بعد کافی عرصہ تک مخلوق خدا کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیا۔ انتہائی نیک زاہد اور عابد تھے آپ نے شادی کی اور آپ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام خواجہ احمد تھا۔ آپ کی عمر پچاس سال تھی جبکہ اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے ان کا مزار درگاہ حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ لب جھالدہ سایہ گھاٹ پر زیارت گاہ خاص و عام ہے آپ کا عرس ہر سال ۱۳ ذی الحجہ کو ہوتا ہے۔

(۴) بی بی حافظہ جمال: آپ حضرت خواجہ غریب نواز کی اکلوتی صاحبزادی ہیں آپ کی والدہ کا نام بی بی امت اللہ تھا جو راجہ کی بیٹی تھیں۔ بڑی زاہد و عابد تھیں قرآن کی حافظہ تھیں۔ اکثر قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف رہتی تھیں۔ آپ کی شادی رضی الدین

Marfat.com

عرف عبداللہ جو قاضی حمید الدین ناگوری کے لڑکے تھے سے ہوئی اور دو صاحبزادے ہوئے لیکن وہ دونوں بچپن ہی میں اللہ کو پیارے ہوگئے آپ اپنے شوہر نامدار کی انتہائی تابعدار تھیں آپ کا مزار مبارک ایک کمرے میں حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی پائنتی کی جانب ہے نور چشمے پر آپ کا چلہ بھی ہے آپ کا سالانہ ختم شریف ۱۷ رجب کو درگاہ شریف میں ہوتا ہے اور ۱۹ رجب کو چشمے پر ہوتا ہے۔

وصال و تدفین: حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ تبلیغ دین کے لئے ہندوستان تشریف لائے تھے سالہا سال کی تبلیغی جدوجہد سے آپ نے کفرزار ہند میں توحید کو روشن کیا بے شمار مخلوق خدا کو کلمہ توحید پڑھا کر حلقہ اسلام میں داخل کیا۔ آخر اس فریضہ سے سبکدوش ہونے کا وقت آن پہنچا اور وقت آ گیا کہ آپ اس عالم فانی سے تشریف لے جائیں۔ آپ کا وصال ۶ رجب بروز پیر ۶۳۳ھ مطابق ۱۲۳۵ء میں ہوا اس وقت ہندوستان پر سلطان شمس الدین التمش کی حکومت تھی۔ سیر العارفین میں لکھا ہے کہ وصال کے وقت آپ کی عمر ۹۷ سال تھی اور سرزمین اجمیر میں آپ کا قیام چالیس سال رہا۔ جس رات حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا اس رات چند اولیاء کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اللہ کا دوست ہے اور ہم اس کے استقبال کے لئے آئے ہیں۔

آپ کا وصال کا واقعہ یوں ہے کہ جس رات حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہونے والا تھا اس رات عشاء کی نماز جماعت سے ادا کرنے کے بعد آپ اپنے حجرے میں تشریف لے گئے اور اندر سے حجرے کا دروازہ بند کر لیا حسب معمول حجرے کے باہر چند درویش بیٹھے ہوئے تھے حضرت خواجہ کو معلوم ہو چکا تھا کہ اب دنیا سے جانے کا وقت بالکل قریب ہے آپ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں اس قدر مشغول ہوئے کہ آپ کے دل میں اللہ سے ملنے کی محبت انتہا تک پہنچ گئی حتیٰ کہ آپ اللہ کی محبت اور

Marfat.com

جدائی میں تڑپنے لگے اللہ کی نورانی تجلیات آپ کی روح پر پوری طرح نازل ہو رہی تھیں آخر محبت اتنی شدید غالب آئی کہ آپ اللہ کی محبت میں کھو گئے اور ملک الموت نے اپنا فریضہ ادا کر دیا یعنی آپؒ کا وصال ہو گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ حجرے کے باہر جو درویش بیٹھے ہوئے تھے رات کے وقت انہوں نے حضرت کے حجرے سے ایسی آوازیں سنیں جیسے کہ زور زور سے زمین پر پیر مارنے کی آواز آرہی تھی مگر رات کے پچھلے پہر یعنی تہجد کے وقت پیر مارنے کی آوازیں بند ہو گئیں فجر کی نماز کے وقت خادموں نے حجرے کا دروازہ کھٹکھٹایا لیکن اندر سے کوئی جواب نہ آیا چنانچہ کسی طرح دروازہ کھول کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ واصل بحق ہو چکے ہیں۔ خادموں نے آگے بڑھ کر دیکھا تو آپ کی پیشانی پر یہ الفاظ نمایاں تھے۔ حبیب اللّٰہ مات فی حب اللّٰہ اللہ تعالیٰ کا حبیب اللہ کی محبت میں واصل ہو گیا۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال آپ کے مریدین خلفاء عقیدت مندوں اور اجمیر کے رہنے والوں کے لئے انتہائی دل سوز سانحہ تھا آپ کے وصال کی خبر بہت جلد اجمیر اور اس کے گرد و نواح میں پھیل گئی اشک بار ہو کر لوگ جوق در جوق آئے آخرکار آپ کے جسم مبارک کو غسل دے کر کفن پہنایا گیا اور اس کے بعد نماز جنازہ ادا کی گئی آپ کی نماز جنازہ میں لوگوں کا بے پناہ ہجوم تھا آپ کی نماز جنازہ آپ کے بڑے صاحبزادے فخر الدین نے پڑھائی اور آپ کو آپ ہی کے حجرے میں دفن کیا گیا جہاں آپ کا وصال ہوا تھا۔ آپ کا مزار اقدس صدیوں سے اجمیر میں مرجع خاص و عام ہے اور بعد ازاں آپ کی قبر مبارک پر انتہائی خوبصورت روضہ مبارک تعمیر کر دیا گیا۔

عمارات درگاہ شریف

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی درگاہ شریف کا احاطہ کافی وسیع ہے اس میں بہت

Marfat.com

سی عمارات بنی ہوئی ہیں۔ جنہیں مختلف اوقات میں اکابر شخصیات نے تعمیر کروایا ان میں سے کچھ مشہور عمارات روضہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ بیگمی دالان' بہشتی دروازہ' چلہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ' اولیاء مسجد جامع مسجد شاہ جہانی' لنگر خانہ' کرناٹکی دالان' جھالرہ' بلند دروازہ' احاطہ دیگ کلاں' احاطہ دیگ خورد' محفل خانہ' حوض شاہی' مسجد صندل خانہ' اکبری مسجد' نقار خانہ شاہی' نقار خانہ عثمانی ہیں ان کی اجمالی تفصیل حسب ذیل ہے۔

عثمانی دروازہ: یہ درگاہ میں داخل ہونے کا عام دروازہ ہے اکثر زائرین اسی دروازے سے درگاہ کے احاطے میں داخل ہوتے ہیں یہ دروازہ عثمان علی خان والی دکن نے ۱۳۳۱ھ میں تعمیر کروایا تھا اس دروازے کی بلندی تقریباً ۷۰ فٹ ہے اور چوڑائی ۱۶ فٹ ہے اس دروازے کے اوپر نقار خانہ بھی ہے۔

نقار خانہ شاہ جہانی: عثمانی دروازے سے داخل ہو کر تھوڑا صحن طے کرنے کے بعد ایک اور دروازہ ہے جسے شاہ جہان نے بنوایا تھا اس کا سن تعمیر ۱۰۴۵ھ ہے اس دروازے کے اوپر شاہان مغلیہ کے زمانے سے نقار خانہ بنا ہوا ہے جو شاہ جہان ہی کا تعمیر کردہ ہے دروازہ سنگِ سرخ کا ہے اور فرش سنگ مرمر کا ہے۔ دروازہ پر ایک بارہ دری ہے جس میں نوبت خانہ ہے۔ اس نقار خانہ میں نقاروں کی ایک بہت بڑی جوڑی ہے کہتے ہیں یہ نقارے اکبر کو معرکہ بنگال میں ہاتھ لگے تھے۔ اس دروازے کی محراب پر خط جلی میں سنہری حروف میں کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے اس لئے اسے کلمہ دروازہ بھی کہا جاتا ہے۔

بلند دروازہ: یہ دروازہ سلطان محمود خلجی نے ۱۴۵۵ھ میں تعمیر کرایا۔ چونکہ درگاہ شریف کی اور عمارتوں سے یہ بلند ہے اس لئے اس کو بلند دروازہ کہتے ہیں۔ اس دروازہ کی بلندی ۸۵ فٹ ہے۔ اس کی تعمیر سنگ سرخ کی ہے فرش سنگ مرمر اور سنگ موسیٰ کا ہے۔ برجوں پر سنہری کلس ہیں اور دونوں جانب سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ نہایت رفیع الشان عمارت ہے۔

نکی دروازہ: یہ دروازہ بند رہتا ہے۔ عیدین اور حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اور

Marfat.com

حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کے عرس کے موقع پر کھلتا ہے۔

اکبری مسجد: سنگِ سرخ کی یہ عظیم الشان مسجد اکبر نے ۹۷۸ھ میں تعمیر کرائی۔ دونوں کونوں پر سنگ مرمر کے خوش نما مینار ہیں۔ صحن مسجد بہت وسیع ہے۔ اس میں پہلے ایک ہشت پہلو حوض تھا اب بند کر دیا گیا ہے۔ مسجد کی تعمیر کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جہانگیر کی ولادت کے چھ ماہ بعد اکبر اجمیر شریف حاضر ہوا اور اس مسجد کی تعمیر کا حکم دیا۔ یہ مسجد معہ متعلقہ عمارت ۱۴۰ مربع فٹ ہے۔ مسجد کی محراب ۵۶ فٹ بلند ہے۔

جامع مسجد شاہ جہانی: یہ عالیشان مسجد شاہ جہان کے حکم سے تعمیر ہوئی کرسی ۴ فٹ بلند ہے۔ طول ۱۴۸ فٹ اور عرض ۱۲۵ فٹ ہے۔ صحن مسجد ۵۶×۵۳ ہے۔ ۱۶۳۸ء میں اس کی تعمیر شروع ہوئی اور ۱۶۵۱ء میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔ صحن کے تین طرف سنگ مرمر کی چار دیواری ہے جس میں پانچ دروازے ہیں۔ محراب میں کلمہ طیبہ سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے۔ نہایت خوبصورت اور قابل دید مسجد ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کی تعمیر پر دو لاکھ چالیس ہزار روپیہ صرف ہوا۔

صندل مسجد: یہ مسجد روضہ کے سرہانے کی طرف واقع ہے۔ سلطان محمود خلجی نے ۱۴۸۴ء یہ مسجد تعمیر میں کرائی۔ جہانگیر نے اس میں چار در بڑھائے۔ اورنگ زیب نے اس کی مرمت کرائی۔ پس یہ مسجد تینوں بادشاہوں کے نام سے منسوب کی جاتی ہے۔ مزار شریف کے اُترے ہوئی پھول یہاں رکھے جاتے ہیں۔ اس وجہ سے مسجد' مسجد پھول خانے کے نام سے مشہور ہوئی۔ یہاں خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کے لئے صندل گھسا جاتا ہے۔ اس وجہ سی اس مسجد کو صندل خانہ بھی کہتے ہیں۔

اولیاء مسجد: یہ ایک چھوٹی سی سنگِ مرمر کی مسجد ہے پہلے خام تھی پھر چونے سے اور اس کے بعد سنگِ مرمر سے بنائی گئی کہتے ہیں خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ یہاں نماز ادا کیا کرتے تھے۔

دیگہائے خورد و کلاں: بلند دروازہ سے آگے بڑھ کر صحن میں ہر دو جانب دو بہت بڑی

Marfat.com

دیگیں ہیں جو زینہ دار بلند چولہوں پر نصب ہیں۔ غربی دیگ بڑی ہے اور شرقی چھوٹی۔ بڑی دیگ کا محیط $13\frac{1}{2}$ گز ہے اس میں سومن چاول پک سکتے ہیں۔ یہ دیگ اکبر بادشاہ نے ۹۷۶ھ میں چتوڑ گڑھ کی فتح کی خوشی میں درگاہ کی نذر کی تھی۔ چھوٹی دیگ جہانگیر نے ۱۰۲۲ھ میں درگاہ کی نذر کی تھی اس میں ساٹھ من چاول پک سکتے ہیں۔ جسے پانچ ہزار آدمی کھا سکتے ہیں۔ یہ دیگ آگرہ سے لائی گئی تھی۔

چلہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ: سلطان محمود خلجی کی مسجد کے پیچھے چلہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ ہے یہاں بابا فریدالدین گنج شکرؒ نے چلہ کشی کی تھی۔ اس چلہ میں دور تک تہ خانے بنے ہوئے ہیں یہ حجرہ ہمیشہ مقفل رہتا ہے صرف ۵ محرم کو چند گھنٹوں کے لئے کھلتا ہے۔

لنگر خانہ: شاہی حوض کی مشرقی جانب خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا لنگر خانہ ہے اس لنگر خانہ میں روزانہ لنگر پکتا ہے جو فقرا مساکین اور زائرین میں تقسیم ہوتا ہے۔

جھالرہ: درگاہ شریف کے جنوب میں یہ ایک' گہرا چشمہ ہے جس کا پانی کبھی خشک نہیں ہوتا۔ اس کی مضبوط چاردیواری شاہ جہان نے بنوائی تھی۔ درگاہ شریف کے استعمال کا پانی اسی چشمہ سے آتا ہے۔

سماع خانہ: بلند دروازے سے گزرنے کے بعد ایک وسیع احاطہ ہے جس میں دروازہ کے سامنے ہی ایک ہشت پہل خوشنما چھتری بنی ہوئی ہے جس میں ایک بہت بڑا چراغوان رکھا ہوا ہے۔ یہ چراغوان بادشاہ اکبر نے بطور نذر عقیدت پیش کیا تھا۔ اسی احاطہ میں محفل یا سماع خانہ ہے۔ یہ عمارت نواب بشیر الدولہ مدار الہام ریاست حیدرآباد نے بنوائی تھی۔ یہ ایک بہت بڑا اور بہت عالیشان ہال ۴۶ فٹ مربع رقبہ کا ہے جس کے گرد چاروں طرف ۱۴ فٹ چوڑی غلام گردش ہے۔ خدا تعالیٰ نے بوسیلہ حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ انہیں ۸۰ سال کی عمر میں فرزند عطا فرمایا تھا۔ اس خوشی میں انہوں نے بطور اظہار تشکر ۸۰ ہزار کی لاگت سے یہ سماع خانہ تعمیر کروایا تھا۔

Marfat.com

اسمائے گرامی عہدہ داران

اُمورعلمیہ کمیٹی Religious publishing commatti چاہ میراں لاہور

چیئرمین

طاہر ندیم بٹ

جنرل سیکرٹری شیخ نعیم احمد	فنانس سیکرٹری محمد اعظم	سینئر وائس چیئرمین جاوید رحمت
وائس چیئرمین شیخ مبشر حسین (ایڈووکیٹ)	صدر ملک عبدالحق	سینئر نائب صدر محمد نعیم رنگائی والے
نائب صدر حاجی خلیل احمد	اسسٹنٹ نائب صدر حافظ ارشد علی	ڈپٹی جنرل سیکرٹری محمد اعجاز
جوائنٹ سیکرٹری محمد اسلم ٹیلر ماسٹر	سیکرٹری نشرواشاعت سید شبیر حسین شاہ بخاری	سیکرٹری ریسرچ محمد شبیر علی

اراکین۔ محمد محسن نقری۔ شیخ مقصود احمد۔ سہیل علی۔ عبدالرحمٰن بٹ۔ فصیح الرحمٰن بٹ

عبداللہ اعظم۔ عبداللہ جاوید رحمت۔ عدنان خلیل۔ علی رضا اسلم۔

Marfat.com

حالات وواقعات

حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند

رحمتہ اللہ علیہ

علامہ عالم فقری

طاہر ندیم بٹ چیئرمین

(امور علمیہ کمیٹی چاہ میراں لاہور)

Marfat.com

خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کی ذات گرامی کا شمار ان اولیاء میں ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے خصوصی فضل سے نوازا اور آپ پر اپنی رحمت کے دروازے کشادہ کیے۔ طریقت نقشبندیہ کا اجراء آپ ہی کی ذات اقدس سے ہوا اس لئے خواجگان نقشبند میں آپ کو منفرد حیثیت حاصل ہے۔ آپ زہد و تقویٰ میں یگانہ روزگار تھے۔

ولادت: حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۴ محرم ۷۲۱ھ مطابق ۱۳۲۱ء میں بمقام قصر عارفاں میں ہوئی۔ قصر عارفاں بخارا شہر کے قریب ہی ہے۔ یہ علاقہ روس کی آزاد ریاست ازبکستان میں ہے۔ تاریخ مشائخ نقشبند میں آپ کا سن ولادت ۷۲۸ھ مطابق ۱۳۲۸ء درج ہے۔ رشحات میں ولادت کا سال ۷۱۸ھ لکھا ہے جو خواجہ عزیزاں کی وفات کا سن ہے۔ اہل تحقیق کے نزدیک آپ کی ولادت اس سال میں ہی ہوئی۔

شجرۂ نسب: حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کا شجرہ نسب حسب ذیل ہے۔

خواجہ بہاء الدین محمد ابن سید محمد بخاری ابن امیر سید جلال الدین ابن امیر سید برہان الدین ابن امیر سید عبداللہ ابن امیر سید زین العابدین ابن امیر سید محمد قاسم ابن امیر سید شعبان ابن امیر سید برہان الدین قلیچ ابن امیر سید محمود رومی ابن امیر سید بلاق ابن امیر سید نقی صوفی ابن امیر سید فخر الدین ابن امیر سید محمود علی اکبر ابن امام حسن عسکری ابن امام علی نقی ابن امام تقی ابن امام علی موسیٰ رضا ابن امام موسیٰ کاظم ابن امام جعفر صادق ابن امام محمد باقر ابن امام زین العابدین ابن امام حسین ابن امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عنہم اجمعین۔

بشارت پیدائش: حضرت بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے پہلے حضرت خواجہ بابا محمد سماسی رحمۃ اللہ علیہ کوشک ہندوان سے گزرتے تو فرماتے اس خاک سے ایک مردِ خدا کی خوشبو آتی ہے اور بہت جلد یہ کوشکِ ہندوان قصر بن جائیگا جب یہ وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا کہ اب وہ خوشبو اور زیادہ ہوگئی ہے غالباً وہ مرد خدا پیدا ہوگیا ہے اس وقت حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت کو تین روز گذر چکے تھے۔ آپ کے جد امجد آپ کو حضرت خواجہ بابا قدس سرہ کی نظر کیمیا اثر میں لے کر حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ہمارا فرزند ہے اور ہم نے اس کو اپنی فرزندی میں قبول کیا ہے۔ پھر آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ یہ وہی مردِ خدا ہے جس کی خوشبو ہم نے سونگھی تھی اور عنقریب یہ لڑکا اپنے وقت کا مقتدا ہوگا۔ پھر آپ نے حضرت امیر کلال قدس سرہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ میرے فرزند بہاؤ الدین کی تربیت کرنے میں کسی قسم کی کمی نہ کرنا خوجہ امیر کلال قدس سرہ فوراً اُٹھ کر کھڑے ہوگئے اور نہایت ادب سے ہاتھ سینہ پر باندھ کر عرض کیا کہ میں ان کی تربیت کسی قسم کی کمی نہ کروں گا بلکہ ان کی تربیت انتہائی احسن طریقے سے کروں گا۔

آثار ولایت: بچپن ہی سے ولایت کے آثار اور کرامت و ہدایت کے انوار آپ کی پیشانی سے ظاہر و آشکارا تھے۔ چنانچہ آپ کی والدہ ماجدہ کا بیان ہے کہ میرا فرزند بہاء الدین چار سال ایک ماہ کا تھا۔ میرے پاس ایک گائے تھی جو حاملہ تھی۔ ایک روز میرے فرزند نے اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ کہ یہ گائے گوسالہ سفید پیشانی جنے گی۔ چنانچہ چند ماہ کے بعد قدرت حق تعالیٰ سے وہ گائے ویسا ہی گوسالہ جنی۔ جنہوں نے میرے فرزند کی بات سنی تھی وہ حیران ہوئے اور حضرت خواجہ محمد بابا کے نفس مبارک کا اثر ثابت ہوگیا۔

نسبت طریقت: بظاہر آپ کی روحانی نسبت حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے ہے لیکن اس نسبت کا بڑا حصہ بطریق اویسی براہ راست حضرت عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ

Marfat.com

علیہ سے ہے اسی لئے حضرت بابا سماسی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ کے طریقہ ذکر جہر کے برعکس آپ نے خواجہ غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ کے طریق پر ذکر خفی اختیار کیا۔ اپنی نوعمری میں کسی پر دلی میلان رکھتے تھے۔ ایک دن خلوت میں اس کے خیال میں مشغول تھے کہ اچانک کان میں آواز آئی کہ اے بہاء الدین کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تو سب کی طرف سے منہ پھیر کر ہماری طرف متوجہ ہو۔ یہ سن کر آپ بے قرار ہو گئے اور وہیں سے نکل کر اندھیری رات میں ایک نہر کے کنارے کپڑے دھوئے، غسل کیا اور کمال عاجزی سے دو رکعت نماز پڑھی۔ فرماتے تھے کہ مدت گزر گئی اس آرزو میں ہوں کہ ویسی نماز پھر پڑھوں مگر میسر نہیں ہوتی۔

خواجگان نقشبند میں حضرت محمد انجیر فغنوی رحمتہ اللہ علیہ سے ذکر جہر کا طریقہ شروع ہو گیا تھا۔ حضرت عزیزاں رحمتہ اللہ علیہ، حضرت سماسی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ ذکر جہر ہی کیا کرتے تھے۔ عام لوگوں میں یہ مشائخ ''علانیہ خواں'' کہلاتے تھے۔ مگر حضرت خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کا بہ طریق اویسی حضرت خواجہ غجدونی رحمتہ اللہ علیہ سے براہ راست رابطہ تھا اور ان کا طریقہ ذکر خفی کا تھا۔ چنانچہ آپ ہمیشہ ذکر خفی پر عمل پیرا رہے۔ جس وقت حضرت امیر رحمتہ اللہ علیہ کے اصحاب ذکر جہر شروع کرتے، آپ حلقہ سے اٹھ جاتے۔ یہ بات حضرت امیر کے مریدوں پر گراں گزرتی اور انہوں نے کئی مرتبہ مرشد سے شکایت کی اور کہا کہ بہاء الدین آپ کی اطاعت واتباع نہیں کرتے۔ اس کے باوجود حضرت امیر رحمتہ اللہ علیہ کی نظر التفات میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ بھی مرشد کے ادب میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے تھے اور آستان ارادت پر ہر وقت سر تسلیم خم رکھتے تھے۔

آخر ایک دن حضرت امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے تمام چھوٹے بڑے مریدوں کے مجمع کثیر اور جم غفیر میں جو تقریباً پانچ سو آدمی مسجد اور جماعت خانہ کی تعمیر کے لیے قریہ سوخار میں جمع ہوئے تھے ارشاد فرمایا کہ اے دوستو! میرے فرزند خواجہ

Marfat.com

بہاؤالدین کے بارے میں تم بدگمانی کرتے ہو تم نے اس کو پہچانا نہیں۔ ہمیشہ خدائے پاک کی نظر خاص اس کے شامل حال ہے اور خدا تعالیٰ کے بندوں کی نظر حق سبحانہ' کی نظر کے تابع ہے اور ان کے حال پر میرا زیادہ نظر کرنا میرے اختیار میں نہیں ہے۔ پھر آپ نے حضرت خواجہ کو طلب کر کے فرمایا کہ اے میرے فرزند بہاؤالدین میں حضرت خواجہ بابا سماسی رحمتہ اللہ علیہ قدس سرہ کی وصیت جو تمہاری بابت انہوں نے فرمائی تھی کہ جیسے میں نے تمہاری تعلیم و تربیت کرنا اور اس میں کچھ کمی نہ کرنا میں نے پوری پوری تعمیل کی۔ پھر آپ نے سینہ بے کینہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ میں نے تمہارے لئے اپنے پستان کو خشک کر دیا۔ اب تمہاری روحانیت کا مرغ بشریت کے انڈے سے باہر نکل گیا ہے۔ مگر تمہاری ہمت کا مرغ بہت بلند پرواز واقعہ ہوا ہے۔ اب تم کو اجازت ہے کہ جہان سے خوشبو تمہارے دماغ میں پہنچے ترک دتا جک سے طلب کرو اور اپنی ہمت کے مطابق طلب کرنے میں کوئی کمی اور کوتاہی نہ کرو۔

روحانی تربیت: ایک مرتبہ حضرت خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کیفیات کے بارے میں خود بیان فرمایا کہ اس زمانہ میں جذبات، غلبات اور بے قراری بہت بڑھ گئی تھی اور میں راتوں کو بخارا کے نواح میں مختلف مزاروں پر پھرا کرتا تھا۔ ایک رات اسی طرح حاضری دے رہا تھا۔ جس مزار پر پہنچتا، دیکھتا کہ چراغ تیل سے بھرا ہوا ہے مگر ٹمٹما رہا ہے۔ بتی کو ذرا اوپر اٹھانے کی ضرورت تھی تاکہ تیل سے باہر آجائے اور خوب روشن ہو جائے۔

پہلے میں خواجہ محمد واسع رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر پہنچا۔ وہاں سے اشارہ ہوا کہ خواجہ محمد انجیر فغنوی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر جانا چاہیے۔ جب وہاں پہنچا تو دو شخص آئے انہوں نے دو تلواریں میرے کمر پر باندھیں اور گھوڑے پر سوار کر کے اس کی باگ خواجہ مزداخن کے مزار کے جانب موڑ دی۔ میں رات کے آخری حصہ میں ان کے مزار پر پہنچا۔ وہاں بھی چراغ اور بتی کو اسی حالت میں پایا۔ میں نے بتی کو اوپر سرکا دیا اور قبلہ کی طرف متوجہ

Marfat.com

ہو کر بیٹھ گیا۔ اسی وقت مجھے غنودگی ہوئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ قبلہ کی جانب سے دیوار شق ہو گئی ہے۔ ایک تخت پر ایک بزرگ بیٹھے ہیں جن کے آگے سبز پردہ لٹکا ہوا ہے۔ اس تخت کے گرد ایک جماعت حاضر ہے۔ اس جماعت میں سے میں نے حضرت بابا سماسی رحمتہ اللہ علیہ کو پہچان لیا کیونکہ میں زندگی میں انہیں دیکھ چکا تھا۔ اس سے مجھے پتہ چل گیا کہ یہ گزرے ہوئے بزرگوں کی جماعت ہے۔ دل میں خیال آیا کہ معلوم کرنا چاہیے کہ سبز پردہ کے پیچھے تخت پر کون بزرگ بیٹھے ہیں۔ اتنے میں ایک شخص اٹھا اور اس نے بتایا کہ بزرگ حضرت عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ ہیں اور یہ جماعت ان کے خلفاء کی ہے۔ پھر اس شخص نے سب کے نام بتائے اور اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ احمد صدیق ہیں، یہ اولیاء کبیر ہیں، یہ عارف ریوگری ہیں، یہ محمود انجیر فغنوی ہیں، یہ علی رامیتنی ہیں اور یہ محمد بابا سماسی ہیں۔ پھر کہا کہ محمد بابا سماسی کو تم نے زندگی کی حالت میں دیکھا ہے۔ یہ تمہارے پیر ہیں اور انہوں نے تمہیں کلاہ عطا فرمائی ہے۔ میں نے کہا کہ ہاں انہیں پہچانتا ہوں۔ مگر کلاہ کا قصہ بہت پرانا ہے، مجھے یاد نہیں کہ کس جگہ رکھی ہے۔ اس نے کہا کہ کلاہ تمہارے گھر میں ہی ہے۔ تمہیں یہ کرامت عطا کی گئی ہے کہ جو بلا بھی ہو وہ تمہاری برکت سے دفع ہو جائے گی۔

اب اس جماعت نے مجھے کہا کہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ تم سے کچھ باتیں فرمائیں گے جو طریق سلوک کے حق میں ضروری ہیں اس لئے خوب غور سے سنو۔ میں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ حضرت خواجہ غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں سلام عرض کروں۔ چنانچہ سبز پردہ ہٹا دیا گیا اور میں نے حضرت خواجہ کو سلام کیا۔ آپ نے چند کلمات فرمائے جو سلوک کی ابتدا، وسط اور انتہا سے متعلق تھے۔ اس میں سے ایک یہ بات بھی تھی کہ تو نے چراغ تیل سے بھرے ہوئے دیکھے تھے، یہ تمہاری استعداد اور قابلیت کی بشارت تھی لیکن استعداد کی بتی کو حرکت دینا ضروری ہے تا کہ پوشیدہ اسرار ظاہر ہوں اور عمل باندازہ قابلیت کرنا چاہیے تا کہ مقصود حاصل ہو۔ پھر آپ نے اس بات

Marfat.com

کی سخت تاکید فرمائی کہ عزیمت وسنت پر عمل کرنا چاہیے اور رخصت وبدعت سے پرہیز کرنی چاہیے۔ ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث واخبار اور صحابہ کرام رحمتہ اللہ علیہ کے حالات کی تلاش میں رہنا چاہیے۔

حضرت خواجہ غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ کے ارشادات کے اختتام پر آپ کے خلفاء نے مجھے فرمایا کہ اس واقعہ کی صداقت کا ثبوت یہ ہے کہ تم مولانا شمس الدین ایکنوی کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ فلاں ترک نے سقا پر جو دعویٰ کر رکھا ہے اس میں ترک حق بجانب ہے مگر تم سقا کی رعایت کرتے ہو۔ اس سقا نے ایک عورت سے زنا کیا ہے جب وہ حاملہ ہوگئی تو حمل ساقط کر کے بچہ فلاں جگہ دفن کر دیا ہے۔ مولانا شمس الدین کو پیغام پہنچانے کے بعد اگلے روز نسف کی طرف حضرت امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں روانہ ہو جانا۔ راستے میں ایک جگہ جنگل میں بوڑھا آدمی تجھے ملے گا، وہ تمہیں ایک گرم روٹی دے گا، روٹی لے لینا مگر اس سے کوئی بات نہ کرنا۔ آگے چل کر ایک قافلہ ملے گا، اس سے آگے ایک سوار سامنے آئے گا۔ اسے نصیحت کرنا اور وہ تیرے ہاتھ پر توبہ کرے گا۔ حضرت عزیزاں رحمتہ اللہ علیہ کی کلاہ جو تمہارے پاس ہے اسے ساتھ لے جا کر حضرت امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کرنا۔ اس کے بعد اس جماعت نے مجھے ہلا دیا اور میں ہوش میں آ گیا۔

صبح ہوتے ہی میں جلدی سے اپنے گھر کو گیا اور اپنے گھر والوں سے کلاہ کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ مدت سے فلاں جگہ پڑی ہے۔ جب میں نے حضرت عزیزاں رحمتہ اللہ علیہ کی کلاہ دیکھی تو میری حالت دگرگوں ہوگئی اور میں بہت رویا۔ میں اسی وقت ایکنہ میں آیا اور صبح کی نماز مولانا شمس الدین کی مسجد میں ادا کی۔ نماز کے بعد مولانا سے سارا قصہ بیان کیا۔ سقا وہاں موجود تھا، اس نے ترک کے دعویٰ کی حقیقت سے صاف انکار کیا۔ میں نے کہا کہ اس کا ثبوت یہ ہے کہ تو نے ایک عورت سے زنا کیا، وہ حاملہ ہوئی تو تیرے کہنے پر اس کا اسقاط حمل کرایا گیا اور بچہ فلاں جگہ انگور کے

Marfat.com

نیچے دفن کر دیا گیا۔ اس نے اس سے بھی انکار کیا تو مولانا نے وہ جگہ کھدوائی اور بچہ موجود پایا۔ سقا معافی مانگنے لگا اور مولانا و حاضرین شدت تاثر سے رو پڑے۔

دوسرے دن صبح میں حسب حکم نسف جانے کے لئے تیار ہوا تو مولانا کہنے لگے کہ تم میں درد طلب موجود ہے۔ یہیں رُک جاؤ ہم تمہاری تربیت کریں گے۔ میں نے جواب دیا کہ میں دوسروں کا فرزند ہوں ایسا نہ ہو کہ آپ میرے منہ میں پستان تربیت دیں اور میں نہ چوسوں۔ اس پر مولانا خاموش ہو گئے اور جانے کی اجازت دے دی۔ میں نے دو آدمیوں سے اپنی کمر مضبوط بندھوائی اور روانہ ہو گیا۔ جنگل میں ایک بوڑھا آدمی ملا۔ اس نے مجھے گرم روٹی دی جو میں نے لے لی لیکن اس سے کوئی بات نہ کی۔ آگے چل کر ایک قافلہ ملا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کہاں سے آ رہے ہو۔ میں نے کہا ایکنہ سے۔ انہوں نے پوچھا کب چلے تھے۔ میں نے کہا: طلوع آفتاب کے وقت وہ چاشت کا وقت تھا۔ اہل قافلہ بہت حیران ہوئے کہ ہم تو اول شب چلے تھے اور چار فرسنگ کا فاصلہ طے کر کے اب یہاں پہنچے ہیں۔ آگے وہ سوار دیکھائی دیا۔ اس نے کہا کہ تم کون ہو کہ تمہاری صورت دیکھ کر مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ میں نے کہا کہ میں وہ ہوں جس کے ہاتھ پر تم توبہ کرو گے۔ وہ فوراً گھوڑے سے اُترا اور توبہ کی۔ اس کے پاس بہت سی شراب تھی جو اس نے زمین پر پھینک دی۔

اس سفر کے بعد حضرت خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ حضرت امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ آپ نے وہ کلاہ حضرت امیر رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے رکھی۔ انہوں نے تھوڑی توجہ کے بعد فرمایا کہ یہ کلاہ حضرت عزیزاں رحمتہ اللہ علیہ کی ہے۔ خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ نے اس کی تصدیق کی۔ حضرت امیر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کے بارے میں یہ اشارہ ہوا ہے کہ اسے دوسروں میں محفوظ رکھو چنانچہ خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ نے کلاہ واپس لے کر اس کی تعمیل کی۔ اب حضرت خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کی باقاعدہ روحانی تربیت شروع ہوئی۔ آپ نے حضرت امیر رحمتہ اللہ علیہ کی رہنمائی میں دن رات

Marfat.com

سخت محنت وریاضت کی۔ ہمہ وقت ذکراورنفی اثبات بطریق خفی میں مشغول رہتے تھے۔ حضرت خواجہ غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ کی ہدایت کے مطابق ہمیشہ عزیمت پر عمل کیا اور رخصت سے الگ رہے۔اس کے ساتھ آپ کو احادیث واخبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جستجو کا بھی حکم ہوا تھا اس لئے آپ علماء کی صحبت میں یہ علوم بھی حاصل کرتے رہے اوران پر عمل کر کے اپنے باطن میں اس کے اثرات کا مشاہدہ کرتے رہے۔آخرایک دن حضرت امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے میرے فرزند بہاء الدین! حضرت محمد بابا سماسی نے مجھے تمہاری تربیت کی وصیت فرمائی تھی چنانچہ میں نے اس وصیت کے مطابق تمہاری تربیت میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔اس کے بعد حضرت امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کواجازت مرحمت فرمائی۔

شیخ ترک سے حصول فیض: حضرت امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کواجازت دیتے وقت فرمایا تھا کہ ''تمہاری روحانیت کا مرغ بشریت کے بیضہ سے نکل آیا ہے مگر تمہاری ہمت کا مرغ بلند پرواز واقع ہوا ہے اس لئے ترک تا جک جس جگہ تمہاری ہمت کے موافق ملے اس کے حاصل کرنے میں کوتاہی نہ کرو''۔حضرت خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس دن سے میرے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ مجھے مشائخ ترک سے حصہ ملے۔ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ حکیم اتا رحمتہ اللہ علیہ جو کبار مشائخ ترک میں سے تھے، نے میرے لئے کسی درویش کی سفارش کی۔ میں نے اس درویش کی صورت دل میں بٹھالی۔آخرایک دن میں نے اسے بازار میں پہچان لیا۔ یہ خلیل اتا رحمتہ اللہ علیہ تھے۔اس وقت تو ان سے صحبت نہ ہوسکی مگر جب میں اپنے مقام پر واپس آیا تو ایک قاصد نے آکر پیغام دیا کہ درویش خلیل تمہیں بلاتے ہیں۔ میں فوراً کچھ ہدیہ لے کر پورے شوق کے ساتھ ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے چاہا کہ اپنا خواب ان سے بیان کروں مگر انہوں نے فرمایا کہ جو کچھ تمہارے دل میں ہے وہ مجھ پر عیاں ہے، کچھ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔اس سے میرے دل میں ان کی محبت وعقیدت میں مزید اضافہ

Marfat.com

ہوا۔ اس کی صحبت میں عجیب وغریب احوال مشاہدہ میں آئے۔ تھوڑے دنوں کے بعد وہ چلے گئے اور صحبت کا یہ سلسلہ وقتی طور پر منقطع ہو گیا۔

کچھ عرصہ بعد اچانک خبر ملی کہ وہ درویش ماوراء النہر کا بادشاہ بن گیا ہے اور اب وہ سلطان خلیل اللہ کہلاتا ہے۔ یہ واقعہ ۱۳۴۰ء میں پیش آیا۔ سلطان خلیل نے حضرت خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے پاس رکھ لیا حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سلطنت کے دوران بھی ان سے بڑے کمالات دیکھے۔ مجھ پر بڑی مہربانی کرتے اور آداب خدمت کی تعلیم کرتے اور یہ تعلیم مجھے اس راہ میں بھی بہت کام آئی۔ میں چھ سال ان کی خدمت میں رہا۔ مجلس عام میں آداب سلطنت ملحوظ رکھتا اور تنہائی میں ان کا محرم خاص تھا۔ اپنے دربار کے روبرو بارہا فرمایا کہ جو شخص محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے واسطے خدمت کرتا ہے وہ خلق میں بزرگ ہوتا ہے۔ مجھے معلوم ہوتا تھا کہ روئے سخن کس کی طرف ہے۔

۱۳۴۷ء میں سلطان خلیل کی سلطنت جاتی رہی اور وہ والی ہرات کے ہاتھ میں قید ہو گئے۔ اب حضرت خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ اپنے سابقہ انداز زندگی میں واپس آ گئے۔ تاہم یہ عرصہ کئی لحاظ سے اہم ہے۔ ایک یہ کہ حضرت خلیل اتا رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ یسویہ سے تعلق رکھتے تھے۔ یوں حضرت خواجہ اس تعلق کی بنا پر یسوی روایت کے بھی امین بن گئے۔ دوسرے یہ کہ سلاطین کے ذریعے خدمت خلق اور قیام عدل کی روایت سلسلہ نقشبندیہ میں مزید پختہ ہو گئی۔

صحبت حضرت عارف رحمتہ اللہ علیہ: حضرت خواجہ نقشبند سات سال تک مولانا عارف دیک کرانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے اور ان کی متابعت، تعظیم اور آداب بجالاتے رہے۔ چنانچہ وضو کے وقت نہر کے کنارے جب مولانا بیٹھتے تو خواجہ نقشبند نیچے کی طرف بیٹھ کر وضو کرنے کے لئے بیٹھتے اور چلتے وقت مولانا کے قدم پر قدم نہ رکھتے۔ بعد ازاں شیخ کی خدمت میں دو تین مہینے رہے۔ جب پہلی بار شیخ کی خدمت میں

Marfat.com

پہنچے تو اس وقت خربوزہ کھا رہے تھے۔ شیخ نے چھلکا آپ کی طرف پھینک دیا جسے آپ نے بطور تبرک کھالیا۔ اسی مجلس میں دو تین بار ایسا ہی وقوع پذیر ہوا۔ دریں اثنا شیخ کے خادم نے آ کر اطلاع دی کہ تین اونٹ اور چار گھوڑے گم ہو گئے ہیں۔ شیخ نے حضرت خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت خواجہ مراقب ہو کر متوجہ ہو گئے۔ نمازِ مغرب کے بعد خادم نے اطلاع دی کہ اونٹ اور گھوڑے خود بخود آ گئے ہیں۔

روحانی احوال: آپ نے فرمایا کہ ابتدائے جذبہ میں مجھے الہام ہوا کہ تو نے اس راستے میں جو قدم رکھا ہے، کیسے رکھا ہے۔ میں نے کہا کہ جو کچھ میں چاہوں، وہ ہو۔ جواب آیا کہ نہیں جو کچھ ہم کہیں، وہ کرو۔ میں نے کہا: مجھ میں اس کی طاقت نہیں۔ ہاں جو کچھ میں کہوں، اگر وہ ہو تو میں اس راستے میں قدم رکھوں ورنہ نہیں۔ اس کے بعد مجھ سے لاپرواہی کی گئی اور پندرہ روز تک میں بدحال اور میرا چشمہ فیض خشک رہا۔ جب مجھے نا امیدی ہونے لگی تو خطاب ہوا کہ اچھا جس طرح تم چاہتے ہو، رہو۔ ایک مرتبہ کم و بیش چھ ماہ تک فیض کی بندش (قبض) رہی اور آپ کو خیال ہوا کہ دولت باطنی میری قسمت میں نہیں۔ کوئی اور کام کرنا چاہیے۔ چنانچہ آپ اس ارادہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ راستے میں ایک مسجد آئی جس کے دروازے پر یہ شعر لکھا تھا:

اے دوست بیا کہ ما تر ائیم
بیگانہ مشو کہ آشنائیم

ترجمہ: اے دوست آ کہ ہم تیرے ہیں۔ بیگانہ مت ہو کہ ہم تو آشنا ہیں)۔

یہ شعر دیکھتے ہی آپ کی حالت غیر ہو گئی۔ حال کی کیفیت لوٹ آئی اور آپ مسجد کے کونے میں بیٹھ گئے۔

خواجہ خضر علیہ السلام سے ملاقات: حضرت خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک روز میں حضرت امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بخارا سے نسف جا رہا تھا کہ راستے میں خواجہ خضر علیہ السلام ایک سوار کی صورت میں نظر آئے۔ ہاتھ میں چرواہوں کی

Marfat.com

طرح بڑی لکڑی تھی اور سر پر ٹوپی پہنے ہوئے تھے۔ انہوں نے لکڑی سے مجھے مارا اور ترکی زبان میں کہا کہ تم نے گھوڑے دیکھے ہیں۔ میں نے ان سے کوئی بات نہ کی۔ انہوں نے کئی بار میرا راستہ روکا اور پریشان کیا۔ میں نے کہا کہ میں آپ کو جانتا ہوں، آپ خضر علیہ السلام ہیں۔ وہ رباط قراول تک میرے پیچھے آئے اور کہا ٹھہر جاؤ، کچھ دیر پاس بیٹھ کر بات کریں، مگر میں نے کوئی توجہ نہ دی، جب میں حضرت سید امیر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا تو دیکھتے ہی فرمایا کہ راستے میں خواجہ خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی مگر تم نے دھیان نہ دیا۔ میں نے کہا: جی ہاں۔ چونکہ آپ کی طرف متوجہ تھا اس لئے ان کی طرف دھیان نہ دے سکا۔

مقاماتِ روحانی کی سیر: فرمایا کہ روحانی منازل اور مقامات طے کرتے وقت شیخ منصور حلاج کی صفت دو دفعہ میرے وجود میں آئی۔ قریب تھا کہ جو الفاظ ان کے منہ سے نکلے، وہ میری زبان پر بھی آجاتے۔ بخارا میں ایک سولی تھی۔ میں دو دفعہ اس کے نیچے کھڑا ہوا اور اپنے آپ سے کہا کہ تیری جگہ یہی سولی ہے۔ تاہم خدا تعالیٰ کی عنایت سے میں اس مقام سے آگے گزر گیا۔

مجھے شیخ جنید رحمۃ اللہ علیہ، شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ کے مقامات کی سیر نصیب ہوئی اور میں وہاں پہنچا جہاں بزرگ پہنچے تھے یہاں تک کہ بارگاہ والی شان تک پہنچا اور سمجھ گیا کہ یہ بارگاہ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ جب حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ وہاں پہنچے تھے تو انہوں نے چاہا کہ وہ بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح وہاں کی سیر کریں۔ مگر ان کی پیشانی پر دست رد رکھا گیا۔ میں نے ایسی کوئی گستاخی نہ کی اور تعظیم آستانہء عزت پر رکھا اور راہ ادب اختیار کی اور اس مقام سے مستفیض ہوا۔

نقشبند: جس وقت آپ حضرت خواجہ مولانا زین الدین کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے تو صبح کی نماز کے بعد مولانا اورادِ جہر یہ میں مشغول ہوئے اور حضرت خواجہ بھی

Marfat.com

آ کر بیٹھ گئے مولانا نے فرمایا کہ اے خواجہ ہمارا نقش بھی باندھو، یعنی ہمارے حال پر توجہ فرمائیں۔ حضرت خواجہ نے بطور تواضع کے جواب دیا کہ ہم خود نقش بننے کے لئے آئے ہیں۔ اس کے بعد مولانا آپ کو مکان پر لائے اور آپ کی ضیافت کی اور دونوں کی باہم بڑی صحبت رہی تین دن تک آپ نے ان پر توجہ فرمائی۔ غالباً اسی روز سے آپ کا لقب نقشبند ہوا اور یہ بھی ممکن ہے کہ چونکہ آپ کی پہلی ہی صحبت میں ماسوا کا نقش سالک کے دل سے مٹ جاتا ہے۔ اس لئے آپ نقشبند کے لقب سے مشہور ہوئے ہوں اور چونکہ نقشبند صورت بنانے والا اور پیدا کنندہ کے معنی میں بھی آیا ہے، اس لئے کہ جس وقت صفتِ تکوین آپ کو عنایت ہوئی ممکن ہے کہ خطاب نقشبند بھی بارگاہ رب العزت سے آپ کو سرفراز ہوا ہو۔

پابندی صوم وصلوٰۃ: آپ پابند صوم وصلوٰۃ تھے آپ کے اعمال، اداءِ نوافل کے بارہ میں حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ میں اس طرح بیان کیا ہے، کہ آپ تہجد کی نماز بارہ رکعتیں چھ سلام سے پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ نماز حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض رہی ہے اور آخر میں نفل ہوگئی ہے اور بعض علماء نے کہا ہے کہ ہمیشہ فرض رہی نفل نہیں ہوئی اور مقام محمود کا وعدہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادائے نماز تہجد سے وابستہ تھا۔ جب آپ خواب سے بیدار ہوتے تھے تو وہ دعائیں جو بیداری کے وقت کے لئے مروی ہیں پڑھتے پھر تھوڑی دیر استغفار میں مشغول ہو جاتے اس کے بعد مراقبہ میں مصروف ہو جاتے اور اگر کچھ رات زیادہ باقی رہتی تو آپ قبلہ کی طرف منہ کر کے تکیہ لگا کر بیٹھ جاتے تھے۔ اس کے بعد نیا وضو کر کے صبح کی سنتیں اور فرض ادا کرتے اور وہ دعائیں پڑھتے جو مسجد کے راستہ اور مسجد میں داخل ہونے کے لئے مروی ہیں...... اس کے بعد مریدوں کے ساتھ مراقبہ میں مشغول ہوتے یہاں تک کہ آفتاب نکل آتا۔ اس وقت دو رکعت نماز ادا کرتے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ہمارا روزہ ماسوائے اللہ کی نفی ہے اور ہماری نماز کا نلک تراہ

Marfat.com

(خدا کا دیدار ہے) چنانچہ یہ رباعی آپ ہی کی ہے

تاروئے تو دیدہ ام من اے شمع طراز — نے کارکنم نہ روزہ دارم نہ نماز
جوں باتو بوم مجازِ من جملہ نماز — در بے تو برم نمازِ من جملہ مجاز

ترجمہ: جب سے میں نے تیرا دیدار کیا ہے نہ کوئی کام ہوسکتا ہے نہ صوم و صلوٰۃ کی ادائیگی تیرا دیدار ہی میری نماز ہے۔ جبکہ تیرے بغیر میری نماز بھی مجاز کے سوا کچھ نہیں۔

مولانا یعقوب چرخی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شہود کے حصول اور مقصود تک واصل ہو جانے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اس کی بارگاہ کے لائق کوئی عبادت ادا نہیں ہوسکتی بجوائے آیہ شریفہ ماقدر واللہ حق قدرہ (اورانہوں نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسی چاہیے تھی پ ۷ ع ۱۷) اس کی تعظیم کما حقہ، بجا نہیں لائی جاسکتی ہے۔

حج: آپ نے دو بار حج کیا۔ پہلے حج سے واپسی پر والی ہرات سے ملاقات ہوئی (جس کا حال آگے آئے گا)۔ دوسری بار حج کو روانہ ہوئے تو صرف مولانا زین الدین رحمتہ اللہ علیہ کی ملاقات کے لئے ہرات تشریف لے گئے۔ تین روز تک ان سے صحبت رہی۔ ایک روز صبح کی نماز کے بعد مولانا نے آپ سے کہا: ''برائے ما ہم اے خواجہ نقشبند'' (اے خواجہ ہمارے لئے بھی حقیقت کا نقش کھینچیں) آپ نے از روئے انکساری فرمایا: ''آمدیم تا نقش بریم'' (ہم اس لئے آئے ہیں کہ ماسواء اللہ کا نقش مٹا دیں) غالباً اسی روز سے آپ کا لقب نقشبند مشہور ہوا۔ فرمایا میں نے مکہ معظمہ میں دو آدمی دیکھے ایک نہایت پست ہمت اور ایک نہایت بلند ہمت۔ پست ہمت وہ کہ خانہ کعبہ کے دروازے پر ہاتھ رکھا تھا اور ایسی پاک جگہ خدا کے سوا کچھ اور مانگ رہا تھا اور بلند ہمت وہ جسے میں نے منیٰ میں دیکھا کہ پچاس ہزار دینار کی خرید و فروخت کی مگر اس کا دل ایک لمحہ کے لئے بھی خدا سے غافل نہ ہوا۔

والی ہرات سے ملاقات: امیر حسین غوری والی ہرات ایک نیک نفس اور پابند شرع

Marfat.com

حکمران تھا اور اولیاء اللہ کا بے حد قدر دان تھا۔ جب حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ پہلی بار حج سے واپسی پر خراسان کے شہر سرخس میں پہنچے تو ایک قاصد امیر حسین والی ہرات کا خط لے کر آیا جس میں لکھا تھا کہ مجھے آپ کی ملاقات کا بے حد اشتیاق ہے لیکن میرا حاضر ہونا مشکل ہے۔ خط پڑھ کر آپ کے دل میں آیا کہ واما السائل فلا تنھر (سائل کو جھڑکنا نہیں) اور واذا رایت لی طالبا فکن له خادما (جب تو میرا طالب دیکھے تو اس کا خادم بن جا)۔ آپ نے یہ بھی سوچا کہ بادشاہ کے سرخس آنے سے عوام کو تکلیف ہو گی۔ چنانچہ آپ ہرات روانہ ہو گئے۔ وہاں پہنچ کر استقبال و آداب کی رسومات کے بعد مجلس منعقد ہوئی۔ بادشاہ نے پوچھا کہ آپ کو بزرگی آباء واجداد سے ورثہ میں ملی ہے۔ آپ نے فرمایا: نہیں۔ جذبة من جذبات الحق توازی عمل الثقلین (جذبات حق میں سے ایک جذبہ جن وانس کے عمل کے برابر ہے) میں اسی جذبہ کے سبب اس سعادت سے مشرف ہو گیا۔ بادشاہ نے کہا کہ انہی باتوں کو درویشی کہتے ہیں اور وہ آپ میں نہیں۔ آپ نے فرمایا: جذبہ عنائت الٰہی مجھ پر پہنچا اور میں حضرت غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ کے طریقہ میں داخل ہوا۔ ان کے ہاں ان چیزوں میں سے کچھ نہ تھا۔ بادشاہ نے دریافت کیا کہ پھر ان کے ہاں کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ظاہر با خلق اور باطن با حق۔ بادشاہ نے تعجب سے پوچھا کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رجال لا تلھیھم تجارة ولا بیع عن ذکر الله (ایسے لوگ ہیں کہ جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے نہیں روکتی)۔ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت۔ ہمارے خواجگان کا اصول ہے خلوت در انجمن، سفر در وطن، ہوش در دم، نظر بر قدم۔ اس کے علاوہ ذکر جہر اور سماع سے جو حضور و ذوق ہوتا ہے، اسے قیام نہیں۔ اگر کوئی وقوف قلبی پر مداومت رکھے تو جذبہ پیدا ہوتا ہے اور جذبہ سے کام بن جاتا ہے۔ حقیقت ذکر خفی اور وقوف قلبی سے حاصل ہوتی ہے اور پھر ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ دل کو خبر نہیں ہوتی کہ ذکر میں مشغول ہے۔ کیونکہ بزرگوں کا قول ہے ان علم

Marfat.com

القلب انه ذاکر فاعلم انه غافل (اگر قلب کو معلوم ہو کہ وہ ذکر کر رہا ہے تو جان لے کہ وہ غافل ہے) اور آیت واذکر ربك فی نفسك تضرعا و خفیه (اپنے رب کو دل میں زاری اور خفیہ طور پر یاد کر)۔ بعض بزرگوں کا قول ہے۔: ذکر اللسان هذیان و ذکر القلب و سوسه (زبان کا ذکر ہذیان اور قلب کا ذکر وسوسہ ہے)

پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

دل را گفتم بیاد او شاد کنم گفت

چوں من ہمہ اوشدم کرا یاد کنم

(ترجمہ: میں نے دل سے کہا کہ اس کی یاد سے مجھے خوش کر تو اس نے کہا کہ جب میں تمام تر وہی ہو گیا ہوں تو کسے یاد کروں)

کچھ دیر بعد بادشاہ نے پوچھا کہ بعض کا قول ہے کہ ولایت نبوت سے افضل ہے۔ وہ کون سی ولایت ہے جو نبوت سے افضل ہے۔ آپ نے فرمایا: اسی نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہے۔

سلطان کی ایک دعوت میں آپ نے کھانا کھانے سے اجتناب کیا کیونکہ آپ کے خیال میں وہ مشکوک تھا۔

طریقہ نقشبندیہ: آپ فرماتے ہیں کہ ہمارا طریقہ نادر اور عروۃ وثقیٰ ہے سنت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بدرجۂ کمال اقتداء کرنا اور آثار صحابہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی پیروی کرنا اس راستہ میں ہم کو محض فضل سے لایا گیا ہے۔ آخر تک ہم اسی فضل حق سبحانہٗ کا مشاہدہ کرتے ہیں نہ اپنے عمل کا ہمارے طریقہ میں تھوڑے عمل سے بہت سی فتوحات ہیں۔ مگر اتباع کی رعایت بہت بزرگی والا کام ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے طریقہ سے جو رد کروانی کرے۔ اس کے دل کی خرابی کا اندیشہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہمارا طریقہ صحبت یعنی ملے جلے رہنے کا ہے کیونکہ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت ہے خیریت جمعیت میں ہے اور جمعیت صحبت میں ہے اور صحبت ایک دوسرے کی نفی میں

Marfat.com

ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے طریقہ میں یہ بھی ہے کہ سالک کونہیں جاننا چاہیے کہ وہ کس مقام میں ہے تاکہ یہ دانست اس کے راستہ کا حجاب نہ بنے۔ پیر کو چاہیے کہ طالب کے گزشتہ اور آئندہ حالات سے باخبر رہے۔تاکہ اس کے مطابق تربیت کر سکے۔شرائط طلب میں سے یہ امر بھی ہے کہ جب کبھی جن دوستان حق سبحانہٗ کی مصاحبت کا اتفاق ہو اپنے حال سے باخبر ہو اور اس وقت صحبت کو زمانہ گزشتہ سے موازنہ کرے اگر نقصان کی کمی اور کمال کی زیادتی اپنے اندر پائے تو بقول اس مقولہ کے کہ اچھی بات کو اختیار کرلو۔ اس کی صحبت کو اپنے اوپر فرض عین سمجھے۔

سالکین راہ حق خواطر شیطانی اور نفسانی کے دفع کرنے میں متفادت ہیں۔بعض ایسے ہیں کہ قبل اس کے کہ نفس اور شیطان ان کے دل پر اثر کرے اس کو دیکھ لیتے ہیں اور وہیں دفع کردیتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ جب خطرہ آتا ہے تو قرار پکڑنے سے پہلے اس کو دفع کردیتے ہیں اگر یہ زیادہ مفید بات نہیں ہے، اگر اس خطرہ کی پیدائش کے سبب کا ادراک اور اس کے دفع کی قوت پیدا کریں تو زیادہ مفید بات ہے۔خطرہ کا ادراک کر لینا۔حال کی تبدیل اور ایک صفت سے دوسری صفت کی طرف منتقل ہونا ایک دشوار امر ہے۔

خدا کی معرفت کے راستے جن سے عارفوں کو خدا کی معرفت حاصل ہے دوسرے ان سے محروم ہیں۔اس کے تین طریقے ہیں مراقبہ، مشاہدہ اور محاسبہ۔مراقبہ یہ ہے کہ خالق کی طرف ہر وقت دیکھتے رہنے کی وجہ سے مخلوق کی یاد کو بالکل بھول جانا مراقبہ کی مداومت نادر چیز ہے جس کو کما حقہ اس گروہ سے کم لوگوں نے حاصل فرمایا ہے اور میں نے اس کے حصول کے طریقہ کو معلوم کرلیا ہے اور وہ نفس کی مخالفت کرنا اور سنت کی مقابعت سے اور مشاہدہ واردات غیبی کے معائنہ کو کہتے ہیں جو سالک کے دل پر نزول کرتی ہیں۔چونکہ جلدی گزر جاتی ہیں اور قرار نہیں پکڑتی ہیں، اس لئے ان کا ادراک نہیں ہوسکتا، مگر وہ صفت جلال کا مشاہدہ کرتے ہیں، اور حالت بسط میں صفتِ جمال کا مطالعہ

Marfat.com

کرتے ہیں۔

اور محاسبہ یہ ہے کہ جو کچھ ہم پر گزرتا ہے ہم ہر گھڑی اس کا حساب کرتے ہیں کہ کس طرح گزر رہا ہے۔ اگر ہم دیکھتے ہیں کہ نقصان کی چیز ہے تو ہم اس سے بازگشت کرتے ہیں اور از سر نو عمل اختیار کرتے ہیں اگر دیکھتے ہیں کہ بہتر چیز ہے تو مشکور ہو کر ہم اس حال میں ٹھہر جاتے ہیں اور اس عمل میں کوشش کرتے ہیں۔

حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے مرشد حضرت خواجہ نقشبند کی نظر عنائیت کی برکتوں سے طالبوں کا یہ حال تھا کہ قدمِ اول میں سب کے سب سعادتِ مراقبہ سے مشرف ہو جاتے تھے۔ جب نظر عنائیت زیادہ ہوتی تو درجۂ عدم کو پہنچ جاتے۔ جب اس سے بھی زیادہ نظر عنائیت ہوتی تو مقامِ فنا کو پہنچ جاتے اور فانی از خود اور باقی بحق ہو جاتے۔ اس حال میں حضرت خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ یوں فرمایا کرتے کہ ہم تو دولتِ وصال کے واسطہ ہیں۔ ہم سے منقطع ہو کر مقصود حقیقی سے ملنا چاہئے اور اربابِ تکمیل و ایصال کا طریقہ یہ ہے کہ اس راستے کے بچوں کو طریقت کے گہوارے میں لٹاتے ہیں اور تربیت کے پستان سے دودھ پلاتے ہیں۔ یہاں تک کہ حد فصال کو پہنچ جاتے ہیں۔ اس کے بعد ان کا دودھ چھڑاتے ہیں اور بارگاہِ احدیت کا محرم بناتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ سے بلاواسطہ فیض حاصل کر سکیں۔

فقیری طریقہ: حضرت خواجہ بہاء الدین کا طرز عمل فقیری تھا کیوں کہ آپ ہمیشہ فقر کی تائید فرمایا کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ ہم نے جو کچھ پایا محبت فقر سے پایا ہے۔ آپ کے دولت خانہ میں موسمِ سرما میں خاشاکِ مسجد ہوا کرتا اور گرما میں پرانا بوریا۔ ہر چیز بالخصوص طعام میں حلال کی رعایت اور شبہات سے اجتناب میں نہایت احتیاط فرمایا کرتے تھے۔ اپنی مجلس میں ہمیشہ اس حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرمایا کرتے تھے۔

Marfat.com

ان العبادة عشرة اجزأ تسعة منها طلب الحلال و جزء واحد منها سائر العبادات

عبادت دس اجزاء ہیں جن میں سے نو طلب حلال ہیں اور ان میں سے ایک باقی عبادات ہیں۔

باوجود کمالِ فقر کے آپ میں ایثار اعلیٰ درجہ کا تھا۔ جو شخص آپ کی خدمت میں ہدیہ لاتا اتباع سنت کے طور پر آپ اسی قدر یا زیادہ اس کے ساتھ احسان کرتے۔ اگر کوئی دوست یا مہمان آپ کے درِ دولت پر حاضری دیتا تو پر تکلف کھانا کھلاتے۔ آپ کی بسر اوقات زراعت سے تھی۔ ہر سال کچھ جو اور کچھ ماش کاشت کرتے، تیاری زمین ،انتخابِ بیج اور بیلوں سے کام لینے میں بڑی احتیاط فرماتے۔ اکابر علماؤ مشائخ جو حاضر خدمت ہوتے آپ کا طعام بطور تبرک کھاتے تھے۔ آپ کا کوئی مکان ملکیتی نہ تھا، بطور عاریت رہا کرتے۔ آپ کے ہاں کوئی خادم یا خادمہ نہ تھی۔ جب وجہ دریافت کی گئی۔ تو فرمایا بندگی با خواجگی راست نمے آید۔ آپ فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں آیا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مبارک حجروں میں جو کا آٹا چھلنی سے نہ چھانا جاتا تھا۔ (صحیح بخاری۔ کتاب الاطعمہ) اس لئے چندروز ہمارے گھر میں جو کا آٹا بغیر چھانے پکتا رہا۔ تمام متعلقین وفرزندان بیمار ہو گئے۔ مجھے معلوم ہوا کہ اس کا باعث یہ تھا کہ اہلِ بیت رسالت کے ساتھ بے ادبی کی گئی ہے کیونکہ اس کھانے میں صورتِ مساوات کی تشبیہ پیدا ہو گئی ہے۔ بے شک متابعت کی بہت کوشش کرنی چاہیئے مگر حقیقت میں اپنے آپ کو ہر امر میں مقصر (قصوروار) خیال کرنا چاہیئے۔ بعد ازاں جو کا آٹا نہ پکایا گیا تمام تندرست ہو گئے۔

ہر کہ پے در پے رسول ﷺ نہاد   از ہمہ رہرواں بہ پیش افتاد

حضرت خواجہ اکثر و بیشتر کھانا پکاتے اور دستر خوان کی خدمت خود انجام دیتے تھے۔ درویشوں کو بالخصوص طعام کھانے کے وقت وقوف حضور (شعور وتمیز اور حاضری کی پابندی اور نگہداشت) کا حکم دیتے اور تاکید فرماتے۔ اگرچہ دستر خوان پر بڑا اجتماع

Marfat.com

ہوتا مگر جب ان میں کوئی غفلت سے لقمہ کھاتا تو آپ راہ لطف و کرم اسے نہ کھاتے اور نہ ہی درویشوں کو کھانے دیتے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت خواجہ صاحب، غدیوت میں تشریف فرما تھے۔ ایک درویش آپ کی خدمت میں کھانا لایا۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیں یہ کھانا نہ چاہئے کیونکہ غصہ کی حالت میں پکایا گیا ہے۔ آٹا چھاننے، خمیر کرنے اور پکانے کے وقت کسی میں غصہ رہا ہے۔

اگر کوئی شخص کفگیر (چمچہ) کو غصے یا کراہت کی حالت میں دیگ میں مارتا تو آپ اس کھانے کو نہ کھاتے اور فرماتے جو کام غضب و غفلت یا کراہت دوشواری سے کیا جائے اس میں خیر و برکت نہیں۔ کیونکہ اس میں نفس و شیطان کا دخل ہو جاتا ہے۔ اس سے اچھا نتیجہ کب پیدا ہو سکتا ہے۔ اعمال صالحہ اور افعال حسنہ کے صدور کی بنا پر طعام حلال ہے جو وقوف و آگاہی سے کھایا جائے۔ تمام اوقات بالخصوص نماز میں حضور اسی سے حاصل ہوتا ہے۔

ایک دن ایک شخص مچھلی پکا کر آپ کی خدمت میں لایا۔ اس وقت درویشوں کی جماعت بھی موجود تھی جن میں ایک جوان عابد و زاہد و روزہ دار تھا۔ آپ نے فرمایا کہ آؤ ہمارے ساتھ شریک ہو جاؤ۔ اس نے انکار کیا۔ تین بار فرمایا لیکن وہ انکار کرتا رہا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو کہ دور افتادہ ہے۔ بالآخر وہ جوان بوجہ بے ادبی سخت ذلیل و خوار ہو کر مرا۔

شادی: حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جب میری شادی کا زمانہ قریب آیا تو میرے جد بزرگوار نے مجھ کو حضرت بابا سماسی قدس سرہ کی خدمت میں بھیجا تا کہ آپ کی قدم بوسی کی برکت سے یہ کام انجام کو پہنچ جائے۔ جب میں آپ کی خدمت میں اٹھا اور آپ کی مسجد میں دو رکعت نماز پڑھی اور سر سجدہ میں رکھا۔ اس وقت میری زبان سے یہ نکلا۔ کہ اے خدا اپنی بلاؤں کے اٹھانے کی طاقت مجھ کو عطا فرما اور اپنی

Marfat.com

محبت کی محنت کی برداشت مجھ کو دے جب میں صبح کو حضرت بابا کی خدمت میں حاضر ہوا۔تو آپ نے فرمایا کہ اے فرزند یہ دعا کرنی چاہیے کہ اے خدا جو کچھ تیری مرضی ہو اس پر قائم رہنے کی اس بندہ ضعیف کو اپنے فضل و کرم سے توفیق عطا کر اور خدائے بزرگ و برتر کی مرضی بھی یہی ہے کہ بندہ بلاؤں میں مبتلا نہ ہو۔اگر اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے اپنے کسی دوست پر کوئی بلا نازل کرتا ہے تو اس کو برداشت کی طاقت بھی عطا فرماتا ہے اور اس کی مصلحت کو بھی ظاہر کر دیتا ہے اپنی خواہش سے بلا کو طلب کرنا مشکل ہے۔اس لئے گستاخی نہیں کرنی چاہیے۔

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جس روز حضرت بابا میری دعوت کو قبول فرما کر میرے مکان کو تشریف لے چلے پہلے اپنے گھر سے کھانا طلب فرما کر تناول کیا اور ایک روٹی مجھے عطا فرمائی میرے دل میں خیال گذرا کہ یہاں سیر ہو کر کھانا کھالیا ہے اور ابھی تھوڑی دیر میں ہم مکان پر پہنچ جائیں گے۔یہ روٹی کو حفاظت سے رکھو کام آئیگی۔میں نے اس کو حفاظت سے رکھ لیا۔آپ روانہ ہوئے اور میں نہایت نیاز مندی کے ساتھ آپ کے ہمراہ ہو گیا۔اثنا راہ میں میرے باطن میں کوئی کمی یا خطرہ پیدا ہوتا تو آپ فرماتے کہ باطن کی حفاظت کر حب آپ باغ جوی مولیاں میں جاتے تو ایک عقیدت مند کے مکان پر آپ ٹھہرا کرتے تھے۔اس بار بھی اپنی سابقہ عادت کے مطابق وہاں تشریف فرما ہوئے۔اس مخلص نے نہایت بشاشت اور نیاز مندی کا مظاہرہ کیا۔ آپ نے قیام فرمایا تو گھر والی بڑھیا کو بیقرار پایا کہ کبھی باہر جاتی ہے اور کبھی اندر۔آپ نے فرمایا صحیح صحیح حال بیان کر! اس نے عرض کیا کہ دودھ کی بلائی تو اس وقت موجود ہے روٹی نہیں ہے۔ہر چند جستجو کر رہی ہوں دستیاب نہیں ہوتی۔تاکہ روٹی اور دودھ آپ کی خدمت میں حاضر کرسکوں۔آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ وہ روٹی دو کہ اس نیاز مند کا دل مطمئن ہو۔اے فرزند تم نے دیکھا کہ بالآخر وہ روٹی کام آئی۔

Marfat.com

کرامات وواقعات

آپ بہت صاحب کرامت بزرگ تھے آپ کی کرامات حسب ذیل ہیں:

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کی سیف زبانی: حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کا فرمان ہے کہ ایک مرتبہ میں محمد زاہد کے ساتھ صحرا کی طرف نکل گیا محمد زاہد آپ کا مرید تھا کام کاج کے لئے ہمارے پاس کچھ چیزیں تھیں مگر ایک دن ایسی حالت طاری ہوئی کہ ہم نے وہ تمام چیزیں پھینک دیں اور معرفت کے موضوع پر گفتگو کرنے لگ گئے۔ گفتگو چلتے چلتے اس نکتہ پر آ پہنچی کہ عبودیت کیا ہوتی ہے؟ میں نے اپنے مرید صادق سے کہا کہ عبودیت کی انتہا یہ ہے کہ جب عبودیت کا تاج پہننے والا کہہ دے مرجا تو وہ فوراً مر جائے۔ پھر ہوا یوں کہ چونکہ میں نے محمد زاہد کو یہ فقرہ کہا تھا کہ "مرجا" لہٰذا وہ اسی وقت مر گیا۔ چاشت سے لے کر دوپہر تک پڑا رہا۔ موسم سخت گرم تھا۔ مجھے بہت قلق ہوا حیرانی کی انتہا نہ رہی وہاں اس کے قریب ہی ایک سایہ میں آ کر عالم حیرانی میں ڈوبا بیٹھ گیا۔ دوبارہ اس کے پاس آیا تو دیکھا کہ سخت گرمی کی وجہ سے اس کا جسم تغیر پذیر ہو چکا ہے۔ مجھے بہت دکھ ہوا۔ اس وقت میرے دل میں القا ہوا کہ اسے کہہ دیں اے محمد! اب زندہ ہو جا۔ میں نے یہ کلمہ تین دفعہ کہا تو اس کے جسم میں زندگی آہستہ آہستہ رینگنے لگی۔ میں یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ بالکل پہلے حال پر آ گیا۔

میں جب صحرا سے واپس آیا تو حضرت سید کلال کے سامنے سارا واقعہ عرض کر دیا۔ جب میں نے کہا کہ وہ مر گیا اور میں حیرت زدہ ہو گیا تو مجھے فرمانے لگے میرے بیٹے! تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ زندہ ہو جا؟ میں نے عرض کیا حضور! جب مجھے یہ کہنے کا الہام ہوا تو میں نے کہہ دیا اور پھر وہ زندہ ہو گیا۔

مرشد کی بے ادبی کا انجام: سیدنا امیر کلال قدس اللہ سرہ کے ایک جلیل القدر خلیفہ شیخ

Marfat.com

عارف دیکرانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک دن قصر عارفاں میں حضرت شیخ بہاء الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے۔ جب ہم بخارا واپس لوٹے تو وہاں کے فقراء کا ایک گروہ ہمارے ساتھ تھا، اس میں سے ایک نے حضرت بہاء الدین کے حق میں زبان درازی کی۔ ہم نے اسے روکا اور کہا کہ تو آپ سے واقف نہیں ہے۔ لہٰذا تجھے اولیاء اللہ کے ساتھ بدظنی اور بے ادبی اختیار نہیں کرنی چاہیے۔ مگر وہ باز نہ آیا۔ وفعتہً ایک بھڑ آئی اور اس کے منہ میں داخل ہو کر کاٹنے لگ گئی اسے شدید درد ہوا۔ صبر و سکون جاتا رہا۔ ہم نے اسے کہا یہ حضرت شیخ کی بے ادبی کا صلہ ہے۔ وہ بہت رویا پھر توبہ کر کے رجوع کیا اور فوراً ٹھیک ہو گیا۔

صاحب قبر سے سلام کہنے کا جواب ملا: حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہٗ نقل کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ حضرت معشوق طوسی قدس سرہ کے مزار کی زیارت کے لیے طوس تشریف لائے۔ جب آپ ان کے مزار پر پہنچے تو فرمایا السلام علیک یا معشوق طوسی! تم اچھے ہو۔" ان کی قبر سے آواز آئی" وعلیک السلام یا خواجہ بہاء الدین نقش بند! ہم اچھے ہیں۔" درویشوں کی ایک جماعت نے جو حضرت خواجہ کے ہمراہ تھی۔ اس کلام کو سنا اور منکرینِ خواجہ نے اس کرامت کو دیکھ کر حضرت خواجہ کی ولایت کا اعتراف اور اقرار کیا۔

شاہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کا بلند مقام: حضرت شیخ عبداللہ خوجندی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضور سے میری صحبت کا سبب یہ تھا کہ کئی سال پہلے خوجند میں مجھے ایک جلا دینے والی محبت کی جان نے اپنی گرفت میں لے لیا میرا اقرار جاتا رہا اور طریقِ سلوک میں داخل ہونے کی پیاس نے شدت اختیار کر لی میں جدھر منہ آیا خوجند سے نکل کھڑا ہوا اور ترمذ پہنچ گیا۔ عارف کبیر حضرت محمد بن علی حکیم ترمذی قدس سرہ کے مزار پر اسی اضطراب و قلق میں حاضر ہوا۔ پھر نہر جیحون کے کنارے واقع مسجد میں آ کر سو گیا۔ میں نے دو پر ہیبت بزرگوں کو خواب میں دیکھا ان میں سے ایک نے فرمایا کیا تو ہمیں پہچانتا ہے؟ میں

Marfat.com

نے کہا یہ محمد بن علی ترمذی رحمتہ اللہ علیہ اور یہ خضر علیہ السلام ہیں۔ اپنی جان کو تکلیف میں نہ ڈال اور مضطرب نہ ہو۔ ابھی آپ کی مراد کا وقت نہیں آیا بارہ سالوں کے بعد تجھے بخارا میں اپنے دور کے قطب شیخ بہاء الدین نقشبند کے ہاتھوں یہ مراد ملے گی۔ جب میں جاگا تو میرا اضطراب ختم ہو چکا تھا۔ میں واپس خوجند آ گیا۔ پھر میں ایک دن بازار میں چل رہا تھا تو مجھے دو ترک ملے۔ وہ مسجد میں چلے گئے۔ میں بھی ان کے پیچھے وہاں پہنچا۔ وہ بیٹھ کر باتیں کرنے لگے میں نے ان کی بات کان لگا کر سنی وہ احوال طریق پر گفتگو کر رہے تھے۔ میرا دل ان کی طرف مائل ہوا۔ میں جلدی جلدی ان کے لیے کھانا لایا۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس کے دل میں محبت کی آگ بھڑک رہی ہے۔ مناسب یہ ہے کہ یہ ہمارے بیٹے شیخ اسحاق کی خدمت میں رہے۔ یہ سن کر میں نے ان سے شیخ اسحاق کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ خوجند کے نواح میں رہتے ہیں میں اسی وقت ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے مجھ سے بہت اچھا سلوک کیا۔ ان کا ایک نہایت اخلاص کا پتلا صاحبزادہ بھی تھا۔ ان کے صاحبزادے نے ایک دن میرے بارے میں عرض کیا کہ یہ ارادت کیش کبیدہ خاطر ہے۔ ازراہِ کرم آپ اسے منتخب فرما کر اپنی صحبت میں رکھ لیں۔ حضرت اسحاق یہ سن کر رو پڑے اور کہنے لگے بیٹا جی یہ تو حضرت شیخ بہاء الدین کی اولاد میں شامل ہے۔ میں اس پر اپنا حکم نافذ نہیں کر سکتا۔ میں اب خوجند واپس آ گیا اور اس اشارے کے ظہور کے وقت کا انتظار کرنے لگا۔ کچھ مدت گزری تو بے ساختہ بخارا کی طرف کھینچنے لگا۔ مجھے اسے روکنے کا یارا نہ رہا میں بخارا کی طرف چل دیا۔ جب وہاں پہنچا تو حضرت شیخ نقشبند کے درِ دولت پر حاضری دی۔ جونہی زیارت کے لئے پہنچا، فرمانے لگے، عبداللہ خوجندی! اب تو تمہیں انس نے پا لیا۔ بارہ سالوں میں صرف تین دن باقی ہیں۔ یہ اشارہ پا کر میں عجیب حال میں کھو گیا۔ ان کی محبت کی سعادت بھری صبح میرے دل کے افق پر طلوع ہو پڑی مگر حاضرین نے حضور کریم کا یہ اشارہ نہیں سمجھا تھا۔ وہ مجھ سے پوچھنے لگے جب میں نے انہیں خبر کا ذائقہ چکھایا تو

Marfat.com

شادابی و سرور میں کھو گئے۔ حضرت نے مجھ پر بڑی عنایت فرمائی اور مجھے اپنی غلامی کے شرف سے معزز فرمایا۔

آٹے میں برکت: حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کے ایک خادم بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ قدس سرہ میری ملاقات کو تشریف لائے۔ میں بہت شرمندہ ہوا کیونکہ میرے پاس آٹا تک نہ تھا۔ میں آٹے کا ایک تھیلا لے آیا۔ مجھے فرمایا کہ اس آٹے سے گوندھتے رہو، اور کسی کو اس کی کمی بیشی کی اطلاع نہ دو۔ آپ دس ماہ تک میرے پاس قیام پذیر رہے۔ مرید اور دوست آپ کی زیارت کے لیے میرے گھر مسلسل آتے رہے اور ہم اسی آٹے سے آٹا لے کر انہیں روٹی کھلاتے رہے اور وہ بدستور پورے کا پورا رہا۔ پھر میں نے یہ راز حضرت کے حکم کے برخلاف اہل خانہ کو بتا دیا برکت جاتی رہی اور تھوڑے ہی وقت میں آٹا ختم ہو گیا اس وجہ سے آپ کی کامل ولایت اور عظیم کرامت پر میرا پختہ یقین ہو گیا۔

ہیبت اور جلال کا اثر: ایک مرتبہ ایک درویش حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت میں آیا اور حضرت کے قدموں پر گر پڑا۔ حضرت نے اس کے حال پر توجہ نہ فرمائی اور فرمایا کہ ماخان کے لوگوں کو تیری وجہ سے نقصان پہنچا اور تو بغیر ہماری اجازت کے وہاں سے آیا ہے۔ آپ نے ہیبت اور جلال کے ساتھ اس کی طرف نظر کی۔ اس بزرگ کی حالت متغیر ہو گئی اور وہ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا اور اس کی سانس کی آمد و رفت رک گئی۔ حاضرین میں سے کس کو بھی اس کی سفارش کی مجال نہ تھی آخر کار سب لوگ حضرت خواجہ کے والد بزرگوار کی خدمت میں گئے اور وہ بہت احتیاط کے ساتھ حضرت خواجہ کی خدمت میں گئے اور کہا کہ سب درویش اس کی خطاؤں کی معافی چاہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ جب تک وہ آفاق میں نہ جائے گا اور لوگوں کو راضی نہ کرے گا اور وہ اس کی ایذا رسانی سے رہائی نہ پائیں گے۔ اس وقت تک اس شخص کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ پھر حضرت نے اس کے سینہ پر قدم مبارک رکھا اور کہا کہ اٹھ، وہ فوراً ہوش

Marfat.com

میں آ گیا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

ایک خدمت گار کا واقعہ: حضرت شاہِ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کے ایک مرید کہتے ہیں کہ میری آپ سے محبت وصحبت کا سبب یہ تھا کہ میں ایک دن بخارا کے ایک بازار میں اپنی دکان پر تھا آپ وہاں تشریف لائے اور دکان پر بیٹھ گئے۔ حضرت ابو یزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کے کچھ مناقب بیان فرماتے ہوئے کہا کہ ابو یزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ اپنی ایک منقبت خود یوں بیان کرتے ہیں کہ اگر میرے کپڑے کا کنارہ کسی کو لگ جائے تو وہ میرا محبّ اور دلدارہ بن جاتا ہے اور میرے پیچھے پیچھے چلنے لگ جاتا ہے۔

میں (حضرت نقشبند رحمتہ اللہ علیہ) کہتا ہوں اگر میں اپنی آستین ہلا دوں تو سب بخارا کے رہنے والوں کو بڑے چھوٹے کے امتیاز کے بغیر اپنا والہ وشیدا بنا دوں۔ وہ گھر بار اور دکانیں چھوڑ کر میرے پیچھے چلنے لگ جائیں۔

آپ نے اپنا مبارک ہاتھ آستین پر رکھا اور اس حالت میں میری نگاہ آپ کے آستین پر پڑ گئی۔ پھر کیا تھا حال ووجد نے مجھے آلیا۔ خود فراموشی طاری ہو گئی اور عرصہ دراز تک یہی حال رہا۔ جب آرام آیا تو آپ کی محبت پوری قوت سے مجھ پر چھا گئی۔ میں نے گھر بار اور دکان کو چھوڑ کر آپ کی خدمت اپنا لی۔

بہتے پانی سے تربوز مل گیا: شیخ محمد زاہد رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ دورانِ سلوک فصل ربیع میں مَیں حضور کی خدمت عالیہ میں بیٹھا تھا میرے جی نے تربوز کھانا چاہا۔ میں نے حضرت سے تربوز مانگا۔ ہمارے قریب ہی پانی بہتا تھا۔ فرمانے لگے اس پانی پر جاؤ۔ میں وہاں گیا تو پانی میں ایک تربوز پایا جو بالکل اسی وقت تازہ تازہ توڑا گیا تھا۔ حضور کی ذاتِ اقدس پر مجھے پورا اعتقاد ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی برکات سے ہمیں نفع فرمائے۔

روحانی توجہ کا اثر: شیخ علاء الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ جب ماوراء النہر کا بادشاہ سلطان عبداللہ فرغز بخارا آیا تو بخارا کے نواح میں لوگوں کو ساتھ لے کر شکار کا پروگرام بنایا حضرت شاہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ بخارا کے کسی گاؤں میں رونق افروز تھے۔

Marfat.com

جب اس گاؤں کے لوگ بھی شکار کے لئے نکلے تو حضرت بھی ان کے ساتھ تشریف لے گئے لوگ شکار کے شغل میں مصروف ہو گئے اور حضرتِ گرامی لوگوں کے قریب ہی ایک پہاڑی پر چڑھے اور اپنے کپڑوں کو پیوند لگانے لگے۔ اس وقت آپ کے دل میں یہ خیال گزرا کہ اولیائے کرام کی عزت ذاتِ ربانی کی وجہ سے ہے۔ اسی لیے تو بادشاہ ان کے آستانوں پر سر جھکا دیا کرتے ہیں۔ ابھی یہ خیال پورا بھی نہیں ہوا تھا، کہ شاہی لباس سے مزین ایک سوار آپ کی طرف بڑھنے لگا۔ آپ کے قریب آ کر وہ گھوڑے سے اُتر کر پیدل چلنے لگا۔ بیحد تعظیم اور لا انتہا عاجزی سے آپ کے سامنے آ کر مودبانہ سلام پیش کیا اور ایک ساعت تک شدید دھوپ میں باادب کھڑا رہا۔ حضرت نے اب سر مبارک اٹھایا اور فرمانے لگے کس شغل میں مصروف تھے کہنے لگا حضور! شکار کے شغل میں تھا، پھر مجھے یوں محسوس ہوا کہ میں بے اختیار اس سمت کھینچ لیا گیا ہوں۔ جب یہاں پہنچا تو آپ پر نگاہ پڑی اور دل بے قابو ہو کر آپ کی طرف جھکا۔ پھر آپ کے سامنے مسکینی اور عاجزی کی انتہا کر دی اور آپ سے طالبِ امداد ہوا۔ حضرت قدس سرہ نے فرمایا کہ میرا خیال چھوڑ دو میں تو ایک فقیر آدمی ہوں۔ میں اس گاؤں میں تھا۔ عبداللہ فرغز لوگوں کو شکار کے لئے لے چلا تو میں بھی ان کے ساتھ آ گیا۔ چونکہ میں شکار کے لیے موزوں نہ تھا اس لیے ادھر آ گیا ہوں اس نے التجا کی۔ لیکن حضور! مجھے تو آپ نے شکار کر لیا ہے۔ حضرت بھی چلتے رہے اور وہ بھی بڑی عاجزی سے پیچھے پیچھے چلتا رہا۔ حضرت شیخ نے اسے ہیبت و جلال کی نظر سے دیکھا وہ جہاں تھا وہیں رُک گیا اور اس کے بعد بالکل آپ کے پیچھے نہ چل سکا۔

ذخیرہ اندوزی کی ممانعت: شیخ شادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب مجھے حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی محبت کی سعادت ملی تو خرچ اور ایثار میرے لیے آسان ہو گئے۔ ایک دن میرے پاس سو دینار تھے گھر والوں کا خیال تھا کہ انہیں جمع رکھا جائے۔ میں بھی ضعفِ یقین کی وجہ سے ان کا ہمنوا بن گیا۔ میں پھر بخارا گیا اور وہاں سے میں نے موزہ

Marfat.com

اور کچھ اور سامان خریدا۔ پھر حضرت کی زیارت کے لیے چل پڑا۔ جب میں قصرِ عارفاں حضرت کی خدمت میں پہنچا تو فرمایا تم بخارا کیوں گئے تھے؟ میں نے عرض کیا حضور ایک کام درپیش تھا، فرمانے لگے وہ موزہ مجھے دو اور جو باقی چیزیں خریدی ہیں وہ بھی پیش کرو۔ میں نے فوراً سب کچھ پیش کر دیا۔ حکم ہوا کہ سو دینار سے جو کچھ بچا ہے وہ بھی لاؤ۔ میں نے وہ بھی پیش کر دیا۔ آپ نے مجھ پر نگاہ ڈالی اور فرمایا اگر میں چاہوں تو اللہ تعالیٰ کی قوت سے پہاڑ تمہارے لیے سونا بنا دوں۔ لیکن ہمارے لیے اس عالم فنا میں ان چیزوں کی طرف متوجہ ہونا مناسب نہیں ہے کیونکہ ہماری جماعت کی نظریں اس دنیا سے باہر لگی ہوئی ہیں تم ذخیرہ اندوزی کیوں کرتے ہو جبکہ تمھیں پتہ ہے کہ تمہارے لیے ہے اس سے کچھ بھی کم نہ ہوگا۔ میں نصیحت کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی ایسا نہ کرنا۔

طلب بارانِ رحمت: ایک دفعہ نسف میں امساکِ باراں ہوا۔ حضرت بہاء الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کے مخلصین نے جو اس زمانہ میں وہاں موجود تھے۔ ایک درویش کو حضرت کی خدمت میں بھیجا۔ اس درویش کو دیکھتے ہی حضرت نے فرمایا کہ اصحابِ نسف خیریت سے ہیں اور انھوں نے طلب باراں کے لیے تمھیں ہمارے پاس بھیجا ہے۔

درویش نے کہا کہ ہاں! حضرت نے فرمایا کہ ہم تمہارے لیے اس دفعہ بخارا سے پانی بھیجتے ہیں۔ پھر آپ نے اس درویش کو تھوڑی دیر ٹھہرنے کے لیے ارشاد فرمایا، تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ ابر کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا اور پھیل کر برسنے لگا۔ دن بھر برستا رہا۔ دوسرے دن آپ نے ان کو جانے کی اجازت دے دی اور وہ بارش کے دوران ہی نسف روانہ ہوئے۔ یہ بارش تین رات دن تک مسلسل ہوتی رہی۔ حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کی اس کرامت سے تمام ملک سیراب ہو گیا۔

فرشتوں کا نماز میں مشغول ہونا: شیخ علاء الدین کہتے ہیں کہ ایک دن بادل چھائے ہوئے تھے۔ میں حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ مجھے فرمانے لگے کیا ظہر کا وقت ہو گیا ہے؟ میں نے عرض کیا جی نہیں فرمانے لگے آسمان کی طرف

Marfat.com

دیکھیے۔ میں نے آسمان پر نگاہ ڈالی تو کوئی بھی بادل کا پردہ نگاہ کے سامنے حائل نہ ہوا اور میں نے دیکھا کہ فرشتے نماز ظہر میں مشغول ہیں۔ ارشاد فرمایا تمھارا کیا خیال ہے کی نماز کا وقت ہو گیا۔ میں اپنی بات سے نادم ہوا اور استغفار پڑھی۔ کافی دنوں تک میں اپنی اس بات کا بوجھ محسوس کرتا رہا۔

دشمن کی فوج سے نجات: صحرا قیچاق کی فوج نے بخارا شہر کا محاصرہ کر لیا۔ لوگوں پر مصیبت ٹوٹ پڑی۔ بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے۔ امیر بخارا نے اپنے خاص لوگوں سے ایک گروہ حضرت شاہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا کہ اب ہم کلی طور پر دشمن کے مقابلے سے عاجز آ گئے ہیں۔ ہماری تدبیریں خاک میں مل گئی ہیں اور سب اسباب کے رشتے ٹوٹ گئے ہیں آپ کی ذات کے بغیر اب ایسی کوئی جائے پناہ نہیں جو ان ظالموں سے ہمیں، بچا سکے۔ آپ اللہ کریم کے سامنے تضرع وزاری کریں تا کہ وہ ذات پاک ان کے ہاتھوں سے مسلمانوں کو بچائے، یہی تو مدد اور ہاتھ پکڑنے کا وقت ہے حضرت نے وفد کو فرمایا ہم ذاتِ یکتا کے سامنے عاجزی وزاری کریں گے۔ پھر دیکھتے ہیں کہ رب العزت جل مجدہ کیا فیصلہ صادر فرماتے ہیں۔ صبح ہوئی تو آپ نے وفد سے فرمایا کہ مجھے چھ دنوں کے بعد اس بلا سے نجات کی بشارت دے دی گئی ہے۔ تم جاؤ اور اپنے امیر کو اطلاع کر دو کہ بخارا والے یہ خبر سن کر بہت خوش ہوئے پھر آپ کے ارشاد کے مطابق ہی ہوا۔ چھ دنوں کے بعد دشمن کی فوج نے شہر کا محاصرہ توڑ دیا اور سب کے سب وہاں سے چلے گئے۔

رجال غیب: حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کے ایک خادم سے مروی ہے کہ مجھے آپ نے ایک دن کسی کام کے لیے بھیجا۔ واپسی پر میں نے مریدوں کو اس باغ میں کھڑے پایا جس میں اب آپ کا مزار شریف ہے۔ مریدوں کے پاس گنٹیاں اور زنبیلیں تھیں مجھے بہت ڈر لگا اور مجھے سردی کا بخار ہو گیا۔ کچھ دیر بعد حضرت گھر سے تشریف لائے اور فرمایا تم کچھ بدلے بدلے سے ہو۔ میں نے عرض کی جب یہاں پہنچا ہوں تو مجھ پر خوف طاری ہو گیا ہے لیکن اس خوف کا سبب مجھے معلوم نہیں ہے۔ فرمانے لگے امیر حسن سے پوچھو۔ میں نے

Marfat.com

پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ اس کا سبب یہ ہے کہ باقی سب مرید صبح سے مٹی اٹھانے کے لیے آئے ہوئے ہیں مگر تم ان میں موجود نہ تھے۔ پھر حضرت کھانا پکوانے کے لیے گھر تشریف لے گئے تا کہ مریدوں کو کھلا سکیں کچھ ہی دیر کے بعد ایک نوجوان آپ کے دولت خانہ کی طرف سے ہماری طرف آیا۔ وہ ہوا میں اُڑتا ہوا آ رہا تھا اور پرندوں کی طرح ایک جگہ سے دوسری جگہ پھڑکتا جا رہا تھا۔ ہمارے قریب آیا تو اسی طرح اُڑتا ہوا ہمارے سروں کے اوپر سے گزر گیا۔ ہم سب اسے دیکھتے رہے۔ ہم نے ارادہ کر لیا کہ ہم اسے اپنے کام پر ترجیح دیتے ہوئے اُڑتا دیکھتے رہیں گے۔ ہم اسی حال میں محو تھے کہ حضرت شیخ اپنے گھر سے نکلے اور ہمیں اشارہ فرمایا اسی طرح میرے آنے تک ٹھہرے رہنا۔ آپ کے ارشاد سے ہم پر بہت زیادہ رعب طاری ہو گیا۔ جب آپ تشریف لائے اور ہمارا حال دیکھا تو میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا یہ حال جو تم پر پہلے طاری ہوا تھا اب ان پر پلٹ گیا ہے (یعنی جب آیا تو تُو خوفزدہ تھا اور اب یہ سب لوگ خوفزدہ ہیں) اس کے بعد فرمانے لگے یہ نوجوان جو فضا میں اُڑ رہا تھا اسے میں نے نسف سے بخارا جاتے ہوئے اُڑتے دیکھا تھا۔ جب میں اس کے قریب پہنچا تو میں نے اس سے پوچھا تو نے رجال الغیب (پیچھے شرح گزر چکی ہے) کی صحبت کیسے چھوڑی اور کیوں غم و حسرت میں پڑ گیا؟ اس نے جواب دیا کہ میں فلاں شہر کا باشندہ ہوں۔ رجال الغیب نے مجھے اپنی صحبت میں لے لیا تھا۔ ہم ایک دن ایک پہاڑ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ میرے دل میں بیوی اور بچے کا خیال آیا۔ رجال غیب نے مکاشفۃً میری حالت کا پتہ لگا لیا انہوں نے مجھے وہیں چھوڑ کر جانے کا ارادہ کیا میں نے فوراً ان میں سے کسی ایک کا دامن پکڑ لیا اور درخواست کی کہ مجھے کسی آباد جگہ تک تو لے چلیں۔ تو مجھے وہ اس جگہ پر لے آئے۔ حضرت شیخ فرمانے لگے کہ چھ دن ہوئے اسے نسف سے بخارا لایا اور اپنے گھر میں رکھا۔ جب میں زنان خانہ میں تمہارے لیے کھانا تیار کرانے جانے لگا تو اس نے جانے کی مجھ سے اجازت چاہی۔ میں نے اسے اجازت دے دی۔ پھر میں نے تمہارے لیے کھانا لانے کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ تم تو تفرقہ و تشتت کا شکار ہو گئے ہو۔ میں

Marfat.com

جلدی جلدی نکلا اور وہ اشارہ کیا جو تم نے دیکھا تھا۔ مرید فرمانے لگے اس پر تجلی جلال کا ظہور ہوا ہے۔ مرید کو لازماً راسخ القدم ہونا چاہئے اس میں جو کمال بھی پیدا ہو جائے وہ اسے راستے سے ہٹا نہ سکے اور کسی صورت میں بھی اس کا اعتقاد اپنے مرشد کے متعلق ہرگز تبدیل نہیں ہونا چاہئے۔ فرمانے لگے اس پر ہیبت وسطوت غالب ہو چکی ہے۔ اڑنے کا مرتبہ تو آسان ہے۔ کیا مکھیاں فضاؤں میں اڑتی نہیں پھر رہی ہیں۔ آپ نے پھر امیر حسین کو حکم دیا اور سب مریدوں سے بھی فرمایا کہ زنبیل کو مٹی سے بھر دیں اور پھر اسے چھوڑ دیں لوگوں نے اسی طرح کیا۔ حضرت امام نقشبند رحمتہ اللہ علیہ نے زنبیل کو اشارہ فرمایا تو وہ خود چل پڑی۔ مٹی کو خود پھینکا اور پھر ہمارے پاس واپس آ گئی۔ کئی دفعہ اسی طرح کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا یہ اور اس جیسے دوسرے کاموں کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ خواص اہل اللہ انہیں کوئی وقعت نہیں دیتے۔

بارش میں خشک رہنا: ایک روز حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ قصرِ عارفاں کے باغ میں اقامت گزین تھے۔ امیر برہان الدین پسر امیر سید کلال قدس سرہ آٹا لے کر تنور میں روٹی پکانے لگے اتنے میں ابر عظیم پیدا ہوا اور بارش شروع ہو گئی۔ سب لوگ حیران ہو گئے اس حالت کو دیکھ کر حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے امیر برہان الدین سے فرمایا کہ بارش سے کہو کہ جہاں ہم ہیں وہاں تک نہ آئے۔ امیر برہان الدین رحمتہ اللہ علیہ نے بہت عاجزی کی اور کہا کہ میری کیا مجال جو ایسی بات کہوں۔ حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم تمھیں کہتے ہیں کہ اس طرح کہو اور نفس کو محفوظ رکھو۔ امیر برہان الدین نے حضرت خواجہ قدس سرہٗ کے ارشاد کی تعمیل میں جس طرح کہ حضرت نے فرمایا تھا، کہا۔ اس قادر کی قدرت کہ حضرت خواجہ کی نفسِ نفیس کی برکت سے جہاں وہ درویش تھے ایک قطرہ پانی نہ برسا اور باہر خوب بارش ہوئی۔

اسی طرح نسف میں بھی جس وقت کہ حضرت نے بخارا کا ارادہ کیا، چاروں طرف بارش شروع ہو گئی۔ حضرت نے خواجہ پارسا سے فرمایا کہ بارش بہت ہو گئی ہے۔ دعا کرو تا کہ بارش رُک جائے۔ پس کہو کہ بارش رُک جا۔ خواجہ پارسا نے امیر برہان الدین کی طرح

Marfat.com

عاجزی سے وہی کلمہ کہا۔ حضرت نے فرمایا کہ ہم کہتے ہیں تم کہو۔ خواجہ پارسا نے کہا اے بارش! ٹھہر جا۔ بارش رُک گئی ہوا چلنے لگی اور آفتاب نکل آیا۔

غائب شدہ بھائی کی خبر: حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خادم سے روایت ہے کہتا ہے کہ میں مرو شہر میں آپ کی خدمت میں تھا۔ مجھے بخارا میں مقیم اپنے گھر والوں کی ملاقات کا شوق ہوا کیونکہ مجھے اپنے بھائی شمس الدین کی موت کی خبر مل چکی تھی۔ میں حضور سے اجازت لینے کی جرأت نہ کر سکا۔ میں نے وہاں موجود امیر حسین سے التماس کی کہ مجھے حضور والا سے واپسی کی اجازت لے دیں آپ نماز جمعہ کے لیے نکلے جب مسجد سے پلٹے تو امیر نے میرے بھائی کی موت کا ذکر کیا آپ نے فرمایا یہ کیسی خبر ہے وہ تو زندہ ہے اور یہ دیکھو اس کی خوشبو مہک رہی ہے۔ میں تو اس کی خوشبو کو بالکل قریب پاتا ہوں۔ ابھی آپ کا ارشاد گرامی پورا بھی نہیں ہوا تھا کہ میرا بھائی بخارا سے آ گیا۔ اس نے آ کر حضرت کی خدمت میں سلام پیش کیا۔ آپ نے فرمایا امیر حسین! دیکھو یہ شمس الدین ہیں۔ حاضرین پر بہت بڑا حال طاری ہو گیا۔

کشفی خبر: ایک مرتبہ حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخارا میں جلوہ ریز تھے آپ کے خدام میں سے کسی کا عزیز مولیٰ عارف نامی خوارزم میں تھا آپ اپنی محفل نور میں ایک دن نگاہ کی جولانیوں پر گفتگو فرما رہے تھے (تو نگاہ کی نسبت سے) درمیانِ گفتگو فرمایا اب مولا عارف خوارزم سے سرائے کی طرف نکلا ہے اور سرائے کے راستے میں اب فلاں جگہ پر پہنچا ہے۔ ایک لحظہ بعد مولا عارف کے جی میں خیال آیا ہے کہ وہ سرائے نہ جائے لہٰذا اب وہ واپس خوارزم جا رہا ہے آپ کے خدام نے اس واقعہ کی تاریخ نوٹ کر لی کچھ مدت بعد مولا عارف خوارزم سے بخارا آیا تو لوگوں نے اسے حضرت کا ارشاد گرامی سنایا وہ کہنے لگا بعینہ ایسا ہی ہوا تھا یہ سن کر آپ کے غلام بہت حیران ہوئے۔

پانی پر چلنے کا واقعہ: شیخ علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت سیدنا بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ امیر حسین کو حکم دیا کہ بہت سی بکریاں اکٹھی کر لیں۔ سردی کا موسم تھا جب

Marfat.com

انہوں نے آپ کے ارشاد کی تعمیل کی تو دوسرے دن اللہ کریم نے بیحد برف برسادی۔ایک دن میں چالیس دفعہ برف برسی۔حضرت نے اسی وقت خوارزم کا سفر اختیار کیا۔شیخ شادی آپ کی خدمت میں تھے۔جب نہر حرام پر پہنچے تو آپ نے شیخ شادی کو حکم دیا کہ وہ پانی پر چلیں۔شیخ شادی ڈر گئے۔آپ نے کئی دفعہ حکم دیا مگر وہ تعمیل نہ کر سکے۔آپ نے ان پر ایک عظیم نگاہ ڈالی۔جس سے وہ کچھ دیر کے لیے بے خود ہو گئے۔افاقہ ہوا تو اپنا قدم پانی پر رکھ دیا اور چلنے لگ گئے۔حضرت ان کے پیچھے پیچھے چل دیے جب نہر عبور کر گئے تو حضرت نے فرمایا دیکھئے آپ کے موزے کا کوئی حصہ تر ہوا ہے۔شیخ شادی نے دیکھا تو قدرتِ خداوندی سے ذرا بھر بھی نمی نہ تھی۔

دو مقام پر آواز کا پہنچنا: ایک مرتبہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہ امیر برہان الدین فرزند سید امیر کلال قدس سرہ کے گھر قریہ سوخار میں تھے۔امیر موصوف نے حضرت خواجہ سے التماس کیا کہ مجھ کو مولانا عارف کی ملاقات کا اشتیاق ہے اور وہ نسف میں ہیں۔آپ توجہ فرمائیے تاکہ مولانا جلد تشریف لائیں۔حضرت نے فرمایا کہ ہم بہت جلد مولانا کو طلب کرتے ہیں۔یہ فرما کر حضرت خواجہ امیر کی خانقاہ کی چھت پر تشریف لے گئے اور تین بار فرمایا کہ اے مولانا عارف! پھر آپ نیچے اُتر آئے اور فرمایا کہ مولانا عارف نے میری آواز سن لی ہے اور اس طرف روانہ ہو گئے ہیں۔جب مولانا عارف حضرت کے پاس پہنچے تو کہا کہ میں فلاں روز فلاں وقت نسف میں دوستوں کے ساتھ بیٹھا تھا کہ حضرت خواجہ کی آواز میرے کانوں میں آئی کہ آپ مجھ کو طلب کر رہے ہیں اس لیے میں فوراً نسف سے بخارا کو روانہ ہو گیا۔

حاکم تبدیل ہو گیا: حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ ایک روز درویشوں کی ایک جماعت کے ساتھ کلاہ نوروزی سی رہے تھے آپ کا حال اس وقت نہایت بسیط تھا۔چنانچہ آپ کی حالت سب میں اثر کر گئی اور سب میں ذوق پیدا ہو گیا۔حضرت خواجہ اور درویشوں نے جو آپ کی صحبت میں تھے کلاہِ نوروزی سر پر رکھی۔اس وقت حضرت خواجہ قدس

Marfat.com

سرہ نے فرمایا کہ سلاطین کی ٹوپی ہم نے سر پہ رکھی اس لیے سلطنت میں بھی ہم کو تصرف کرنا چاہیئے۔ پس ہم کو کس بادشاہ پر وار کرنا چاہیئے۔ ایک درویش نے حاکم ماوراء النہر کا نام لیا۔ حضرت نے فرمایا کہ ہم نے اسی پر وار کیا۔ آپ نے اسی خوشخبری کا ایک خط امیر بخارا کو جو اس حاکم سے بھاگ کر کابل چلا گیا تھا بھیجا کہ صورت حال اس طرح واقع ہوئی ہے۔ چاہیئے کہ پانچ سو اشرفیاں فقراء کی خدمت میں بھیجو۔ چند روز کے بعد معلوم ہو گیا کہ ماوراالنہر کا وہ حاکم اسی روز کہ حضرت خواجہ نے فرمایا تھا کہ ہم اسی پر وار کرتے ہیں قتل کیا گیا۔

حضرت خضر سے ملاقات کی خبر دے دی: شیخ علاء الدین عطار یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ شیخ تاج الدین جو حضرت سیدنا بہاء الدین کے ایک دوست تھے، جن کو اگر حضرت قصر عارفاں سے بخارا کسی کام کے لیے بھیجتے تو وہ تھوڑے سے وقت میں ہی آجایا کرتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ جونہی وہ مریدوں کی آنکھوں سے اوجھل ہوتے، ہوا میں اُڑنے لگ جاتے۔ خود فرماتے ہیں کہ مجھے کسی کام کے سلسلہ میں حضرت نے ایک دن بخارا بھیجا میں اسی انداز سے اُڑنے لگا۔ میں نے راستے میں حضرت شیخ کو دیکھا اور انہوں نے بھی میری یہ حالت دیکھی۔ اب یہ حالت انہوں نے سلب فرمالی پھر اس کے بعد میں کبھی بھی اُڑ نہیں سکا ہوں۔

حضرت سرکار بہائیہ کے ایک جلیل القدر دوست شیخ خسرو کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن حضور کی ملاقات کا ارادہ کیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ حوض کے کنارے باغ میں ایک ایسے شخص سے باتیں کر رہے ہیں جسے میں نہیں پہچانتا۔ میرے سلام پر وہ شخص باغ کے ایک کونے کی طرف مڑ گیا۔ حضرت نے دو دفعہ مجھے یہ فرمایا کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔ میں خاموش رہا اور بالکل نہیں بولا اور بعون اللہ میرے ظاہر باطن میں بالکل حضرت خضر علیہ السلام کی طرف توجہ نے راہ نہ پائی۔ دو تین دن بعد پھر میں نے انہیں خانقاہ کے باغ میں حضرت قدس سرہٗ سے ہم کلام پایا۔ دو ماہ کے بعد میں انہیں بخارا کے بازار میں ملا۔ مجھے دیکھ کر وہ مسکرائے تو میں نے انہیں سلام کہا انہوں نے مجھے گلے لگا لیا اور خوب گھل مل گئے اور

Marfat.com

حال پوچھا۔ جب میں قصر عارفاں واپس آ کر آستانہ بوس ہوا تو حضرت نے فرمایا تم آج بخارا کے بازار میں حضرت خضر علیہ السلام سے ملے ہو۔

ایک وقت میں تین مقامات پر: حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس سرہٗ نقل کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ درویشوں کی جماعت کے ساتھ ایک درویش کے حجرے میں تھے۔ ان درویشوں میں سے کچھ لوگ کھانے پینے کے سامان کی تیاری کے لیے نکلے اور دو فریق ہو گئے۔ ایک فریق صرافوں کے بازار کی طرف روانہ ہوا۔ انہوں نے حضرت خواجہ قدس سرہٗ کو اس بازار میں دیکھا اور خیال کیا کہ شاید آپ حجرے سے باہر نکل آئے ہیں۔ دوسرا فریق چوک کی طرف روانہ ہوا تھا اس نے بھی حضرت خواجہ قدس سرہٗ کو چوک میں پایا۔ انہوں نے بھی آپ کی نسبت وہی خیال کیا کہ آپ حجرہ سے باہر نکل آئے ہیں۔ یہ درویش بازار میں باضی محمد دراہنی سے ملے اور ان سے اپنی سرگزشت بیان کی اس نے کہا کہ میں نے اس وقت حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کو فلاں مقام پر دیکھا کہ ایک طرف کو تشریف لے جا رہے تھے۔ فقیروں کو تردد ہوا کہ حضرت سے کہاں جا کر ملاقات کریں۔ وہ اسی خیال میں تھے کہ ایک درویش ان کے پاس آیا اور کہا کہ حضرت خواجہ یاد فرماتے ہیں کہ اتنی دیر آپ کو کیوں ہوئی اور درویشوں نے اس سے سب قصہ بیان کیا۔ اس نے کہا کہ جس وقت سے تم لوگ حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس سے باہر نکلے ہو۔ میں اور حجرہ والا درویش برابر حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر رہے۔ حضرت نے حجرہ سے قدم باہر نہیں نکالا اور اس وقت جلدی کر کے تمہارے پاس مجھ کو بھیجا ہے۔ درویشوں نے یہ کرامت حضرت خواجہ سے بیان کی۔

کشتی غرق ہونے سے بچ گئی: حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ کے ایک مخلص بیان کرتے ہیں کہ جس زمانے میں قپچاق کی طرف سے ایک لشکر نے شہر بخارا پر حملہ کیا بہت سی مخلوق کو ہلاک اور بہت سی مخلوق کو قید کر لیا۔ انہی میں میرے بھائی بھی قید کر لیے گئے۔ میرے والد اپنے لڑکے کے لیے بہت پریشان ہوئے اور ہمیشہ مجھ سے کہتے تھے کہ اگر تو

Marfat.com

میری رضامندی چاہتا ہے تو اپنے بھائی کی تلاش میں قپچاق کے صحرا کی طرف جا۔ میں نے یہ ماجرا حضرت خواجہ کی خدمت میں عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ تم اپنے باپ کی رضامندی حاصل کرو۔ اس میں بہت سی سعادتیں اور برکتیں ہیں اور فرمایا کہ جب تم کو اس سفر میں کوئی مشکل پیش آئے گی تو ہماری طرف توجہ کرنا۔ پس اس سفر میں مجھ کو تھوڑی سی تجارت سے بہت سا نفع حاصل ہوا اور بلا کسی دشواری کے بہت جلدی میں نے اپنے بھائی کو خوارزم میں پالیا اور قیدیوں کی ایک جماعت کے ساتھ کشتی میں بیٹھ کر بخارا کی طرف روانہ ہوئے۔ کشتی میں بہت لوگ تھے اور ہوا مخالف چلنا شروع ہوگئی۔ کشتی کے غرق ہو جانے کا اندیشہ ہوا۔ لوگوں نے فریاد شروع کی۔ اس ناامیدی اور پریشانی کے عالم میں میرے کانوں میں کسی شخص کی حضرت خواجہ کو یاد کرنے کی آواز آئی۔ اس کے سنتے ہی حضرت خواجہ کا وہ ارشاد مجھ کو یاد آیا کہ جب تجھ کو کوئی مشکل درپیش ہو تو مجھ کو یاد کرنا۔ پس میں حضرت کی جانب متوجہ ہوا۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ حاضر ظاہر ہوئے اور میں نے آپ کو سلام کیا۔ حضرت کی برکت سے ہوا ٹھہر گئی اور دریا کا تلاطم موقوف ہوگیا اور تھوڑے دنوں میں ہم دونوں بھائی بخارا پہنچ گئے اور حضرت خواجہ قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم نے سلام کیا تو حضرت خواجہ مسکرائے اور فرمایا کہ جب تم نے کشتی پر ہم کو سلام کیا تھا تو ہم نے تمہارے سلام کا جواب دیا تھا لیکن تم نے سنا نہ تھا۔ ان بڑی بڑی کرامتوں کے دیکھنے سے میرا اعتقاد حضرت خواجہ کے ساتھ اور بڑھ گیا۔

پیش گوئی درست نکلی: حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ نے ایک دفعہ اپنے نواسے شیخ حسن عطار رحمتہ اللہ علیہ کو بچپن میں تانگے پر سوار دیکھا۔ بچے تانگے کو گھیرے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر فرمانے لگے، وہ وقت دور نہیں کہ یہ سوار ہوگا اور ملوک و امراء اس کے آگے پیدل چلیں گے۔ پھر آپ کی بات پوری ہو کر رہی۔ شیخ حسن عطار بالغ ہونے کے بعد خراسان تشریف لائے۔ وہاں کے بادشاہ مرزا شاہ رُخ مرحوم کو باغ زاغاں میں ملے اس نے اپنا خچر آپ کو پیش کیا آپ نے جب سوار ہونا چاہا تو شاہ نے خود لگام پکڑی اور آگے

Marfat.com

آگے چلا۔ جب تک خچر آپ سے مانوس نہ ہوگیا۔ وہ چلتا رہا۔ شیخ حسن وہاں سے سیدھے بخارا تشریف لے گئے۔ شہر میں اپنے نانا جان کی عظمت وتقدس کی خاطر سر جھکائے رہے۔ آپ نے پھر بادشاہ کو اپنے نانا کی بشارت سنا کر ان کی کرامت کو ثابت کیا۔ یہ سن کر بادشاہ اوراس کے ساتھیوں کو حضرت سے مزید عقیدت پیدا ہوگئی۔

باطنی خبر سچی ہوگئی: حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کے ایک عالم مرید ایک جماعت کے ساتھ عراق کے سفر کے لیے چلے، کہتے ہیں کہ جب ہم سمنان پہنچے تو ایک مبارک آدمی سید محمود کے متعلق سنا جو حضرت اخلاص مند تھے۔ ہم سب ان کی زیارت کے لیے چلے۔ وہاں پہنچ کر ان سے پوچھا کہ آپ کس طرح حضرت کے دامنِ ناز سے وابستہ ہوئے تھے؟ فرمانے لگے میں نے خواب میں سید کل صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خوبصورت مکان میں دیکھا۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں ایک پر وقار وہیبت شخص موجود تھا۔ میں نے ادب واحترام سے حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ مجھے حضور سے مصاحبت کا شرف حاصل نہیں ہوسکا۔ نہ آپ کے دورِ نور وسرور کی برکات سے متمتع ہوسکا اور نہ ہی حضور کی معیت سے لطف اندوز ہوسکا اس سعادت نے میری دستگیری نہ فرمائی۔ اب میں کیا کروں؟ ارشاد ہوا اگر تو میری برکات اور میری زیارت کی فضیلتیں پانے کا متمنی ہے تو بہاء الدین کی پیروی کو اپنے لیے ضروری سمجھ لے۔ یہ فرما کر آپ نے پہلو والے شخص کی طرف اشارہ فرمایا (کہ یہی بہاء الدین ہیں) میں نے اس سے پہلے حضرت کی زیارت نہیں کی تھی۔ جب میں بیدار ہوا تو آپ کا اسم گرامی اور حلیہ شریف کتاب کی جلد پر لکھ دیا۔ عرصہ دراز کے بعد میں ایک بزاز کی دکان پر بیٹھا تھا تو ایک نور ووقار والے شیخ کو آتے دیکھا۔ وہ آکر دکان پر بیٹھ گئے ان کا چہرہ دیکھ کر مجھے وہ خواب والا چہرہ یاد آگیا۔ مجھ پر عجیب حال کا ورود ہوا۔ جب کچھ آپے میں آیا تو ان سے درخواست کی کہ میرے گھر میں قدم رنجہ فرمائیں۔ انہوں نے دعوت قبول فرمائی اور میرے آگے آگے چل پڑے اور میں ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ آپ نے میرے گھر تشریف لانے تک پیچھے پلٹ کر نہیں دیکھا تھا۔ یہ پہلی کرامت تھی جو میں نے

Marfat.com

مشاہدہ کی کیونکہ آپ نے کبھی میرا گھر نہیں دیکھا تھا۔ گھر میں آکر میرے خاص کمرے کی طرف چلے جس میں میری لائبریری تھی۔ آپ نے ہاتھ مبارک بڑھایا اور ایک کتاب لے کر مجھے تھمادی اور فرمانے لگے تم نے اس کی جلد پر کیا لکھا تھا؟ یہ وہ کتاب تھی جس کی جلد پر میں نے اپنا خواب اور اس کی تاریخ کا اندراج کیا تھا۔ اس واقعہ کو سات سال گزر گئے تھے۔ آپ کی اس اطلاع پر تو مجھے اور زیادہ حال آیا جو پہلے حال سے بڑھ کر تھا۔ جب یہ حال ختم ہوا تو آپ بڑی نرمی اور لطف سے پیش آئے اور آپ نے مجھے اپنے احباب کے زمرہ میں قبول کر لینے کا شرف بخشا اور اپنے درِ اقدس کی خدمت کی سعادت سے نوازا۔

لڑکا ملنے کی خبر: حضرت شاہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کے ایک غلام سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن حضرت سے درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں مجھے لڑکا عطا ہو۔ آپ نے دعا فرمائی۔ آپ کی دعا کی برکت سے لڑکا ہوا مگر وہ مر گیا۔ میں نے آپ سے ذکر کیا۔ فرمانے لگے کہ تم نے ہم سے درخواست کی تھی کہ لڑکا ہو۔ اللہ کریم نے لڑکا عطا کیا اور پھر وہ لے بھی گیا لیکن ہمیں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے کہ وہ فقیروں کی دعا سے تمھیں دو اور لڑکے دے گا۔ اور وہ طبعی عمر پائیں گے کچھ عرصہ بعد میرے ہاں دو لڑکے ہوئے۔ ایک بیمار ہو گیا تو میں نے حضرت کو اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا آپ کو کیا ہے وہ میرا لڑکا ہے وہ اکثر بیمار ہو کر شفا پاتا رہے گا۔ پھر جس طرح حضور نے فرمایا تھا ویسے ہی ہوتا رہا۔

اللہ کی رحمت کا واقعہ: حضرت شیخ ابوالعباس بن غریف سے روایت ہے کہ میں ایک دن صبح اٹھا تو طبیعت نہایت نڈھال تھی۔ اپنے ایک مصاحب ابو محمد طرابلسی سے میں نے کہا اے ابو محمد! آج میرا دل پریشان ہے۔ تم کوئی ایسی حکایت سناؤ جس سے قلبِ مضطرب کی اصلاح ہو سکے۔ انہوں نے کہا ایک دن میں افریقہ میں تھا۔ ذی الحجہ کا مہینا تھا۔ میں نے دیکھا کہ تین اشخاص میرے سر پر کھڑے ہیں۔ انہوں نے کہا اے ابو محمد! حج کو چلتے ہو؟ میں نے کہا جیسے آپ حضرات کی مرضی۔ چنانچہ ان میں سے ایک شخص میرے آگے ہو گئے اور دوسرے پیچھے چلنے لگے جب رات ہوتی تو ان میں سے ایک شخص ایک طرف جاتے اور کیلے

Marfat.com

لے آتے اور فرماتے کہ اس مقام پر ایک بڑھیا نے مجھے دیے ہیں۔ تین دن کے بعد ناگاہ ان میں سے ایک نے مجھ سے آکر کہا اے ابومحمد! خوش ہو جاؤ یہ تہامہ کے پہاڑ ہیں۔ میں نے ان کے ساتھ حج کیا اور ان کی صحبت میں رہا۔ جب لوٹنے کا وقت آیا تو مجھے سے کہا تم اللہ کی امان میں رہو ہم چلتے ہیں۔ میں نے کہا آپ لوگ اپنی جدائی کا رنج دینا چاہتے ہیں انہوں نے کہا یہ مجبوری ہے۔ پھر وہ لوگ چلے گئے۔ میں نے جنگل کا راستہ لیا۔ جب مجھے جنگل میں وضو یا پینے کے پانی کی ضرورت ہوتی تو کہتا قسم ہے رب العزت کی میں جب تک پانی نہ پی لوں اور وضو نہ کرلوں یہاں سے آگے نہ بڑھوں گا۔ اسی وقت ایک ابر آتا اور اتنا برستا کہ اس کا پانی جمع ہو کر ایک تالاب بن جاتا اور میں وضو کر لیتا۔ پانی پیتا اور پھر آگے بڑھتا۔ ابوالعباس نے یہ حکایت سنی تو فرمایا اس حکایت کو میں مرتے دم تک نہیں بھولوں گا۔

باغ سرسبز ہو گیا: حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ ایک دن مولانا سعد الدین قرشوی قدس سرہ کے باغ میں تشریف لائے۔ اتفاقاً وہ موسم خزاں کا تھا۔ مولانا موصوف بیان کرتے ہیں کہ میری نظروں میں باغ بہت ویران تھا گویا کہ ایک خارستان اور شورستان تھا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم تمہارے باغ کو سرسبز اور تازہ کر دیتے ہیں تاکہ تمھارا یقین زیادہ ہو جائے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اب دیکھو۔ میں نے دیکھا کہ باغ پھولوں سے بھرا ہوا ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ باغ میرا نہیں ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ وہی باغ ہے۔ جب ایک زمانہ دراز اسی بہار کے عالم میں گزر گیا تو باغ اسی سابقہ حالت پر نظر آیا۔ یہ کرامت آپ کے کمال ولایت کی بابت میرے یقین کے زیادہ ہونے کا سبب ہوئی۔

ارشادات عالیہ

آپ کے ارشادات عالیہ مندرجہ ذیل ہیں:

Marfat.com

☆ تو شمع کی طرح بن۔ تو شمع کی طرح نہ بن۔ شمع کی طرح بن بدیں معنے کہ تو دوسرے کو روشنی پہنچا اور شمع کے طرح نہ بن بدیں معنے کہ تو اپنے تئیں تاریکی میں رکھے۔

☆ جس شخص نے کسی روز ہمارا جوتا بھی سیدھا کیا ہے۔ ہم اس کی شفاعت کریں گے۔ اس راستے میں صاحب پندار و تکبر کا کام نہایت مشکل ہے۔

☆ درویش کو چاہئے کہ جو کچھ کہے حال سے کہے۔ مشائخ طریقت کا قول ہے کہ شخص ایسے حال سے کلام کرتا ہے جو اس میں نہیں۔ حق تعالیٰ کبھی اس کو اس حال کی سعادت نہ بخشے گا۔

☆ یہ ضروری نہیں کہ جو دوڑے وہ گیند لے جائے۔ مگر ملتی اسی کو ہے جو دوڑتا ہے۔ یہ اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ اس راہ میں ہمیشہ کوشش کرتا رہے۔

☆ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کی برکت سے مسخ صورت اس امت سے مرتفع ہے مگر مسخ باطن باقی ہے۔ اندریں امت نباشد مسخ تن۔ ایک مسخ دل بودا ذوالفطن ہمارا طریق صحبت ہے۔ کیونکہ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت ہے۔ خیریت جمعیت میں ہے اور جمعیت صحبت میں ہے بشرطیکہ ایک دوسرے میں نفی ہو جائیں۔ اگر درویش کے پاؤں میں کانٹا چبھ جائے۔ اسے پہچاننا چاہئے کہ یہ کہاں سے ہے۔ حدیث میں ہے الکاسب حبیب اللہ۔ یعنی کسب کرنے والا اللہ کا حبیب ہے۔ حدیث میں کسب رضا کی طرف اشارہ ہے نہ کہ کسب دنیا کی طرف۔ جو شیخ اپنے تئیں بکلیت خود حضرت حق تعالیٰ و تقدس کے سپرد کر دے۔ اس کا غیر حق جل دعا سے التجا کرنا شرک ہے۔ یہ شرک عام لوگوں کے لئے معاف ہے۔ مگر خواص کے لئے معاف نہیں۔ متوکل کو چاہئے کہ اپنے تئیں متوکل خیال نہ کرے اور اپنے توکل کو کسب میں چھپائے۔ حق تبارک و تعالیٰ نے مجھے دنیا کی خرابی کے لئے موجود کیا ہے اور لوگ مجھ سے دنیا کی عمارت طلب کرتے ہیں اگر اس وجود سے خراب کوئی اور وجود ہوتا تو فقر کے اس خزانہ کو وہاں رکھتے۔ کیونکہ خزانہ ہمیشہ ویرانہ میں

Marfat.com

پوشیدہ رکھتے ہیں۔ ہم فضلی ہیں۔ ہم دوسو آدمی تھے۔ جنہوں نے طلب کے کوچہ میں قدم رکھا۔ مگر فضل الٰہی مجھ پر ہوا۔ مرید سے احوال کا ظاہر ہونا شیخ کی کرامت ہے۔ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ روزہ میرے واسطے ہے۔ یہ صوم حقیقی کی طرف اشارہ ہے۔ جو ماسوائے حق سے امساک کلی کا نام ہے۔ کبار اہل حقیقت کا قول ہے۔ کہ اس راستے کا سالک اگر اپنے نفس کو سو بار فرعون کے نفس سے بدتر نہیں جانتا وہ اس راستے میں نہیں ہے۔ بخارا کے علماء میں سے ایک عالم نے حضرت خواجہ سے سوال کیا کہ نماز میں حضور کس چیز سے حاصل ہوتا ہے؟ خواجہ نے فرمایا کہ طعام حلال سے جو وقوف و آگاہی سے کھایا جائے۔ نماز سے خارج اوقات میں اور وضو اور تکبیر تحریمہ کے وقت بھی وقوف کی رعایت چاہئے۔

☆ اگرچہ نماز و روزہ اور ریاضت و مجاہدہ حق سبحانہ و تعالیٰ تک پہنچنے کا طریقہ ہے۔ مگر ہمارے نزدیک وجود کی نفی سب طریقوں سے اقرب ہے۔

☆ گروہ صوفیہ کی تین قسمیں ہیں۔ مقلد۔ کامل۔ کامل مکمل۔ مقلد اس پر عمل کرتا ہے جو اپنے شیخ سے سن لیتا ہے۔ کامل فیض رسانی میں اپنی ذات سے تجاوز نہیں کرسکتا۔ دوسروں کی تربیت سوائے کامل مکمل کے نہیں کرتا اور نہیں کرسکتا۔ بیس سال سے بفضل خدا ہم مقام بے صفتی سے مشرف ہیں۔

☆ اولیاء کو اسرار پر آگاہی ہے اور آگاہی دی جاتی ہے۔ لیکن وہ بغیر اجازت کے ان کو ظاہر نہیں کرتے کہتے ہیں کہ جس کے پاس جو کچھ ہے وہ اسے چھپاتا ہے اور جس کے پاس کچھ نہیں وہ شور مچاتا ہے۔ اسرار کا چھپانا ابرار کا کام ہے:

☆ ہم سے جو کچھ خواطر اور اعمال و افعال خلق کے اظہار کی نسبت صادر ہوتا ہے اس میں ہم درمیان نہیں۔ یہ تو الہام سے ہمیں آگاہ کردیتے ہیں یا کسی کے واسطہ سے ہم تک پہنچادیتے ہیں۔

☆ درویشی کیا ہے؟ باہر بے رنگ اور اندر بے جنگ

Marfat.com

تادریں خرقہ ایم ازکس ! ہم نزنجیم دہم نزنجانیم

☆ میں نے اکابر دین میں سے ایک سے پوچھا کہ درویشو کیا ہے۔انہوں نے جواب دیا کہ زبونی اور خواری۔

☆ درویش کو تحمل و برداشت کے مقام میں ڈھول کی طرح رہنا چاہیئے کہ ہر چند طمانچہ کھائے مگر صدائے مخالف اس سے ظاہر نہ ہو۔

☆ حضرت خواجہ سے سوال کیا گیا۔کہ کوئی علم منطق پڑھے۔تو کس نیت سے پڑھے؟ فرمایا کہ حق و باطل میں امتیاز کی نیت سے۔

☆ حضرت خواجہ قدس سرہ سے دریافت کیا گیا کہ بلا اور بلوے میں کیا فرق ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ بلا بہ نسبت ظاہر ہے اور بلوے بہ نسبت باطن۔

☆ لوگوں نے حضرت خواجہ قدس سرہ سے کرامت طلب کی۔آپ نے فرمایا کہ ہماری کرامت ظاہر ہے کہ باوجود اتنے گناہوں کے ہم روئے زمین پر چل سکتے ہیں:

☆ حضرت خواجہ قدس سرہ سے دریافت کیا گیا کہ **اذاتم الفقر فھو اللہ** کے کیا معنی ہیں۔آپ نے فرمایا کہ یہ بندہ کی فنا و نیستی اور اس کی صفات کے محو ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

☆ حضرت خواجہ قدس سرہ سے پوچھا گیا کہ صوفیہ کرام کا قول ہے کہ فقیر اللہ کا محتاج نہیں۔اس قول سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ سوال کرنے کی حاجت کی نفی ہے۔حسبی من سوالی علمہ بحالی اسی مقام کی طرف اشارہ ہے۔

☆ یہ جو مشائخ کا قول ہے کہ "عارف کی معرفت صحیح نہیں ہوتی جس وقت وہ خدا سے تضرع کرتا ہے" یہ بندہ کی ہستی اور اس کی صفات کے باقی رہنے کی طرف اشارہ ہے۔ایک شخص نے حضرت خواجہ کی خدمت میں عرض کیا کہ فلاں شخص بیمار ہے اور آپ کے دل مبارک کی توجہ کا طالب ہے۔آپ نے فرمایا پہلے خستہ دل کی حاجت۔ اس کے بعد شکستہ دل کی توجہ ہمارا طریقہ نوادر سے ہے اور محکم دست آویز ہے اور سنت

Marfat.com

مصطفیٰ صلے علیہ وسلم کے دامن کو پکڑنا اور آپ کے صحابہ کرام کے آثار کی پیروی کرنا ہے۔اس راہ میں ہمیں بفضل الٰہی لایا گیا ہے اول سے آخر تک ہم نے یہی فضل الٰہی مشاہدہ کیا ہے نہ کہ اپنا عمل۔اس طریق میں تھوڑے سے عمل سے بہت فتوح حاصل ہوتی ہیں۔مگر سنت کی متابعت کی رعایت بڑا کام ہے۔

☆ اہل اللہ بار خلق اس لئے اُٹھاتے ہیں کہ ان کے اخلاق کی اصلاح ہو جائے یا کسی دل سے ملاقات ہو جائے۔اس لئے کہ کوئی ولی ایسا نہیں کہ حضرت حق کی نظر عنایت اس کی طرف نہ ہو خواہ وہ ولی اس سے واقف ہو یا نہ ہو۔پس جو شخص اس ولی سے ملے گا۔ اس نظر الٰہی سے اس کو فیض پہنچے گا۔

صد سفرہ بدشمن کشد طالب مقصود　　　　باشد کہ یکے دوست بیاید بضیافت

درویش اہل نقد ہیں۔آیندہ پر نہیں چھوڑتے۔

امروز بیں بدیدۂ باطن جمال دوست　　　　اے بیخبر حوالہ بفرداچہ مے کنی

الصوفی ابن الوقت اشارہ اِسی صفت کی طرف ہے۔

خرو مند زانکس تبر اکند　　　　کہ اوکار امروز فرد اکند

☆ حضرت خواجہ قدس سرہ سے دریافت کیا گیا کہ جس وقت حق تعالیٰ کسی درویش سے کوئی حال واپس کر لے۔وہ کیا کرے،فرمایا کہ اگر اس حال کا کچھ بقیہ باقی ہے۔تو وہ اس امر کی دلیل ہے کہ اس سے تضرع و نیاز مطلوب ہے۔پس وہ حق تعالیٰ سے اس کا سوال کرے اور اگر کچھ بھی باقی نہیں رہا۔تو وہ اس امر کی دلیل ہے کہ اس سے صبر و رضا مطلوب ہے۔

☆ اگر طالب کو اپنے شیخ مقتدا کے معاملہ میں کوئی مشکل پیش آئے۔تو چاہئے کہ حتیٰ المقدور صبر کرے اور بے اعتقاد نہ ہو جائے،کیونکہ ممکن ہے کہ اس کی حکمت اس پر ظاہر ہو جائے۔اگر صبر کی طاقت نہیں اور مبتدی ہو۔تو شیخ سے دریافت کر لے کیونکہ اس کے لئے سوال جائز ہے اور اگر طالب متوسط الحال ہو۔تو سوال نہ کرے۔

Marfat.com

☆ بندہ کے اختیار کے ثابت کرنے میں بہت سعادت ہے۔ تا کہ اگر کوئی عمل رضا ے حق سبحانہ کے حلاف اس سے سرزد ہو جائے اور وہ اپنا اختیار سمجھے۔ تو شرم کے مارے عذر و انابت میں مشغول ہو جائے اور اگر رضائے حق تعالیٰ کے مواق اور اپنا اختیار مجھے تو اس کی توفیق کا شکر کرے۔

☆ حضرت خواجہ قدس سرہ سے سوال کیا گیا۔ کہ کرامات کے بارے میں درویش کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ کرامتوں کا کیا ذکر جو کچھ کہ ہے کلمہ توحید کی حقیقت کے مقابلہ میں نفی ہے: اصحاب کرامت سب کے سب محجوب ہیں اور عارف کرامت کی طرف نظر کرنے سے دور کھے گئے ہیں۔"

☆ حضرت عزیزاں علیہ رحمتہ الرحمٰن کا ارشاد ہے کہ زمین اِس گروہ کی نظر میں دستر خوان کی طرح ہے اور ہم کہتے ہیں روئے ناخن کی طرح ہے۔ کوئی چیز ان کی نظر سے غائب نہیں۔ منقول ہے کہ ارشاد مذکور کے وقت حضرت عزیزاں دستر خوان پر تھے۔ اسی کے مناسب یہ فرما دیا اور حضرت خواجہ نے نفت دائرہ ولایت کی نسبت سے فرمایا ہے۔ ورنہ عارف کے دل کی بزرگی کی شرح نہیں ہو سکتی۔

☆ ایک دن ایک لڑکا گھر سے نکلا۔ قرآن شریف اس کے پاس تھا۔ اس نے حضرت خواجہ کو سلام کیا۔ جب آپ نے قرآن مجید کھولا۔ تو یہ آیت نکلی۔

وکلبھم باسط ذراعیہ بالوصید اوان کا کتا اپنے دونو ہاتھ چوکھٹ پر پھیلا رہا ہے۔ (سورہ کہف)

خواجہ نے فرمایا کہ امید ہے کہ ہم وہ ہوں گے۔

☆ جس شخص کی قابلیت کا بیضہ مختلف صحبتوں کے سبب سے فاسد ہو گیا۔ اس کا معاملہ دشوار ہے۔ سوائے اہل تدبیر (اولیاء اللہ) کی صحبت کے جو سرخ گندھک کی طرح کمیاب ہے درست نہیں ہو سکتا۔

جز صحبت عاشقان مستاں مپسند
دل درہوس قوم فرو مایہ مبسند

Marfat.com

ہر طائفہ ات بجائے خویش کشند　　　　چغدرت سوے ویرانہ وطوطی سوے قند

☆ حضرت خواجہ قدس سرہ سے پوچھا گیا کہ اہل اللہ کو جو لوگوں کے خطرات واحوال و اعمال کی بصیرت وشناخت ہوتی ہے وہ کہاں سے ہے۔ فرمایا کہ اس نور کی فراست سے ہوتی ہے جو حق تعالیٰ نے ان کو عطا کیا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے: تم مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔"

مشائخ کا قول ہے۔

المجاز قنطرة الحقيقة　　　　مجاز حقیقت کا پل ہے۔

اس سے مراد یہ ہے کہ تمام عبادات ظاہری قولی ہوں یا فعلی مجاز ہیں۔ جب تک سالک ان سے نہ گذرے گا حقیقت کو نہ پہنچے گا۔

☆ حضرت خواجہ قدس سرہ سے سوال کیا گیا کہ بعضے مشائخ کا ارشاد ہے کہ الصوفی غیر مخلوق (صوفی غیر مخلوق ہے) اس کا کیا مطلب ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بعض اوقات صوفی کے لئے ایک وصف حال ہوتا ہے کہ وہ نابود ہوتا ہے۔ مشائخ کا یہ قول اسی وقت کی نسبت ہے۔ ورنہ صوفی مخلوق ہے۔

☆ اللہ والے تین قسم کے ہیں تقلید کرنے والے اور کامل اور اکمل تقلید کرنے والے اپنے شیخ کے حکم کی تکمیل تک محدود ہوتے ہیں کامل خود تو نورانی ہوتے ہیں مگر اللہ کی معرفت کے نور کو منتقل نہیں کر پاتے یعنی دوسروں کو مکمل فیض نہیں ہوتا اللہ والوں میں اکمل وہ ہوتے ہیں جو خود بھی نورانی ہوتے ہیں اور دوسروں کو نورانی بنانے میں کامل ہوتے ہیں یہی لوگ درحقیقت دوسروں کی تربیت کے اہل ہوتے ہیں۔

☆ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی وضاحت کی کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کا ذکر اور احاطہ کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ فرمایا کہ لہٰذا اللہ تعالیٰ کے ناموں کا ورد کرنا چاہئیے اور اس کے ساتھ نام کے تقاضہ کے مطابق عمل بھی کرنا چاہئیے یعنی اگر اللہ کو رزاق کہہ کر پکارا جائے تو پھر روزی کا غم دل سے نکل جانا چاہئے

Marfat.com

اللہ کی ہر صفت کو اسی کے لئے سمجھے۔

☆ ایک مرتبہ اللہ کے ایک بندے نے آپ سے یہ بات دریافت کی کہ سلوک کی منازل کو کیوں کر طے کیا جاتا ہے تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اس کا مقصد اللہ کی معرفت حاصل کرنا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ تک نظر باطن تک رسائی حاصل کرنا۔

☆ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ ولایت کی اصل استقامت حال ہے لہٰذا مریدوں کو طالب استقامت ہونا چاہئے نہ کہ کرامات کا طالب بننا چاہئے اور ہر دم اللہ کی بندگی میں گزارنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

☆ ایک مرتبہ لوگوں نے حضرت سے کرامت کا مطالبہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہماری کرامت ظاہر ہے باوجود گناہوں کے زمین پر چلتے ہیں اور دھنس نہیں جاتے۔

☆ فرمایا کہ سالکانِ طریقت میں ایک لوگ وہ ہوتے ہیں جو کثرت سے ریاضت اور مجاہدہ کرتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ سے ثمرہ پا کر منزل مقصود تک پہنچتے ہیں دوسرے لوگ وہ ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے نواز کر منزل مقصود تک خود بخود ہی پہنچا دیتا ہے۔

وصال: حضرت فرمایا کرتے تھے کہ جب میرا وقت آخر ہوگا۔ تو میں درویشوں کو مرنے کی ترکیب سکھاؤں گا۔ سب درویش اس وقت کے منتظر تھے جب حضرت خواجہ قدس سرہ کو مرض الموت ہوا تو کاروان سرائے میں گئے اور مرض کے زمانہ میں اسی سرائے کے ایک حجرہ میں مقیم رہے۔ خاص خاص مرید آپ کی خدمت میں رہتے تھے۔ حضرت نے ہر ایک کے حال پر مرحمت اور الطاف خاص فرماتے اور آخر وقت دونوں ہاتھ دعا کے لئے اُٹھائے اور بہت دیر تک دعا کرتے رہے پھر دونوں ہاتھ چہرے پر رکھے اور اس عالم سے رحلت فرما گئے۔

خواجہ علاؤالدین غجدوانی قدس سرہٗ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت خواجہ کے مرض الموت کے زمانہ میں حاضر تھا۔ حضرت حالت نزع میں تھے۔ جب حضرت نے مجھ کو دیکھا تو فرمایا علاء دسترخوان لا اور کھانا کھا۔ حضرت ہمیشہ مجھے علاء کہا کرتے تھے۔ تعمیل

Marfat.com

ارشاد کے لئے دستر خوان لایا اور چند لقمے کھائے۔اس حالت میں میں کھانا نہ کھا سکتا تھا۔اس لئے دستر خوان کو اُٹھا دیا۔حضرت نے آنکھ کھول کر دیکھا کہ میں نے دستر خوان اُٹھا دیا ہے۔پس فرمایا کہ اے علاء! دستر خوان بچھا اور کھانا کھا۔میں نے پھر چند لقمے کھا کر دستر خوان اُٹھا دیا۔پھر حضرت نے فرمایا کہ دستر خوان بچھاؤ اور کھانا کھاؤ۔کیوں کہ کام اچھی طرح کرنا چاہیئے۔آپ نے چار مرتبہ اسی طرح ارشاد فرمایا۔

آپ کے مرض کے آخری ایام میں آپ کے اصحاب کی ایک جماعت کو خیال پیدا ہوا۔دیکھئے حضرت کس کو ارشاد کی اجازت عطا فرماتے ہیں۔حضرت خواجہ کو اس خطرہ سے آگاہی ہو گئی اور فرمایا کہ اس وقت مجھے تشویش میں مت ڈالو یہ کام میرے اختیار کا نہیں ہے۔حق تعالیٰ تم میں سے جس کسی کو اس مرتبہ پر پہنچادے گا۔وہ مرتبہ خود اس کا فیصلہ کر دے گا۔حضرت خواجہ کے بعض مریدین نے نقل کیا ہے کہ حضرت نے اس وقت یہ فرمایا کہ بات وہی ہے جو ہم نے حجاز کے راستہ میں کہی تھی کہ جس کو ہمارے دیکھنے کی آرزو ہو۔وہ خواجہ محمد پارسا کو دیکھ لے اس ارشاد کے دوسرے دن آپ نے رحلت فرمائی۔

خواجہ علاؤ الدین قدس سرہٗ کہتے ہیں کہ میں حضرت خواجہ کے انتقال کے وقت سورۂ یٰسین پڑھ رہا تھا۔جب سورہ نصف ہوئی تو انوار ظاہر ہونے لگے۔ہم کلمہ پڑھنے میں مشغول ہوئے اس کے بعد حضرت خواجہ کا سانس منقطع ہو گیا۔حضرت کی عمر شریف پورے تہتر سال کی تھی اور چوہترویں سال میں پیر کے دن تیسری ماہ ربیع الاول ۷۹۱ھ میں وفات پائی۔مزار مبارک قصر عارفاں میں ہے چنانچہ حضرت خواجہ حافظ شیرازی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

بہاء الحق والدین طاب مثواہ　　امامِ سنت و شیخِ جماعت
چو میرفت از جہاں ایں بیت میخواند　　بر اہلِ فضل و اربابِ براعت
بطاعت قرب یزداں میتواں یافت　　قدم درنہ گرت ہست استطاعت
بدیں دستور تاریخ وف اتش　　بروں آراز حروفِ قربِ طاعت

☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

اسمائے گرامی عہدہ داران

اُمورعلمیہ کمیٹی Religious publishing commatti چاہ میراں لاہور

چیئرمین

طاہر ندیم بٹ

جنرل سیکرٹری
شیخ نعیم احمد

فنانس سیکرٹری
محمد اعظم

سینئر وائس چیئرمین
جاوید رحمت

وائس چیئرمین
شیخ مبشر حسین (ایڈووکیٹ)

صدر
ملک عبدالحق

سینئر نائب صدر
محمد نعیم رنگائی والے

نائب صدر
حاجی خلیل احمد

اسسٹنٹ نائب صدر
حافظ ارشد علی

ڈپٹی جنرل سیکرٹری
محمد اعجاز

جوائنٹ سیکرٹری
محمد اسلم ٹیلر ماسٹر

سیکرٹری نشرواشاعت
سید شبیر حسین شاہ بخاری

سیکرٹری ریسرچ
محمد شبیر علی

اراکین۔ محمد محسن فقری۔ شیخ مقصود احمد۔ سہیل علی۔ عبدالرحمٰن بٹ۔ فصیح الرحمٰن بٹ
محمد عبداللہ اعظم۔ عبداللہ جاوید رحمت۔ عدنان خلیل۔ علی رضا اسلم۔

Marfat.com

اولیاء اللہ کے مستند اور تحقیقی واقعات

مشاہدات اولیاء

علامہ عالم فقری

طاہر ندیم بٹ چیئرمین

(امور علمیہ کمیٹی چاہ میراں لاہور)

Marfat.com

مشاہدات اولیاء

مشاہدہ کے معنی کسی چیز کی جان پہچان کرنا ہے مشاہدہ دو طرح کا ہے ایک ظاہری اور دوسرا باطنی ظاہری مشاہدہ ہر انسان اپنی ظاہری آنکھوں اور احساسات کے ذریعے سے کرتا ہے جبکہ باطنی مشاہدہ اللہ والوں کو نگاہ باطن سے حاصل ہوتا ہے اللہ والوں کے حالات میں دونوں طرح کے مشاہدات ہوتے ہیں ان دونوں طرح کے مشاہدات کے چند مشہور مشاہدات درج ذیل ہیں۔

خواجہ حسن بصریؒ کو راہ حق ملنے کا واقعہ

حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ بڑے جلیل القدر اولیاء سے ہیں آپ شہر بصرہ ملک عراق کے رہنے والے تھے، آپ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ زندگی کے ابتدائی ایام میں موتیوں اور جواہرات کے سوداگر تھے۔ قسم قسم کے موتی اور جواہرات کی آپ تجارت کرتے اور بڑے بڑے بادشاہوں کے پاس جواہرات تحفہ میں لے جا کر پیش کرتے تھے۔ ایک دفعہ کچھ جواہرات ہرقل بادشاہ روم کے پاس لے کر گئے۔ پہلے وزیر سے ملے، اور اپنے آنے کا اور بادشاہ کی خدمت میں تحفہ لانے کا حال بیان کیا۔ وزیر نے کہا کل تو بادشاہ کو ایک نہایت ضروری کام ہے۔ اصلاً فرصت نہ ہوگی اور وہ کام دیکھنے کے قابل ہے۔ حضرت حسن نے کہا کہ میں ضرور دیکھوں گا۔ وزیر نے حضرت حسن کو لے جا کر ایک جگہ میدان میں ٹھہرایا جس میدان میں ایک خیمہ زری کا قائم تھا۔ اس کے آس پاس اعلیٰ درجہ کی مخمل کا فرش تھا، خیمہ کی تنابیں زری

Marfat.com

کی تھیں۔اس کی چوبیں چاندی کی تھیں میخیں سونے کی تھیں۔نہایت قابل دید منظر تھا۔وزیر نے حضرت حسن کو خیمہ کے عقب میں چلمن کے پیچھے کھڑا کیا کہ جس جگہ سے حضرت حسن نے سارا تماشا دیکھ لیا لیکن وہ خیمہ دراصل شاہ ہرقل کے عزیز فرزند کی قبر پر کھڑا تھا اور آج اس کی سالانہ برسی کا دن تھا۔بادشاہ سالانہ رسم تعزیت ادا کرنے یہاں آیا تھا۔حضرت حسن نے دیکھا کہ پہلے ایک جماعت مقدس عیسائی لوگوں کی خیمہ کے اندر آئی اور قبر کے پاس کھڑے ہوکر پڑھنے لگے اور پھر روتے ہوئے نکل کر چلے گئے۔اس کے بعد ایک جماعت طبیبوں کی اور بڑے بڑے ذی عقل لوگوں کی آئی۔یہ لوگ بھی ننگے سر قبر کے پاس کھڑے روتے رہے اور تھوڑی دیر کے بعد نکل کر چلے گئے۔ان کے بعد فوج کے افسروں کی جماعت ننگی تلواریں لے کر خیمہ کے اندر آئی وہ بھی قبر کی سلامی اتار کرنا کام واپس گئی۔فوجی لوگوں کے بعد ایک جھنڈ نوجوان عورتوں کا آیا جن کے سر کے بال کھلے تھے۔ان کے ہاتھوں میں سونے کی تھالیاں تھیں جن میں موتی اور جواہرات بھرے تھے۔ان عورتوں نے قبر کا طواف کیا اور بہت سا رو کر یہ بھی خیمہ سے باہر چلی گئیں۔ان سب کے بعد بادشاہ خود خیمہ کے اندر آیا اور قبر کے پاس کھڑا ہوکر کہنے لگا: بیٹا! تو مجھے بہت پیارا تھا مگر افسوس کہ تو مر گیا۔اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ جس نے تیری جان لی ہے وہ ان بڑے بڑے راہبوں اور پادریوں کا کہا مان کر تیری جان واپس کر دے گا۔تو یہ بڑے بڑے عیسائی راہب اس کام کے لئے تیرے پاس حاضر ہیں مگر میں جانتا ہوں کہ ان کے کہنے سے کچھ نہ ہوگا۔اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ عقلمندوں اور طبیبوں کی تدبیر کرنے سے تیری جان خدا تجھے بخش دے گا تو یہ بہت بڑی جماعت طبیبوں اور بڑے بڑے عقلمندوں کی تیری قبر کے پاس کھڑی ہے اور تیری رہائی کی تدبیریں کرنے کو موجود ہے مگر میں جانتا ہوں کہ تجھے ایسے زبردست نے مارا ہے کہ اس کے سامنے کسی کی تدبیر نہیں چلتی۔اے فرزند! اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ جس نے تیری جان نکالی ہے وہ کسی بڑی فوج سے ڈر کر تجھے

Marfat.com

چھوڑ دے گا تو یہ کثیر فوج اور فوج کے افسر تجھے قید سے چھڑانے کو تیری قبر کے پاس موجود ہیں لیکن جس نے تجھے قید کیا ہے وہ ایسا زبردست خدا ہے کہ کوئی فوج اس کے سامنے کوئی ہستی نہیں رکھتی۔ اے فرزند! اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ جس نے تجھے مارا ہے وہ حسین اور خوبصورت عورتوں کا طالب ہے اور حسین عورتیں لے کر تجھے چھوڑ دے گا تو یہ خوبصورت عورتوں کی جماعت حاضر ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ نہ وہ حسین عورتوں کا طالب ہے نہ مال و جواہر کا خواستگار ہے اور اب وہ تجھے کسی طرح نہ چھوڑے گا۔ اس لئے میں اب تجھ سے پھر ایک سال کے لئے رخصت ہوتا ہوں۔ یہ کہہ کر بادشاہ خیمہ سے باہر نکل آیا اور سب لوگ قبر کے پاس سے رخصت ہوئے۔ حضرت حسن نے یہ واقعہ دیکھا تو دل پر ایسا اثر پڑا کہ دنیا سے طبیعت یک لخت ہٹ گئی۔ اور آپ نے آئندہ دنیا کے جواہرات بیچنے چھوڑ کر آخرت کے جواہرات خریدنے شروع کر دیئے اور دنیا کے جملہ کاروبار سے الگ ہو کر اس فکر میں پڑ گئے کہ آخرت کا زادِراہ مہیا کریں اور بصرے میں آ کر قسم کھائی کہ اب اس دنیا میں کبھی ہنسوں گا نہیں اور پھر عبادت و مجاہدہ میں کچھ اس طرح مشغول ہو گئے کہ اس زمانے میں کوئی ویسا نہ تھا اور ستر ۷۰ برس تک تادم زیست بے وضو نہ رہے۔

مشاہدہ احوال مابعد موت

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ میری جوان بیٹی کا انتقال ہو گیا ہے، میری خواہش ہے کہ میں اس کو خواب میں دیکھوں آپ مجھے کوئی ایسی دعا بتائیں کہ جس کو میں پڑھوں اور میرا مقصد حل ہو جائے۔ آپ نے اس عورت کو ایک دعا سکھائی اس عورت نے رات کو وہ دعا پڑھی اور سو گئی خواب میں اس کو اس کی بیٹی نظر آئی جس کی حالت یہ تھی کہ اس نے دوزخ کے تارکول کا لباس پہنا ہوا تھا اس کے ہاتھوں میں زنجیریں اور پاؤں

Marfat.com

میں بیڑیاں تھیں۔ دوسرے دن عورت نے اپنا یہ خواب حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کو سنایا جسے سن کر آپ بہت غمزدہ ہوئے۔ کچھ مدت کے بعد اسی لڑکی کو حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے جنت میں دیکھا اس کے سر پر تاج تھا وہ لڑکی آپ سے کہنے لگی آپ مجھے پہچانتے ہیں میں اسی عورت کی بیٹی ہوں جو آپ کے پاس حاضر ہوئی تھی اور میری خستہ حالی کے بارے میں آپ کو بتایا تھا۔ آپ نے اس لڑکی سے پوچھا کہ تیری حالت میں یہ تبدیلی کیسے واقع ہوئی؟ لڑکی نے بتایا کہ اس قبرستان کے نزدیک سے ایک نیک شخص گزرا اور اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھا اس کے درود پاک پڑھنے کی برکت سے ہم پانچ سو قبر والوں سے اللہ تعالیٰ نے عذاب اٹھا لیا۔

حضرت خواجہ حسن بصریؓ کا جنوں کو وعظ

ایک شخص نماز فجر کے لئے حضرت خواجہ حسن بصریؒ کی مسجد میں گیا اور مسجد کا دروازہ اندر سے بند پایا۔ اندر سے خواجہ حسن بصریؒ کے دعا مانگنے کی آواز آرہی تھی اور بہت سے لوگوں کے آمین کہنے کی صدا بھی آرہی تھی۔ اس شخص نے خیال کیا کہ شاید خواجہ کے احباب مسجد میں آئے ہوئے ہیں۔ وہ کچھ دیر انتظار میں باہر ٹھہرا رہا۔ کافی انتظار کے بعد جب صبح ہونے کا وقت قریب پہنچا تو اس نے مسجد کے دروازے کو ہاتھ سے دھکیلا۔ دروازہ کھل گیا حالانکہ پہلے بند تھا۔ اندر خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کے علاوہ اور کوئی بھی نہ تھا۔ اس شخص نے نماز پڑھی اور بعد میں خواجہ صاحب سے پوچھا کہ حضور! میں نے تو مسجد کا دروازہ بند پایا تھا اور آپ کی دعا اور ایک باجماعت آمین کی صدا سنی تھی مگر جب کچھ دیر کے بعد دروازہ کھلا تو اندر آپ کے علاوہ کسی کو بھی نہ دیکھا۔ یہ کیا ماجرا ہے خدارا کچھ تو فرمائیے۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے اس شخص کو تنبیہ کی کہ خاموش رہ اور یہ بات کسی کو مت بتانا یہاں ہر روز فجر کی نماز سے

Marfat.com

پہلے جن اور پریوں کی ایک جماعت میرے پاس درس لینے اور وعظ سننے آتی ہے اور آخر میں باقاعدہ دعا ہوتی ہے۔ آج بھی وہ مخلوق آئی ہوئی تھی اور انہوں نے ہی دروازہ بند کرر کھا تھا اور جب وہ باہر نکلے تو تمہیں خبر تک نہ ہوئی۔

مشاہدہ کرنے کی آرزو

ایک شخص امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپ سے عرض کی کہ میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنا چاہتا ہوں آپ مجھے اللہ تعالیٰ کا دیدار کروا دیں۔آپ نے اس سے فرمایا کیا تو نہیں جانتا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا گیا تھا کہ لن ترانی تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا۔پھر تم کس بھروسے پر اس خواہش کا اظہار کرتے ہو کہ تجھے اللہ تعالیٰ کا دیدار کرایا جائے اگر کوئی باطنی نگاہ سے دیکھے تو اسے ہر چیز میں اللہ تعالیٰ ہی جلوہ گر دکھائی دے گا۔وہ شخص کہنے لگا۔یہ بات تو میں بھی جانتا ہوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معاملہ اور تھا جب کہ یہ امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس میں ایک شخص یہ کہتا ہے کہ ''رانی قلبی ربی ''یعنی میرے قلب نے اپنے رب کو دیکھا اور دوسرا یہ کہتا ہے کہ ''لم اعبدو وبالم اراہ' 'یعنی'' میں ایسے پروردگار کی عبادت نہیں کرتا جو مجھے دکھائی نہیں دیتا۔'' اس شخص کی یہ گفتگو سن کر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس شخص کے ہاتھ پاؤں باندھ کر دریائے دجلہ میں ڈال دیا جائے۔آپ کے حکم کے مطابق ایسا ہی کیا گیا، جب اس کو ہاتھ پاؤں باندھ کر پانی میں پھینکا گیا تو پانی نے اسے اوپر کی طرف پھینکا تو اس نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے بہت فریاد کی مگر آپ نے اس کی فریاد پر کوئی غور نہیں کیا بلکہ دریا کے پانی کو حکم دیا کہ اس کو خوب اچھی طرح اوپر نیچے غوطے دو۔چنانچہ پانی نے اس شخص کو خوب غوطے دیئے۔جب وہ شخص غوطے کھا کھا کر نڈھال ہو گیا اور اس کی التجا پر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے بھی کوئی توجہ نہیں دی تو اس نے اللہ تعالیٰ کو مدد کے لئے

Marfat.com

پکارا۔ یہ دیکھ کر کہ اب اس شخص نے اللہ تعالیٰ کو پکارنا شروع کر دیا ہے۔ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے پانی میں سے باہر نکلوایا، جب اس شخص کے حواس بحال ہوئے تو آپ نے اس سے دریافت فرمایا۔ یہ بتاؤ کہ تم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا؟ کہنے لگا جب تک میں دوسروں سے مدد مانگتا رہا، اس وقت تک تو میرے سامنے حجاب سا حائل تھا مگر جب میں نے سچے دل سے اللہ تعالیٰ کو مدد کے لئے پکارا تو میرے قلب میں کچھ ایسی روشنی سی پیدا ہوئی کہ جس سے میری ساری بے چینی اور بے قراری ختم ہو گئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ "کون ہے جو حاجت مند کی پکار پر اس کا جواب دے" حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا۔ اے اللہ کے بندے! تو نے جب تک اللہ تعالیٰ کو نہ پکارا اس وقت تک تو جھوٹا تھا مگر اب تمہارا قلب نور ایمان سے منور ہو چکا ہے اس لئے اب اس کی حفاظت کرنا۔

قبر میں مردے کا امتحان

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ بیان فرمایا کہ میں نے بصرہ میں چند لوگوں کو جنازہ لے جاتے ہوئے دیکھا ان کے ہمراہ جنازہ اٹھانے والوں کے سوا اور کوئی شخص بھی نہ تھا میں نے آگے بڑھ کر ان لوگوں سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ یہ شخص بہت زیادہ گنہگار تھا۔ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس شخص کی نماز جنازہ ادا کی اور اس کو قبر میں اتارا فارغ ہونے کے بعد میں تھوڑی دور آگے ایک سایہ دار جگہ پر لیٹ گیا خواب میں میں نے دیکھا کہ آسمان سے دو فرشتے نازل ہوئے اور اس کی قبر کو شق کیا پھر ان میں سے ایک قبر میں داخل ہوا اور اپنے ساتھی سے کہنے لگا کہ اس کو دوزخیوں میں لکھ لیجئے اس لئے کہ اس کا کوئی عضو گناہ سے محفوظ نہیں ہے۔ اس کے ساتھی نے کہا کہ بھائی اس قدر جلدی نہ کرو اس کی آنکھوں کو دیکھو۔ پہلے والے نے کہا کہ میں نے اچھی طرح دیکھا ہے وہ بری

Marfat.com

نگاہوں اور حرام سے بھری ہوئی ہیں۔اس نے کہا کہ اس کے کانوں کو دیکھو اس نے جواب دیا کہ وہ بھی فواحش و منکرات کے سننے سے بھرے ہوئے ہیں۔ پھر اس نے کہا کہ اس کی زبان کی طرف توجہ کر، کہا کہ وہ بھی خلاف شرع باتوں سے بھری ہوئی ہے، کہنے لگا اس کے ہاتھوں کی طرف غور کر، کہا کہ وہ بھی حرام کھانے اور شہوات سے بھری ہوئی ہے، کہنے لگا، اس کے پاؤں کی طرف دیکھ، کہا میں نے ان کو بھی دیکھا ہے وہ بھی برے افعال اور ناپاک جگہ کی جانب دوڑنے سے بھرے ہوئے ہیں۔اس کے بعد وہ فرشتہ بولا، اے بھائی! اس قدر جلدی نہ کر اب مجھے اترنے دے چنانچہ دوسرا فرشتہ اترا اور چند لمحے اس کے پاس رہا پھر بولا اے بھائی! میں نے اس کا قلب دیکھا ہے وہ ایمان سے پر ہے لکھ دے کہ یہ محروم اور نیک ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اس کی غلطی اور گناہوں کو دھو دے گا اور یہ دو اشعار پڑھے:

لما راوہ مبعدا عن طاعتی
حکموا بانی لا اجود برحمتی
حلمی اجل ولن یضیق علی الوری
من ذالحد اوا مری و مشیتی

ترجمہ: لوگوں نے جب بندے کو میری عبادت سے دور رہتے دیکھا تو حکم لگا دیا کہ اس کو میں اپنی رحمت سے نہ بخشوں گا۔ میرا حلم بہت بڑا اور مخلوق پر حلم کا دروازہ تنگ نہیں ہے میرے احکامات اور مشیت کو کون پورا کر سکتا ہے۔

(علماء کرام کا کہنا ہے کہ) اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی بدولت ایسی صورتحال اس شخص کے ساتھ واقع ہوئی اس پر فخر نہیں کرنا چاہئے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جہاں غفور و رحیم ہے وہاں وہ قہار و جبار بھی ہے وہ چاہے تو بخش دے چاہے تو حساب لے۔ اس لئے گناہوں سے اجتناب کرتے ہوئے ہر بندہ کو اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ نہ جانے مشیت ایزدی اس کے ساتھ کیا معاملہ کرے۔

Marfat.com

جنت میں محل دیکھنے کا واقعہ

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ گھومتے پھرتے بصرہ کے ایک محلّہ میں ایک عالیشان محل کے اندر داخل ہوئے دیکھا کہ وہاں ایک جوان رعنا، مزدوروں مستریوں اور کام کرنے والوں کو بڑے انہماک اور توجہ سے ہر ہر کام کی ہدایت دے رہا ہے۔ حضرت مالک بن دینارؒ نے اپنے رفیق جعفر بن سلیمان سے فرمایا، دیکھتے ہیں یہ جوان محل کی تعمیر و تزئین کے معاملہ میں کتنی دلچسپی رکھتا ہے مجھے تو اس کے حال پر رحم آ رہا ہے اور چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے اس کے حق میں دعا کروں کہ اسے اس حال سے نجات دے کیا عجب کہ یہ جوانانِ جنت سے ہو جائے۔ حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ جعفر بن سلیمان کے ساتھ اس کے پاس گئے سلام کیا۔ اس نے مالک بن دینارؒ کو نہیں پہچانا۔ جب تعارف ہوا تو عزت و توقیر کی کسر نہ رکھی اور عرض کیا حضرت کو کوئی کام ہے؟ حضرت مالک بن دینارؒ نے پوچھا: کہ اس عالیشان مکان پر کتنی دولت خرچ کرنے کا ارادہ رکھتے ہو تو نوجوان نے جواب دیا کہ میرا ایک لاکھ درہم خرچ کرنے کا ارادہ ہے اس کے بعد مالک بن دینار نے کہا کہ اتنی بڑی رقم اگر تم مجھے دے دو تو میں تمہارے لئے ایک ایسے عالی شان محل کی ضمانت لے لوں جو اس سے زیادہ پائیدار، خوبصورت اور دیرپا ہے جس کی مٹی مشک و زعفران کی ہوگی وہ کبھی منہدم نہ ہوگا اور صرف محل ہی نہیں بلکہ اس کے ساتھ خادم، خادمائیں اور سرخ یاقوت کے قبے، نہایت شاندار اور حسین خیمے وغیرہ محل کے ساتھ ہوں گے اور اس محل کو معماروں نے نہیں بنایا بلکہ صرف یہ اللہ تعالیٰ کے ''کلمہ کن'' فرمانے سے بن گیا۔ نوجوان بولا کہ مجھے اس بارے میں ایک شب غور کرنے کی مہلت عنایت فرمائیں تو حضرت مالک بن دینارؒ نے کہا کہ یہ بہت بہتر ہے تم اس پر غور کر لو اس مکالمہ کے بعد وہ لوگ وہاں سے چلے آئے۔ حضرت مالک بن دینارؒ کو شب بھر بار بار اس نوجوان کا خیال آتا رہا۔ رات

Marfat.com

سے صبح تک اس کے حق میں دعائے خیر فرماتے رہے۔ صبح کے وقت پھر اس جانب تشریف لے گئے تو نوجوان کو اپنے دروازہ پر منتظر پایا۔ جب آپ اسے ملے تو اس نے کہا کہ کل جو بات ہوئی تھی وہ آپ کو یاد ہے۔ نوجوان مسرت و شادمانی سے ان لوگوں کا استقبال کرتے ہوئے کیا کل کی بات حضرت مالک بن دینارؒ نے کہا کیوں نہیں مجھے بالکل یاد ہے۔ نوجوان نے ایک لاکھ درہموں کی تھیلیاں حضرت مالک بن دینارؒ کے حوالے کر دیں اور یہ کہا کہ یہ قلم، دوات اور کاغذ حاضر ہے تو حضرت مالک بن دینارؒ نے یوں تحریر فرمائی۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ یہ تحریر اس غرض کے لئے ہے کہ مالک بن دینارؒ فلاں بن فلاں کے لئے اس کے اس مکان کے عوض اللہ تعالیٰ اسے ایک ایسا شاندار محل دلانے کا ضمانت دار ہے اور اگر اس محل میں مزید کچھ اور ہو تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اور اس ایک لاکھ درہم کے بدلہ میں میں نے جنت کا ایک محل فلاں بن فلاں کے لئے خرید لیا ہے جو اس کے محل سے زیادہ وسیع اور شاندار ہے۔ اور وہ محل قرب الٰہی کے سائے میں ہے۔ فقط اور کاغذ نوجوان کے حوالے کر کے ساری دولت شام سے پہلے پہلے فقراء و مساکین میں تقسیم فرما دیتے ہیں۔ اس عظیم عہد نامے کو لکھے ہوئے ابھی چالیس روز بھی نہیں گزرے تھے کہ نماز فجر کے بعد مسجد سے نکلتے ہوئے حضرت مالک بن دینارؒ کی نگاہ محرابِ مسجد پر پڑی تو کیا دیکھتے ہیں کہ نوجوان کے لئے لکھا ہوا وہی کاغذ وہاں رکھا ہے اور اس کی پشت پر بغیر سیاہی کے یہ تحریر چمک رہی ہے۔

عزیز و حکیم اللہ کی جانب سے مالک بن دینارؒ کے لئے پروانۂ برأت ہے کہ تم نے جس محل کیلئے ہمارے نام سے ضمانت لی تھی وہ ہم نے اس جوان کو عطا فرما دیا بلکہ اس سے ستر گنا زیادہ نوازا۔

اس تحریر کو لے کر حضرت مالک بن دینارؒ دوڑتے ہوئے نوجوان کے گھر کی جانب تشریف لے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے گھر کا دروازہ ماتم گسار ہے اور اندر

Marfat.com

سے نالہ وشیون کی آواز آ رہی ہے۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ نوجوان کل خدا کو پیارا ہو گیا۔ نوجوان کے جنازہ کو غسل دینے والے شخص نے بتایا کہ اس نے مجھے بلوایا اور وصیت کی کہ میرے جنازہ کو غسل وکفن تم دینا اور کاغذ کا ایک ورق مجھے کفن کے اندر رکھنے کی وصیت کی چنانچہ میں نے اس کی وصیت پر عمل کر کے اس کی تدفین کر دی۔ حضرت مالک بن دینار نے محراب سے ملا ہوا کاغذ غسال کو دکھایا تو وہ چیخ پڑا کہ واللہ یہ تو وہی کاغذ ہے جو میں نے کفن میں رکھا تھا۔ یہ ماجراء دیکھ کر ایک شخص نے مالک بن دینار کی خدمت میں دو لاکھ درہم کی پیشکش پر ضمانت نامہ لکھنے کی التجا کی۔ تو آپ نے فرمایا جو ہونا تھا ہو چکا اللہ جس کے ساتھ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ حضرت اسے یاد کر کے بہت روئے۔

رابعہ بصری کے پاس انوارات کعبہ کا آنا

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ کے توکل کا یہ حال تھا کہ آپ تیس برس تک گوشہ نشینی اختیار کئے رہے۔ لوگوں سے الگ تھلگ رہ کر عبادت الٰہی میں مشغول رہے اور کبھی کسی کے پاس نہ بیٹھتے۔ ایک مرتبہ آپ نے حج کرنے کا ارادہ کیا اور یہ نیت کی کہ لوگ تو اپنے قدموں سے چل کر خانہ کعبہ کو جاتے ہیں میں اپنی آنکھوں کے بل چل کر محبوب کی بارگاہ پر حاضری دوں گا۔ چنانچہ جب روانہ ہوئے تو ہر قدم پر دو رکعت نفل نماز پڑھتے ہوئے آگے کی طرف بڑھتے جاتے۔ آپ اسی طرح حج کا سفر کرتے ہوئے ایک جنگل میں پہنچے' جنگل میں پہنچ کر آپ نے دیکھا کہ ستر نقاب پوش اشخاص کی خون آلود لاشیں زمین پر پڑی ہوئی ہیں جن کے سر کٹے ہوئے ہیں۔ ان میں ایک شخص ایسا بھی تھا کہ جس میں زندگی کی چند سانسیں ابھی باقی تھیں۔ اس نے آواز دیتے ہوئے کہا' اے ابراہیم! ہم لوگوں کا احوال سن۔ ہم ستر اشخاص صوفی کہلاتے تھے۔ توکل کے اس عہد کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ راستے میں کسی سے گفتگو

Marfat.com

نہیں کریں گے۔ ہم جب اس جنگل میں پہنچے تو حضرت خواجہ خضر علیہ السلام تشریف لائے۔ ہم نے ان سے گفتگو کی اور ان کے ساتھ بات چیت میں محو رہے۔ اچانک ایک آواز آئی اے عہد شکن مدعیو! کیا تمہارا ہم سے یہی عہد تھا افسوس کہ تم نے اپنے عہد کو بھلا دیا اور ہمارے سوا کلام میں مصروف ہو گئے۔ پھر ایک تلوار ہوا میں نمودار ہوئی۔ تمام کے سر کاٹ کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اے ابراہیم جو کوئی توکل کی راہ کا مسافر بنتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنے عہد سے نہ پھرے اور نہ اپنے عہد کو فراموش کرے تاکہ اس کا انجام ہماری طرح باعث عبرت نہ ہو۔ ابھی اس نقاب پوش نے اپنی بات ختم ہی کی تھی کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کو پیارا ہو گیا۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ کو بڑی حیرت ہوئی پیچھے مڑ کر دیکھا تو آپ کو نظر آیا کہ حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا تشریف فرما ہیں اور خانہ کعبہ ان کے گرد طواف کر رہا ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ کی حیرت میں مزید اضافہ ہو گیا بلند آواز میں ارشاد فرمایا' اے رابعہ! تم نے دنیا میں یہ کیا شور مچا رکھا ہے؟ حضرت رابعہ بصری رحمتہ اللہ علیہا نے فرمایا اے ابراہیم شور تو آپ نے مچا رکھا ہے دنیا میں اس بات کی دھوم مچی ہوئی ہے کہ ابراہیم چودہ برس سے آنکھوں کو قدم بنا کر خانہ کعبہ کی زیارت کیلئے سفر کر رہا ہے اور ابھی تک وہ خانہ کعبہ کی زیارت سے سرفراز نہیں ہوا۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا' اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کو خانہ کعبہ دیکھنے کی خواہش ہے اور مجھے خانہ کعبہ کے مالک کو دیکھنے کی آرزو ہے اس لئے جس شخص کو مالک دیکھنے کی امنگ ہو تو وہ گھر میں بیٹھ کر بھی دیکھ لیتا ہے۔ اس لیے کہ گھر تو اپنے مالک ہی کا ہوتا ہے۔

نفس کو صبر پر گامزن کرنے کا واقعہ

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت شفیق بن ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ

Marfat.com

میں نے حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ کو مکہ مکرمہ کے ایک بازار (میں جو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت والے مقام کے نزدیک ہے) دیکھا آپ راستہ سے ہٹ کر ایک کنارہ پر بیٹھے ہوئے تھے اور رو رہے تھے۔ میں بھی اپنا راستہ چھوڑ کر ان کے قریب چلا گیا اور ان سے رونے کا سبب پوچھا' حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' خیریت ہے' میں نے دو تین مرتبہ استفسار کیا تو آپ نے فرمایا' اگر تم کسی سے اس بات کا ذکر نہیں کرو گے تو پھر تم کو بتاؤں گا۔ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ آپ ارشاد فرمائیں چنانچہ آپ فرمانے لگے کہ تیس سال سے میرا دل حریرہ کھانے کیلئے مجھے تنگ کر رہا تھا لیکن میں بڑی کوشش اور صبر سے اس کو روکتا تھا۔ کل رات کے وقت میں بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے اونگھ آنے لگی۔ اسی اثناء میں ایک شخص سبز پیالہ ہاتھ میں لے کر آیا۔ اس پیالہ میں سے بھاپ اڑ رہی تھی اور حریرہ کی خوشبو آ رہی تھی۔ میں نے ہمت کر کے اپنے نفس کو روکا۔

اس شخص نے پیالہ میرے نزدیک کر کے مجھ سے کہا' اے ابراہیم! اس کو کھا لے۔ میں نے کہا کہ میں نے اس کو چھوڑ دیا ہے ہرگز نہیں کھاؤں گا۔ اس نے کہا اگر اللہ تعالیٰ کھلا دے تو کھا لینا چاہیے۔ مجھے اس کا کوئی جواب نہ سوجھا اور میں رونے لگا۔ اس نے پھر مجھ سے کہا کہ لو اس کو کھا لو۔ میں نے کہا کہ ہمیں حکم ہے کہ جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ کھانا کہاں سے آیا ہے اس وقت تک ہاتھ نہ ڈالیں اس نے جواب دیا کہ اسے کھاؤ یہ تمہارے لئے ہی آیا ہے مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ پیالے کو لے جا اور ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ کے نفس کو کھلا دے اس لئے کہ اس نے بڑی مدت سے اپنے نفس پر صبر کر کے اس کو روک رکھا ہے اب اس پر اللہ تعالیٰ نے رحم کیا ہے اور اے ابراہیم یہ بھی یاد رکھو کہ میں نے فرشتوں کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی عطا کو نہیں لیتا تو پھر اگر طلب کرتا ہے تو نہیں ملتی۔ میں نے کہا یہ بات ہے تو میں تمہارے سامنے ہوں اس کا معمہ اللہ تعالیٰ ہی حل فرمائے گا۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ پھر میں نے دیکھا کہ ایک اور شخص آیا اس نے پہلے کچھ دیا اور کہا کہ تم ہی اپنے ہاتھ سے کھلا دو چنانچہ اس نے میرے منہ میں لقمہ ڈالنا شروع کیا حتیٰ کہ میں سو گیا جب بیدار ہوا تو اس کا ذائقہ اپنی زبان پر محسوس کیا۔

حضرت شفیق بن ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی بات ختم کی تو میں نے ان سے کہا کہ اپنا ہاتھ آگے کریں، میں نے ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر چوم لیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی، اے باری تعالیٰ! جو لوگ اپنی خواہشات کو اچھی طرح روکتے ہیں تو ان کی خواہش کو پوری کرتا ہے، تو ہی دلوں میں یقین ڈالتا ہے، تو ہی ان سے دلوں کو مطمئن رکھتا ہے، اے اللہ! اپنے بندہ شفیق پر بھی نگاہ کرم فرما۔ پھر حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ کا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے کہا، اے اللہ! اس ہاتھ کی اور اس ہاتھ والے کی برکت سے اور اس انعام کی برکت سے جو تو نے ان پر کیا ہے اپنے عاجز بندہ پر بھی عنایت فرما جو تیرے ہی فضل و کرم، احسان و رحم کا محتاج ہے اگرچہ اس کا حقدار نہیں۔ پھر وہ اٹھ کر کھڑے ہوئے اور چلتے ہوئے حرم شریف میں داخل ہو گئے۔

رفیق جنت دیکھنے کی آرزو

حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ نے تین شب متواتر اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ مولا پاک مجھے اس شخص کا دیدار کرا دے جو میرا رفیق جنت ہوگا۔ جواب ملا میمونہ سوداء تیری رفیق جنت ہے جو کوفہ کے فلاں قبیلہ میں رہتی ہے۔ حضرت شیخ وہاں تشریف لے گئے اور اس کے بارے میں لوگوں سے پوچھا لوگوں نے جواب دیا کہ میمونہ تو ایک دیوانی عورت ہے۔ بکریاں لئے جنگل میں پڑی رہتی ہے۔ حضرت شیخ جنگل میں پہنچے تو ملاحظہ کیا کہ عصا کا سترہ بنائے کھڑی مصروف نماز ہے، اس کے جسم پر اون کا ایک جبہ ہے جس پر لکھا ہوا ہے۔ ”یہ خریدی اور بیچی نہیں جا سکتی“

Marfat.com

بکریوں کے ریوڑ پر نظر اٹھائی تو دیکھا کہ بکریاں اور بھیڑیئے قریب قریب ہیں۔ مگر نہ بکریاں بھیڑیوں سے ڈرتی ہیں اور نہ بھیڑیئے بکریوں پر حملہ کرتے ہیں۔ شیخ کی آہٹ پا کر میمونہ نے نماز مختصر کی اور سلام پھیر کر میمونہ: بولی اے ابن زید! اس وقت جاؤ وعدہ یہاں دنیا میں ملنے کا نہیں بلکہ کل کا ہے۔ شیخ عبدالواحد: تمہیں کس نے بتایا کہ میں ابن زید ہوں۔ میمونہ: کیا خبر نہیں کہ حدیث میں آیا ہے کہ ارواح لشکر کی لشکر ایک مقام پر ہیں جن ارواح میں وہاں تعارف ہو گیا وہ یہاں بھی باہم متعارف ہیں اور جن میں وہاں ناآشنائی رہی یہاں بھی رہی۔ شیخ عبدالواحد: مجھے کچھ نصیحت کرو۔ میمونہ: رب تعالیٰ نے جس بندہ کو دنیا کی کوئی شے ایک بار دیدی پھر وہ دوبارہ اس کی طلب میں رہا۔ رب تعالیٰ اس سے لذت خلوت سلب کر لیتا ہے اور قرب کو بعد سے بدل دیتا ہے۔ اس کے دل میں وحشت بٹھا دیتا ہے اور کچھ ناصحانہ شعر پڑھے۔ شیخ عبدالواحد: بھیڑیئے بکریوں کے ہمراہ کس طرح رہتے ہیں؟ کہ نہ وہ انہیں کھاتے ہیں اور نہ یہ ان سے ڈرتی ہیں۔ میمونہ: جاؤ یہ باتیں نہ کرو۔ میں نے اپنے رب سے معاملہ درست کر لیا ہے۔ اس لئے اس نے بھیڑیوں اور بکریوں میں بھی صلح کرا دی ہے۔

روحانی سیر میں رات گزر گئی

ایک بزرگ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ عشاء کی نماز پڑھ چکے ہیں۔ میں آپ کو دیکھنے کی غرض سے بیٹھ گیا۔ آپ نے اپنے آپ کو کمبل میں لپیٹا اور بستر پر لیٹے رہے۔ تمام رات آپ نے کروٹ بھی نہ لی۔ حتیٰ کہ فجر کا وقت ہو گیا۔ موذن نے اذان دی۔ آپ نماز میں شامل ہو گئے۔ میرے دل میں یہ بات کھٹکی چنانچہ میں نے حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ ساری رات تو آپ لیٹ کر سوئے

Marfat.com

رہے اور آپ کی یہ نیند کیسی تھی تو آپ نے ارشاد فرمایا میں تو ساری رات کبھی جنت کے باغات میں بھاگتا رہا اور کبھی جہنم کا مشاہدہ کرتا رہا تو ایسی صورت میں مجھے بھلا نیند کیسے آ سکتی تھی۔

اہل معرفت کی باتیں

حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں دریا کے کنارے وضو کر رہا تھا کہ مجھے سامنے کی طرف سے ایک خوبصورت عورت دکھائی دی جب میں نے اس سے بات چیت کرنا چاہی تو اس نے کہا، کہ میں نے تمہیں دور سے دیکھ کر یہ خیال کیا تھا کہ تم دیوانہ ہو جب تم کچھ نزدیک آئے تو میں نے سمجھا کہ کوئی عالم ہے اور جب بالکل نزدیک آ گئے تو میں نے اہل معرفت خیال کیا۔ مگر اب مجھ معلوم ہوا کہ ان تینوں میں سے تم تو کچھ بھی نہیں ہو۔ حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس سے اس کی وجہ دریافت کی تو اس نے کہا کہ عالم نامحرم پر نظر نہیں ڈالتے اور دیوانے وضو نہیں کرتے اور اہل معرفت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں دیکھتے یہ کہہ کر وہ عورت غائب ہو گئی اور مجھے بخوبی سمجھ آ گئی کہ یہ غیب کی طرف سے میرے لئے ایک تنبیہ ہے۔

احتیاط کرنے کی نصیحت

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ ایک رات بیت المقدس میں لیٹے تھے اور مسجد میں آپ تنہا ہی تھے اور کوئی نہ تھا۔ تھوڑا حصہ رات کا گزرا تو مسجد کا دروازہ کھلا اور ایک ضعیف اور نورانی شخص چالیس ہمراہیوں کے ساتھ مسجد میں داخل ہوئے اور محراب کے پاس آ کر سب نے نفل پڑھے اور پھر سب محراب کی طرف پشت کر کے بیٹھ گئے۔ ایک شخص ان میں سے بولا کہ آج کوئی ایسا شخص بھی اس مسجد میں ہے جو ہم میں سے

Marfat.com

نہیں۔ وہ ضعیف شخص مسکرائے اور فرمایا کہ ہاں ہے اور وہ ابراہیم بن ادھم ہے۔ جو چالیس دن سے عبادت میں لطف نہیں پاتا۔ حضرت ابراہیم نے یہ بات سنی تو آپ کونے سے اٹھے اور اس مرد ضعیف کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے۔ آپ نے سچ فرمایا۔ مگر یہ تو بتایئے کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ وہ فرمانے لگے کہ فلاں روز تو نے بصرے میں کھجوریں خریدی تھیں۔ ان میں ایک کھجور کسی دوسرے کی گر پڑی تھی۔ تم نے سمجھا کہ تمہاری ہی ہے تم نے اسے بھی اٹھالیا اور اپنی کھجوروں میں ملالیان۔ بس اس پرائی کھجور کے تمہارے مال میں مل جانے سے تمہاری عبادت میں جو مزہ تھا جاتا رہا۔ حضرت ابراہیم یہ سنتے ہی بصرے کو روانہ ہوئے اور اس شخص کے پاس جس کی وہ کھجور تھی پہنچے اور اس سے معافی چاہی۔

نور پر مزید نور کا اضافہ

حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ جنگل میں جا رہا تھا کہ اچانک مجھے ایک شخص دکھائی دیا جو گھاس پر لیٹا ہوا تھا میں نے اس کو سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا پھر مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ میں نے کہا کہ میں مصر کا باشندہ ہوں۔ کہنے لگا، کہاں جا رہے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت طلب کرتا ہوں۔ کہنے لگا کہ دنیا اور آخرت کو چھوڑ دے اس وقت تیری طلب سچی ہوگی اور تو اللہ تعالیٰ کی محبت پر پہنچ جائے گا۔ میں نے کہا یہ سچ ہے مجھ سے اس کا بیان کرو، کہنے لگا، کیا تم ہماری حاصل کی ہوئی چیز پر اتہام لگاتے ہو تم جو کچھ کہتے ہو ہم اس سے بھی زیادہ دیئے گئے ہیں۔ وہ کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی معرفت۔

حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ میں تم پر اتہام نہیں لگاتا بلکہ یہ چاہتا ہوں کہ اس نور پر مزید نور کا اضافہ فرمائیں۔ ارشاد

Marfat.com

فرمایا، اے ذوالنون! ذرا اوپر کی طرف دیکھ، میں نے دیکھا تو زمین و آسمان سونے کے بن گئے تھے اور چمک رہے تھے۔ پھر فرمایا، اپنی آنکھیں بند کر لے میں نے آنکھیں بند کر لیں اور جب کھولیں تو زمین و آسمان جیسا کہ پہلے تھے بالکل ویسے ہی ہو گئے۔ میں نے کہا، اس کی طرف راہ کیسے ملے گی۔ کہنے لگا، باری تعالیٰ کے لئے سب سے الگ ہو جا، اگر تو اس کا بندہ ہے۔

مقام علیین

حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بعض ساتھیوں کو ان کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا، تو میں نے دریافت کیا کہ تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا ان میں سے ایک نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکت سے میری مغفرت فرمادی اور آپ کی محبت کی وجہ سے مجھے جنت میں داخل کر کے جنت کے مقامات دکھائے گئے۔ حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ کہتے ہوئے اس کا چہرہ غمزدہ تھا میں نے کہا، میں تو تجھے غمزدہ دیکھ رہا ہوں حالانکہ تو جنت میں داخل ہو چکا ہے۔ اور اس کی نعمت حاصل کر چکا ہے اس نے ایک گہری سانس لی اور کہا، اے ذوالنون! میں قیامت کے دن اسی طرح غمزدہ رہوں گا۔ میں نے دریافت کیا، وہ کیوں؟ کہنے لگا، اس لئے کہ جب میں بہشت میں داخل ہوا تو مجھے اہل جنت کے مقامات دکھائے گئے جن کو میں نے کبھی بھی نہ دیکھا تھا جب میں نے مقامات علیین دیکھے تو بہت خوش ہوا اور اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا اسی اثناء میں اوپر سے ایک منادی نے آواز دی کہ اس کو یہاں سے واپس لے جاؤ یہ مقام اس کے لئے نہیں ہے یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو سبیل کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جاری کرتے ہیں یعنی جب کبھی دنیا میں ان کو کوئی مصیبت پہنچے تو کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور پھر اس کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے اگر تو بھی اس طرح

Marfat.com

عمل کرتا تو تجھ کو بھی یہ مرتبہ و مقام مل جاتا۔

حضرت خضر علیہ السلام سے حصول علم

ایک مرتبہ حکیم احمد ترمذی رحمتہ اللہ علیہ نے دو طلباء کو غیر ملک میں حصول تعلیم کے لئے آمادہ کیا لیکن والدہ کی کبرسنی کی وجہ سے ارادہ فسخ کرنا پڑا اور جن طلبہ کو آپ نے آمادہ کیا تھا وہ بغرض تعلیم روانہ ہو گئے مگر آپ اس درجہ غمگین ہوئے کہ قبرستان میں جا کر محض اس خیال سے گریہ وزاری کرتے تھے کہ جب میرے دونوں ساتھی حصول علم کے بعد واپس آئیں گے تو مجھے ان کے سامنے ندامت ہوا کرے گی لیکن ایک دن حضرت خضر علیہ السلام نے آ کر فرمایا کہ روزانہ اس جگہ آ کر مجھ سے تعلیم حاصل کر لیا کرو پھر انشاء اللہ کبھی کسی سے پیچھے نہیں رہو گے۔ اس کے بعد آپ نے مسلسل تین سال تک تعلیم حاصل کر کے بہت بلند مقام حاصل کیا اور جس وقت آپ کو معلوم ہوا کہ میرے استاد حضرت خضر علیہ السلام ہیں تو آپ کو مکمل یقین ہو گیا کہ ایسا صاحب مرتبت استاد مجھے صرف والدہ کی خدمت کی وجہ سے ملا ہے۔

حضرت ابوبکر وراق سے روایت ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام ہر ہفتہ بغرض ملاقات آپ کے پاس تشریف لایا کرتے تھے اور آپ ان سے علمی بحثیں کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ مجھے بھی جنگل میں اپنے ہمراہ لے گئے وہاں میں نے دیکھا کہ درخت کے سایہ میں ایک سونے کا تخت بچھا ہوا ہے اور ایک نورانی شکل کے بزرگ اس پر جلوہ افروز ہیں لیکن جب ان بزرگ نے آپ کو دیکھا تو خود تعظیماً تخت سے نیچے اتر آئے اور آپ کو اس پر بٹھا دیا۔ پھر یکے بعد دیگرے چالیس بزرگوں کا اجتماع ہو گیا جس کے بعد آسمان سے کھانا نازل ہوا اور سب نے مل کر کھا لیا اس کے بعد نہ جانے آپ نے اس بزرگ سے کیا سوال کیا؟ اور انہوں نے کیا جواب دیا جو میری سمجھ میں قطعاً نہ آ سکا۔ پھر وہاں سے روانگی کے بعد پلک جھپکتے ہی ہم لوگ ترمذ پہنچ گئے اور آپ نے

Marfat.com

فرمایا کہ جاؤ تمہیں سعادت نصیب ہوگئی اور جب میں نے پوچھا کہ وہ کون سا مقام تھا اور کون لوگ تھے تو فرمایا کہ وہ مقام پتہ بنی اسرائیل تھا اور وہ بزرگ قطب مدار تھے۔ پھر میں نے سوال کیا کہ آپ اتنی دور جا کر اس قدر عجلت کے ساتھ ترمذ کیسے پہنچ گئے تو فرمایا کہ یہ ایک راز ہے۔

حضرت ابوبکر وراقؒ کی حضرت خضر سے ملاقات

آپ حضرت خضر علیہ السلام کے شوق دیدار میں روزانہ جنگل میں پہنچ جاتے ہیں اور آمد و رفت کے دوران تلاوت کرتے رہتے۔ چنانچہ جب آپ ایک مرتبہ جنگل کی جانب چلے تو ایک اور صاحب بھی آپ کے ساتھ ہو لئے اور دونوں راستہ بھر گفتگو کرتے رہے۔ لیکن واپسی کے بعد ان صاحب نے فرمایا کہ میں خضر ہوں جن سے ملاقات کے لئے تم بے چین تھے مگر آج تم نے میری معیت کی وجہ سے تلاوت بھی ملتوی کر دی اور جب صحبت خضر تمہیں خدا سے فراموش کر سکتی ہے تو دوسروں کی معیت ذکر الٰہی سے کیوں دور نہ کر دے گی۔ لہٰذا سب سے بہتر شے گوشہ نشینی ہے۔ یہ کہہ کر وہ غائب ہو گئے۔

جب آپ کے صاحبزادے تلاوت قرآن کرتے ہوئے اس آیت پر پہنچے یَوْمَ یَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبًا (پ ۲۹ مزمل ۱۷) یعنی ایک دن بچے بوڑھے ہو جائیں گے تو وہ خوف الٰہی سے اس درجہ متاثر ہوئے کہ فوراً دم نکل گیا اور حضرت ابوبکر وراقؒ ان کی قبر پر روتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ کس قدر افسوسناک ہے یہ بات کہ اس بچے نے ایک ہی آیت کے خوف سے جان دے دی لیکن میرے اوپر برسوں کی تلاوت کے بعد یہ آیت اثر انداز نہ ہو سکی۔ آپ خوف الٰہی کی وجہ سے دیر تک مسجد میں نہیں ٹھہرتے تھے بلکہ نماز کی ادائیگی کے فوراً بعد واپس آ جاتے۔ کسی نے آپ سے نصیحت کی درخواست کی تو فرمایا کہ دولت کی قلت دین و دنیا دونوں میں مفید ہے اور زیادتی

Marfat.com

دونوں جگہ مضر ہے۔

ستر قلب نور ایمان سے روشن ہو گئے

حضرت احمد خضرویہ رحمتہ اللہ علیہ ایک مرتبہ کوئی بزرگ آپ کے ہاں تشریف لائے تو آپ نے از راہ مہمان نوازی اس دن سات شمعیں روشن کیں۔ یہ دیکھ کر ان بزرگ نے اعتراض کیا یہ تکلفات تو تصوف کے منافی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تو یہ تمام شمعیں صرف خدا کے واسطے روشن کی ہیں اور اگر آپ غلط سمجھیں تو پھر ان میں سے جو شمع خدا کیلئے روشن نہ ہو اس کو بجھا دیں۔ یہ سن کر وہ بزرگ تمام شب شمعوں کو بجھانے میں مشغول رہے لیکن ایک بھی نہ بجھ سکی پھر صبح کو آپ نے فرمایا کہ میرے ساتھ چلو میں تمہیں قدرت کے عجائبات کا نظارہ کرانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ جب ایک گرجا کے دروازے پر پہنچے تو وہاں ایک کافر بیٹھا ہوا تھا اور اس نے آپ کو دیکھتے ہی بہت تعظیم کے ساتھ دستر خوان بچھوایا اور کھانا چن کر عرض کیا کہ آیئے ہم دونوں کھانا کھائیں۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کے غنیم کے ساتھ کیسے کھا سکتا ہوں۔ یہ سن کر وہ ایمان لے آیا اور اس کے ہمراہ مزید ۶۹ مسلمان ہو گئے اور اسی شب آپ نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے دیکھا کہ اے احمد تو نے ہمارے لئے سات شمعیں روشن کیں اور اس کے صلہ میں ہم نے تیرے ہی وسیلے سے ستر قلب کو نور ایمانی سے منور کر دیا۔

کتاب اصول طریقت

حضرت ابوبکر وراق رحمتہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت محمد بن علی ترمذی رحمتہ اللہ علیہ نے مجھے ایک کتاب کے چند اجزاء دیئے اور فرمایا کہ انہیں دریائے جیحون میں ڈال دو۔ میرے دل نے مجھے اس کی اجازت نہ دی۔ چنانچہ میں نے ان کو گھر میں رکھ دیا اور واپس آ کر حضرت سے کہہ دیا کہ میں ڈال آیا ہوں۔

Marfat.com

حضرت نے سوال کیا کہ پھر تم نے کیا دیکھا؟ میں نے عرض کیا کہ کچھ بھی نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا تو پھر تم نے وہ اجزاء دریا میں نہیں ڈالے۔ جاؤ اور انہیں دریا میں ڈال کر آؤ۔ میں واپس آیا اور میرا دل وسوسوں میں مبتلا تھا پھر بھی جب میں نے انہیں دریا میں پھینک دیا تو دریا کا پانی دو حصوں میں بٹ گیا اور اس میں سے ایک صندوق نمودار ہوا جس کا ڈھکنا کھلا تھا۔ جب وہ اجزاء صندوق میں جا پڑے تو اس کا منہ بند ہو گیا اور پھر پانی بھی آپس میں مل گیا۔

میں نے واپس آکر یہ ساری کیفیت بیان کی تو حضرت نے فرمایا کہ ہاں اب تم نے واقعی وہ اجزاء دریا میں ڈال دیے ہیں۔ میں نے عرض کی اے شیخ! اس معاملہ کے بعد مجھے ضرور بتلایئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے یہ کتاب اصول طریقت اور اس کے اسرار و رموز کی تشریح میں تصنیف کی تھی مگر لوگوں کے لئے اس کا سمجھنا دشوار تھا چنانچہ یہ کتاب مجھ سے میرے بھائی حضرت خضر علیہ السلام نے مانگ لی اور اللہ تعالیٰ نے اس دریا کو حکم دیا کہ وہ کتاب ان تک پہنچا دے۔

عجب طرح سے کپڑے سوکھانے کا واقعہ

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ اپنے ایک ساتھی کے ساتھ جنگل میں موجود تھے کہ وہاں پر کپڑوں کو دھویا جب کپڑے دھو لئے تو آپ کے ساتھی نے آپ سے کہا کہ ان کپڑوں کو انگور کی باڑھ پر پھیلا دیں تا کہ سوکھ جائیں آپ نے فرمایا، ہم لوگوں کی دیوار میں میخ نہیں گاڑتے، آپ کے ساتھی نے کہا، اچھا ان کو درخت سے لٹکا دیں، ارشاد فرمایا، نہیں اس کی ٹہنیاں ٹوٹ جائیں گی، ساتھی کہنے لگا تو پھر انہیں گھاس پر پھیلا دیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا، یہ جانوروں کا چارہ ہے ہم اس کو جانوروں سے نہیں چھپا سکتے۔ آخر کار آپ نے کپڑے اپنی پشت پر ڈال لئے اور سورج کی طرف پشت کر کے کھڑے ہو گئے جب ایک طرف سے کپڑے سوکھ گئے

Marfat.com

توان کو الٹ کر ڈال لیا اور اسی طرح دوسری جانب سے بھی کپڑے خشک کر لئے۔

مشاہدہ الٰہی کا اثر

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ کسی نے حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ یا حضرت! آپ کو جو اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ ہوتا ہے اس کا حال ہم سے بھی بیان فرمائیں اس پر آپ نے ایک چیخ ماری اور ارشاد فرمایا، کہ یہ تمہاری شان کے لائق نہیں ہے کہ تم اس کو جانو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو پانے کے لئے اپنے نفس پر سخت سے سخت مجاہدہ کیا ہے اس کے بارے میں ہی ارشاد فرما دیجئے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمہیں اس کا جاننا بھی جائز نہیں۔ وہ کہنے لگے کہ پھر طریقت کی ابتداء میں آپ اپنے نفس کی جو ریاضت کرتے تھے اس کے بارے میں ہی آگاہ فرما دیجئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں وہ اس طرح سے ہے کہ میں نے اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا اور اس نے سرکشی کی میں نے اس کو قسم دے دی کہ ایک سال تک پانی نہیں پیوں گا نہ ہی خواب کا ذائقہ چکھوں گا چنانچہ میرے نفس نے اس کو پورا کر دیا۔

اسم اعظم کا ایک طالب

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے عرض کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ اسم اعظم جانتے ہیں اس لئے میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ مجھے بھی اسم اعظم سکھا دیں۔ مجھے اسم اعظم سے بڑی شدید محبت ہے میں چاہتا ہوں کہ میں اسم اعظم کا ورد کروں۔ اس شخص کی بات سن کر حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے تمام اسمائے حسنہ اسم اعظم ہیں اور ان اسمائے حسنہ میں کوئی تخصیص، تقسیم یا حد بندی نہیں

Marfat.com

ہے ان میں سے کوئی اعلیٰ یا ادنیٰ اور چھوٹا یا بڑا نہیں ہے۔ ان میں سے عظیم اور اعظم کا بھی کوئی امتیاز نہیں ہے اصل بات ان اسمائے حسنہ میں نہیں بلکہ وہ بندے کے دل کی ہے۔ اور دیکھنے کی بات یہ ہے کہ بندہ کس قدر زیادہ متقی ہے اور کس قدر وارفتگی سے ان اسماء کو چاہنے والا ہے۔ اگر اللہ کا بندہ اللہ کے مقابل کسی کو شریک نہ ٹھہرائے تو وہ وصل الٰہی کی لذت سے آشنا ہو سکتا ہے اسی طرح وہ معرفت الٰہی سے بھی آگاہ ہو سکتا ہے۔ اس مقام پر بندہ اپنی ہمت اور پرواز کے باعث اونچی اڑان کر سکتا ہے اس میں کچھ خدائی اوصاف بھی پیدا ہو جاتے ہیں اس طرح وہ زندگی اور موت پر بھی قادر ہو سکتا ہے مردوں کو زندہ کرنا اور زندوں کو موت کی نیند سلانا اس کے معمولی کام بن جاتے ہیں۔

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کے اس مدلل بیان کو سن کر اسم اعظم کا طالب شخص عش عش کر اٹھا اور سبحان اللہ کا ورد کرتے ہوئے کہنے لگا کہ واقعی اس طرح تو اہل ہمت کے لئے اسم اعظم کا حصول کوئی بڑا اور مشکل کام نہیں ہے۔ اس پر حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے پھر ارشاد فرمایا کہ، اہل ہمت اور بلند حوصلہ لوگوں کے لئے اسم اعظم حاصل کرنا کوئی بڑی بات نہیں ہے اصل بات یہ ہے کہ بندہ کی اپنے پروردگار کے سوا تمام باقی جہان اور عقبیٰ میں اللہ تعالیٰ کی طلب ہی سب سے اعظم ہے۔ اور پھر اس طلب کے لئے بلند ہمتی اور حوصلے کی ضرورت ہے۔ بلند ہمت والے لوگ تو اپنے پروردگار سے جو کہہ دیتے ہیں باری تعالیٰ وہی کر دیتا ہے، یہاں تک کہ عرش معلیٰ کے نیچے سے لے کر تمام کائنات انکی بلند ہمتوں کی زیر نگین ہو جاتی ہے۔

اس شخص نے ایک مرتبہ پھر حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ سے اس قدر عالی مرتبہ لوگوں کے بارے میں پوچھا کہ وہ لوگ کون ہوتے ہیں؟ اس پر حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے مقرب اور اس کی معرفت کے حلقے میں آ جاتے ہیں ان ہی کو یہ مرتبہ و مقام حاصل ہوتا ہے۔

Marfat.com

حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ کا روحانی مقام

حضرت ابوتراب بخشی ؒ کا ایک ارادت مند اپنی ریاضت کے اعتبار سے بہت بلند تھا اور آپ اس سے یہ فرمایا کرتے کہ حضرت بایزید بسطامیؒ کی صحبت تیرے لئے زیادہ سودمند ہوگی لیکن وہ عرض کرتا میں تو بایزید کے خدا کو دن میں سومرتبہ دیکھتا ہوں، ان سے بھلا مجھے کیا فائدہ حاصل ہوسکتا ہے۔ حضرت ابوترابؒ نے فرمایا کہ ابھی تو نے اپنے پیمانے کے مطابق خدا کا دیدار کیا ہے لیکن اس کی توجہ کے بعد ایسا دیدار ہوگا جس طرح دیدار کا حق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا مختلف طریقوں سے مشاہدہ کیا جاسکتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ محشر میں ایک خاص تجلی تو حضرت صدیق اکبرؓ پر ڈالے گا اور ایک تجلی پوری مخلوق پر۔ یہ سننے کے بعد اس مرید کے قلب میں حضرت بایزید بسطامیؒ کا اشتیاق دیدار پیدا ہوا اور اپنے مرشد کے ہمراہ جس وقت آپ کے مکان پر پہنچا تو آپ کہیں سے پانی بھرنے گئے ہوئے تھے اور جب یہ دونوں ان کی تلاش میں چلے تو دیکھا کہ آپ ایک ہاتھ میں گھڑا اور ایک ہاتھ میں پوستین لٹکائے چلے آرہے ہیں لیکن اس مرید پر آپ کی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ لرزہ براندام ہوکر زمین پر گر پڑا اور وہیں دم نکل گیا اور جب حضرت ابوترابؒ نے کہا کہ آپ نے تو ایک ہی نظر میں کام ختم کردیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے اندر کشف کا ایک خاص مقام باقی رہ گیا ہے جو اس وقت اس کو حاصل ہوا لیکن وہ برداشت نہ کرتے ہوئے جاں بحق ہوگیا۔ جس طرح مصر کی عورتیں حسن یوسف کی تاب نہ لاکر اپنی انگلیاں تراش بیٹھی تھیں۔

نرالی دعوت

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت حاتم اصم رحمتہ اللہ علیہ کو ایک شخص نے کھانے کی دعوت پر مدعو کیا۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ میں تمہاری دعوت اس صورت میں

Marfat.com

قبول کروں گا اگر تمہیں میری تین شرائط منظور ہیں۔

(۱) یعنی میں جہاں چاہوں گا وہیں بیٹھوں گا۔

(۲) جو چاہوں گا وہ کھاؤں گا۔

(۳) اور جو چاہوں گا وہی کہوں گا۔ اس شخص نے اس بات سے اتفاق کیا چنانچہ حضرت حاتم اصم رحمتہ اللہ علیہ دعوت پر تشریف لے گئے جب آپ وہاں پر پہنچے تو جوتوں کی جگہ پر بیٹھ گئے۔ گھر کے مالک نے عرض کیا، یا حضرت! یہ بیٹھنے کی جگہ نہیں ہے آپ تو مہمان خصوصی ہیں یہاں مسند پر تشریف رکھیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا میری شرط تو یہی تھی کہ میں جہاں چاہوں گا وہیں بیٹھوں گا۔

چونکہ دعوت کا اہتمام خاص طور پر حضرت حاتم اصم رحمتہ اللہ علیہ کے اعزاز میں کیا گیا تھا اس لئے جب آپ تشریف لے آئے تو تھوڑی دیر کے بعد صاحب خانہ نے کھانا لگوادیا آپ نے جو کی روٹی نکالی اور اسے کھانا شروع کر دیا۔ گھر کے مالک نے عرض کیا یا حضرت! یہ تمام کھانے میں نے آپ ہی کے لئے تیار کروائے ہیں۔ حضرت حاتم اصم رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا، میری یہ بھی شرط تھی کہ مجھے جو چیز اچھی لگے گی میں وہی کھاؤں گا۔ اس کے بعد آپ نے حکم دیا کہ لوہے کا ایک ٹکڑا خوب اچھی طرح آگ میں تپا کر اس مجلس میں لے آؤ۔ چنانچہ صاحب خانہ لوہے کا ٹکڑا آگ میں سرخ کر کے لے آیا آپ نے اس لوہے کے گرم ٹکڑے کو زمین پر رکھا اور پھر اس کے اوپر اپنا بایاں پاؤں رکھتے ہوئے فرمایا، یہ نان جویں کھانے کا حساب ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہر دانے پر حساب لے گا اور وہ اس سے بھی زیادہ سخت ہوگا، پھر آپ نے ارشاد فرمایا، اب تم سب لوگ ایک ایک کر کے اس گرم لوہے پر پاؤں رکھتے جاؤ تا کہ تمہیں بھی اس کھانے کا حساب یہاں ہی بے باق کرنے کا موقع مل جائے۔ لوگوں نے یہ دیکھا تو کہنے لگے کہ ہم میں تو اس کی ہمت نہیں ہے۔ حضرت حاتم اصم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اگر یہ بات ہے تو پھر قیامت کے روز حساب و کتاب سے کس

Marfat.com

طرح فارغ ہو گئے؟ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ اہل مجلس کے دلوں پر رقت طاری ہو گئی اور سب لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔

چار نورانی صورتوں کا مشاہدہ

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں ایک روز بیت المقدس میں تھا اور حج کے دنوں میں بہت تھوڑے دن باقی رہ گئے تھے۔ میں نے اس سال حج کے لئے نہ پہنچ سکنے پر بڑا افسوس کیا اور دل میں سوچنے لگا کہ لوگ مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ پہنچ چکے ہوں گے اور میں یہاں ہی ہوں۔ افسوس کہ میں اس نعمت سے محروم رہ گیا۔ میں رونے لگا اور اور بہت رویا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہاتف سے ایک ندا سنی، کوئی کہہ رہا تھا اے سری! مت رو، اللہ تعالیٰ تمہیں کسی سبب حج کے لئے مکہ معظّمہ پہنچا دے گا۔ میں نے کہا مگر یہ کیسے ممکن ہے جبکہ مکہ معظمہ یہاں سے کافی دور ہے اور میں یہاں بیت المقدس میں ہوں۔ آواز آئی کہ اللہ کے لئے سب کچھ ممکن ہے۔ میں نے سجدۂ شکر ادا کیا اور ہاتف کی آواز کی صداقت کے ظہور کا انتظار کرنے لگا اتنے میں مسجد بیت المقدس میں وجیہ اور نورانی چہروں والے چار حضرات داخل ہوئے ان کی نورانی صورتیں ایسی پر نور تھیں جیسے سورج چمک رہا ہو۔ ان چاروں میں سے ایک ان کا پیشوا تھا اور تین ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ یہ لوگ مسجد میں داخل ہوئے تو ساری مسجد جگمگا اٹھی۔ میں نے انہیں دیکھا تو ان کے ساتھ ہو لیا۔ پھر انہوں نے دو رکعات با جماعت نماز پڑھی۔ امام وہی بنا جوان کا پیشوا تھا۔ نماز کے بعد ان کا وہ امام دعا مانگنے لگا اور وہ تینوں اس کی دعا پر آمین کہنے لگے۔ میں قریب گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ بڑی رقت آمیز دعا مانگ رہے ہیں۔ جب وہ دعا سے فارغ ہوئے تو میں نے ان سے السلام علیکم کہا اور انہوں نے جواب دیا۔ پھر ان کے اسی پیشوا نے مجھ سے کہا مبارکباد اے سری سقطی! کہ ہاتف سے تمہیں حج کی بشارت مل چکی ہے۔ میں

Marfat.com

نے کہا ہاں یا سیدی! آپ کے یہاں تشریف لانے سے قبل مجھے ہاتف سے یہ بشارت ملی ہے۔ وہ فرمانے لگے ہاں ہاں! جب تمہیں وہ ندائے ہاتف سنائی گئی ہے ہم اس وقت خراسان میں تھے۔ میں نے حیران ہو کر پوچھا، حضور! خراسان کی مسافت تو یہاں سے سال بھر کی ہے۔ پھر آپ اتنی جلدی یہاں کیسے پہنچ گئے؟ تو فرمایا مسافت اگر ہزاروں سال کی بھی ہو تو کوئی بات نہیں۔ زمین اسی خدا کی ہے جس کے ہم بندے ہیں۔ ہم اسی کے گھر کی زیارت کے لئے نکلے ہیں اور پہنچا دینا بھی اسی کا کام ہے۔ دیکھو یہ سورج مشرق سے چل کر صرف ایک دن ہی میں مغرب میں پہنچ جاتا ہے۔ حالانکہ مشرق و مغرب میں مسافت کئی سالوں کی ہے تو کیا سورج یہ اتنی طویل مسافت اپنی قدرت سے طے کرتا ہے! تو جب ایک بے جان وجود اتنی لمبی مسافت دن بھر میں طے کر لیتا ہے تو جو اللہ کے مقبول بندے ہیں وہ اگر سال بھر کی مسافت پل بھر میں طے کر لیں تو کون سی تعجب کی بات ہے پھر وہ باہر نکلے اور مجھے ساتھ لے لیا اور نماز ظہر کے وقت ہم ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں پانی کا نام ونشان تک نہ تھا مگر اسی مقبول حق کی برکت و کرامت سے ہم نے وہاں ایک ٹھنڈا چشمہ پایا جس سے ہم نے وضو کیا اور نماز پڑھی، پھر چلے اور نماز عصر کے وقت ہمیں حجاز کی نشانیاں نظر آنے لگیں اور مغرب سے پہلے پہلے ہم مکہ معظمہ پہنچ گئے۔ مکہ معظمہ پہنچا کر وہ لوگ پاک میری نظروں سے غائب ہو گئے۔

مقام بقا کا حصول

حضرت الشیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا وقت اخیر آیا تو حضرت عبداللہ بن فضیل رحمۃ اللہ علیہ حاضر تھے۔ سکرات کی کیفیت دیکھ کر رو پڑے۔

شیخ سری سقطی: ابو محمد رو کیوں رہے ہو؟

عبداللہ بن فضیل: حضور آپ کا یہ حال دیکھ کر رو رہا ہوں۔

Marfat.com

شیخ سری سقطی: نہ رو، میرا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک حساب ہے۔ بیس سال سے میں اس کا طالب رہا، جب اسے پایا تو بیس سال حق تعالیٰ نے مجھ سے خدمت لی۔ اس کے بعد بیس سال تک مجھے رلایا۔ پھر بیس سال مبتلائے شوق رکھا۔ اس کے بعد بیس سال مجھے مقام فنا میں چھوڑا۔ اب اس وقت یہ امید ہے کہ مجھے خدا کا دیدار نصیب ہوگا۔ تو اس کے لئے اس کی مدد سے اور اس کے ساتھ مجھے بقا حاصل ہوگی۔ ابو محمد! یہ رونے کا وقت نہیں بلکہ مبارکباد دینے کا وقت ہے۔ رضی اللہ عنہما۔

ایک مرتبہ حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت جنید بغدادیؒ سے محبت کا صحیح مفہوم دریافت کیا تو حضرت جنید نے جواب دیا کہ بعض حضرات موافقت کو اور بعض اشارت کو محبت سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے اپنے ہاتھ کی کھال کھینچ کر اوپر اٹھانا چاہا تو وہ اپنی جگہ چمٹی رہی، اس وقت آپ نے فرمایا کہ اگر میں یہ دعویٰ کروں کہ صرف محبت ہی کی وجہ سے میری کھال خشک ہوگئی تو میں اپنے دعویٰ میں حق بجانب ہوں گا اور یہ فرماتے ہی بے ہوش ہو گئے لیکن آپ کا روئے مبارک مہر درخشاں کی طرح دمک رہا تھا۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ محبت بندے کو ایسا کر دیتی ہے کہ شمشیر وسناں کی اذیت بھی اس کو محسوس نہیں ہوتی اور اس سے پہلے میں بھی محبت کی حقیت سے نا آشنا تھا۔ لیکن خدا نے جب آگاہ فرمادیا تب مجھے محبت کا صحیح مفہوم معلوم ہوا۔

ترک لذت نفسی

حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ کا روزہ تھا۔ طاق میں ٹھنڈا پانی ہونے کے آبخورہ رکھ دیا تھا۔ عصر کے مراقبہ میں تھے حوران بہشتی نے یکے بعد دیگر سامنے سے گزرنا شروع کیا جو سامنے آتی اس سے دریافت فرماتے تو کس کے لئے ہے۔ وہ ایک بندہ خدام کا نام لیتی ہے۔ ایک آئی۔ اس سے پوچھا۔ اس نے کہا اس کے لئے ہوں۔ جو روزہ میں پانی ٹھنڈا ہونے کو نہ رکھے۔ فرمایا۔ اگر تو سچ کہتی ہے تو اس کوزہ کو

Marfat.com

گرادے۔ اس نے گرادیا اس کی آواز سے آنکھ کھل گئی۔ دیکھا تو وہ آبخورہ ٹوٹا پڑا تھا۔

ایک عارفہ کی داستان معرفت

حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شب مجھ کو نیند نہ آئی نہایت درجہ بے چین ہوا۔ میں آنکھ تک نہ بند کرسکا۔ باوجودیکہ اس شب کو تہجد سے بھی محروم رہا۔ جب فجر کی نماز پڑھ چکا تو گھر سے نکلا کسی طرح مجھ کو قرار نہ تھا۔ پھر جامع مسجد میں ٹھہر گیا۔ ایک واعظ کا وعظ سننے لگا تاکہ کچھ دل کو راحت ہو میں نے اپنے دل کو پایا کہ سختی اس کی بڑھتی جاتی ہے میں وہاں سے چل دیا۔ دوسرے واعظ کے پاس ٹھہرا وہاں بھی دل کا اضطراب کم نہ ہوا۔ پھر میں نے اپنے جی میں کہا دل کے طبیبوں کے پاس جاؤں اور جو لوگ محبوب کو محبوب کی راہ بتلاتے ہیں ان سے ملوں۔ پھر بھی میرے دل کو قرار نہ ہوا اور سختی بڑھتی گئی۔ پھر میں نے کہا اب میں کوتوالی میں جاؤں۔ وہاں لوگوں کو سزا پاتے دیکھ کر شاید کچھ عبرت ہو۔ مگر وہاں بھی دل کی سختی کم نہ ہوئی۔ پھر میں نے کہا چلوں قید خانے کو، شاید ان لوگوں کو جو مبتلائے عذاب میں دیکھ کر دل ڈرے۔ جب میں قید خانہ میں داخل ہوا اپنے دل کو پایا کھل گیا اور میرا سینہ کشادہ ہوا۔ ایک لونڈی خوبصورت قیمتی اوڑھنی اوڑھے نظر آئی اس کے پاس سے عطر کی خوشبو آتی تھی۔ پاک نظر نیک دل تھی۔ ہاتھوں میں ہتھکڑی، پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں۔ جب مجھ کو دیکھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور شعر پڑھے جن کا مطلب یہ ہے کہ میں تجھ سے پناہ مانگتی ہوں کہ بغیر گناہ کئے میرے ہاتھوں ہتھکڑی ڈال کر گردن میں لٹکا دی۔ اور ان ہاتھوں نے نہ کبھی خیانت کی نہ چوری کی۔ میرے پہلو میں جگر ہے۔ میں جانتی ہوں وہ جل گیا۔ قسم تیرے حق کی اے دل کی مراد میں سچی قسم کھاتی ہوں اگر تو میرے دل کے ٹکڑے کر ڈالے تیرے حق کی قسم ہے کبھی تجھ سے نہ پھرے گا۔ شیخ سری فرماتے ہیں کہ میں نے داروغہ سے دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟ کہا لونڈی ہے۔ دیوانی ہوگئی

Marfat.com

ہے۔اس کے مالک نے یہاں قید کیا ہے تا کہ درست ہو جائے۔ جب اس لونڈی نے داروغہ کا کلام سنا اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں۔ شیخ سری فرماتے ہیں میں نے اس سے وہ باتیں سنیں جنہوں نے مجھے بے چین کر دیا۔ مجھ کو غم دیا، جلایا، رُلایا۔ جب لونڈی نے میرے آنسو دیکھے، کہا اے سری! یہ تمہارا رونا اس کی صفت سن کر کیا حال ہوا اگر تم اس کو پہچان لو۔ پھر ایک ساعت وہ بیہوش رہی۔ جب ہوش آیا میں نے کہا اے لونڈی! جواب دیا لبیک اے سری! میں نے کہا مجھ کو تو نے کیسے پہچانا؟ کہا جب سے مجھ کو معرفت حاصل ہوئی جاہل نہیں رہی، اور جب سے خدمت کی ست نہ ہوئی۔ اور جب سے وصل ہوا جدان ہوئی اور درجے والے ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ میں نے کہا تجھ سے سنا کہ تو محبت کرتی ہے تیرا دوست کون ہے؟ کہا جس نے اپنے محبوں کے ساتھ مجھ کو معرفت دی اور اپنی بڑی عطا کے ساتھ سخاوت کی۔ وہ دلوں کے پاس ہے۔ محبوب کے طلبگار کا دوست ہے۔ سنتا ہے جانتا ہے، پیدا کرنے والا، حکمت والا، سخی، کریم، بخشنے والا، رحیم ہے۔ میں نے پوچھا یہاں تجھ کو کس نے قید کیا؟ کہا حاسدوں نے باہم مدد کی اور قول وقرار کیا۔ پھر وہ باآواز بلند چلائی، اور بیہوش ہو گئی۔ میں نے خیال کیا کہ اس نے زندگی ختم کر لی۔ پھر وہ ہوش میں آئی۔ شیخ سری فرماتے ہیں کہ میں نے قید خانہ کے داروغہ سے کہا اس کو چھوڑ دو۔ اس نے چھوڑ دیا۔ میں نے کہا جہاں تیرا دل چاہے چلی جا، کہا اے سری! میں کہاں جاؤں، اسے چھوڑ کر میرا کہاں راستہ ہے۔ میرے دل کے دوست نے اپنے مملوک کو میرا مالک بنا دیا۔ اگر میرا مالک راضی ہو گا چلی جاؤں گی ورنہ صبر کروں گی۔ میں نے کہا خدا کی قسم! یہ تو مجھ سے زیادہ عقلمند ہے۔ میں اسی حال میں اس سے باتیں کر رہا تھا کہ اس کا مالک آ گیا۔ داروغہ سے پوچھا، تحفہ اس کی لونڈی کہاں ہے؟ کہا اندر ہے اور اس کے پاس شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے ہیں۔ مالک یہ سن کر بہت خوش ہوا اندر آیا اور مجھ کو مرحبا کہا اور میری تعظیم کی۔ میں نے کہا یہ لونڈی بہ نسبت میرے تعظیم کی زیادہ مستحق ہے۔ اس کی

Marfat.com

کونسی حرکت تجھ کو ناپسند ہے۔ کہا بہت سی باتیں ہیں نہ کھائے نہ پیئے، بے عقل، نہ خود سوئے نہ ہم کو سونے دے۔ ہر وقت متفکر رہتی ہے۔ ذراسی بات پر فوراً رو دے۔ آہ و نالے سے کام ہے، سدا رویا کرتی ہے اور یہی میری پونجی ہے۔ میں نے اپنا تمام مال بیس ہزار درہم دے کر اس کو مول لیا اور امید تھی کہ نفع حاصل ہوگا کیونکہ حسن و جمال کے علاوہ یہ اور کام بھی جانتی ہے۔ میں نے کہا اور کام کیا کرتی ہے۔ کہا گانا جانتی ہے۔ میں نے پوچھا کتنی مدت سے یہ مرض اس کو ہے؟ کہا ایک برس سے۔ میں نے کہا ابتدا کیسے ہوئی، کہا ایک مرتبہ عود لئے گا رہی تھی دفعتہً عود توڑ کر کھڑی ہوگئی اور روئی چلائی۔ میں نے اس کو انسان کی محبت کی تہمت لگائی۔ میں نے اس کی تحقیقات کی مگر کچھ علامت و نشان نہ پایا۔ میں نے لونڈی سے پوچھا کیا ایسا ہی معاملہ ہے؟ لونڈی نے زبان تیز اور جلے دل سے جواب دیا، میرے دل سے خدا نے مجھ کو خطاب کیا۔

میرا وعظ میری زبان پر تھا، مجھ کو بعد دوری کے قریب کیا اور مجھ کو خدا نے خاص منتخب کیا۔ جب میں برضا و رغبت بلائی گئی۔ میں نے قبول کیا اور لبیک اپنے بلانے والے کے جواب میں کہی۔ جو کچھ گناہ مجھ سے سابق میں ہوئے تھے میں ان سے ڈری مگر محبت نے خوف دفع کر کے آرزوؤں میں ڈال دیا۔ شیخ سری سقطی فرماتے ہیں میں نے اس کے مالک سے کہا میرے ذمہ اس کی قیمت ہے اور میں زیادہ دوں گا مالک چلایا اور کہا، ہائے محتاج تیرا برا ہو تم تو ایک مرد فقیر ہو اس کی قیمت کہاں پاؤ گے۔ میں نے کہا جلدی نہ کرو تم یہیں رہو میں اس کی قیمت لاتا ہوں۔ پھر وہاں سے چل دیا، غمگین روتا ہوا۔ قسم خدا کی میرے پاس لونڈی کی قیمت ایک درہم بھی نہ تھا۔ تمام رات خدا کی درگاہ میں روتا، خوشامد، عاجزی کرتا رہا اور اس سے دعا مانگتا تھا، تمام رات آنکھ نہ جھپکی اور کہتا تھا خداوند تو ظاہر و باطن خوب جانتا ہے۔ میں نے تیرے فضل پر اعتماد کیا۔ مجھ کو فضیحت نہ کرنا۔ اس لونڈی کے مالک کے روبرو شرمندہ نہ ہوں۔ اسی حالت میں عبادت خانہ میں بیٹھا ہوا دعا مانگ رہا تھا کہ ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

Marfat.com

میں نے کہا دروازہ میں کون ہے؟ کہا دوستوں میں سے ایک دوست ہے۔ کسی سبب سے یہاں آیا ہے۔ خدائے مہربان کا حکم اس کو یہاں لایا ہے۔ میں نے دروازہ کھولا ایک شخص چار غلام اس کے ہمراہ شمع لئے، پھر اس آنے والے نے کہا اے استاد! مجھ کو اندر آنے کی اجازت ہے؟ میں نے کہا آؤ۔ وہ شخص اندر آیا۔ میں نے پوچھا تم کون ہو؟ کہا احمد بن مثنیٰ ہوں۔ مجھ کو ایسے شخص نے دیا ہے کہ وہ دیتے وقت بخل نہیں کرتا۔ میں آج کی رات سو رہا تھا۔ ہاتف غیبی نے پکار کر کہا پانچ توڑے اشرفیاں سری کے پاس لے جاؤ ان کا دل خوش ہو اور وہ تحفہ کو خرید لیں کیونکہ ہم کو تحفہ کے حال پر مہربانی ہے۔ میں نے خدا کے شکر میں سجدہ کیا کہ اس نے مجھے یہ نعمت عطا کی اور فجر کا انتظار کرنے لگا۔ جب صبح کی نماز ادا کی، احمد کا ہاتھ پکڑ کر قید خانہ میں لے گیا۔ لونڈی کا محافظ دائیں بائیں دیکھ رہا تھا۔ مجھ کو دیکھ کر کہا مرحبا آیئے۔ خدا اس لونڈی پر مہربان ہے۔ رات کو ہاتف نے مجھ کو پکار کر کہا ہے۔ شیخ سری سقطی فرماتے ہیں کہ تحفہ نے جب ہم کو دیکھا اس کے آنسو ڈبڈبا آئے اور کہا تم نے مجھ کو سب لوگوں میں مشہور کر دیا۔ اسی حال میں تحفہ کا مولیٰ آ گیا، روتا ہوا، دل غمگین، رنگ فق۔ میں نے کہا مت روؤ، جس قدر قیمت تم نے دی ہے میں لایا ہوں اور پانچ ہزار نفع دوں گا۔ اس نے کہا نہیں خدا کی قسم! میں نے کہا دس ہزار نفع لو۔ کہا نہیں خدا کی قسم نہیں لوں گا۔ میں نے کہا قیمت کے برابر نفع لو، کہا اگر تم تمام دنیا اس کے عوض دو گے نہ قبول کروں گا۔ تحفہ خدا کے واسطے آزاد ہے۔ میں نے کہا کیا حال ہے، کہا رات کو مجھے سخت تنبیہ اور جھڑکی دی گئی ہے۔ میں تمام مال حال چھوڑ کر خدا کی طرف بھاگا ہوں۔ خدایا تو کشائش کے ساتھ میرا کفیل ہو اور میرے رزق کا ضامن۔ پھر میری طرف ابن مثنیٰ متوجہ ہوا۔ میں نے دیکھا وہ رو رہا تھا۔ میں نے کہا تم کیوں روتے ہو؟ کہا خداوند تعالیٰ نے جس کام کے لئے مجھ کو بلایا اس سے راضی نہ ہوا۔ تم گواہ رہو۔ میں نے اپنا تمام مال خدا کی راہ میں خیرات کر دیا۔ میں نے کہا تحفہ کیا بڑی صاحب برکت لونڈی ہے۔ تحفہ کھڑی ہوئی

Marfat.com

جو کپڑے پہنے تھے اُتار کر پھینک دیے اور ایک کرتا بالوں کا پہن لیا اور روتی ہوئی نکل کھڑی ہوئی۔ ہم لوگوں نے اس سے کہا خدا نے تم کو آزاد کر دیا پھر کیوں روتی ہو۔ پھر ہم قید خانہ کے دروازے سے نکلے اثنائے راہ میں تحفہ کو تلاش کیا اپنے ہمراہ نہ پایا۔ ابن مثنیٰ راستے میں مر گئے میں اور تحفہ کا مولیٰ مکہ معظّمہ میں داخل ہوئے۔ ایک دن میں طواف کر رہا تھا، کسی زخمی دل سے کلام مجروح سنا وہ کلام یہ ہے۔ خدا کا دوست دنیا سے بیمار ہے اس کا مرض دراز ہے، اس کی دوا خود مرض ہے۔ اس کو شراب محبت کا پیالہ پلا دیا اور خوب پلا کر سیر کر دیا پھر تو وہ دوست اس کی محبت میں حیران ہو کر اسی کی طرف متوجہ ہوا، بجز اس کے دوسرا محبوب نہیں چاہتا۔ یہی حال اس کا ہے جو براہ شوق خدا کی طرف بلایا جائے اس کی محبت میں حیران رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا دیدار نصیب ہو۔ پھر میں اس آواز کی جانب گیا اس نے جب مجھے دیکھا کہا اے سری سقطی! میں نے کہا لبیک، تم کون ہو؟ خدا تم پر رحم کرے: کہا لا الٰہ الّا اللّٰہ بعد معرفت کے اب انجان ہو گئے میں تحفہ ہوں۔ وہ اس وقت بالکل ضعیف و ناتوان تھی جیسے کسی کا خیال دل میں گزرے اس طرح وہ نظر آتی تھی۔ میں نے کہا اے تحفہ! جب تم خلق خدا سے جدا ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف مائل ہوئی، خدا سے تم کو کیا فائدہ حاصل ہوا، کہا خدا ان پر رحم فرمائے۔ میرے مولا نے ان کو وہ کرامات عطا کئے ہیں کہ جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا۔ جنت میں ان کی جگہ میرے پڑوس میں ہے۔ پھر میں نے کہا تمہارا مالک جس نے تمہیں آزاد کیا ہے میرے ساتھ ہے۔ یہ سن کر تحفہ نے کچھ دعا مخفی مانگی۔ میرے دیکھتے ہی دیکھتے تحفہ کعبہ کے روبرو مردہ نظر آئی۔ جب اس کے مالک نے اسے مردہ دیکھا تو اپنے کو سنبھال نہ سکا۔ منہ کے بل گر پڑا۔ میں نے پاس جا کر بلایا۔ وہ بھی دنیا سے کوچ کر چکا تھا۔ پھر میں نے دونوں کے غسل وکفن سے فراغت کر کے دونوں کو دفن کر دیا۔ ان پر خدا کی رحمت ہو۔

Marfat.com

فرشتوں کی دعائیں

حضرت شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان فرمایا۔ میرے پڑوس میں قرآن مجید کا ایک حافظ صالح متقی شخص رہتا تھا، جو نہایت غریب اور مفلس تھا۔ ایک مرتبہ اس پر فاقہ اور تکلیف کا سخت وقت آیا تو اس نے اپنے دل کا حال ایک کاغذ پر لکھ کر بارگاہ خداوندی میں پیش کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ اس نے رقعہ لکھا اور رات آئی تو لکھا ہوا رقعہ لے کر محراب مسجد میں پہنچا نماز پڑھی اور دعا کرتے ہوئے رقعہ آسمان کی طرف بلند کیا۔ یہی عمل وہ کافی دیر تک کرتا رہا۔ بالآخر اس پر شب بیداری سے تکان لاحق ہوئی اور وہ بیٹھ کر نماز پڑھنے لگا۔ جب رات کا مختصر حصہ باقی رہ گیا تو اسے نیند آ گئی۔ دیکھا کہ ایک حسین و جمیل شخص اس سے مخاطب ہے۔

مرد شکیل: اے ابو بشر! تجھ پر کیسی غفلت طاری ہے کہ رب تعالیٰ کے حضور روشنائی سے لکھا ہوا رقعہ پیش کر رہا ہے؟

ابو بشر: پھر کیا کروں؟

مرد شکیل: سن! جب اس بارگاہ میں کوئی درخواست کا ارادہ کرے، تو دست شکر کو دریائے ذکر سے دھو کر اپنے قلب پر قلم صبر کے ذریعہ بیاض فکر سے تحریر کر،

ابو بشر: کیا تحریر کروں؟

مرد شکیل: یہ دعا،

یا مَنْ اِفضالُہٗ اَفْضلُ اِفضالِ الْمُفْضِلِیْن و انعامُہ: اَنعمُ اِنعامِ الْمنعِمِیْن یا مَنْ عَجِزَ عَنْ شکرِہ شُکْرُ الشاکِرِین قَدْ جَرَّبْتُ غیرَکَ مِنَ الْمَامُولِیمن بغیریٰ مِنَ السَّائِلِیْن فِاذا کُلُّ قاصدٍ اِلٰی غیرِکَ مَرْدُود وَکل طریقٍ اِلٰی سِواکَ مَسْدُود و کُلُّ خیرٍ عندکَ موجود و عندَ سِواکَ مَعْدُوم و مفقود.

Marfat.com

اے وہ ذات جس کے افضال سارے فضل کرنے والوں سے افضل ہیں اور تیرے انعام تمام انعام کرنے والوں سے بہتر ہیں۔ تیرے شکر سے تمام شکر کرنے والے عاجز ہیں۔ میں نے دوسرے مانگنے والوں کے ذریعہ ان سب کو آزمالیا جن سے کوئی امید وابستہ کی گئی تھی۔ معلوم ہوا کہ تیرے غیر کے سامنے ہاتھ پھیلانے والا مردود ہے اور غیروں کا ہر راستہ بند ہے۔ ہر خیر تیرے پاس موجود ہے۔ اور تیرے غیر کے پاس نہیں۔

ابوبشر: یاسیّدی! یہ تو بہت خوب ہے۔

مردشکیل: اگر بیاض بصیرت باقی رہے اور تو اپنے ارادے کی تصریح کی مزید ضرورت سمجھے تو، تو یہ تحریر کرو،

یـا مَنْ الیه توسَّلْتُ وعَلَیه فی اسَّراء والضَّراء عَوَّلْتُ حاجاتی مَـصْـرُوفتة الیك واٰمـا لی مَوْقوفة لدَیك كلُّ ما و فَّقْتَنی لَهٗ مِنْ خیرٍ اَعْمَلُه واُطِیقُه فَاَنْتَ دَلیلِي عَلیه وَ طریقه.

اے وہ ذات کہ میں نے تیرے لئے تجھی کو وسیلہ بنایا اور راحت و تکلیف میں تجھی پر اعتماد کیا ہے۔ میری حاجتیں تیری ہی طرف مصروف ہیں۔ اور امیدیں تیرے ہی سامنے قائم ہیں جس کام کی تو نے مجھے توفیق دی۔ تو ہی اس کا رہنما اور تو ہی اس کا ذریعہ ہے۔ ابوبشر: سیّدی! یہ تو اس سے بھی بہتر ہے۔

مردشکیل: اور اگر بیاض بصیرت میں اس سے زیادہ تصریح کی ضرورت ہو تو مزید یہ لکھ دے۔

یـا قـدیراً لا تؤدُهُ المطالب و یا مَلِكا یَرْغَبُ الیه كلُّ رَاغبٍ ما ذِلْتُ مَصْحوباً مّنك بالنّعم ، جاریاً علی عادات الاحسانِ و الكرم یا مَنْ بكرَمِهٖ یُبْلَغُ الكرم و مِنْ حَمْدِهٖ یزیدُ النعَم

اے قدیر! طلب مجھے عاجز نہیں کرتی، اور اے بادشاہ ہر رغبت والا تیری طرف

Marfat.com

جھکتا ہے۔ میں ہر وقت تیری نعمتوں سے مالا مال ہوں جو مجھ پر صرف تیرے فضل و کرم سے اترتی ہیں۔ اور اے وہ ذات کہ تیرے کرم سے ہر شخص کرم کا مستحق ہوتا ہے۔ اور تیری تعریف سے نعمت بڑھتی ہے۔

مرد شکیل: بیاض بصیرت اگر اور باقی رہے اور تو مزید حاجت تصریح رکھے تو یہ رقم کر،

یا مَنْ جعلَ الصَّبْرَ عَوناً علٰی بلائه وجعلَ الشکر ما داً النعمائه اَسئلك صَبر اجمیلا علی المِحن و توفیقًا للشکر علی المِنَن فقد عظُمتُ مِحْنتكَ عن صبری و جَلّت نعمتُك عن شکری فتفضَّلْ علٰی اقراریْ بعَض انتَ اَوسَعُ له واقدَرْ علیه فاِنْ لّم یکُن لذنبی عُذرٌ تَقْبلُهٗ فاجْعَلْه ذَنباً یُّغْفر

اے وہ ذات جس نے صبر کو بلا پر بندہ کے لئے معاون بنایا اور شکر کو نعمت بڑھانے والا بنایا، میں تجھ سے سختی میں صبر کی اور نعمت پر شکر کی توفیق مانگتا ہوں۔ تیری آزمائش میرے صبر سے زیادہ ہے، اور تیری نعمت میرے شکر سے زیادہ ہے۔ تو میرے اقرار پر عفو کی چادر ڈال تو قادر و توانا ہے۔ اور اگر میرے گناہ کا کوئی عذر نہیں تو تو اپنی جانب سے اسے معاف فرما۔

مرد شکیل: اے ابو بشر مقام تبتل میں مغفرت اور بخشش کی جگہ کھڑا ہو اور انکساری اور عاجزی کے ساتھ فضل کا امیدوار رہ، اور توسل کی زبان سے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار۔

ابو بشر: یہ اور اچھی بات ہے۔

مرد شکیل: یہ خاص ملائکہ کی دعائیں ہیں جو تجھے تعلیم کی گئیں۔

ابو بشر: اس میں کوئی شک نہیں انشاء اللہ۔

اس کے بعد اس حسین وخوبصورت مرد غیب نے ابو بشر کے سینہ اور شکم پر اپنا ہاتھ پھیرا جس سے وہ جاگ اٹھے اور ساری باتیں انہیں یاد تھیں اس طرح کہ ایک حرف

Marfat.com

بھی بھولے نہیں تھے۔

حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فجر کی نماز کے بعد انہوں نے یہ تمام باتیں اور دعائیں ہمیں بتائیں۔ ہم نے ان کو پسند کر لیا اور تحریر کر لیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ونفعنا بہم۔

توشہ آخرت کی فکر

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمتہ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ ایک دن آپ بازار میں سے گزر رہے تھے کہ ایک جگہ آپ کو لوگوں کا بہت بڑا ہجوم نظر آیا۔ جب قریب پہنچے تو ہجوم کے اندر آپ کو ایک شخص زار و قطار روتا ہوا نظر آیا آپ نے وہاں پر موجود لوگوں سے دریافت فرمایا کہ یہ شخص کیوں رو رہا ہے۔ ہجوم میں ایک بداخلاق اور مسخری طبیعت کا آدمی بھی موجود تھا اس نے آپ کو طنزیہ لہجے میں کہا۔ واہ میاں جی! رونے والے شخص سے تو آپ پوچھ نہیں رہے اور لوگوں سے کہہ رہے ہیں کہ اسے کیا ہوا ہے۔ حضرت یحییٰ بن معاذ نے فرمایا۔ میں نے کسی ایک شخص سے یہ سوال نہیں کیا بلکہ ہجوم میں تمام لوگوں سے پوچھا ہے کہ وہ یہاں کس لئے مجمع لگائے ہوئے ہیں۔ اگر تمہیں کچھ معلوم نہیں تو یہاں پر کیوں کھڑے ہو؟ اس پر دوسرے شخص نے پھر کہا ہمیں کچھ معلوم نہیں آپ خود اس سے دریافت کر لیں۔ چنانچہ آپ نے رونے والے شخص سے براہ راست دریافت فرمایا کہ اے شریف انسان! تیری آواز میں یہ دکھ درد اور کرب ایسا ہے، کیا تو ہمیں بتائے گا کہ کیوں روئے جا رہا ہے؟ رونے والا شخص چند لمحوں تک خاموشی سے ٹکٹکی باندھے آپ کی طرف دیکھتا رہا اور پھر بولا۔ یحییٰ بن معاذ! تم اس ہجوم میں واحد شخص ہو جو دل کی گہرائیوں سے میرے دل کی کسک سمجھتے ہو۔ بات یہ ہے کہ میں اپنے گھر سے ایک دینار لے کر چلا تھا جس سے مجھے بعض ضروری چیزیں خریدنا تھیں۔ تم یہ بھی جانتے ہو کہ دینار کے وزن کا ایک معیار مقرر ہے مگر جب میں

Marfat.com

نے تمام اشیاء خرید کروہ دینار دکاندار کو دیا تو اس نے دینار کا وزن کرلیا جو مقررہ وزن سے کم تھا لہٰذا اس نے مجھے وہ دینار واپس کر دیا اور اپنی چیزیں واپس لے لیں۔ بس سی بات پر مجھے رونا آ رہا ہے۔

وہاں پر ہجوم میں شامل تمام لوگ بھی بڑے غور سے اس آدمی کی باتیں سن رہے تھے مگر اس وقت تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب آپ بھی اس شخص کے ساتھ رونے لگے۔ چنانچہ لوگوں نے یک نہ شد دو شد کا تماشا دیکھا تو وہ فلک شگاف قہقہے لگانے لگے۔ ہجوم میں ایک بوڑھا شخص بھی موجود تھا جس نے یحییٰ بن معاذ کی طرف دیکھا تو سختی سے ہجوم کو ڈانٹ دیا اور کہا لوگو! یہ تم پاگلوں کی طرح کیوں ہنس رہے ہو، اپنے ہوش وحواس قابو میں رکھو مگر لوگوں کی طرف سے ہنسی مذاق کا سلسلہ بدستور جاری رہا۔ بوڑھے نے جب لوگوں کو دوبارہ ہنسی سے منع کیا تو ایک شخص تنک کر بولا۔ ہم کیوں ہنسنا بند کریں جب یہ دو آدمی خواہ مخواہ رو رہے ہیں۔ تو کیا ایسے میں ہمیں ہنسنے کی اجازت بھی نہیں ہے۔ پھر وہ بوڑھا شخص بولا اگر بات یہ ہے تو میں آپ کے سامنے ان دونوں آدمیوں سے رونے کا سبب معلوم کرتا ہوں۔ چنانچہ عمر رسیدہ شخص نے حضرت یحییٰ بن معاذ سے دریافت کیا کہ حضرت! آخر آپ کے رونے کا سبب کیا ہے اگر دینار کے وزن میں تھوڑی بہت کمی ہوگئی ہے تو اس میں رونے والی کونسی بات ہے؟

اس بزرگ کی بات سن کر یحییٰ بن معاذ نے جواب میں فرمایا۔ اس اجنبی نے ہمیں جو کچھ بتایا ہے اس میں ہمارے لئے عبرت کا سامان ہے۔ بزرگ آدمی نے پھر کہا کہ برائے مہربانی آپ اپنے جواب کی ذرا مزید وضاحت کر دیں کیونکہ ہم ابھی تک ٹھیک سے آپ کی بات سمجھ نہیں پائے۔ آپ نے جواب دیا بزرگوار یہ رمز کی باتیں ہیں۔ اگر باتیں اثر کر گئیں تو گویا ہم اپنے مقصد میں کامیاب و کامران ہو جائیں گے۔ بزرگ نے اصرار کرتے ہوئے کہا کہ اب آپ ہمیں جو کچھ بتائیں گے ہم بحیثیت ایک راسخ العقیدہ مسلمان اس کو صحیح معنوں میں دوسروں تک پہنچائیں

Marfat.com

گے۔ حضرت یحییٰ بن معاذ نے کہا میں نے اس شخص سے جب رونے کی وجہ دریافت کی تو اس نے مجھے بتایا کہ وہ گھر سے سونے کا جو دینار لے کر چلا تھا بازار میں پہنچتے اس کی قیمت کم ہوگئی اور وہ چل نہ سکا یعنی مطلب یہ ہوا کہ گھر کی بات بازار تک آتے آتے بے اعتبار ہوگئی۔ اس میں سوچنے والی بات یہ ہے کہ ہمارے سارے اعمال اور اس دنیا کی ساری باتیں قیامت کے روز اگر اسی طرح بے اعتبار ہوگئیں تو ہمارا پھر کیا انجام کار ہوگا۔ بس یہ بات سوچ کر میری آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے تھے۔

یحییٰ بن معاذ کی بات سے مطمئن ہو کر بزرگ نے پھر اس شخص سے رونے کا سبب پوچھا۔ جس کے دینار کا وزن کم ہوگیا تھا۔ اس نے جواب دیا میرے رونے کی وجہ یہی ہے کہ یحییٰ بن معاذ روشن ضمیر انسان ہیں۔ اب بزرگ کی سمجھ میں ساری بات آ چکی تھی۔ اس نے لوگوں سے کہا، تم نے ان دونوں کا جواب سن لیا۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ تم بھی سب مل کر رونا شروع کردو کیونکہ تم اپنی آخرت سے غافل ہو چکے ہو اب تو مجمع پر ایک خوف سا طاری ہو چکا تھا۔ بہت سے لوگوں کی آنکھوں میں نمی آ چکی تھی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ یحییٰ بن معاذ کی باتوں نے ان پر گہرا اثر چھوڑا ہے۔ اس موقع پر یحییٰ بن معاذ نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا! اے خدا کے بندو! یقین جانو تم میں سے جو شخص اللہ تعالیٰ کو جان لے گا اس پر کبھی عذاب نہیں آئے گا اور جو خدا شناسی میں ناکام رہے گا تو سمجھ لو کہ اس پر جہنم کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اب تم ہی بتاؤ لوگو کہ میں اس سے کیونکر غافل ہو جاؤں جو مجھ سے ایک لمحے کے لئے بھی غافل نہیں ہوتا۔ میں جانتا ہوں کہ جس نے اپنے معبود حقیقی کو پہچان لیا وہ خود دوزخ کی آگ کے لئے ایک عذاب بن جائے گا۔ لیکن جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچاننے میں کوتاہی کی دوزخ کی آگ اس کا مقدر بن جائے گی۔

کہتے ہیں کہ یحییٰ بن معاذ کی اس ایمان افروز تقریر نے پورے مجمع کو رلا کر رکھ دیا اور سب کی آنکھوں سے اشکوں کا سیلاب بہ نکلا اور اس وقت مجمع میں جتنے بھی لوگ

Marfat.com

موجود تھے وہ محض آپ کے وعظ کی وجہ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نیکی کی طرف لوٹ آئے۔

ایک قرب الٰہی والی رئیس زادی

شیخ سعدی نے اپنی مشہور و معروف نثر ''مجلسِ پنجگانہ'' میں یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت سہل رحمتہ اللہ علیہ طبابت کا پیشہ کرتے تھے۔ جب انہوں نے فقر اختیار کیا تو ایک عرصہ تک ریاضات و مجاہدات میں مشغول رہے یہاں تک کہ ان کو کثرت سے رؤیائے صالح ہونے لگے اور ایک دو مرتبہ کسی معاملہ میں کشف بھی ہوا۔ حضرت سہل کے دل میں یہ خیال گزرا کہ وہ مرتبہ ولایت پر فائز ہو گئے ہیں۔ ان کا یہ خیال آہستہ آہستہ تکبر کی حد تک پہنچ گیا۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے خاص بندوں کا گمراہ ہونا پسند نہیں ہے چنانچہ حضرت سہل کے دل سے ولایت کا زعم دور کرنے کے لیے ان کو الہام کیا گیا کہ تم خراسان جاؤ۔ وہاں کے ایک رئیس کی بیٹی جنون میں مبتلا ہے اس کا علاج کرو۔ حضرت سہل یہ الہام ہوتے ہی خراسان کے لیے چل پڑے۔ خراسان پہنچ کر انہوں نے لوگوں سے اس رئیس کا پتہ دریافت کیا تو انہوں نے ایک عالی شان محل کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت سہل محل کی طرف گئے تو دیکھا کہ وسیع و عریض قصر ہے جس کے سامنے ایک دلکشا باغ ہے اور اس میں کچھ آدمی گلگشت میں مصروف ہیں۔ حضرت سہل نے ان سے کہا کہ میں طبیب ہوں اور اس رئیس کی دیوانی بیٹی کا علاج کرنا چاہتا ہوں۔ اگر تم اس رئیس سے میرا تعارف کرا دو تو تمہارا احسان ہوگا۔ ان میں سے ایک شخص نے غور سے حضرت سہل کی طرف دیکھا اور کہا میاں! معلوم ہوتا ہے تمہارا دماغ چل گیا ہے۔ آخر خود دعوت دینے میں کیا تک ہے۔ ذرا اس قصر کی دیوار سے اندر جھانک کر تو دیکھو۔ حضرت سہل نے اس دیوار کی پرلی طرف نظر ڈالی تو بیسیوں کٹے ہوئے سر نظر آئے۔ واپس آ کر ان لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ انہوں نے

Marfat.com

کہا کہ تجھ سے پہلے کئی طبیب آئے جنہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ اس لڑکی کا علاج کریں گے۔ رئیس نے اس شرط پر ان کو اپنی بیٹی کا علاج کرنے کی اجازت دی کہ اگر علاج کامیاب نہ ہوا تو ان کا سر قلم کر دیا جائے گا۔ چنانچہ یہ کٹے ہوئے سر انہی طبیبوں کے ہیں جو اپنے تمام نسخے آزمانے کے باوجود علاج میں ناکام رہے۔ اگر تم بھی اپنا سر کٹوانا چاہتے ہو تو ہمیں تعارف کرانے میں کوئی عذر نہیں ہے۔ حضرت سہل نے کہا کہ مجھے سب کچھ منظور ہے۔ بس اس رئیس کے پاس مجھے لے چلو۔ چنانچہ وہ لوگ حضرت سہل کو قصر کے اندر لے گئے اور رئیس سے ان کا تعارف کرایا۔ رئیس اس وقت چند آدمیوں کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا اس نے حضرت سہل کو اشارہ کیا کہ بیٹھ جائیں۔

جب وہ آدمی چلے گئے تو رئیس نے حضرت سہل سے پوچھا کہ آپ یہاں کس مقصد کے لیے آئے ہیں؟ اس کے جواب میں حضرت سہل نے کہا۔ میں نے سنا ہے کہ تمہاری ایک لڑکی ہے جو جنون کے عارض میں مبتلا ہے۔ میں اس کے علاج کے لیے آیا ہوں۔ رئیس نے کہا کہ پہلے میرے محل کی دیوار کے اندر تو نگاہ ڈالو۔ اس پر حضرت سہل نے کہا کہ میں نے سب کچھ دیکھ لیا ہے۔ رئیس ان کا جواب سن کر بہت حیران ہوا اور سمجھا کہ یہ کوئی بڑا بلند پایہ طبیب ہے جو پہلے طبیبوں کا حشر دیکھ کر بھی علاج پر تُلا ہوا ہے۔ چنانچہ اس نے زنانخانے میں پیغام بھیجا کہ شہزادی کو تیار کریں۔ ایک طبیب اسے دیکھنے آیا ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد اندر سے آواز آئی کہ لڑکی طبیب سے ملنے کے لیے تیار ہے۔ چنانچہ رئیس نے حضرت کو اپنے ساتھ لیا اور حرم سرا میں داخل ہوا۔ جب دونوں لڑکی کے کمرے کے قریب پہنچے تو لڑکی نے کنیز کو آواز دی اور کہا کہ میرا نقاب لاؤ تا کہ میں پردہ کرلوں۔ رئیس کو بڑی حیرت ہوئی کہ اس سے پہلے کتنے ہی طبیب آئے لیکن لڑکی نے کسی سے پردہ نہیں کیا۔ اس طبیب میں معلوم نہیں کیا بات ہے کہ لڑکی نقاب کی ضرورت محسوس کر رہی ہے۔ وہ اپنے خیالات کو ضبط نہ کرسکا اور لڑکی کے سامنے ان کا اظہار کر ہی دیا۔ لڑکی نے جواب دیا کہ وہ مرد نہیں تھے۔ مرد

Marfat.com

یہ ہے جواب آیا ہے۔ رئیس لڑکی کا جواب سن کر سٹپٹا گیا اس کی سمجھ کچھ بھی نہ آیا۔

حضرت سہل لڑکی کے قریب گئے اور سلام علیکم کہا۔ رئیس زادی نے سلام کا جواب دیتے ہوئے پسرِ خاص کا لفظ استعمال کیا حضرت سہل نے کہا اے لڑکی تو نے کیسے سمجھا ہے کہ میں پسرِ خاص ہوں؟ اس پر رئیس زادی نے کہا' جس نے تم کو یہاں بھیجا اس نے مجھ کو بھی متنبہ کر دیا ہے' تمہیں اللہ نے ایسی نعمت سے نوازا ہے جس سے روح کو تسکین ملتی ہے۔ اسی وجہ سے میں خجالت محسوس کر رہی ہوں۔ رئیس یہ گفتگو سن کر عالم تحیر میں کھو گیا اور ساکت و صامت دیکھنے لگا کہ اب کیا ہوتا ہے۔ ادھر حضرت سہل سمجھ گئے کہ لڑکی کو جنون نہیں بلکہ کچھ اور شے ہے۔ انہوں نے قرآن حکیم کی ایک آیت پڑھی کہ شاید اس میں علاج ہو اور لڑکی کو سکون میسر ہو جائے۔ رئیس زادی نے جونہی یہ آیت سنی' غش کھا کر گر پڑی۔ تھوڑی دیر بعد جب ہوش میں آئی تو حضرت سہل نے اس سے مخاطب ہو کر کہا اگر تجھے سرزمین اسلام میں لے جاؤں۔

رئیس زادی: سرزمین اسلام میں کیا شے ہے جو یہاں نہیں ہے۔

حضرت سہل: ارضِ اسلام میں کعبہ معظم ہے۔

رئیس زادی: نادان! اگر تو کعبہ کو دیکھے تو اسے پہچان لے گا؟

حضرت سہل: ہاں!

رئیس زادی: میرے سر کے اوپر نگاہ کرو۔

حضرت سہل نے اوپر نظر اٹھائی تو ایک عجیب منظر دکھائی دیا۔ ان کی نظر کے سامنے کعبۃ اللہ موجود تھا جو لڑکی کے سر کے گرد طواف کرتا معلوم ہوتا تھا۔ حضرت سہل یہ نظارہ دیکھ کر ششدر رہ گئے اور پھر بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آئے تو رئیس زادی سے پوچھا کہ تو نے یہ مرتبہ کس طرح حاصل کیا؟

رئیس زادی: نادان! تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ جو شخص اپنے پاؤں کے ساتھ کعبہ جاتا ہے وہ کعبہ کا طواف کرتا ہے اور جو اپنے دل کے ساتھ کعبہ جاتا ہے کعبہ اس کا

Marfat.com

طواف کرتا ہے اور تجھے یہ بھی جان لینا چاہیے کہ تو ابھی خدا سے ایک قدم دور ہے اگر تمہاری خواہش ہو تو میں تمہارے لیے اس راز کو فاش کر دیتی ہوں۔ جلد بتاؤ جاننا چاہتے ہو یا نہیں؟

حضرت سہل: میری جان تم پر قربان! جلد کہو ورنہ میں دیوانہ ہو جاؤں گا۔

رئیس زادی: من عرف نفسهٗ فقد عرف ربهٗ (جس نے اپنے نفس کو جان لیا اس نے رب کو پہچان لیا)

رئیس زادی کا جواب سُن کر حضرت سہل تستری کے سارے حجابات دور ہو گئے اور انہیں معلوم ہو گیا کہ اس دنیا میں اللہ کے بہتیرے ایسے بندے ہیں جو ان سے کہیں بلند مرتبہ پر فائز ہیں۔ چنانچہ ان کے دل سے اپنی ولایت اور بڑائی کا خیال یکسر جاتا رہا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کے ذریعہ ان کو تنبیہ کر کے گمراہ ہونے سے بچا لیا۔

کعبہ کے گرد اولیاء کی ارواح

حضرت سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ اللہ کے ولی کا لوگوں سے خلط ملط رکھنا باعث ذلت ہے۔ اور لوگوں سے الگ ہو کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہنا اس کے لیے باعث عزت ہے۔ یہ مقرب طبقہ خلق سے متنفر تنہا رہتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن صالح مشغول بحق تھے۔ فضل الٰہی ان کے شامل حال تھا۔ لوگوں سے بچنے کیلئے ایک شہر چھوڑ کر دوسرے شہر کا رخ کیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ مکہ مکرمہ پہنچے۔ وہاں بہت روز رہ گئے۔ حضرت سہل بن عبداللہ نے پوچھا۔ ”یہاں تو آپ کا قیام کافی دنوں رہا“۔ فرمایا ”کیوں نہ ہو اس جیسا کوئی شہر میں نے دیکھا ہی نہیں۔ جہاں اس سے زیادہ نزول رحمت و برکت ہوتا ہو۔ یہاں صبح و شام فرشتوں کی آمد و رفت رہتی ہے۔ اس شہر مبارک میں میں نے بیشمار عجائبات دیکھے ہیں۔ میں یہاں فرشتوں کو مختلف صورتوں

Marfat.com

میں مصروف طواف دیکھتا ہوں۔ جو کچھ بھی دیکھتا ہوں ذکر کروں تو ناقص الایمان لوگ باور نہ کریں"۔

حضرت سہل نے عرض کیا "ان احوال کے بارے میں سے کچھ مجھے افادہ فرمائیں"۔ ارشاد فرمایا۔ "کوئی ولی کامل ایسا نہیں جو مکہ مکرمہ میں شب جمعہ نہ آتا ہو' میں نے یہاں اسی لئے قیام کیا ہے۔ میں ان اولیاء کے عجائب کا نظارہ کرتا ہوں۔ میں نے مالک بن قاسم جیلی ولی اللہ کو دیکھا' وہ تشریف لائے تو ان کے ہاتھ پر کھانے کا اثر تھا۔ میں نے پوچھا آپ ابھی کھانا کھا کر آرہے ہیں۔ کہنے لگے استغفر اللہ! ایک ہفتہ سے میں نے کھانا نہیں کھایا ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے اپنی والدہ کو ان ہاتھوں سے کھانا کھلایا اور نماز فجر میں شرکت کے لیے تیزی سے آیا۔ ان کے گھر سے یہاں تک کا فاصلہ نوسو فرسخ تھا۔ کیا تمہارا اس پر ایمان ہے؟" حضرت سہل نے کہا جی ہاں! فرمایا اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے کہ اس نے ایک مرد مومن سے ملایا۔ راوی بیان فرماتے ہیں کہ نوسو فرسخ کی ایک سو تیرہ منزلیں ہوتی ہیں۔ جو تین ماہ ۲۸ روز کی مسافت ہے موجودہ حساب سے تین ہزار کلومیٹر سمجھئے۔

ایک صاحب باطن نے خانہ کعبہ کے گرد انبیاء و اولیاء اور فرشتوں کی زیارت کی ہے۔ یہ اکثر شب جمعہ میں تشریف لاتے ہیں۔ اسی طرح شب دوشنبہ و شب پنجشنبہ کو بھی۔ بزرگ نے انبیاء اور اولیاء علیہم السلام و رضی اللہ عنہم اجمعین کی ایک بڑی تعداد شمار کرائی اور اس مقام کا بھی ذکر کیا جہاں وہ حضرات اپنے اہل قرابت اور احباب کے ہمراہ تشریف فرما ہوتے ہیں۔ انہوں نے حضور انور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جن کے جلو میں اولیاء اللہ کی اتنی بڑی تعداد ہوتی ہے جس کا علم خدائے تعالیٰ ہی کو ہے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد خانہ کعبہ میں مقام ابراہیم کے مقابل جمع ہوتے ہیں۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور کچھ انبیاء علیہم السلام رکن یمانی و رکن شامی کے

Marfat.com

درمیانی حصہ میں تشریف رکھتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کچھ دوسرے انبیاء علیہم السلام حجر اسود کی طرف بیٹھتے ہیں اور اسی جگہ فرشتوں کی ایک جماعت کو دیکھا۔ حضور خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم رکن یمانی کے پاس مع صحابہ و اولیاء تشریف فرما ہوتے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی ذکر کیا کہ حضرت ابراہیم و عیسیٰ علیہما السلام تمام نبیوں سے زیادہ امت محمدیہ (علی صاحبہا الف صلوٰۃ) کے ساتھ پیار فرماتے ہیں۔

حضرت سہل بن عبداللہؒ کا ایک مشاہدہ

ایک مرتبہ بیابان میں آپ کو ایک بہت ہی بدحال بڑھیا ملی۔ جب آپ نے اس کی اعانت کرنی چاہی تو اس نے ہاتھ اٹھا کر مٹھی بند کر لی اور جب مٹھی کھولی تو اس میں سونا تھا۔ پھر اس نے آپ سے کہا کہ تم تو جیب سے رقم نکالتے ہو لیکن مجھے غیب سے ملتی ہے اور یہ کہہ کہ اچانک غائب ہوگئی۔ اور جب آپ نے بیت اللہ پہنچ کر طواف کرنا شروع کیا تو دورانِ طواف دیکھا کہ کعبہ خود اس بڑھیا کا طواف کر رہا ہے اور جب آپ اس کے نزدیک ہوئے تو اس نے کہا کہ جو اختیاری طور پر یہاں پہنچتا ہے اس کے لیے طوافِ کعبہ ضروری ہے لیکن جو اضطراری عالم میں آتے ہیں کعبہ خود ان کا طواف کرتا ہے۔

وضو کیلئے غیب سے پانی کا ملنا

حضرت سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عجائب و کرامات میں سب سے پہلے جو دیکھا وہ یہ کہ ایک ویران مقام کی طرف آنکلا۔ وہاں میرے قلب کو قربِ الٰہی کی لذت سے شادکامی حاصل ہوئی۔ وہ جگہ مجھے نہایت بھلی معلوم ہوئی۔ نماز کا وقت آپہنچا اور میری عادت تھی کہ ہر نماز کیلئے تازہ وضو کیا کرتا تھا۔ اس وقت پانی نہ ہونے پر میں غمگین ہوا۔ اتنے میں ناگہاں مجھے ایک آدمی دور سے چل کر آتا ہوا نظر

Marfat.com

پڑا۔قریب ہوا تو دیکھا کہ وہ ایک ریچھ ہے جو دونوں ہاتھوں میں پانی کا مٹکا ئے اٹھائے ہوئے ہے۔نزدیک آ کر سلام کیا۔ مجھے یہ چیز عجیب لگی۔ میں نے پوچھا یہ پانی اور مٹکا کہاں سے آیا؟ ریچھ نے جواب دیا۔ہم لوگ وحوش ہیں۔ہم نے اللہ تعالیٰ کی محبت میں اور اسی پر توکل کر کے تعلقات دنیوی کو چھوڑ رکھا ہے۔ابھی ہم آپس میں ایک مسئلہ پر گفتگو کر رہے تھے کہ اچانک یہ آواز آئی۔سہل اس وقت تازہ وضو کرنے کیلئے پانی تلاش کر رہے ہیں۔ یہ سن کر میں نے یہ پانی کا مٹکا اٹھایا۔ ناگاہ دو فرشتے آ گئے۔ میں ان کے نزدیک ہوا۔ان فرشتوں نے فضا سے اس مٹکے میں پانی ڈالا۔ اس میں پانی گرنے کی آواز مجھے سنائی دے رہی تھی۔ ریچھ کی اتنی بات سنتے سنتے مجھ پر غشی آ گئی۔افاقہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ پانی کا مٹکا رکھا ہوا ہے اور ریچھ کا کہیں پتہ نہیں۔ میں افسوس کرنے لگا کہ میں نے کچھ اور باتیں کیوں نہ پوچھ لیں۔ اس پانی سے میں نے وضو کیا اور کچھ پینا چاہتا تھا کہ آواز آئی۔ اے سہل! ابھی تمہارے لئے اس پانی کے پینے کا وقت نہیں آیا ہے۔ پانی کا وہ مٹکا جنبش کرنے لگا اور پھر نگاہوں سے اوجھل ہو کر معلوم نہیں کہاں گیا۔

اللہ تعالیٰ نے خیر النساجؒ کی مدد کیسے کی

حضرت خیر النساج نے فیصلہ کیا کہ حج کے لیے مکہ معظّمہ جائیں گے۔آپ کا رنگ بالکل سیاہ تھا اور جو بھی آپ سے پہلی بار ملتا تھا۔آپ سے متاثر نہیں ہوتا تھا۔ آپ حج کے لیے مکہ معظّمہ تشریف لے گئے۔ وہاں حجاجِ کرام کی بھیڑ بھاڑ میں نعمتوں کی فراوانی دیکھی۔ دنیا بھر کے لوگوں نے یہاں کھانے پینے میں جس کشادہ دلی اور فراخ شکمی کا مظاہرہ کیا' اُس نے آپ کو دُکھ پہنچایا۔ آپ نے فرمایا۔ ''لوگو! کیا تم اپنے نفس کو قابو میں نہیں رکھ سکتے اور خود کو اپنے نفس کے اختیار میں دے دیا؟ اچھے اچھے کھانوں سے پیٹ کے جہنم کو بھر کے تم کس طرح فلاح کی اُمید کرو گے؟''

Marfat.com

یہاں کھجوروں کی کئی قسمیں نظر آئیں اور ان کی کئی اعلیٰ قسموں نے آپ کو ورغلایا اور آپ کے دل میں ان کے لیے خواہش پیدا ہو گئی پھر جیسے اچانک اس کو ہوش آ گیا اور آپ نے اپنے دل میں عہد کیا کہ دیارِ حرم میں کھجور ہرگز نہیں کھاؤں گا۔ اس عہد کو کئی دن گزر گئے اور آپ اس پر قائم رہے۔ پھر ایک دن معلوم نہیں کیا ہوا کہ آپ کا عہد ٹوٹ گیا اور آپ نے بھولے سے کئی کھجوریں کھالیں۔ کھانے کے بعد معلوم ہوا کہ آپ سے زبردست بھول ہو چکی ہے۔ آپ کو بہت دکھ ہوا اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

کسی شخص نے آپ کو روتے ہوئے دیکھا تو اسے بڑی تشویش ہوئی' اُس نے قریب آ کر دریافت کیا۔ ''کیا تُو غلام ہے؟''

آپ نے جواب دیا۔ ''ہاں میں غلام ہوں۔''

اُس نے دوسرا سوال کیا۔ ''کیا تُو نے اپنے مالک سے راہِ فرار اختیار کر لی ہے؟''

آپ نے فرمایا۔ ''یہاں اور اس وقت میں اپنی اسی بھول پر آنسو بہا رہا ہوں''۔

اس شخص نے کہا۔ ''اگر یہ بات ہے تو میرے ساتھ چل تا کہ میں تجھے تیرے مالک سے مِلوا دوں۔''

وہ شخص آپ کو اپنے گھر لے گیا اور کہنے لگا...... ''میں نے تمہارا نام خیر رکھ دیا ہے' میں تجھ کو کپڑا بُننا سکھاؤں گا۔ میں تیرے آقا کو تلاش کروں گا۔ جب وہ مل جائے گا تو تجھ کو اس کے حوالے کر دوں گا لیکن جب تک وہ نہیں ملتا تو کپڑا بُنتا رہ۔ اس طرح تو مجھ پر بار نہیں ہو گا۔''

آپ نے اُس سے کپڑا بُننا سیکھ لیا اور اسی کے پاس رہنے اور کپڑا بُننے لگے۔ وہ شخص آپ سے بہت خوش تھا کہ دولت خرچ کیے بغیر اس کو ایک غلام مِل گیا تھا اور غلام بھی ایسا کہ اس کا ہر حکم بے چون و چرا مان لیتا تھا۔

Marfat.com

کچھ عرصے بعد آپ یہ سوچنے لگے کہ میں نے اپنا عہد توڑ کر اچھا نہیں کیا تھا اور جو کچھ بھی میرے ساتھ ہو رہا ہے' گویا اُس گناہ کا کفارہ ادا ہو رہا ہے۔ آپ نے اپنے آپ سے سوال کیا۔ ''اے ابنِ اسماعیل! اب تو تو ابوالحسن محمد بن اسماعیل بھی نہیں رہا۔ تیرا اصل نام بھی تجھ سے چھین لیا گیا۔ اور یہاں کا ہر شخص تجھے خیر کہہ کر پکارتا ہے اور چونکہ تو کپڑا بنتا ہے اس لیے نساج بھی تیرے نام کا جزو ہو چکا ہے۔ یعنی آپ تو مخلوق کی نظر میں خیر نساج خیر جلاہا ہے' بول اب اور کیا ہونا ہے تیرے ساتھ؟''

آپ کو اس حال میں رہتے ہوئے کچھ ہی زمانہ گزرا تھا کہ ایک دن آپ کہیں تشریف لے گئے وہاں آپ نے ایک شخص کو متجسانہ انداز میں ادھر اُدھر دوڑتے بھاگتے دیکھا جیسے اس کو کسی کی تلاش ہو۔ آپ نے اس کو روک کر دریافت کیا۔ ''بھائی! تُو کس کو تلاش کرتا پھر رہا ہے؟''

اس شخص نے آپ کو غور سے دیکھا اور چونک کر لپٹ گیا۔ ''ارے خیر تُو! میں تجھ کو کہاں کہاں تلاش کر آیا اور تُو یہاں ہے؟''

آپ اس شخص کو بالکل نہیں پہچانتے تھے' بولے۔ لیکن میں تو تجھے بالکل نہیں جانتا۔''

اس شخص نے دو ہتڑ رسید کیا' غصے میں بولا۔ ''یعنی تو مجھے نہیں جانتا؟ کیا تُو خیر نہیں ہے؟ کیا تو نساجی کا کام نہیں کرتا؟ بول؟''

آپ نے جواب دیا۔ ''میں واقعی خیر نساج ہوں لیکن میں تجھ سے واقف نہیں ہوں۔''

اُس شخص نے پھر ایک ہاتھ رسید کر دیا' بولا۔ ''جب تو خیر نساج بھی ہے اور میں تجھ کو تیرا اصل نام سے مخاطب بھی کر رہا ہوں تو پھر تو یہ کس طرح کہہ سکتا ہے کہ میں تجھ سے واقف نہیں۔''

آپ نے جواب دیا۔ ''میں ابھی تک یہ نہیں سمجھ سکا کہ آپ مجھے کس طرح

Marfat.com

جانتے ہیں' بہر حال اگر کچھ وضاحت ہو جائے تو بہتر ہے۔"

اُس شخص نے آپ کو مارنا شروع کر دیا۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "بھگوڑے! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تُو مجھ سے اس سختی سے باتیں کیوں کر رہا ہے۔ تُو میرا غلام ہے اور مجھے چھوڑ کر بھاگ گیا تھا۔ میں نے تجھے کہاں کہاں تلاش کیا۔ تیری جستجو میں میں نے کہاں کہاں کے دھکے کھائے ہیں۔ کیا بتاؤں' اب جو پالیا ہے تو تُو مجھے پہچان نہیں رہا۔"

آپ نے سمجھ لیا کہ میں نے جو بدعہدی کی تھی اس کی سزا کا سلسلہ ہنوز جاری ہے' آپ نے کہا۔ "اگر یہ بات ہے اور آپ کو یقین ہے کہ میں ہی آپ کا مفرور غلام ہوں تو میں حاضر ہوں' آپ مجھے اپنے گھر لے چلیں۔ میں آپ کی خدمت کروں گا۔"

اُس شخص نے مشتعل ہو کر پھر ایک بار آپ کو مارا اور کہنے لگا۔ "پھر وہی ہٹ دھرمی۔ یعنی تُو میری خدمت کر کے گویا مجھ پر احسان کرے گا۔"

آپ پٹتے رہے' کسی قسم کی مزاحمت بھی نہیں کی۔ اُس نے آپ کے گلے میں چادر کا پھندا ڈال دیا اور مویشی کی طرح کھینچتا ہوا گھر لے گیا۔

اپنے شہر میں پہنچ کر اُس نے آپ کو قاضی کی عدالت میں کھڑا کر دیا اور دہائیاں دینے لگا۔ "قاضی جی! دُہائی ہے' یہ میرا غلام خیر نساج چوری سے بھاگ گیا تھا۔ میں نے اسے تلاش اور جستجو کے بعد بمشکل پایا ہے' اب یہ انکار کرتا ہے کہ میں خیر نساج نہیں ہوں' اب آپ ہی انصاف فرمائیں کہ میں اس کے ساتھ کیا سلوک کروں؟"

قاضی نے کہا۔ "کیا تُو چند گواہ پیش کر سکتا ہے جو یہ گواہی دیں کہ یہی تیرا خیر نساج ہے۔"

اس نے جواب دیا۔ "آپ چند گواہوں کی بات کرتے ہیں اور میں اپنے دعوے کی تائید میں سینکڑوں گواہ پیش کر سکتا ہوں۔ میرے اس غلام کو شہر کے ہزاروں آدمی جانتے ہیں۔"

Marfat.com

قاضی نے کہا۔ ''کل اُن ہزاروں میں سے دس بیس گواہ پیش کر دے۔''

آپ نے قاضی سے کہا۔ ''جب یہ شخص مُصر اور بضد ہے کہ میں ہی اس کا خیر نساج ہوں تو مزید گواہوں کی کیا ضرورت ہے؟ میں اس کے ساتھ ہوں گا اور زندگی بھر خدمت کرتا رہوں گا۔''

لیکن قاضی نے گواہوں پر اصرار کیا۔ ''گواہ بہت ضروری ہیں کیونکہ میں یہ نہیں چاہتا کہ تیرے ساتھ کسی قسم کی زیادتی ہو۔''

دوسرے دن اس شخص نے قاضی کی عدالت میں گواہوں کی ایک فوج کھڑی کر دی۔ یہ پچاس ساٹھ گواہ تھے۔ اس شخص نے قاضی سے کہا۔ ''میں یہ چند گواہ لے آیا ہوں' آپ ان سے پوچھ سکتے ہیں۔''

قاضی نے ایک گواہ سے پوچھا۔ ''کیا تو اس شخص سے واقف ہے؟''

گواہ نے جواب دیا۔ ''خوب اچھی طرح۔ جناب والا! یہ اسی صنعت کار کا غلام ہے جو کچھ عرصہ پہلے فرار ہو گیا تھا۔''

قاضی نے دوسرے گواہ سے پوچھا۔ ''اور تُو اس شخص کے بارے میں کیا جانتا ہے؟''

دوسرے گواہ نے جواب دیا۔ ''خوب اچھی طرح۔ جناب والا! وہی سب کچھ میں بھی جانتا جو پہلا گواہ جانتا ہے' یہ اس کاروباری کا غلام ہے اور کچھ دن پہلے یہ چوری سے بھاگ گیا تھا۔''

قاضی نے تیسرے گواہ سے دریافت کیا۔ ''اور تو تُو کیا کہتا ہے اس شخص کے بارے میں؟''

تیسرے گواہ نے جواب دیا۔ ''جناب والا! میں اس کاروباری کا خریدار ہوں' میں اس سے اس کا مال خرید کر اپنی دُکان دار چلاتا ہوں' میں یہاں اکثر آتا رہتا ہوں اور میں جب بھی یہاں آیا خیر نساج کو کھڈی پر کام کرتے دیکھا۔ کچھ عرصہ پہلے جب میں

Marfat.com

یہاں آیا تھا تو میں نے اس کاروباری کو پریشان بیٹھے دیکھا۔ میں نے اس سے پوچھا۔
''تو پریشان کیوں ہے؟ کوئی خاص بات ہے؟''

کاروباری نے منہ بسورتے ہوئے جواب دیا کہ میرا غلام خیر نساج کہیں چلا گیا ہے اور اس کی وجہ سے ہمارا سارا کاروبار متاثر ہو رہا ہے اس لیے اس کی تلاش بہت ضروری ہے۔''

قاضی نے پوچھا۔ ''مگر یہ غائب کیونکر ہوا؟''

گواہ نے جواب دیا۔ ''جب میں نے خیر نساج کو کام کرتے دیکھا تھا تو یہ کبھی کبھی حوائج ضروریہ سے فارغ ہونے کے لیے چلے جایا کرتے تھے۔ جب ایک دن میں نے خیر نساج کو کام کرتے نہیں دیکھا تو میں نے اِن کے بارے میں دریافت کیا کہ یہ کہاں چلے گئے؟ جواب میں مجھے بتایا گیا کہ اُن کی طبیعت کچھ خراب ہے اور وہ کسی طبیب کے پاس گئے ہوئے ہیں۔ پھر بعد میں اُن کی تلاش شروع ہوگئی۔ معلوم ہوا' یہ فرار ہو چکے ہیں اور اب' جب کہ انہیں پکڑ لیا گیا ہے تو یہ معلوم نہیں کیوں انکار کر رہے ہیں۔''

قاضی نے اِس کے بعد کسی گواہ کو زحمت نہیں دی اور خیر نساج کو حکم دیا کہ تُو اپنے آقا کے ساتھ رہ اور مجھے ایسا لگتا ہے تو بھی جھوٹ نہیں بول رہا۔ تیرا حافظہ کسی وجہ سے تیرا ساتھ نہیں دے رہا۔ جب تیرا حافظہ دُرست ہو جائے گا تو تُو خود ہی اقرار کر لے گا کہ تُو غلطی سے جھوٹ بول رہا تھا۔''

آپ اپنے نئے آقا کے ساتھ اس کے گھر چلے گئے۔ اُس نے انہیں کھڈی پر بٹھا دیا اور آپ کپڑا بننے لگے۔ کام سے جو وقت مِلتا اس میں آپ عبادت کرتے رہتے۔ کسی سے بات نہیں کرتے تھے۔ اُن کا مالک کئی دن تک تو اس وہم میں رہا کہ شاید خیر نساج خوش نہیں ہیں اس لیے کسی سے بات چیت نہیں کرتا لیکن جب اس طرح کئی ماہ گزر گئے تو مالک کی حیرت میں اضافہ ہو گیا۔ اُس نے آپ کو عبادت و ریاضت میں

Marfat.com

حد درجہ مشغول دیکھا تو یہ بات بھی اس کی سمجھ میں نہیں آئی۔ کیونکہ اس کے علم اور یقین کے مطابق خیر نساج پہلے اتنی عبادت نہیں کرتے تھے۔''

ایک رات پچھلے پہر' اُس نے آپ کو چھپ کر دیکھا۔ آپ سجدے میں رگرے ہوئے رگڑ گڑا رہے تھے۔ ''اے اللہ! تُو نے مجھے جس حال میں بھی رکھا' میں خوش رہا تُو نے مجھے یکے بعد دیگرے دو آقاؤں کے حوالے کر دیا۔ میں نے کوئی شکایت نہیں کی اور تیری رضا پر راضی رہا۔ میں نے جو بد عہدی کی تھی' کیا یہ اس کی سزا ہے؟ میں یہ سزا زندگی بھر بھگت سکتا ہوں بشرطیکہ تو مجھے معاف کر دے۔''

آپ کے آقا کی سمجھ میں کوئی بات نہیں آئی۔ وہ اچانک آپ کے پاس جا کھڑا ہوا۔ آپ نے آہٹ محسوس کی تو سر اُٹھا کے اپنے آقا کو دیکھا۔ آپ گھبرا کے کھڑے ہو گئے' آقا نے پوچھا۔ ''خیر' یہ کیا ہو رہا ہے؟''

خیر نے جواب دیا۔ ''اپنے رب کے لئے سربسجود تھا۔ کیوں؟ کوئی کام ہے مجھ سے؟''

مالک نے کہا۔ ''کام تو نہیں ہے لیکن تُو یہ کیا کہہ رہا تھا کہ تجھے دو آقاؤں کے حوالے کر دیا گیا۔ میں اس کا مطلب نہیں سمجھا۔''

''آپ نے جواب دیا۔'' جو کچھ آپ نے سنا' اُسے ذہن سے نکال دیجئے۔ اگر کوئی کام ہو تو مجھے بتائیں میں انجام دوں گا۔''

مالک نے کہا۔ ''تیرے حافظے کی بحالی کا منتظر ہوں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں اور حقیقت کیا ہے؟''

آپ نے جواب دیا۔ ''اللہ نے تجھ کو میری ذات پر تعینات کر دیا ہے' جو ہو رہا ہے' عین مشیت ایزدی کے مطابق ہو رہا ہے۔''

مالک نے دل میں سوچا' کہ یہ کیسا آدمی ہے جس کے دل میں حُبِ دنیا کا کہیں کوئی وجود ہی نہیں۔''

Marfat.com

آپ نے فرمایا۔ ''وجود ہر چیز کا...... اگر چیز موجود ہے تو وجود بھی ہے لیکن انسان چاہے تو فضول چیزوں سے نجات حاصل کر لے۔ میری بھی یہی کوشش ہے۔''

مالک سہم گیا۔ جو بات اس کے دل میں تھی' وہ خیر نساج کی زبان پر تھی۔ یہ کیا معاملہ ہے؟ ''آپ نے اسے دلاسہ دیا'' زیادہ مت سوچو' یہاں بہت سی باتیں اتفاقیہ سرزد ہو جاتی ہیں میں تمہارا غلام ہوں اور تم میرے آقا ہو' ہم دونوں کو یہی یاد رکھنا ہے اور بس۔ آپ حکم دیتے رہیئے میں اس کی تعمیل کرتا رہوں گا۔''

مالک آپ کو چھوڑ کے چلا گیا' لیکن اب وہ پریشان ہو گیا تھا۔ جس خیر نساج کو وہ جانتا تھا' اس کی آواز' شکل وصورت' پیشہ' سب کچھ یہی تھا لیکن اُس کی عادات ایسی نہیں تھیں۔ اس کی باتوں میں مٹھاس ایسی نہیں تھی۔

ایک دن مالک نے آپ سے کہا۔ تو پسند کرے تو میں تجھ کو آزاد کر سکتا ہوں۔''

آپ نے جواب دیا۔ ''میں ایسی آزادی نہیں چاہتا جس پر میرا حق نہ بنتا ہو۔''

مالک نے پوچھا۔ ''تیرا حق کیونکر بنے گا یہ بھی تو معلوم ہو۔''

آپ نے فرمایا۔ ''تو نے مجھے رقم دے کر حاصل کیا تھا اور میں ایک بار تجھ کو دھوکا دے کر فرار بھی ہو گیا تھا۔ قاضی نے مجھے سزا نہیں دی اور تو نے بھی مجھے زدوکوب نہیں کیا۔ جتنے دن غائب رہا اتنے دن کپڑا نہیں بنا۔ تُو نے مجھ سے حساب نہیں مانگا۔ ان دُکھوں کی موجودگی میں تُو نے مجھے کس طرح آزاد کرے گا سوائے اس کے تُو نے مجھے عبادت کرتے دیکھا ہے اور شاید اسی تاثر نے تیرے دل میں میرے لیے رحم پیدا کر دیا ہے اور اسی رحم کے زیر اثر تُو ایسی باتیں کر رہا ہے۔''

مالک نے جواب دیا۔ ''میں تجھ سے بے حد خوش ہوں اور چاہتا ہوں کہ تو بھی خوش رہے۔''

آپ نے فرمایا۔ ''اور میں اس وقت خوشی محسوس کروں گا جب میں اپنی آزادی کو جائز اور اپنا حق سمجھوں گا۔''

Marfat.com

مالک لاجواب ہوکر چپ ہو گیا۔

آپ نے کھڈی پر بیٹھ کر پاؤں لٹکا دیئے اور کپڑا بننے لگے۔ اتنے میں باہر شور بلند ہوا۔ لوگ چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے۔ ''تیرا خیر پکڑا گیا۔''

کھڈیوں کا مالک شور سُن کر باہر گیا اور پوچھا۔ ''یہ کیسا شور مچا رکھا ہے تم لوگوں نے؟ کون سا خیر پکڑا گیا؟ خیر تو اندر کپڑا بن رہا ہے!''

آدمیوں کے ہجوم میں ایک شخص اِس طرح کھڑا تھا کہ اُس کا سر جھکا ہوا تھا اور دو آدمیوں نے مضبوطی سے اس کی کلائیاں پکڑ رکھی تھیں۔

مالک نے پوچھا۔ ''کیا بات ہے۔ تم لوگ شور کیوں کر رہے ہو؟''

جن دو آدمیوں نے ایک آدمی کو کلائیوں سے پکڑ رکھا تھا' اُن میں سے ایک نے پوچھا۔ ''کیا تُو اس کو پہچانتا ہے؟''

چونکہ اس شخص کا سر جھکا ہوا تھا اس لیے مالک اس کی شکل نہیں دیکھ سکا' پوچھا۔ ''یہ شخص کون ہے؟''

کسی نے جواب دیا۔ ''تیرا غلام خیر نساج۔''

مالک نے کہا۔ ''خیر نساج تو اندر کھڈی پر کپڑا بن رہا ہے۔''

ہجوم میں سے ایک نے کہا۔ ''آپ اندر والے خیر نساج کو باہر تو لائیں' ابھی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوا جاتا ہے۔''

مالک کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں اور کیا چاہتے ہیں' اس نے ایک بار پھر دریافت کیا۔ ''کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ معاملہ کیا ہے اور آپ لوگ میرے پاس کیوں آئے ہیں؟''

ایک لمبا تڑنگا آدمی آگے بڑا اور کہنے لگا۔ ''اے شخص تُو نے آج سے کئی ماہ پہلے ایک خیر نساج کو قاضی کے سامنے پیش کر کے ہم سے یہ گواہی دلوائی تھی کہ وہ جو خیر نساج ہونے سے انکار کر رہا ہے' دراصل تیرا بھاگا ہوا خیر نساج ہے' لیکن آج ہم نے تیرے

Marfat.com

اصلی خیر نساج کو پکڑ لیا ہے' لے دیکھ اسے اور اس کو پہچان کہ یہ کون ہے؟''

مالک نے حیرت سے پوچھا۔ ''کہاں ہے تمہارا خیر نساج' ذرا میں بھی تو دیکھوں اسے؟''

لوگوں نے ایک شخص کو مالک کے سامنے کر دیا۔ وہ شخص اس کے قدموں میں گر گیا اور رو رو کر کہنے لگا۔ ''میرے آقا! میں شرمندہ ہوں اور میں نے بھاگ جانے کی جو غلطی کی تھی اس کی معافی چاہتا ہوں' مجھے معاف کر دیجئے۔''

اس نے جواب دیا۔ ''ہاں' میں ہی خیر نساج ہوں' آپ شبہ کیوں کر رہے ہیں؟''

مالک نے کہا۔ ''میں اس لیے شبہ کر رہا ہوں کہ تیری ہی شکل وصورت کا ایک اور خیر نساج میرے پاس پہلے سے موجود ہے؟''

دوسرے خیر نساج نے جواب دیا۔ ''جناب! میں کسی دوسرے خیر نساج پر یقین نہیں کر سکتا کیونکہ میرے علاوہ کوئی اور خیر نساج ہے ہی نہیں۔''

مالک کئی دوسرے آدمیوں کے ساتھ اس خیر نساج کو ساتھ لیے ہوئے اصل خیر نساج کے روبرو اندر پہنچ گیا۔ وہاں دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو دوسرے خیر نساج نے پہلے سے پوچھا۔ ''تو تم ہو وہ خیر نساج جس نے میری جگہ لے رکھی ہے۔''

آپ نے جواب دیا۔ ''ہاں میں ہی وہ خیر نساج ہوں جو اپنے رب کے عتاب میں دن گزار رہا تھا۔''

کئی آدمیوں نے یکے بعد دیگرے کہا۔ ''لیکن اس وقت تو شکل ملتی تھی' آج یہ کیوں بدل گئی۔''

کسی نے اس عجیب وغریب واقعے کی خبر قاضی کو کر دی۔ وہ بھی یہاں آ گئے اور مالک سے پوچھا۔ ''یہ کیا معاملہ ہے' کچھ میں بھی تو سنوں۔''

مالک نے جواب دیا۔ ''قاضی محترم! اب میں کیا بتاؤں۔ جس خیر نساج کا مقدمہ آپ کی عدالت میں چلا تھا' وہ میرے خیر نساج نہیں تھے۔ میرا خیر نساج یہ

Marfat.com

ہے۔" اور مالک نے دوسرے خیر نساج کی پشت پر ہاتھ رکھ دیا۔

قاضی نے کہا۔ "لیکن اس وقت تو بہتوں نے یہ گواہی دی تھی کہ یہی تیرا خیر نساج ہے۔ کیا وہ سب جھوٹے تھے؟ جھوٹی گواہیاں دی تھیں۔"

مالک نے جواب دیا۔ "میں انہیں بھی جھوٹا نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ انہوں نے جس خیر نساج کو دیکھا تھا اس کی شکل وصورت ایک جیسی نہیں تھی۔ اگر آپ کو وہ شکل یاد ہو تو اس وقت کی شکل کو اس سے ملا کر دیکھیے' دونوں شکلوں میں زمین آسمان کا واضح فرق نظر آئے گا۔"

قاضی نے آپ کی شکل غور سے دیکھی اور پچھلی شکل سے موازنہ کیا تو زمین آسمان کا واضح فرق نظر آیا۔ قاضی نے آپ سے پوچھا۔ "اے خدا کے نیک بندے! کچھ ہماری راہنمائی کر۔ یہ ماجرا کیا ہے؟"

آپ نے جواب دیا۔ "میرا نام محمد ابوالحسن بن اسماعیل ہے۔ میں سامرہ کا رہنے والا ہوں۔"

اس کے بعد آپ نے اپنی پوری روداد سنائی اور آخر میں کہا۔ "میں نے بدعہدی کی جس کی یہ سزا دی گئی کہ میں غلام بنا لیا گیا اور خیر نساج کے نام سے چرچا ہونے لگا' اب میں بھی خود کو خیر نساج ہی سمجھتا اور کہتا ہوں۔"

مالک نے کہا۔ "حضرت! میں نے جو زیادتی کی ہے اس کی معافی چاہتا ہوں اور جب تک آپ مجھے معاف نہیں کریں گے میں آپ کو یہاں سے جانے نہیں دوں گا۔"

آپ نے جواب دیا۔ "اللہ کے نیک بندے! تو کیوں خوفزدہ ہے؟ اللہ نے تجھ سے ایک کام لیا تھا پھر جو کام خدا نے لیا ہو اُس کی کسی بندے سے شکایت کرنا حماقت ہی نہیں گستاخی بھی ہے اور میں اس گستاخی کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔"

مالک نے خوشامد جاری رکھی۔ "آپ نے مجھے معاف کیا کہ نہیں؟"

Marfat.com

آپ نے فرمایا۔ ''میں نے کہہ جو دیا کہ تُو نے جو کچھ کیا اللہ کے حکم کی تعمیل میں کیا ہے پھر معافی کس بات کی؟''

مالک نے عرض کیا۔ ''حضرت! میرے دل پر اس وقت تک بوجھ رہے گا جب تک آپ مجھے معاف نہیں کریں گے۔''

آپ نے فرمایا۔ ''اگر یہ بات ہے تو جا میں نے معاف کر دیا تجھے۔''

مالک نے بے حد خوشی کا اظہار کیا۔

آپ کئی دن تک آپ کے مالک کے مہمان رہے۔ اس دوران آپ کو آپ کے اصلی نام سے بھی مخاطب کیا گیا۔ آپ نے ان سب سے بھی یہ درخواست کی کہ مجھے خیر نساج ہی کے نام سے مخاطب کیا جائے کیونکہ مجھے یہ نام بہت اچھا لگتا ہے۔

مالک نے کہا۔ ''حضرت! آج میں کفِ افسوس مل رہا ہوں' محض اس لیے کہ مجھے آپ کا غلام کیوں نہیں بنایا گیا۔ آپ آقا ہوتے اور میں غلام ہوتا۔

آپ نے جواب دیا۔ ''اللہ سے لو لگا' حرص و ہوس سے پیچھا چھڑا' پھر دیکھ تجھے کتنا بلند مقام حاصل ہوتا ہے''

آپ یہاں سے خانہ کعبہ اور وہاں کچھ وقت گزار کر سامرہ واپس چلے گئے۔ سامرہ میں لوگ آپ کا انتظار کر رہے تھے اور تشویش میں پاگل ہو رہے تھے۔ آپ سے پوچھتے تھے۔ ''حضرت آپ کہاں چلے گئے تھے؟

آپ ان لوگوں سے بس یہی کہتے تھے کہ میں نے اللہ سے ایک عہد کیا تھا اور جب اپنے عہد پر قائم نہ رہ سکا تو میں سزا کا مستوجب قرار پایا اور اب سزا کاٹ کے واپس آ رہا ہوں۔''

جب آپ کو لوگوں نے آپ کے اصلی نام سے مخاطب کیا تو آپ نے انہیں بتایا کہ اب میں خیر نساج ہوں اور مجھے اپنا یہ نام بہت پسند ہے۔''

ایک ارادت مند نے کہا۔ ''لیکن آپ نساج (جُلاہے) تو نہیں ہیں۔ کپڑا بننا

Marfat.com

آپ کا آبائی پیشہ تو نہیں۔''

آپ نے جواب دیا۔''میں اپنے آبائی پیشے سے نساج نہیں ہوں' میں اپنی ذات کی حد تک نساج ہوں اور میں نے اپنے لیے اسی پیشے کو پسند کر لیا ہے۔''

اب آپ نے اپنے گھر میں کھڈی لگالی اور کپڑا بننے کا کام کرنے لگے۔ کام سے فارغ ہونے کے بعد آپ دریا کے کنارے چلے جاتے' وہاں بے شمار مچھلیاں پانی کی تہ سے اوپر آتیں اور واپس چلی جاتیں۔ آپ اُن کے لیے مختلف قسم کا چُورا لاتے اور دریا میں پھینک دیتے۔ مچھلیاں اس چورے کو شوق سے کھاتیں۔

آپ سے لوگ کپڑا بنواتے اور مزدوری ادا کر کے اپنے گھر لے جاتے۔ اِن گاہکوں میں ایک بڑی بی سرِ فہرست تھیں۔ وہ آپ کو خالی نہیں بیٹھنے دیتی تھیں۔ آپ بڑی بی کا کپڑا بن کر ایک طرف رکھ دیتے تھے اور اِدھر اُدھر نکل جاتے۔ بڑی بی کو اس جگہ سے کپڑا مل جاتا' وہ لے کر واپس چلی جاتیں' لیکن اُجرت کی ادائیگی کیلئے انہیں آپ کے پاس دوبارہ آنا پڑتا۔ اور یہ دوہری مشقت اُن کیلئے بڑی تکلیف دہ ہوتی۔

آپ نے فرمایا۔''تمہارا گھر کہاں ہے؟ شاید دریا کے قریب ہے کہیں؟''

بڑی بی نے جواب دیا۔''ہاں میں دریا کے قریب ہی رہتی ہوں۔''

آپ نے فرمایا۔ آئندہ جب آپ کپڑے لے کر جایا کریں تو ان کی اجرت دریا میں پھینک دیا کریں۔'' بڑی بی چونک کر کھڑی ہو گئیں اور بولیں۔''کیا کہا' دریا میں پھینک دیا کروں تمہاری اُجرت؟'' آپ نے فرمایا'' یہ سوچنا آپ کا کام نہیں ہے' میرا روزی رساں سوچے گا کہ تمہاری اُجرت میرے پاس کس طرح پہنچے اور مجھے یقین ہے کہ آپ کی اُجرت مجھے مل جایا کرے گی۔''

بڑی بی کو آپ کی باتوں پر یقین نہیں آ رہا تھا' لیکن جب آپ نے بڑی بی کو مجبور ہی کر دیا تو وہ یہ کہہ کر چلی گئیں۔''تم کہتے ہو تو میں ایسا ہی کروں گی' لیکن مجھے اب بھی تمہاری اس بات پر یقین نہیں آ رہا کہ دریا میں پھینکی ہوئی اُجرت تمہیں مل جایا کرے

Marfat.com

گی۔'' آپ نے جواب دیا۔ ''وہ میرا مسئلہ ہے' آپ میری اُجرت دریا میں پھینک دیں' وہ مجھے ملے یا نہ ملے۔''

بڑی بی سوچتی ہوئی چلی گئیں کہ یہ کیا بات ہوئی۔

کئی دن بعد وہ آپ کے پاس بُنا ہوا کپڑا لینے آئیں۔ آپ موجود نہیں تھے۔ بڑی بی کپڑا لے کر چلی گئیں اور واپسی میں آپ کی اُجرت دریا میں پھینک دی۔

آپ حسب دستور دریا کے کنارے پہنچے تو مچھلیاں اسی طرح اچھل اچھل کر سطح آب پر آنے لگیں۔ آپ نے اپنے ساتھ لایا ہوا چورا دریا میں پھینک دیا اور پھر یہ عجیب وغریب منظر بھی دیکھنے میں آیا کہ آنے والی مچھلیوں میں سے کئی کے مُنہ میں بڑی بی کی پھینکی ہوئی اُجرت دبی ہوئی تھی اور وہ آپ کی خدمت میں پیش کر رہی تھیں' آپ نے وہ اُجرت لی اور گھر چلے آئے۔ کئی دن بعد بڑی بی نے آپ کو بتایا کہ تمہاری اُجرت حسب ہدایت میں نے دریا میں ڈال دی تھی کیا وہ تمہیں مل گئی؟''

آپ نے جواب دیا۔ ''ہاں وہ مجھے مل گئی۔''

بڑی بی کا مُنہ حیرت سے کھلا کا کھلا رہ گیا۔ شاید انہیں یقین نہیں آ رہا تھا لیکن جب کئی دیکھنے والوں نے اس کی تصدیق کر دی تو بڑی بی آپ کی بے حد عزت کرنے لگیں اور اب وہ آپ سے کام لینے میں شرم محسوس کرنے لگی تھیں۔

آپ اندر بیٹھے ہوئے تھے' آنکھیں بند تھیں اور کسی سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے۔ یکایک تصور میں جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ اُبھرے اور آپ کو ایسا لگا جیسے وہ دروازے پر کھڑے ہیں۔ آپ نے اپنے ارادت مند سے کہا۔ ''دروازے پر جنید رحمتہ اللہ علیہ میرا انتظار کر رہے ہیں۔''

ارادت مند کھڑا ہو گیا بولا۔ ''میں نے تو کوئی دستک نہیں سنی۔''

آپ نے جواب دیا۔ ''وہ دستک نہیں دے رہے اور نہ دستک دیں گے' وہ دروازے پر کھڑے میرے جذب ومراقبے کا امتحان لے رہے ہیں۔''

Marfat.com

ارادت مند نے عرض کیا۔ ''اگر آپ اجازت دیں تو میں باہر جا کے دیکھوں' اگر وہ موجود ہوں تو میں انہیں آپ کے پاس لاتا ہوں۔''

آپ نے فرمایا ''نہیں' میں دروازے پر خود جاؤں گا۔ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کوئی معمولی آدمی نہیں ہیں۔''

آپ دروازے پر گئے' دروازہ کھولا' سامنے جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کھڑے تھے وہ مسکرائے اور پوچھا ''خیر' میں نے تو دستک بھی نہیں دی' پھر آپ کو کس طرح معلوم ہوا کہ میں آیا ہوں؟''

آپ نے جواب دیا۔ ''میں آنکھیں بند کیے بیٹھا تھا کہ میں نے دیکھا' آپ دروازے پر خاموش کھڑے ہیں۔

جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو گلے لگالیا۔ ''خیـر خیـر مـاً یعنی خیر ہمارے بہترین افراد میں ہیں''

آپ سے کسی نے دریافت کیا۔ ''حضرت! آپ کے نزدیک فقیر کون ہے؟''

آپ نے جواب دیا۔ ''وہ شخص جو دولت کو مصیبت اور غربت کو راحت تصور کرے۔''

آپ سے پوچھا گیا۔ ''اللہ کا تازیانہ' سے صوفیوں کی کیا مراد ہوتی ہے؟''

آپ نے فرمایا۔ ''خوفِ الٰہی' بندوں کے لیے ایک ایسا تازیانہ ہے جو بڑے بڑے گستاخوں کو راہِ راست پر لے آتا ہے۔''

آپ نے کچھ لوگوں کو اس حال میں دیکھا کہ وہ اپنے اعمال کے اعتبار سے بہترین ہیں مگر انہیں اپنے اعمال پر کوئی فخر نہیں ہے۔ ان میں سے ایک کی آپ سے ملاقات ہوگئی۔ لوگوں نے آپ کو بتایا کہ حضرت! یہ وہ شخص ہے جو بہترین اعمال رکھتا ہے' لیکن کبھی ان پر فخر نہیں کرتا۔''

آپ نے جواب دیا۔ ''ہاں بھلے انسان ایسے ہی ہوتے ہیں' عاقل کا اپنے عمل کو

Marfat.com

بے وقعت سمجھنا ہی کمالِ عمل ہے۔''

اس نے آگ بھگولا ہو کر خلیفہ سے آپ کے قتل کی اجازت حاصل کر لی۔ لیکن جس وقت جلاد کے ہمراہ آپ دربار خلافت میں پہنچے اور خلیفہ نے قتل کا حکم دینا چاہا تو اس کی زبان بند ہوگئی اور اسی شب اس نے خواب میں کسی کو کہتے سُنا کہ اگر تو نے سمنون کو قتل کروا دیا تو پورا ملک تباہی کی لپیٹ میں آ جائے گا۔ چنانچہ صبح کو معذرت کے ساتھ اس نے آپ کو نہایت احترام سے جب رخصت کیا تو غلام خلیل بے حد رنجیدہ ہوا اور اس بدنیتی کی وجہ سے کوڑھی ہو گیا اور جس وقت کسی بزرگ کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا گیا کہ غلام خلیل کو کوڑھی ہو گیا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ یقیناً یہ کسی صوفی کی بددعا کا نتیجہ ہے۔ پھر اس شخص نے غلام خلیل سے کہا کہ تیرا یہ مرض صوفیاء کرام کی اذیت رسانی کا نتیجہ ہے۔ یہ سن کر اس نے صدق دل کے ساتھ اپنے بُرے خیالات سے توبہ کر لی۔

زاہد اور فضیلت والے اصحاب

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ عید کی رات اپنے آستانہ عالیہ میں تشریف فرما تھے کہ آپ کے مریدین میں سے چار اصحاب جو مردان غیب میں سے تھے اور جن کو ہوا میں پرواز کا حکم ہو چکا تھا حاضر ہوئے۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک سے دریافت فرمایا کہ تم کل عید کی نماز کہاں پڑھو گے اس نے عرض کیا کہ میں عید کی نماز مکہ مکرمہ میں ادا کروں گا۔ اس کے بعد آپ نے دوسرے سے پوچھا کہ تم کل عید کی نماز کہاں پڑھو گے؟ اس نے عرض کیا کہ میں عید کی نماز مدینہ طیبہ میں پڑھوں گا۔ پھر آپ نے تیسرے سے پوچھا کہ تم کل عید کی نماز کہاں پڑھو گے تو اس نے عرض کیا کہ میں کل عید کی نماز بیت المقدس میں ادا کروں گا۔ اس کے بعد آپ نے چوتھے سے پوچھا کہ تم کل عید کی نماز کہاں پڑھو گے اس نے

Marfat.com

جواب دیا کہ میں کل عید کی نماز آپ سرکار کی خدمت اقدس میں بغداد شریف میں ادا کروں گا۔ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے ان چاروں اصحاب کے جوابات سننے کے بعد ارشاد فرمایا' تم ان سب سے زیادہ زاہد' بڑے عالم اور زیادہ فضیلت والے ہو۔

شیطان جھوٹا بے ایمان ہے

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں شیطان لعین کو دیکھوں۔ پھر میں ایک دن مسجد کے دروازے پر کھڑا تھا کہ اچانک ایک بوڑھا مجھے آتا ہوا دکھائی دیا' اس بوڑھے نے دور سے میری طرف دیکھا' جب میں نے اس کی طرف دیکھا تو مجھے اپنے دل میں وحشت کا اثر محسوس ہوا' جب وہ بالکل ہی میرے نزدیک آ گیا تو میں نے اس سے پوچھا' اے بڈھے! تم کون ہو کہ میری نگاہ وحشت کی وجہ سے تمہیں دیکھنے کی تاب نہیں لاتی اور تیری نحوست کا اثر میں اپنے دل پر انتہائی سخت محسوس کرتا ہوں؟ وہ بڈھا میری بات سن کر کہنے لگا کہ میں وہی ہوں جس کو دیکھنے کی آپ نے خواہش فرمائی تھی! میں نے کہا' اے ملعون! تجھے کس چیز نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے روکا تھا؟ یہ کہنے لگا' اے جنید! تم ایسے موحد کے دل میں یہ خیال کس طرح پیدا ہوا کہ' میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو سجدہ کروں۔ شیطان لعین کا یہ جواب سن کر میں بڑا حیران ہوا اور مجھے اس کا کوئی جواب سمجھ میں نہ آیا۔ قریب تھا کہ اس بارے میں میرا ایمان متزلزل ہوتا کہ' عین اس وقت میرے دل پر الہام ہوا کہ اے جنید! اس خبیث سے کہہ دو کہ' تو بالکل جھوٹا ہے اور بے ایمان ہے۔ اگر تو بندۂ مامور تھا تو اپنے مالک کی کبھی حکم عدولی نہ کرتا۔ شیطان لعین نے میرے قلب کی آواز سن لی اور ایک زبردست چیخ مارتے ہوئے بولا' اللہ کی قسم! اے جنید! تم نے تو مجھے جلا ہی ڈالا۔ یہ کہہ کر وہ لعین میری نظروں سے غائب ہو گیا۔

Marfat.com

حضرت ابوالحسن نوریؒ کی جرأت وشجاعت

ایک مرتبہ غلام خلیل نے بزرگ دشمنی میں خلیفہ سے شکایت کرتے ہوئے کہا کہ یہاں ایک ایسا گروہ پیدا ہو چکا ہے جو رقص و سرود کی محفلیں منعقد کرتا ہے۔ اشاروں کنایوں میں گفتگو کرتا ہے اور زبان سے ایسے بدکلمات نکالتا ہے جس کی سزا کم از کم موت ہے۔ خلیفہ نے بغیر سوچے سمجھے یہ حکم جاری کر دیا کہ تمام مشائخین کو فوری طور پر قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ حکم کی تعمیل کرنے کے لیے فوری طور پر کارروائی شروع کر دی گئی۔ جلاد سب سے پہلے جب حضرت ارقام کو قتل کرنے کے لیے آگے بڑھا تو حضرت نوری رحمتہ اللہ علیہ مسکراتے ہوئے ان کی جگہ جا بیٹھے۔ اس پر لوگوں نے حضرت سے کہا، ابھی تو آپ کا نمبر نہیں آیا۔ پھر آپ حضرت ارقام کی جگہ پر کیوں آ بیٹھے ہیں؟ حضرت نوری رحمتہ اللہ علیہ مسکراتے ہوئے فرمانے لگے، میری بنیاد طریقت اور جذبۂ ایثار پر قائم ہے اور میں مسلمانوں کی جان کے بدلے میں اپنی جان دینا زیادہ بہتر تصور کرتا ہوں حالانکہ میرے نزدیک دنیا کا ایک لمحہ محشر کے ہزار سال سے افضل ہے کیونکہ دنیا مقام خدمت ہے اور عقبیٰ مقامِ قربت ہے لیکن خدمت کے بغیر قربت کا حصول ناممکن ہے۔

حضرت نوری کی زبانی یہ عجیب و غریب کلمات سن کر قاضی سے خلیفہ نے سوال کیا کہ ان کے بارے میں کیا شرعی حکم ہے؟ قاضی نے وہاں پر موجود حضرت شبلی کو دیوانہ تصور کرتے ہوئے سوال کیا کہ بیس دینار پر کتنی زکوٰۃ ہوتی ہے؟ حضرت ابوبکر شبلی نے فرمایا ساڑھے بیس دینار یعنی نصف دینار مزید اس جرم میں ادا کرے کہ اس نے بیس دینار جمع کیوں کیے۔ جس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس چالیس دینار تھے اور انہوں نے سب کے سب زکوٰۃ میں دے دیئے تھے۔ پھر قاضی نے حضرت نوری سے سوال کیا جس کا انہوں نے برجستہ جواب دے کر قاضی سے

Marfat.com

سوال کیا کہ اب تم بھی سن لو کہ خدا نے ایسے بندے بھی تخلیق فرمائے ہیں جن کی حیات و ممات اور قیام و کلام سب اسی مشاہدے سے وابستہ ہیں اور اگر ایک لمحے کے لیے بھی وہ مشاہدے سے محروم رہیں تو موت وقاع ہو جائے اور یہی وہ لوگ ہیں جو اسی کے سامنے رہتے ہیں۔ اسی سے کھاتے ہیں اسی سے سنتے ہیں اور اسی سے طلب کرتے ہیں۔ یہ جواب سن کر قاضی نے خلیفہ سے کہا کہ اگر ایسے افراد بھی زندیق ہو سکتے ہیں تو پھر میرا فتویٰ یہ ہے کہ پورے عالم میں کوئی بھی مواحد نہیں ہے اور جب خلیفہ نے ان حضرات سے کہا کہ مجھ سے کچھ طلب کیجئے تو سب نے یہی جواب دیا' خلیفہ! ہماری خواہش ہے کہ آپ ہمیں فراموش کر دیں۔ یہ سن کر خلیفہ پر رقت طاری ہو گئی اور اس نے سب کو تعظیم و احترام کے ساتھ رخصت کیا۔

مرید کا اچھا وصف کیا ہے

حضرت ابوالحسن نوری رحمتہ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ جب آپ بزرگی کی انتہا کو پہنچ گئے تو دُور دُور سے لوگ آپ کے دیدار کے لیے حاضری دینے لگے۔ اسی زمانہ میں اصفہان میں رہنے والے ایک نوجوان کے دل میں آپ کو دیکھنے کا شوق پیدا ہوا اور وہ دن رات آپ کا دیدار کرنے کے لیے تدبیر سوچنے لگا مگر اسی دوران اصفہان کے شاہ کو بھی اس نوجوان کے ارادے کا علم ہو گیا۔ وہ کسی طور پر یہ نہیں چاہتا تھا کہ یہ نوجوان حضرت ابوالحسن نوری سے ملاقات کے لیے جائے۔ چنانچہ اس نے نوجوان کو اس کے عزم اور ارادے سے باز رکھنے کے لیے طرح طرح کے لالچ دیے کہ اگر تم اس سے نہ ملنے جاؤ تو میں تمہیں ایک محل کے علاوہ ایک ہزار دینار اور ایک کنیز دوں گا۔ صرف یہی نہیں بلکہ تم اور بھی جس چیز کی طلب کرو گے تمہیں مل جائے گی۔ لیکن شرط یہ ہے کہ تم ابوالحسن نوری کے پاس جانے کا ارادہ ترک کر دو لیکن وہ نوجوان بھی حضرت نوری سے ملنے کا پختہ عزم کیے ہوئے تھا۔ اس نے شاہ کی جانب سے پیش کردہ تمام آسائشوں کو

Marfat.com

ٹھکرا دیا اور شوقِ دیدار میں ننگے پاؤں ہی آپ کے دیدار کے لیے چل پڑا۔ دوسری جانب حضرت ابوالحسن نوری کو بھی غیب سے یہ اشارہ ہو گیا کہ ان کا کوئی چاہنے والا بڑی دور سے دیوانہ وار چلا آ رہا ہے۔ چنانچہ انہوں اپنے ارادتمندوں کو ہدایت کی کہ ایک میل تک زمین کو صاف وشفاف کر دیا جائے کیونکہ ہم اپنے عاشق کو پورے اعزاز کے ساتھ خوش آمدید کہنا چاہتے ہیں اور جب وہ نوجوان حاضر ہوا تو حضرت ابوالحسن نوری نے اس کے سامنے بادشاہ کے ارادے اور اس کے عزم کا پورا قصہ بیان کر دیا۔ جس کو سن کر نوجوان حیرت زدہ رہ گیا۔ پھر آپ نے اس نوجوان سمیت تمام مریدوں کو جمع کر کے فرمایا۔ مرید کی شان یہ ہے کہ اگر اس کے سامنے سارے جہاں کی نعمتیں بھی پیش کر دی جائیں تو وہ ان پر نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔

آتش کدہ کے بجھنے اور روشن ہونے کا واقعہ

قیام تستر ہی کے زمانہ میں ایک مرتبہ حسین بن منصور حلاج کی خدمت میں درویشوں کی ایک جماعت اس غرض سے حاضر ہوئی کہ آپ سے کچھ مالی مدد طلب کی جائے یہ درویش آپ کے مقام ومرتبہ سے آگاہ تھے اور آپ کو با کرامت ولی اللہ سمجھتے تھے چنانچہ انہوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مالی امداد کرنے کی درخواست کی۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ میری ظاہری حالت تم لوگوں کے سامنے عیاں ہے میں تو خود مفلوک الحال اور بے بس انسان ہوں۔ درویشوں کی جماعت میں سے ایک درویش نے کہا کہ ہم آپ کے ظاہری حالات دیکھ کر آپ سے امداد طلب کرنے کے لیے نہیں آئے بلکہ اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ آپ اپنی باطنی قوت سے ہماری مشکل کو حل فرمائیں۔ حضرت حسین بن منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' تم لوگوں کو میری باطنی قوت کا کیا پتہ؟ میں تو ایک عام انسان سے بھی زیادہ کمزور ہوں اور کسی کی ضرورت پوری کرنے کی طاقت رکھتا تو خود کیوں مصائب برداشت کرتا سب سے۔

Marfat.com

پہلے اپنی ضرورت کو پوری کرتا آپ کی خدمت میں حاضر ہونے والے درویش واقعی حاجت مند تھے اس لیے انہوں نے اپنا اصرار جاری رکھا اور پھر انہوں نے آپ کی کرامات کے بارے میں سن بھی رکھا تھا اس لیے ان کی یہ بھی خواہش تھی کہ اپنی آنکھوں سے آپ کی کرامت ملاحظہ کریں۔

حضرت حسین بن منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ علیہ ان درویشوں کے اصرار پر مجبور ہو گئے اور اپنے عقیدت مندوں سے دریافت فرمایا کہ اس شہر میں کون ایسا متمول شخص ہے جو ہمارے ان مہمانوں کی مالی ضروریات کو پورا کر سکے کسی بھی عقیدت مند نے آپ کی بات کا جواب نہ دیا اور خاموش رہے تھوڑے سے وقفہ کے بعد ایک خادم اُٹھ کر کھڑا ہوا اور اس نے باادب ہو کر عرض کیا کہ تستر میں ایک آتش کدہ ہے جہاں پر مجوسی بیش قیمت نذرانے اور تحائف پیش کرتے ہیں یہ بات سن کر حضرت حسین بن منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ کچھ دیر تک سوچتے رہے اور پھر درویشوں سے فرمایا' میرے ساتھ آؤ' یہ مجوسی لوگ ہی تمہاری ضرورت کو پورا کریں گے۔ آپ کی بات سن کر درویش بڑے حیران ہوئے مگر آپ کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہو گئے یہ رات کا وقت تھا کہ حضرت حسین بن منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ درویشوں کی جماعت کے ساتھ مجوسیوں کے آتش کدے کی طرف چلے اور کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد وہاں پر پہنچ گئے۔ آتش کدے کے دروازے پر ایک محافظ کھڑا پہرہ دے رہا تھا اُس نے دُور سے مسلمانوں کی ایک جماعت کو اس طرح آتے ہوئے دیکھ لیا تھا چنانچہ جب قریب آئے تو اُس نے بلند آواز سے پکارا تم لوگ اس وقت ادھر کہاں آ رہے ہو؟ حضرت حسین بن منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ ہم لوگ آتش کدے کے اندر جانا چاہتے ہیں۔ محافظ نے حیرت سے کہا' تم لوگ تو مجھے مسلمان دکھائی دیتے ہو تمہارا ہماری عبادت گاہ میں کیا کام؟ آپ نے جواب دیا' ہم آتش کدے میں بھڑکنے والی اُس آگ کو بچشم خود دیکھنا چاہتے ہیں جس کے متعلق تم لوگ کہتے ہو کہ یہ صدیوں سے

Marfat.com

روشن ہے اور کبھی بھی نہیں بجھتی۔

آتش کدے کے محافظ نے کہا' اس وقت تم آگ نہیں دیکھ سکتے اس لیے کہ اس وقت آتش کدہ بند ہے۔ آپ نے فرمایا' ہماری خاطر تم اس عبادت گاہ کا دروازہ کھول دو۔ محافظ نے کہا' عبادت گاہ پر لگے ہوئے تالے کی چابی میرے پاس نہیں ہے اس لیے میں اسے نہیں کھول سکتا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ اس تالے کی چابی کس کے پاس ہے؟ محافظ نے جواب دیا' اس کی چابی بڑے پجاری کے پاس ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم جا کر پجاری سے چابی لے آؤ۔ محافظ کہنے لگا' میں تو اس وقت ہرگز نہیں جا سکتا کیونکہ آدھی رات ہو چکی ہے اور بڑے پجاری آرام کر رہے ہوں گے اس وقت ان کو جگانا مناسب نہیں ہے تم لوگ صبح کے وقت آنا تمہیں آگ کا مشاہدہ کرا دیا جائے گا محافظ کی طرف سے صاف جواب سن کر حضرت حسین بن منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہم لوگ کافی دور سے یہاں پر آئے ہیں اور ہمارے لیے یہ ممکن نہیں کہ اس قدر طویل فاصلہ طے کرنے کے بعد آگ کو دیکھے بغیر واپس چلے جائیں۔ محافظ نے دوبارہ انکار کرتے ہوئے کہا کہ میں اس بارے میں مجبور ہوں آپ نے پُر جلال لہجے میں فرمایا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم مجبور نہیں ہیں اس کے ساتھ ہی آپ نے دروازے پر لگے ہوئے بھاری بھرکم تالے کی طرف دیکھا اور اپنی عبا کی آستین کو جھٹکا دیا پلک جھپکتے ہی تالا کھل گیا اس تالے کو ضربیں لگا کر بھی توڑنا مشکل تھا مگر یہ ایک ہی لمحہ میں کھل گیا تھا تالے کو کھلتا دیکھ کر عبادت گاہ کا محافظ دنگ رہ گیا اُس کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا وہ حیرت زدگی کے عالم میں تھا کہ اچانک اُن کے کانوں میں حضرت حسین بن منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ کی آواز گونجی کہ تالا تو ہم نے کھول دیا ہے اب دروازہ تم کھول دو۔

محافظ کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا وہ تالا کھلنے کا منظر دیکھ کر ہکا بکا ہو گیا تھا خاموشی کے ساتھ آگے بڑھا اور عبات گاہ کا دروازہ کھول دیا۔ حضرت حسین بن منصور حلاج

Marfat.com

رحمتہ اللہ علیہ درویشوں کی جماعت کے ساتھ عبادت گاہ میں داخل ہوئے اور اندر واقعی آگ روشن تھی اور خوب بھڑک رہی تھی۔ حضرت حسین بن منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ نے محافظ سے پوچھا کہ اس آگ کی حقیقت کیا ہے؟ محافظ نے جواب دیا کہ یہ اُس آگ کا حصہ ہے جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ڈالا گیا تھا اور اس آگ سے ہم برکت حاصل کرتے ہیں اسی آگ کو لے کر ہمارے پجاری مختلف ممالک میں جاتے ہیں اور نئے آتش کدے آباد کرتے ہیں۔ آپ نے دریافت کیا کہ یہ آگ اسی طرح بھڑکتی رہتی ہے یا کبھی بجھ بھی جاتی ہے۔ محافظ نے جھٹ سے کہا' یہ آگ کبھی نہیں بجھتی اور ہر وقت روشن رہتی ہے۔ ہمارے بڑوں کا کہنا ہے کہ یہ آگ اُس وقت بجھے گی جب قیامت نازل ہونا شروع ہو جائے گی۔ آپ نے آگ کی طرف دیکھا آگ اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ بھڑک رہی تھی آپ نے پوچھا' تمہاری کتابوں کے مطابق کون اس آگ کو بجھا سکتا ہے؟ محافظ نے کہا' ہماری کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا کوئی بھی اس آگ کو نہیں بجھا سکتا یہ سن کر حضرت منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ پھر آگ پر نگاہ ڈالی اور اپنی آستین مبارک کو جھٹکا دیا' اس کے ساتھ ہی آگ فوری طور پر بجھ گئی درویشوں کی جماعت جو کہ آپ کے ساتھ تھی یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئی جب کہ محافظ کی حالت عجیب ہو گئی تھی وہ دیوانہ وار پکارنے لگا قیامت آ گئی' قیامت آ گئی۔ آپ نے اس کو جھنجوڑا اور پوچھا' کون سی قیامت کی بات کر رہے ہو؟ محافظ نے خوفزدہ آواز میں جواب دیا' وہی قیامت جس کا ایک دن مقرر ہے اور ہمارے عقیدے کے مطابق جب مشرق و مغرب میں مجوسیوں کی آگ کو بجھا دیا جائے گا تو قیامت آ جائے گی۔

حضرت حسین بن منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' تمہارا عقیدہ جو کچھ بھی ہو لیکن ہمارے نزدیک قیامت ابھی نہیں آئی۔ یہ بات سن کر محافظ کا خوف کچھ کم ہوا اور اس نے بڑی توجہ سے آپ کی بات سننا شروع کی' آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ

Marfat.com

کیا یہ آگ دوبارہ روشن ہوسکتی ہے اس بارے میں تمہاری کتابوں میں کیا لکھا ہوا ہے؟ اس نے کہا ہماری کتابوں میں صاف طور پر یہ لکھا ہوا ہے کہ وہی شخص اس آگ کو دوبارہ روشن کرسکتا ہے جو اسے بجھانے کی طاقت رکھتا ہو۔ حضرت حسین بن منصور حلاج نے فرمایا' تو پھر تم اس شخص کو لاؤ جو تمہاری اس بجھی ہوئی آگ کو دوبارہ روشن کر سکے۔ محافظ نے جواب دیا' آتش کدے کی آگ تو آپ ہی کے ایک اشارے سے بجھی ہے اور اب آپ ہی اسے دوبارہ روشن کر سکتے ہیں یہ کہتے ہوئے آتش کدہ کے محافظ نے زارو قطار رونا شروع کر دیا۔ حضرت حسین بن حلاج رحمتہ اللہ علیہ کچھ دیر تک خاموش رہے اور پھر فرمایا' تمہارے پاس ان درویشوں کو پیش کرنے کے لیے کوئی چیز موجود ہے؟ محافظ نے جلدی سے جواب دیا کہ ہاں میرے پاس دیناروں سے بھرا ہوا ایک صندوق موجود ہے اسے میں آپ کی خدمت میں پیش کرسکتا ہوں۔

حضرت حسین بن منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' اس صندوق کو لا کر میرے مہمانوں کی خدمت میں پیش کرو اس کے بعد میں تمہاری عبادت گاہ کی بجھی ہوئی آگ کو پھر سے روشن کردوں گا۔ آپ کی بات سن کر محافظ کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی اور وہ صندوق لانے کے لئے بھاگا اور پھر جلد ہی دیناروں سے بھرا ہوا صندوق لا کر خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے وہ تمام دینار قبول کر لئے اور اس کے بعد فضا میں اپنا ہاتھ بلند کیا اپنی آستین کو جھٹکا دیا اس کے ساتھ ہی بجھی ہوئی آگ دوبارہ روشن ہوگئی۔ آتش کدے کے محافظ نے آگ کو دوبارہ روشن ہوتے ہوئے دیکھا تو اُس کی جان میں جان آئی اور اس نے آپ کے قدموں پر گر کر نہایت عاجزی سے آپ کا شکریہ ادا کیا۔ حضرت حسین بن منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ آئے ہوئے درویش بھی اس منظر کو دیکھ کر حیران ہو رہے تھے انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ حضرت حسین بن منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ نے تمام دینار درویشوں کے حوالے کر دیے اور فرمایا' ان دیناروں سے یقیناً تمہاری ضرورت پوری ہو جائے گی اس کے ساتھ ہی آپ اس

Marfat.com

آتش کدے سے باہر نکل آئے اور واپسی کی راہ لی۔

بلاشبہ یہ حضرت حسین بن منصور حلاج رحمتہ اللہ علیہ کی کرامت تھی کہ صدیوں سے روشن آگ کو آپ نے اپنے ہاتھ کے ایک ہی اشارے سے بجھا دیا اور پھر اسے دوبارہ روشن بھی کر دیا' بعض مورخین نے اپنی کتب میں آگ کی جگہ قندیل کا آتش کدہ میں روشن ہونا لکھا ہے۔ آگ کا الاؤ ہو یا قندیل کا روشن ہونا اس کو بجھانا اور پھر روشن کر دینا یقیناً ایک کرامت تھی۔ جب آپ کی اس کرامت کا چرچا لوگوں میں عام ہوا تو آپ کے دشمنوں نے اس واقعہ کو خوب اچھالا اور آپ کو ایک جادوگر اور شعبدہ باز قرار دینے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

روحانی بیعت کا جواز

ایک دن حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ حسب معمول کھیتی باڑی کر کے رات کو بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر گئے۔ اس روز آپ نے صبح سے رات تک کچھ نہ کھایا۔ آپ کی بھوک عنقا ہو گئی تھی۔ جب بایزید کے مزار پر پہنچے تو وہاں آپ کئی گھنٹے تک گریہ زاری کرتے رہے۔ آپ نے صاحبِ مزار کو مخاطب کر کے عرض کی' پیرومرشد! میں بیس سال سے آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہوں اور میں نے صرف ایک دعا مانگی ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ وہ مرتبہ عطا فرما دے جو آپ کو عطا کیا ہے۔ اگر میری دعا لائق قبولیت نہیں تو مجھے بتلا دیا جائے تاکہ میں خاموش ہو جاؤں مگر ایک بات ہے دعا میری وہی رہے گی کہ مرتبہ حاصل کروں گا تو بایزید بسطامیؒ آپ جیسا ورنہ خاموش ہو کر بیٹھا رہوں گا۔

ابھی گریہ زاری جاری تھی کہ ابوالحسن خرقانی کو یوں محسوس ہوا جیسے مزار کے اندر کوئی اور بھی ہے پہلے انہوں نے اس کو وہم جانا۔ جب یہ یقین کر لیا کہ کسی اور کی آہٹ ہے مگر دکھائی نہیں دے رہا تو آپ نے کہا تم جو شخص بھی ہو میرے سامنے آ جاؤ

Marfat.com

حجاب کی کیا ضرورت ہے؟ جواب ملا' تیری دعا خدا نے قبول کر لی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تو ہے کون' میرے سامنے کیوں نہیں آتا؟ جواب ملا' میں بایزید بسطامی ہوں اور اے ابوالحسن! تو خوش ہو جا کہ تیرے دور کا آغاز ہو رہا ہے۔ ابوالحسن نے عرض کی اے پیرو مرشد میں بالکل ان پڑھ ہوں' علوم شریعہ تو درکنار میں تو قرآن مجید بھی نہیں پڑھا ہوا۔ بایزید بسطامی نے جواب دیا کہ تم مت گھبراؤ' تمہاری تعلیم کا مکمل انتظام کیا جائے گا تم آج خرقان جاؤ اور وہاں باقاعدگی سے قرآن مجید پڑھو تم خود بخود پڑھتے جاؤ گے۔ ابوالحسن نے حسب ارشاد خرقان جا کر قرآن مجید کھولا تو غیب کی طرف سے آپ کی مدد ہوئی اور قدرت نے ایسی راہنمائی کی کہ آپ نے چوبیس دن کے اندر قرآن مجید مکمل پڑھ لیا۔ آپ کو ریاضت و مجاہدات کے دوران سارے علوم سکھا دیئے گئے۔ آپ کی بیعت بھی غیبی طور پر بایزید بسطامی سے ہوئی تھی۔ آپ نے رزق حلال پر بڑا زور دیا ہے۔ آپ نے ہمیشہ اپنی مزدوری سے اپنا اور اپنے اہل و عیال کا پیٹ پالا اور رفتہ رفتہ آپ کی شہرت اتنی عام ہوئی کہ دور دور سے لوگ آپ کی زیارت کو آتے اور فیض یاب ہوتے تھے۔

حصول معرفت کا تعلق لفظ اللہ سے ہے

سرخس کے قیام کے دوران حضرت ابو سعید ابوالخیرؒ کی ملاقات شیخ طریقت حضرت پیر ابوالفضلؒ سے ہوئی۔ ایک دن آپ نہر کے کنارے تشریف لے جا رہے تھے کہ حضرت پیر ابوالفضل بھی ادھر آ گئے۔ انہوں نے جھکی سی نظر آپ پر ڈالی کہ دل وارفتہ ہو گیا اور پھر آپ ان کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے۔ اس دوران آپ حصولِ علم بھی کرتے رہے۔ جب فارغ ہوئے تو ایک دن مرشد نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور خانقاہ میں لے گئے اور فرمایا۔ ابوسعید! جتنے انبیاء و مرسلین دنیا میں تشریف لائے ہیں سب نے ایک ہی لفظ اللہ کو مقصود ٹھہرایا ہے۔ تم بھی اس کے ہو جاؤ۔ وہ لوگ جو

Marfat.com

اللہ کے ہو گئے ہیں وہ پاک ہو گئے۔ یہ سننے کی دیر تھی کہ آپ کو یوں محسوس ہوا جیسے سینہ شق ہو گیا ہو اور آپ کی ذات کو آپ سے چھین لیا گیا ہو مست ہو گئے پس و پیش کا ہوش نہ رہا۔ ایک مدت تک مرشد کی خدمت میں گفتارِ حق کے ساتھ کلمہ کا حق ادا کرتے رہے۔ ایک روز مرشد نے فرمایا:

اے ابو سعید! اس پاک کلمہ کے حروف کے دروازے تم پر کھول دیئے گئے۔ اب معرفتِ الٰہیہ کے لشکر تیرے سینے پر اتریں گے اور عجیب و غریب مشاہدات و مکاشفات ہوں گے اس لیے خلوت اختیار کرو تا کہ تکمیل ہو سکے۔ آپ کو تصنیف و تالیف کا ابتداء سے ہی شوق تھا لیکن جب آپ پر یہ مقام آیا تو علوم و فنون کو ایک طرف رکھنا پڑا۔ آپ نے تمام قلمی مسودات کو زمین میں دفن کر دیا۔ اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ وصول الی اللہ کے بعد تم میں مشغول رہنا امر محال ہے۔ چنانچہ آپ مرشد کے فرمان کے مطابق مینہہ تشریف لے گئے اور گھر کے ایک کونے میں بیٹھ کر اللہ اللہ کرنے لگے۔ جب کبھی اونگ غالب آنے لگتی تو محراب میں سے ایک شخص آتشیں ہتھیار لیے نمودار ہوتا اور نہایت ہیبت ناک آواز میں کہتا ابو سعید! اللہ اللہ کہو۔ نتیجتاً آپ اس خوف سے دن اور رات کے کسی حصے میں ایک پل کے لیے بھی سو نہ سکتے تھے۔ اس طرح سات سال بیت گئے۔ حتیٰ کہ آپ کے وجود سے اللہ اللہ کی آواز بلند ہونے لگی۔ آپ پھر مرشد نا پیر ابوالفضل حسن کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو گئے۔ انہوں نے آپ کو خانقاہ میں ایک جگہ عطا فرما دی اور آپ کے افعال و تہذیب و اخلاق پر نظر رکھنے لگے۔ ایک مدت گزرنے کے بعد مرشد کامل نے فرمایا کہ خلوت گاہ میں آ جائیں وہاں پھر آپ نے اپنے مرید خاص کے ریاضات و مجاہدات کی نگرانی فرمائی اور پھر مینہہ میں واپس بھیج دیا کہ والدہ کی خدمت میں لگ جاؤ۔ حسبِ ارشاد آپ واپس اپنے شہر چلے گئے۔

Marfat.com

کشفی قوت کی بحالی

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کو بینگن بہت زیادہ پسند تھے مگر آپ نے نفس کشی کی وجہ سے چالیس سال تک بینگن نہ کھائے تا کہ اللہ یہ نہ سمجھے کہ محبت میرے ساتھ کرتا ہے اور ادنیٰ سی چیز بینگن کھانے پر مجبور ہے۔ ایک روز آپ کی والدہ نے آپ سے کہا ابوالحسن! تمہیں بینگن اتنے پسند ہیں تو ایک مرتبہ میرے کہنے پر کھالو۔ آپ نے والدہ کے حکم کی تعمیل کی اور بینگن کھا لیے۔ اگلے روز آپ کو کشف کے ذریعہ معلوم ہوا کہ جنگل میں راہزنوں نے ایک قافلے کو لوٹ لیا ہے اور سارے لوگوں کو قتل کر دیا ہے۔ آپ نے یہ بات اپنی بیوی کو بتائی تو اس نے حسبِ معمول آپ سے کہا کہ آپ کا تو دماغ چل گیا ہے یہاں گھر میں بیٹھے ہوئے آپ کو قافلہ کیسے نظر آ گیا حالانکہ جنگل یہاں سے کوسوں دور ہے۔ آپ اس کی باتیں سن کر خاموش ہو گئے۔ اگلی رات حضرت عبادت میں مشغول تھے کہ آپ کی بیوی کو کسی نے آ کر بتایا کہ کسی نے آپ کے بیٹے کو قتل کر دیا ہے اور اس کا سر دروازے پر لٹک رہا ہے۔ آپ کی بیوی نے رونا پیٹنا شروع کر دیا اور بین کرنے لگی۔ ''دیکھو اس مکار ولی کو جس کو جنگل میں قافلہ لٹتا نظر آ گیا اور اپنا بیٹا قتل ہوتا ہوا نظر نہ آیا۔ اس جھوٹے شخص کو نہ جانے کیوں زمانہ پیر و مرشد مانتا ہے۔ لوگوں کو اس نے بیوقوف بنایا ہوا ہے۔'' حضرت ابوالحسن نے بیٹے کو خون میں لت پت دیکھا تو انہیں بھی بڑا رنج پہنچا فوراً اپنی والدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے والدہ محترمہ! آپ کے حکم پر اپنی خواہش کے خلاف میں نے بینگن کھا کر خدا کی محبت میں گستاخی کر لی ہے جس کی مجھے وہ سزا ملی کہ میرا بیٹا قتل ہو گیا مگر مجھے پتہ تک نہ چلا۔ آپ کی والدہ بھی بڑی رنجیدہ ہوئی اور اللہ کے آگے رونے لگیں۔ اللہ تعالیٰ! غلطی میری تھی اور سزا میرے پوتے کو ملی۔ اب تو مجھے معاف کر دے اور میرے ابوالحسن کو جو کشفی قوت تو نے عطا کر رکھی تھی وہ واپس دیدے۔ ابوالحسن

Marfat.com

خرقانی نے بھی گڑگڑا کر خدا سے معافیاں مانگیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو پھر وہی الطافات عطا کر دیئے۔

حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی سچی باتیں

موصل کے ایک بزرگ حضرت شیخ عبداللہ محمد بن خضر حسینی آپ کے مجلس وعظ کی کیفیت کا منظر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میرے والد محترم کہا کرتے تھے کہ حضور غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ اپنی مجلس وعظ میں بے شمار علوم پر اظہار فرمایا کرتے تھے۔آپ کے کلام کی خوبی اور آپ کے انداز بیان کا یہ کمال ہوتا تھا کہ آپ کی عظمت و مرتبہ کو دیکھتے ہوئے آپ کی مجلس میں دوران وعظ نہ کوئی آپس میں گفتگو کرتا تھا اور نہ ہی کھنکارتا تھا اور نہ ہی ادھر ادھر توجہ ہٹاتا تھا بلکہ سب حاضرین ہمہ تن گوش آپ کا وعظ بڑے انہماک سے سنتے تھے۔آپ کی مجلس وعظ سے دور و نزدیک بیٹھے ہوئے لوگ یکساں طور پر محفوظ ہوتے۔آپ کی نگاہ اہل مجلس کے دلوں پر ہوتی۔ جب آپ منبر مبارک پر کھڑے ہوتے تو حاضرین مجلس میں سے کوئی بھی بیٹھا نہ رہتا سب لوگ کھڑے ہو جاتے جب آپ حاضرین سے فرماتے کہ خاموش۔تو ہر طرف خاموشی چھا جاتی اور سکوت کا یہ عالم ہوتا تھا کہ صرف لوگوں کے سانس کی آواز ہی سنائی دیتی۔

آپ کی مجلس وعظ میں انسانوں کے علاوہ جنات بھی حاضر ہوا کرتے تھے بعض حاضرین مجلس جب اپنے ہاتھ فرش پر رکھتے تو ان کے ہاتھ ان لوگوں سے چھوتے جو بظاہر دکھائی نہ دیتے تھے۔بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ آپ کے وعظ کے دوران فضا سے رونے کی آوازیں آیا کرتیں۔حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی نگاہ کامل کا یہ عالم تھا کہ آپ اپنے وعظ کے دوران بعض لوگوں سے فرماتے کہ میرے پاس نہ بیٹھو اس لیے کہ یہ مقام ولایت ہے' یہ مدارج کا مقام ہے۔اے توبہ کرنے والو! تم آگے آجاؤ اور اے معافی کے طلبگارو! بسم اللہ' آگے آجاؤ اور اے خلوص کے چاہنے والو! بسم اللہ'

Marfat.com

آ گے آ جاؤ۔ میری مجلس وعظ میں ہر ہفتے ' ہر ماہ یا ہر سال آ ؤ اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو پھر اپنی ساری عمر میں ایک بار ہی میری مجلس میں آ جاؤ اور مجھ سے ہزاروں چیزیں لے جاؤ' اے ہزاروں برس سفر کرنے والو! میری مجلس میں آ کر ایک بات ہی سن لو جب تم میری مجلس وعظ میں آ ؤ تو اپنے زہد وتقویٰ کے غرور اور ریا کاری کو اپنے دل سے نکال کر آ ؤ اور جو کچھ میرے پاس ہے اسے اپنے لیے حاصل کر لو۔ میری مجلس میں مقبولان بارگاہ الٰہی' اولیاء اللہ اور رجال الغیب بھی تشریف لاتے ہیں۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے حضرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ وعظ فرما رہے تھے اس مجلس وعظ میں وقت کے جید علماء کرام اور فقہا حضرات بھی شریک تھے۔ آپ قضاء وقدر کے مسئلہ پر خطاب فرما رہے تھے تمام حاضرین بڑی توجہ اور یکسوئی کے ساتھ آپ کا وعظ سن رہے تھے کہ اچانک چھت سے ایک بہت بڑا سانپ اہل مجلس پر گرا جسے دیکھ کر حاضرین ڈر گئے اور تھوڑی سی بھگدڑ مچ گئی وہ سانپ چلتا ہوا سیدھا آپ کی طرف بڑھنا شروع ہو گیا لیکن آپ منبر مبارک پر تشریف فرما رہے اور اپنی جگہ کو نہ چھوڑا حتیٰ کے سانپ آپ کے لباس میں گھس کر آپ کے جسم پر چڑھ گیا اور آپ کے جسم مبارک کے گرد حلقہ مارنے کے بعد گریبان سے نکل کر آپ کی گردن میں حمائل ہو گیا۔ حضور غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے سانپ کی طرف قطعاً کوئی توجہ نہ دی اور نہ ہی اس کی کسی حرکت سے آپ میں تبدیلی کے آثار پیدا ہوئے۔ آپ نے وعظ کا سلسلہ جاری رکھا اور مسلسل بیان فرماتے رہے اپنی جگہ پر ثابت قدمی سے بیٹھے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد سانپ آپ کے جسم سے الگ ہو کر زمین پر آ گیا اور اپنا پھن پھیلا کر کھڑا ہو گیا اس نے زبان حال سے آپ سے کوئی کلام کیا جسے حاضرین وسامعین میں سے کوئی نہ سمجھ سکا پھر وہ سانپ آرام سے باہر چلا گیا۔ سانپ کے چلے جانے کے بعد حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سانپ مجھ سے یہ کہہ رہا تھا کہ اس طرح سے میں نے بہت سے اولیاء کرام کو آزمایا ہے لیکن جس طرح آپ ثابت

Marfat.com

قدم رہے کوئی بھی نہ رہا۔ سانپ کی یہ بات سن کر میں نے سانپ سے کہا کہ تم اس وقت مجھ پر گرے جب میں قضا و قدر کے موضوع پر وعظ کر رہا تھا میرے نزدیک تمہاری حیثیت ایک حقیر کیڑے سے زیادہ نہیں جس کو قضاء و قدر حرکت دیتے ہیں۔ میں نے اس بات کا ارادہ کر لیا کہ میرا فعل میرے قول کے خلاف نہیں ہونا چاہیے۔

حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ طاقت لسانی سے نوازا تھا۔ آپ اپنے اعجاز نطق سے سامعین کے دلوں پر اثر کر جاتے تھے اور عالم افکار کو تہ و بالا کر ڈالتے تھے وعظ و خطابت کے میدان کے منفرد شہسوار تھے سامعین کی توجہ آپ سے پرے نہ ہوتی تھی ایک مرتبہ آپ منبر مبارک پر تشریف فرما ہوئے اور حاضرین سے فرمایا' اے لوگو! میں مرد خدا ہوں کہ میری شمشیر برہنہ ہے' میری کمان ٹھیک نشانے پر ہے میرا تیر درست نشانے پر لگتا ہے۔ میرا نیزہ درست جگہ پر جا کر لگتا ہے۔ میرا گھوڑا چست و تیز رفتار ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کی آگ ہوں۔ میں لوگوں کے احوال سلب کر لیتا ہوں۔ میں ایسا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہوں کہ جس کا کوئی کنارہ نہیں۔ میں اپنے آپ سے ماوراء اپنی خصوصی نگاہ میں رکھا ہوا ہوں۔

اے روزہ دارو! اے شب بیداری کرنے والو! اے پہاڑ والو! تمہارے عبادت خانے زمین بوس ہو جائیں گے' میرا حکم جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے اسے قبول کر لو۔ اے وقت کی بیٹیو! اے ابدال و اطفال زمانہ! آؤ اور اس بحر بے کنار کو دیکھو جس کا کوئی ساحل نہیں۔ مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی عزت کی کہ نیک بخت اور بد بخت میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔ لوح محفوظ میری نظروں کے سامنے ہوتی ہے۔ میں بحر علوم الٰہی کا غوطہ خور ہوں۔ میرا مشاہدہ ہی محبت باری تعالیٰ ہے میں لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی نشانی ہوں۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہوں۔ میں اس زمین پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث ہوں۔ انسانوں اور جنات میں مشائخ ہوتے ہیں' ملائکہ میں بھی مشائخ ہوتے ہیں۔ لیکن میں ان تمام کا شیخ الکل ہوں' میری مرض الموت اور

Marfat.com

میری اولاد اور تمہاری مرض الموت میں ارض و سماء کا فاصلہ ہے۔ مجھے دوسروں کی مانند نہ سمجھو اور نہ دوسرے مجھے اپنی مانند سمجھیں۔

اے اہل مشرق! اے اہل مغرب! اے اہل زمین! اے اہل آسمان! اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا ہے کہ میں وہ کچھ جانتا ہوں جو تم میں سے کوئی نہیں جانتا۔ مجھے ہر دن میں ستر مرتبہ حکم دیا جاتا ہے کہ اس طرح کرو یہ کام کرو' اے عبدالقادر! تمہیں قسم ہے میری' یہ چیز نوش کر لو' تمہیں قسم ہے میری یہ چیز کھا لو۔ میں تم سے گفتگو کرتا ہوں اور امن میں رکھتا ہوں۔ جب میں کلام کرتا ہوں تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے' عبدالقادر! یہ بات پھر کہو کیونکہ تم سچ کہتے ہو۔

اے لوگو! میں اس وقت تک کوئی بات نہیں کہتا جب تک کہ مجھے یقین نہ دلایا جائے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہوتا میں ان سب کاموں کی تقسیم و تفریق کرتا رہتا ہوں جن کے اختیار مجھے دیئے جاتے ہیں۔ مجھے جب حکم دیا جاتا ہے تو پھر وہی کام میں کرتا ہوں اور مجھے حکم دینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اگر تم مجھے جھٹلاؤ گے تو یہ بات تمہارے حق میں مہلک زہر کی مانند ہو گی۔ تمہاری یہ حرکت ایک لمحہ میں تمہیں برباد کر دے گی۔ میں تمہاری دنیا اور آخرت کو ایک لمحہ میں ختم کرنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ تمہیں اللہ تعالیٰ اپنی ذات ادقت سے ڈراتا ہے۔ اگر میرے منہ میں شریعت کی باگ نہ ہوتی تو میں تمہیں ان اشیاء کے بارے میں بھی بتا دیتا جو تم کھاتے ہو' پیتے ہو اور اپنے گھروں میں چھپا کر رکھتے ہو۔ اگر مجھے شریعت مطہرہ کا لحاظ نہ ہوتا تو میں دلوں میں موجود ہر خبر کو بیان کر دیتا لیکن چونکہ علم و امان عالم میں پناہ حاصل کرتا ہے اور ان کی پوشیدہ چیزوں کو عیاں نہیں کرتا۔

میں ہر اس بات کو جانتا ہوں جو تمہارے ظاہر میں ہے اس بات کے بارے میں بھی جانتا ہوں جو تمہارے باطن میں چھپی ہوئی ہے میری نظر میں تم شیشے کی مانند شفاف ہو۔ تمام مقبولان بارگاہ الٰہی جب تم مقام قدر میں پہنچتے ہیں تو ان کی نگرانی کی

Marfat.com

جاتی ہے لیکن مجھے کھلی اجازت ہے بلکہ میرے لیے عالم قدر میں ایک دریچہ کھول دیا گیا ہے اور اس دریچہ سے مجھے اندر پہنچایا جاتا ہے۔

جسم سے نورانی شعاعوں کا ظاہر ہونا

ایک بزرگ بیان فرماتے ہیں کہ میں چالیس سال تک حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں رہا اس دوران میں نے دیکھا کہ آپ ہمیشہ عشاء کی نماز کے وضو سے فجر کی نماز پڑھا کرتے تھے اس دوران اگر کبھی خلیفہ بغداد آپ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کرنا اور ملاقات کی سعادت حاصل کرنا چاہتا تو اسے یہ سعادت حاصل نہ ہوتی اس لیے کہ آپ کو عبادت الٰہی سے ہی فراغت نہیں ہوتی۔ چند راتیں میں نے آپ کے پاس گزاریں تو میں نے دیکھا کہ آپ رات کے اول حصہ میں مختصر نماز پڑھا کرتے اس کے بعد ذکر الٰہی فرماتے اور جب رات کا تیسرا پہر گزر جاتا تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور اسمائے حسنہ کا ورد فرماتے۔ پھر آپ کا جسم نڈھال ہو جاتا اور بعض مرتبہ تو ایسا بھی ہوتا کہ آپ کا جسم کافی چھوٹا ہو جاتا اور بعض مرتبہ بہت بڑا جسم نظر آتا کبھی آپ ہوا میں اڑتے ہوئے غائب ہو جاتے اور پھر اچانک آپ نماز پڑھتے ہوئے نظر آتے آپ رات کے جس پہر میں غائب ہوتے وہ عام طور پر رات کے تیسرے حصے کا دوسرا پہر ہوتا تھا۔ آپ کا یہ معمول تھا کہ آپ سجدہ کافی لمبا فرماتے تھے اور اپنا چہرۂ مبارک زمین کے ساتھ لگا لیتے تھے اس کے بعد بیٹھ کر مراقبہ فرماتے اور نورانی شعاعین آپ کے جسم اطہر کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی تھیں اور آپ ان نورانی شاعوں میں غائب ہو جاتے ان نورانی شعاعوں کی چمک اور روشنی سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی تھیں کبھی یوں بھی ہوتا کہ السلام علیکم، السلام علیکم کہنے کی آواز آتی اور آپ جواب میں وعلیکم السلام کہتے۔ اسی حالت میں فجر کا وقت ہو جاتا اور پھر آپ نماز فجر کی ادائیگی کے لیے باہر تشریف لے جاتے تھے۔

Marfat.com

اسمائے گرامی عہدہ داران

اُمور علمیہ کمیٹی
چاہ میراں لاہور

چیئرمین
طاہر ندیم بٹ

جنرل سیکرٹری **شیخ نعیم احمد**	فنانس سیکرٹری **محمد اعظم**	سینئر وائس چیئرمین **جاوید رحمت**
وائس چیئرمین **شیخ مبشر حسین** (ایڈووکیٹ)	صدر **ملک عبدالحق**	سینئر نائب صدر **محمد نعیم** رنگائی والے
نائب صدر **حاجی خلیل احمد**	اسسٹنٹ نائب صدر **حافظ ارشد علی**	ڈپٹی جنرل سیکرٹری **محمد اعجاز**
جوائنٹ سیکرٹری **محمد اسلم** ٹیلر ماسٹر	سیکرٹری نشرواشاعت **سید شبیر حسین** شاہ بخاری	سیکرٹری ریسرچ **محمد شبیر علی**

اراکین۔ محمد محسن فقری۔ شیخ مقصود احمد۔ سہیل علی۔ عبدالرحمٰن بٹ۔ فصیح الرحمٰن بٹ

عبداللہ اعظم۔ عبداللہ جاوید رحمت۔ عدنان خلیل۔ علی رضا اسلم۔

Marfat.com

عابدوں اور زاہدوں اور نیک بندوں کے خواب

رویائے صالحین

علامہ عالم فقری

طاہر ندیم بٹ چیئرمین

(امور علمیہ کمیٹی چاہ میراں لاہور)

Marfat.com

رویائے صالحین

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیک اور اچھے بندوں کو بعض اوقات رہنمائی خوابوں کے ذریعے سے ہوتی ہے جسے رویائے صالحین کہا جاتا ہے اللہ والوں کی زندگیوں میں اس قسم کے خواب جو آئے ان میں سے مشہور خواب درج ذیل ہیں۔ تا کہ پڑھنے والوں کو راہ راست کی رہنمائی حاصل ہو سکے۔

ہمدردی کا صلہ

روایت ہے کہ ایک غریب اور مفلس شخص کا گھوڑا عیبی ہو گیا اس نے حضرت خواجہ حسن بصری سے عرض کیا آپ نے قیمت دریافت کر کے چار سو دینار میں اسے خرید لیا۔ رات کو اس شخص نے خواب میں دیکھا کہ اس کا گھوڑا دوسرے گھوڑوں کے ساتھ بہشت کی چراگاہ میں چر رہا ہے۔ اس نے پوچھا یہ کس کے گھوڑے ہیں۔ بتایا گیا یہ تیرے تھے مگر اب ان کا مالک حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ ہے۔ خواب سے بیدار ہونے پر وہ شخص حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہا کہ میں کل والا سودا منسوخ کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تیرے خواب سے میرے خدا نے مجھے پہلے ہی آگاہ کر دیا ہے۔ وہ واپس چلا گیا۔ اگلی رات خواجہ حسن بصری نے خواب میں دیکھا کہ عالی شان محل اور دلفریب منظر ہے۔ پوچھا اس محل کا مالک کون ہے جواب ملا جو شخص بیع منسوخ کرے یہ اس کا محل ہے۔ بیدار ہونے پر آپ نے اس آدمی کو بلایا اور بیع منسوخ کر دی۔

Marfat.com

خواب میں بخشش کی خوشخبری

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک مجلس میں حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ اور عرب کا مشہور شاعر فرزوق دونوں موجود تھے حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ تقویٰ اور پرہیز گاری میں اور فرزوق شاعر برائی اور بدکاری میں شہرت رکھتا تھا۔ اس مجلس میں سے اچانک ایک شخص نے آواز دی کہ اس مجلس میں ایک شخص ایسا ہے کہ جو سب سے بہتر اور افضل ہے اور ایک شخص ایسا ہے جو سب سے برا اور بدتر ہے۔ فرزوق شاعر نے اس آواز کو سن کر حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے کہا کہ یا حضرت! یہ آواز کیسی ہے؟ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے کیا خبر کہ سب سے بہترین کون ہے اور سب سے بدترین کون ہے؟ یہ بات تو بے شک اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ فرزوق شاعر حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے مخاطب ہو کر بولا، حضور! اس مجلس میں بدترین شخص میں ہوں۔ قضائے الٰہی سے کچھ مدت بعد فرزوق شاعر کا انتقال ہو گیا۔ عارفین میں سے ایک شخص نے اس کو عالم خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا کہ تم پر کیسی گزری اور تیرے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا؟ فرزوق نے جواب دیا کہ مرنے کے بعد جب فرشتے مجھے لے کر چلے تو میں سخت ڈرا اور شدید خوفزدہ ہو کر کانپنے لگا تب مجھے ایک آواز آئی، اے فرزوق! تجھے تو اسی دن بخش دیا گیا تھا جس دن تو نے اپنے آپ کو بدترین شخص سمجھ لیا تھا۔

خواب میں اللہ نے حقیقت سے آگاہ کر دیا

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ نے ایک دن فرمایا کہ میں ایک اچھا انسان نہ تھا۔ اکثر برے کاموں میں ملوث رہتا۔ ایک مرتبہ اسی زمانے میں میں نے ایک حسین وجمیل کنیز خریدی۔ اس کنیز کے بطن سے ایک بچی پیدا ہوئی اس سے مجھے بے حد

Marfat.com

محبت ہوگئی۔ وہ بیٹی ذرا بڑی ہوکر جب گھسٹنے لگی تو میرے دل میں اس کی محبت نے اور جڑ پکڑ لیا پھر ایسا ہوتا کہ جب شراب لیکر بیٹھتا، تو وہ میرے پاس آجاتی اور شراب کا پیالہ مجھ سے چھینتے ہوئے میرے کپڑوں پر گرا دیتی۔ وہ میری بیٹی جب دو سال کی ہوئی تو اچانک اس کا انتقال ہوگیا۔ اس کی موت کے غم نے مجھے بدحال کر دیا۔ شب برأت (پندرہویں شعبان) آئی۔ جمعہ کی رات بھی تھی۔ میں نے اس شب بھی شراب پی اور شراب کے نشے میں سو گیا عشاء کی نماز بھی نہ پڑھ سکا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ قیامت کا میدان ہے مردے قبروں سے نکل نکل کر آ رہے ہیں۔ انہی میں میں بھی ہوں مجھے اپنے پیچھے کسی چیز کی آہٹ ہوئی مڑ کر جو دیکھا تو ایک بہت بڑا کالا سانپ منہ کھولے میری ہی طرف دوڑا آ رہا ہے۔ مجھ پر خوف طاری ہوا اور میں نے بھاگنا شروع کیا۔ ایک راہ پر مجھے ایک سفید پوش بزرگ شخص ملا۔ میں نے اس سے منت سماجت کی کہ مجھے اس مہلک سانپ سے بچا لو۔ مگر اس نے معذرت کی اور کہا میں کمزور ہوں اور سانپ بہت زبردست ہے اس لئے میں تمہاری مدد نہیں کر سکتا مگر آگے جاؤ شاید مولیٰ تعالےٰ تمہاری نجات کا کوئی راستہ ظاہر فرما دے میں وہاں سے آگے چلا اور ایک بلند ٹیلے پر جا چڑھا جہاں سے جہنم کی آگ، اس کے طبقات اور بھڑکتے شعلے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ پیچھے آتے ہوئے سانپ کے اندیشے سے مجھے ڈر لگا کہ کہیں میں اس غار جہنم میں نہ گر پڑوں۔ اتنے میں میں نے غیب سے ایک آواز سنی۔ پیچھے ہٹ جا تو دوزخی نہیں ہے یہ سن کر مجھے قدرے اطمینان ہوا میں وہاں سے پلٹا تو سانپ بھی میرے ساتھ آیا۔ ایک آواز سن کر میں ضعیف مرد کے پاس آیا اور کہا آپ نے اس سانپ سے بچانے میں میری مدد نہیں کی۔ ضعیف مرد میری بات سن کر رونے لگے۔ میں تو ضعیف و ناتواں ہوں مگر تم اس ٹیلے پر چلے جاؤ جہاں اہل ایمان کی امانتیں رکھی ہوئی ہیں اگر تمہاری بھی کوئی امانت ہوگی تو اس سے تمہیں ضرور مدد ملے گی۔ میں ادھر بھاگا وہ ایک گول پہاڑی تھی۔ اس کے اندر بہت سے دروازے تھے۔

Marfat.com

دروازوں پر ریشمی پردے لٹک رہے تھے۔ ہر دروازہ پر موتی اور یاقوت جڑے ہوئے سونے کے پٹ لگے ہوئے تھے۔ میں پہاڑی پر دوڑا تو سانپ بھی میرے تعاقب میں آیا۔ میں دروازہ کے نزدیک پہنچا تو ایک فرشتے نے پکارا۔ پردے اٹھا دو، دروازے کھول دو۔ شاید اس بدحال کی یہاں کوئی امانت ہو جو اس کے دشمن سے اسے بچا سکے۔ دروازہ کھلتے ہی بہت سے چاند جیسے خوبصورت بچے میرے پاس آ گئے۔ اتنے میں سانپ بھی میرے قریب آ گیا۔ بچوں میں سے ایک نے چیخ مار کر کہا۔ سب کے سب جلدی پہنچو سانپ تو اس کے قریب آ گیا۔ اسی اثناء میں میری بیٹی بھی وہاں آ گئی اور مجھے دیکھ کر رو پڑی اور بولی بخدا یہ تو میرے باپ ہیں یہ کہہ کر بجلی کی سرعت کے ساتھ ایک نورانی جھولے میں میرے پاس آ پہنچی۔ پھر اپنا بایاں ہاتھ میری داہنی جانب بڑھایا جسے میں نے پکڑ لیا۔ پھر اس نے اپنا دایاں ہاتھ سانپ کی طرف بڑھایا تو وہ پیچھے بھاگ نکلا پھر اس نے مجھے بٹھایا اور خود میری گود میں آ بیٹھی اور میری ریش پر ہاتھ پھیرا اور بولی۔ اَلَمْ یَأْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ۔ (الحدید ۱۶/۵۷) کیا وہ وقت نہیں آیا ایمان والوں کے لئے کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد اور اس حق کے لئے جو نازل ہوا۔ میں یہ سن کر آبدیدہ ہو گیا میں نے پوچھا اے بیٹی! کیا تم یہاں قرآن مجید بھی جانتی ہو؟ بیٹی، ہم لوگوں کو آپ لوگوں سے زیادہ اس کا علم ہے۔ باپ: تو بتاؤ یہ سانپ جو مجھے دوڑا رہا تھا یہ کیا مصیبت تھی؟ بیٹی: یہ آپ کا برا عمل تھا۔ آپ نے انہیں اسے مضبوط بنایا تو وہ توانا اور مضبوط ہو گیا اور آپ کو جہنم میں لے جانا چاہتا ہے۔ باپ: یہ بزرگ مرد کون تھے؟ بیٹی: یہ آپ کا نیک عمل تھا، جسے آپ نے اتنا کمزور کر دیا کہ آپ کے عمل بد سے ٹکرانے کی اس میں قوت نہ رہی۔ باپ: بیٹی! اس پہاڑی میں تم لوگ کیا کرتی ہو؟ بیٹی: ہم سب مسلمانوں کی اولاد ہیں۔ ہم قیامت تک یہیں رہیں گے۔ ہم لوگوں کو آپ لوگوں کا انتظار ہے تاکہ ہم شفاعت کریں۔ حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں میری آنکھ

Marfat.com

کھلی تو میں حیران و پریشان تھا، مجھ پر خوف طاری تھا۔ صبح ہوئی تو جو سرمایہ پاس تھا لوگوں کو دیدیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور صدق دل سے توبہ کی۔ یہی واقعہ میری توبہ کا سبب ہوا۔

حضرت یوسف بن حسینؒ کا خواب

عہد شباب میں حضرت عبدالواحد زید نہایت ہی شوخ و نڈر تھے اور اکثر والدین سے لڑ جھگڑ کر بھاگ جاتے تھے۔ وہ اتفاق سے ایک دن خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس وعظ میں جا پہنچے اور آپ اپنے وعظ میں یہ فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو اس طرح اپنی جانب متوجہ کر لیتا ہے جس طرح کوئی محتاج ہو کر کسی کے سامنے جاتا ہے۔ یہ سن کر عبدالواحد زید پر ایسا اثر ہوا کہ چیخ ماری اور کپڑے پھاڑ کر قبرستان کی جانب چل دیئے اور تین شب و روز عالم بے خودی میں وہیں پڑے رہے لیکن جس دن ان کے اوپر یہ کیفیت طاری ہو رہی تھی اسی دن یوسف بن حسین نے خواب میں یہ ندا سنی کہ تائب ہونے والے نوجوان کو تلاش کرو چنانچہ جس وقت تلاش کرتے ہوئے قبرستان پہنچے تو تین ہی یوم میں حضرت عبدالواحد نے وہ مدارج طے کئے تھے کہ آپ کو دیکھتے ہی کہا کہ آپ کو تو تین یوم قبل حکم دیا گیا تھا لیکن آپ آج پہنچے ہیں۔

خواب میں درد کا علاج کیسے ہوا؟

شیخ عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ اپنے وقت کے عظیم بزرگ ہوئے ہیں۔ انہوں نے چالیس برس تک عشاء کے وضو سے نماز فجر پڑھی۔ دن خدا کی رضا میں اور راتیں ریاضت و مجاہدے اور سجدہ گزاری میں بسر ہوتیں۔ ایک بار ان کی ٹانگوں میں شدید درد ہوا، جس کی تکلیف سے نمازوں میں خلل ہونے لگا۔ ایک شب نماز کے لئے اٹھے مگر درد اس شدت کا اٹھا کہ بمشکل رکعتیں پوری کر سکے، وہیں لیٹ گئے آنکھ لگ

Marfat.com

گئی۔تو خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک حسین وجمیل دوشیزہ چند ہمجولی سہیلیوں کے ساتھ آئی اور سلیقہ سے میرے قریب بیٹھ گئی۔اس کی سہیلیاں بھی اس کے پیچھے بیٹھ گئی۔اس نے سہیلیوں سے کہا۔اس کے لئے بستر لگا کر آہستگی سے اس پر لٹاؤ۔دیکھو بیدار نہ ہو جائے۔ان سبھوں نے نرم و نازک سات تہوں کا بستر بچھا کر اس پر مجھے لٹایا، سبز تکیے لگائے اور میرے اردگرد خوشنما پھلواریاں سجادیں۔اس کے بعد وہ خوب روئی میرے قریب آئی اور اپنے ہاتھ سے درد والی پنڈلی سہلائی اور بولی فم شفاك الله الى صلوتك غير مضرور "اٹھ آرام سے اپنی نماز میں مشغول ہو، اللہ نے تجھے شفا بخشی" یہ سن کر میں بیدار ہو گیا اور درد کا کہیں دور دور تک پتہ نہیں تھا۔اس کے بعد پھر میں اس تکلیف میں کبھی مبتلا نہیں ہوا۔اس کے یہ الفاظ آج بھی میرے کانوں میں رس گھول رہے ہیں۔ فم شفاك الله الى صلوتك غير مضرور (ص:۴۷)

جنت کے نظارے

مسیحی رومیوں کی سرحد پر مسلمان مشغول جہاد تھے۔ چودہ پندرہ سال کا ایک نوجوان مجنونانہ انداز میں چیخ رہا تھا۔اے عنیاء مرضیہ تو کہاں ہے؟ اب تیری فرقت مجھے گوارا نہیں۔اہل قافلہ حیران تھے کہ اس کو یک بیک کیا ہو گیا۔نوجوان کی حالت میں یہ تغیر اس وقت ظہور پذیر ہوا جب وہ حضرت شیخ عبدالواحد بن زید کے قافلہ مجاہدین کے ہمراہ سرحد روم پر پہنچا تھا۔وہ راتوں کو متواتر جاگتا رہتا اور نمازیں پڑھتا۔ دن کو روزے رکھتا، رفقاء اور ان کی سواریوں کی خدمت کرتا۔سرحد پر پہنچنے کے بعد ایک رات اس پر غنودگی طاری ہوئی۔تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا عنیاء مرضیہ تیرا انتظار کر رہی ہے۔ چلو اس کے پاس چلیں۔ وہ نوجوان کو لے کر ایک خوبصورت باغ میں داخل ہوا جہاں صاف و شفاف نہریں جاری تھیں۔نہروں کے کنارے حسین وجمیل لڑکیاں زیور، اور لباس سے آراستہ موجود تھیں۔ان لڑکیوں

Marfat.com

نے جب نوجوان کو دیکھا تو باہم سرگوشی کرنے لگیں کہ یہ عنیاء مرضیہ کا شوہر ہے۔
نوجوان نے پوچھا تم میں عنیاء مرضیہ کون ہے؟ جواب ملا ہم سب تو اس کی کنیز ہیں۔
نوجوان اور آگے بڑھا تو پہلے باغ سے زیادہ مرصع خوبصورت باغ ملا جہاں دودھ کی نہر جاری تھی۔ وہاں بھی پہلی عورتوں سے زیادہ حسین وجمیل لڑکیاں تھیں۔ انہوں نے بھی نوجوان کو دیکھ کر باہم کہنا شروع کیا کہ عنیاء مرضیہ کا شوہر ہے۔ نوجوان نے ان لڑکیوں سے عنیاء مرضیہ کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے بھی وہی بات کہی کہ ہم سب اس کی خادمائیں ہیں۔ آپ اور آگے تشریف لے جائیں۔ نوجوان آگے بڑھا تو اسے تیسرا باغ ملا اور اس باغ کی تزئین دونوں باغوں سے زیادہ تھی۔ وہاں شہد کی نہر جاری تھی اور خوبصورت دوشیزاؤں کی جماعت موجود تھی جن کے حسن و جمال گزشتہ دونوں باغ والیوں سے فزوں تر تھے۔ انہوں نے بھی نوجوان کا اسی طرح خندہ پیشانی سے استقبال کیا اور کہا اے اللہ کے ولی ہم سب اس کی خادمہ ہیں۔ آپ آگے تشریف لے جائیں۔ اس کے بعد نوجوان آگے بڑھا تو اسے سفید موتیوں کا ایک محل نظر آیا۔ ایک ماہ وش اس کے دروازے پر خدمت دربانی انجام دے رہی تھی۔ اور وہ ایسے لباس وزیورات سے مزین تھی جس کا آج تک نوجوان نے تصور بھی نہیں کیا تھا جب اس دربان خادمہ نے نوجوان کو آتے ہوئے دیکھا تو باادب استقبال کیا اور خیمہ کے اندر جا کر عنیاء مرضیہ کو آمد کی خبر دی۔ اس کے بعد نوجوان خیمہ کے اندر داخل ہوا تو وہاں دیکھا کہ سونے کا مرصع تخت بچھا ہوا ہے۔ اور اس پر ایک حسن و جمال کی ملکہ متمکن ہے۔ نوجوان اسے دیکھتے ہی مفتون ہوا۔ اس نے استقبال کیا اور کہا مرحبا اے اللہ کے ولی! ہمارے پاس آپ کی آمد کا وقت قریب ہے۔ نوجوان بے قرار ہوا اور چاہا کہ اس کے قریب جائے مگر عنیاء مرضیہ نے روکا اور کہا صبر کیجئے ابھی آپ میں حیاتِ دینوی کا اثر باقی ہے۔ اس لئے ہمارا وصال ناممکن ہے مگر ہاں! انشاءاللہ آج شام آپ یہیں آکر روزہ افطار کریں گے۔ نوجوان اس خواب سے بیدار ہوا تو اس کی حالت

Marfat.com

متغیر تھی۔ سکون وچین غائب، صبر رخصت، دیوانوں کی طرح پکارتا پھرتا تھا اے عنیاء مرضیہ تو کہاں ہے؟ تمام رفقائے جہاد نوجوان کی حالت سے متفکر ہیں۔ یہ وہی نوجوان ہے کہ ایک دن جب حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ نے اپنے رفقاء کے ہمراہ جہاد کی تیاری کی اور آپ نے فرمایا جہاد کے فضائل میں قرآن مجید کی دو آیتوں کی تلاوت کی جائے۔ رفقاء میں سے ایک نے قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ تلاوت کی۔ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (التوبہ: ۹، ۱۱۲) بیشک اللہ نے مومنوں کی جان اور مال کو خرید لیا ہے اس قیمت پر کہ ان کے لئے جنت ہے ان رفقاء میں چودہ پندرہ سال کا ایک لڑکا بھی تھا جس کا باپ بہت ساری دولت چھوڑ کر مرا تھا۔ یہ آیت سن کر اس نے شیخ سے پوچھا کیا واقعی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جان اور مال کو جنت کے عوض خرید فرمایا ہے۔ شیخ عبدالواحد نے فرمایا بیشک اللہ نے خرید لیا ہے۔ اس نے کہا پھر آپ حضرات گواہ رہیں کہ میں نے اپنی جان اور مال جنت کے بدلے بیچی۔ شیخ نے اولاً تو اسے بہت فہمائش کی کہ اس راہ میں بے شمار مصائب ہیں مگر اس نے ایک نہ مانی۔ اور سامان جہاد کے سوا تمام مال و دولت راہِ خدا میں لٹا کر حضرت شیخ اور ان کے رفقاء کی فوج کے ہمراہ سرحد روم کی جانب چل پڑا۔ نوجوان کی اس حالت کی خبر جب شیخ عبدالواحد بن زید کو پہنچی اور انہوں نے نوجوان سے ماجرا دریافت کیا تو اس نے مذکورہ بالا خواب ذکر کیا۔ حضرت شیخ کا بیان ہے کہ ابھی نوجوان اپنی داستان ختم کر کے میری مجلس سے اٹھا بھی نہیں تھا کہ رومیوں کے ایک لشکر نے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ نوجوان نے اٹھ کر ان سے مقابلہ کیا اور ۹ کافروں کو مار ڈالا۔ اس کے بعد دسواں یہ خود تھا زخم کھا کر زمین پر آ رہا۔ شیخ نے دیکھا کہ اس کا پورا جسم خون میں لت پت ہے اور وہ زور زور سے ہنس رہا ہے مسرت و شادمانی کی ہنسی، اور چند لمحے بعد اس کی روح قید جہاں سے آزاد ہوگئی۔

Marfat.com

وصال کے بعد مقام

مرد صالح میں سے ایک نے حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ کو انتقال کے بعد خواب میں دیکھا۔ حال دریافت کیا کہ اے ابو عبداللہ! کیسے ہیں؟ انہوں نے یہ سن کر چہرہ پھیر لیا۔ اور کہا یہ کنیت کے ساتھ پکارنے کا زمانہ نہیں۔ انہوں نے پھر پوچھا اے سفیان! بتائیے کیا حال ہے؟ تو جواب میں انہوں نے یہ اشعار پڑھے۔

نَظَرْتُ اِلٰی رَبِّی عِیَانًا فَقَالَ لِی　　هَنِیْئًا رِضَائِی عَنْكَ یَا ابْنَ سَعِیْدٍ
لَقَدْ كُنْتَ قَوَّامًا اِذَا اَظْلَمَ الدُّجٰی　　بِعَبْرَةِ مُشْتَاقٍ وَ قَلْبِ عَمِیْدٍ
فَدُوْنَكَ فَاخْتَرْ اَیَّ قَصْرًا رَدْتَهٗ　　وَزُوْرنِی فَاِنِّی عَنْكَ غَیْرُ بَعِیْدٍ

حق تعالیٰ کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ فرمایا اے ابن سعید تمہیں ہماری رضا مبارک ہو۔ جب ظلمتیں پھیلتی تھیں تو تم قیام لیل کرتے تھے اور تمہارے قلب میں ہماری محبت تھی۔ اور آنکھوں میں آنسو بھرے ہوتے۔ تمہارے لئے اجازت ہے بہشت کے جس محل میں چاہو رہو۔ اور میری زیارت کرو کہ میں تم سے دور نہیں ہوں۔

حضرت امام ابوحنیفہ کے بارے میں ایک خواب

حضرت نوفل بن حیان رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا تو میں نے خواب دیکھا کہ میدان قیامت ہے اور سارے مخلوق حساب گاہ میں کھڑی ہے اور میں نے دیکھا کہ حضور سرور صلی اللہ علیہ وسلم حوض کوثر پر تشریف فرما ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں بڑے بڑے نورانی لوگ کھڑے ہیں اور میں نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جو بہت بڑے صاحب جمال تھے اور ان کی داڑھی اور سر سفید تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں طرف کھڑے تھے اور میں نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کو بھی دیکھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

قریب ہی کھڑے تھے۔ میں نے حضرت امام صاحب کی خدمت میں سلام عرض کیا اور عرض کیا کہ مجھے پانی عطا فرمائیے۔ حضرت امام صاحب نے فرمایا جب تک رسول صلی اللہ علیہ وسلم اجازت نہ دیں گے میں نہ دوں گا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے پانی پلا دو۔ حضرت امام صاحب نے ایک پیالہ میں مجھے پانی دیا۔ میں نے پانی پیا اور پھر حضرت امام صاحب سے پوچھا کہ یہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں طرف پیر مرد صاحب جمال ہیں یہ کون بزرگ ہیں؟ امام صاحب نے فرمایا یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور بائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق اکبرؓ ہیں۔ اسی طرح پوچھتا رہا اور امام صاحب بتاتے رہے۔

دیدار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

امام شافعی فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اے لڑکے تم کون ہو۔ میں نے عرض کیا کہ آپ ہی کی امت کا ایک فرد ہوں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نزدیک بلا کر لعاب دہن میرے منہ میں ڈال دیا اور فرمایا کہ جا اللہ تجھے برکت عطا کرے۔ پھر اسی شب خواب میں حضرت علیؓ نے انگلی میں سے اپنی انگشتری نکال کر میری انگلی میں ڈال دی۔

تقاضا محبت الٰہی

حضرت ابراہیم بن ادھم نے ایک روز جناب الٰہی میں عرض کیا۔ الٰہی جو عورت جنت میں میری رفیق ہوگی۔ اسے مجھے دکھا دے۔ جب سو گئے۔ تو خواب میں ان سے کہا گیا کہ تمہاری رفیقہ جنت سلامہ نامی ایک عورت ہے۔ جو فلاں فلاں موضع میں بکریوں کا ریوڑ چرا رہی ہے۔ یہ خواب دیکھ کر حضرت ابراہیم بن ادھم اٹھے اور جس

Marfat.com

موضع کا نشان و پتہ خواب میں بتایا گیا تھا اس کی طرف چل دیے اور اس موضع میں پہنچ گئے۔ وہاں آپ نے ایک عورت کو بکریاں چراتے دیکھا اور اسے سلام کیا۔ اس عورت نے جواب میں کہا وعلیکم السلام یا ابراہیم۔ ابراہیم نے فرمایا۔ بھلا تجھے کس نے بتایا کہ میں ابراہیم ہوں۔ وہ بولی جس نے آپ کو اس بات کی اطلاع دی ہے کہ میں آپ کی رفیق جنت ہوں۔ ابراہیم بولے اے سلامہ! مجھے کچھ نصیحت کر۔ کہا شب بیداری اور رات کو نماز تہجد پر مداومت اختیار کیجئے۔ اس لئے کہ رات کا قیام بندے کو اپنے رب کی طرف پہنچا دیتا ہے۔ آپ کو اگر محبت الٰہی کا دعویٰ ہے تو رات کی نیند چھوڑ دیجیے۔

حصول پاکیزگی

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ ایک راستے سے گزر رہے تھے۔ آپ نے ایک شرابی کو دیکھا جو شراب کے نشہ میں راہ میں گرا ہوا تھا اور بے ہوشی کے عالم میں اپنی زبان سے بہت بکواس کر رہا تھا۔ حضرت ابراہیم اس کے پاس ٹھہر گئے اور فرمایا۔ یہ زبان تو ذکر حق کیلئے تھی۔ اسے کونسی آفت آ پہنچی کہ یہ ایسے بکواس کر رہی ہے۔ پھر آپ نے پانی منگوایا اور اس کا منہ اور اس کی زبان دھونے لگے اور دھوکر آگے تشریف لے گئے۔ شرابی ہوش میں آیا تو لوگوں نے اسے یہ سارا قصہ سنایا۔ شرابی یہ سن کر کہ حضرت ابراہیم بن ادھم میرا منہ اور زبان دھو گئے ہیں۔ رویا اور کہنے لگا الٰہی! تیرے مقبول بندے کی شرم کھا کر میں سچے دل سے توبہ کرتا ہوں۔ تو بھی اپنے مقبول بندے کی طفیل مجھے بخش دے۔ رات کو ابراہیم نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ اے ابراہیم تو نے اس شرابی کا ہماری خاطر منہ دھویا۔ ہم نے تمہاری خاطر اس کا دل دھویا۔

اللہ کے کرم کا نرالا انداز

Marfat.com

حضرت ذوالنون مصری ایک مرتبہ دریائے نیل کے کنارے بغرض سیر تشریف لے جارہے تھے کہ اچانک آپ کو ایک بچھو نظر آیا آپ نے ادھر ادھر دیکھ کر ایک پتھر اٹھایا اور ارادہ کیا کہ اس موذی جانور کو ہلاک کر دیں لیکن بچھو جلدی سے بھاگ کر دریا کے کنارے پر جا ٹھہرا۔ اتنے میں دریا سے ایک مینڈک نکلا اور بچھو اس کے اوپر سوار ہو گیا۔ مینڈک دریا میں تیرتا ہوا دوسرے کنارے پر جا پہنچا۔ ان تمام واقعات کو دیکھ حضرت ذوالنون کے دل میں مزید مشاہدے کا اشتیاق پیدا ہوا اور آپ بھی ان کے تعاقب میں روانہ ہو گئے۔ جب مینڈک نے دریا کا سفر طے کیا اور اپنے سوار بچھو کو دوسرے کنارے پر لے جا کر اتارا تو آپ نے دیکھا کہ خشکی پر پہنچتے ہی بچھو نے تیزی سے بڑھنا شروع کیا۔ آپ بھی اس کے ساتھ ساتھ رہے پھر ایک جگہ پہنچ کر آپ نے دیکھا کہ ایک ویران اور چٹیل مقام پر ایک شخص شراب کے نشے میں زمین پر اپنی سدھ بدھ بسرائے سو رہا ہے اور اس کے اوپر ایک بہت ہی خوفناک سیاہ اژدھا پھن کھولے موت کی تصویر بنا اس کے سر کے اوپر رقص کر رہا تھا۔ بچھو تیزی سے اس کے پاس پہنچا اور اس اژدھا کے اوپر اس طرح ڈنک مارا کہ اس کے اثر سے اژدھا ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔ بچھو اس کے بعد نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

آپ نے جب یہ واقعہ دیکھا تو اس شخص کو جگایا۔ جب وہ خواب سے بیدار ہوا اور اپنے سامنے ایسے بھیانک اژدھے کو خاک وخون میں تڑپتے ہوئے دیکھا تو آپ سے اس کی وجہ دریافت کی۔ آپ نے اسے تمام واقعہ کہہ سنایا۔ یہ سن کر وہ شخص سجدے میں گر گیا اور اللہ تعالیٰ سے رجوع ہو کر گڑگڑانے لگا کہ اے اللہ! جب تو اپنے نافرمانوں پر اس قدر مہربان ہے تو اپنے اطاعت گزاروں کے ساتھ کس قدر لطف و کرم سے پیش آتا ہوگا۔ تیری عزت وجلال کی قسم! اب آئندہ تیری نافرمانی نہیں کروں گا۔ اس کے بعد وہ ایک شعر پڑھتا ہوا چلا گیا جس کا ترجمہ یہ ہے:

”اے سونے والے! خدا تیری ہر اس بری چیز سے نگہبانی کرتا ہے جو اندھیرے

Marfat.com

میں چلتی ہے۔ ایسے بادشاہ کی طرف سے آنکھیں کیونکر سوتی ہیں جو عمدہ نعمتیں عطا فرماتا ہے۔"

نفس کی مخالفت

حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ اپنے نفس کی شدید مخالفت کیا کرتے تھے ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ کے نفس نے مزیدار قسم کا کھانا کھانے کی خواہش کا اظہار کیا لیکن آپ نے نفس کی مخالفت کرتے ہوئے مزیدار قسم کا کھانا نہ کھایا حتیٰ کہ دس سال کا عرصہ گزر گیا آپ نے کوئی مزیدار کھانا نہ کھایا نفس کی خواہش روز بروز بڑھتی گئی مگر آپ ثابت قدمی کے ساتھ نفس کی مخالفت کرتے رہے اور دل میں اس بات کا عہد کر لیا کہ ہرگز اپنے نفس کا کہنا نہیں مانوں گا۔ ایک مرتبہ عید کی رات کو آپ کے دل نے آپ کو اس بات پر سخت مجبور کیا کہ اگر کل عید کے دن کوئی مزیدار قسم کا کھانا کھا لیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے دل کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر یہ بات ہے تو پھر پہلے میں دو رکعت نفل نماز پڑھوں گا اور ہر دو رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کروں گا اگر تمہیں میری یہ شرط منظور ہے اور اس بات میں تم میرے ساتھ موافقت کرتے ہو تو پھر کل ضرور تمہیں مزیدار کھانا ملے گا۔ آپ کے دل نے اس بارے میں آپ کی موافقت کی چنانچہ جب دوسرا دن ہوا یعنی عید کے دن صبح ہوئی تو آپ نے اپنے لئے مزیدار کھانا منگوایا ابھی آپ نوالہ اٹھا کر اپنے منہ میں رکھنا ہی چاہتے تھے کہ اسی وقت نوالہ واپس رکھ دیا اور کھانے کی ٹرے کو پرے کر دیا۔ آپ کے دوستوں نے آپ سے اس کی وجہ پوچھی تو ارشاد فرمایا کہ میں نے جس وقت نوالہ اپنے منہ کے نزدیک کیا تو میرے دل نے کہا، دیکھا آخر کار میں اپنی دس سال کی خواہش پوری کرنے میں کامیاب ہو ہی گیا ناں، چنانچہ اپنے دل کی آواز کو سنتے ہی میں نے

Marfat.com

اسی لمحہ کہا، اچھا! اگر ایسی بات ہے تو پھر میں تجھے ہرگز کامیاب نہ ہونے دوں گا۔

جس وقت یہ معاملہ ہو رہا تھا عین اسی وقت ایک شخص نہایت مزیدار کھانے کا برتن اٹھائے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا، یہ مزیدار کھانا میں نے رات کو اپنے لئے تیار کیا تھا تا کہ صبح عید کے دن کھاؤں۔ جب میں رات کو سویا تو مجھے خواب میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تم اگر مجھے کل قیامت کے دن بھی دیکھنا چاہتے ہو تو جو مزیدار کھانا تم نے تیار کیا ہے اس کو ذوالنون مصری کے پاس لے جا اور ان سے جا کر کہہ دے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تھوڑی دیر کے لئے اپنے نفس کے ساتھ صلح کر لو اور چند لقمے اس مزیدار کھانے سے کھا لو۔ حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پیغام سنا تو آپ پر وجد طاری ہو گیا اور کہا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں فرمانبردار ہوں، میں فرماں بردار ہو۔ پھر آپ مزیدار کھانا کھانے لگے۔

نفس کیسے تابعدار رہے

حضرت شیخ محمد بن علی حکیم ترمذی رحمتہ اللہ علیہ کا شمار اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں میں ہوتا ہے آپ اپنی جوانی کے زمانہ میں بہت خوبصورت تھے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک خوبصورت عورت نے آپ کو گناہ کی دعوت دی لیکن آپ نے اس کی طرف التفات نہ کیا۔ ایک دن اس عورت کو پتہ چلا کہ آپ ایک باغ میں بیٹھے ہوئے ہیں چنانچہ اس نے خوب بناؤ سنگھار کیا اور باغ میں جا پہنچی۔ آپ نے اس عورت کو باغ میں دیکھا تو وہاں سے بھاگے، وہ عورت بھی آپ کے پیچھے بھاگی، مگر آپ نے پھر بھی اس کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائی۔ اس بات کو ایک عرصہ گزر گیا اور آپ عمر رسیدہ ہو گئے تو آپ کو یہ بات یاد آئی اور دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر میں اس عورت کی ضرورت

Marfat.com

پوری کر دیتا تو کیا ہو جاتا بعد میں توبہ کر لیتے؟ ابھی آپ کے دل میں یہ خیال گزرا ہی تھا کہ آپ نے غمزدہ ہو کر اپنے نفس سے فرمایا، اے خبیث نفس! تجھے جوانی کے دنوں میں یہ خیال نہ آیا اور اب اتنی ریاضت وعبادت کے بعد بڑھاپے میں اس پشیمانی سے کیا حاصل۔ اس خیال کے آنے پر آپ نے تین دن تک غم کیا اور صدمہ کرتے رہے۔

جب تین دن گزر گئے تو آپ نے خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا اے محمد! تم غم اور فکر نہ کرو تمہارا یہ خیال اس بنا پر نہیں تھا کہ تم تنزل کی طرف جا رہے ہو بلکہ اس لئے تھا کہ جوانی سے اب تک چالیس برس گزر گئے اور دنیا سے دور ہمارا زمانہ ہو گیا اور ہم دنیا سے بہت دور ہو گئے اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں اور نہ اس وقت تم سے کوئی خطا ہوئی اور جو کچھ تم نے خیال کیا ہماری مفارقت کی مدت دراز ہونے کے باعث ہے۔

بایزید بسطامی اور راہب

حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن اپنی خلوت میں خوش۔ اپنے فکر میں مستغرق اور ذکر میں مانوس تھا کہ ناگہاں مجھے غیب سے آواز آئی کہ اے بایزید سمعان کے بت خانہ میں جاؤ اور ان کی عید میں لباس رہبان پہن کر حاضر ہو کر شامل ہو جاؤ۔ میں نے یہ بات سن کر کہا کہ میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ اس خیال سے۔ پھر جب رات ہوئی۔ تو ہاتف نے میرے خواب میں اسی بات کا پھر اعادہ کیا۔ تب میں اس خواب کے ہاتف سے مرعوب ہو کر خواب سے فوراً خوف زدہ ہو کر چونک پڑا۔ اس کے بعد پھر مجھے ظاہر طور پر آواز آئی۔ کہ (اے بایزید) تجھ پر اس میں کوئی گناہ نہیں۔ تو اس سے مت ڈر۔ تو میرے نزدیک اولیاء اور اخیار میں سے ہے۔ تو رہبان کا لباس پہن لیا ور گلے میں زنار ڈال لے اور تجھ پر کوئی گناہ نہیں۔ اس سے

Marfat.com

انکار مت کر۔ بایزید رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تب میں جلدی سے اٹھا۔ اور حکم کی تعمیل کی اور رہبان کا لباس پہنا اور سمعان کے بت خانہ میں جا کر ان میں شامل ہو گیا۔ پھر جس وقت ان کا بڑا رہبان حاضر ہوا اور وہ سب جمع ہوئے تو اس کی بات سننے کے چپ ہو گئے مگر یہ بڑا رہبان بول نہیں سکتا تھا گویا منہ میں لگام دے دی گئی ہے۔ تب دوسرے رہبانوں نے کہا کہ اے رہبان یہ کیا بات ہے کہ تم کچھ گفتگو نہیں کرتے تا کہ تمہاری بات سے ہدایت پا کر تیرے علم کی پیروی کریں۔ رہبان نے کہا کہ مجھے کسی شخص نے گفتگو کرنے سے نہیں روکا۔ کہ میں بات نہ کروں لیکن بات یہ ہے کہ کوئی شخص محمدی تمہارے میں بیٹھا ہوا ہے اور وہ تمہارے دین کے امتحان لینے کو آیا ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہمیں دکھلایئے وہ کون ہے تا کہ ہم اس کو اسی وقت قتل کر ڈالیں۔ رہبان نے کہا کہ نہیں اسے قتل مت کرو لیکن ذلیل اور حجت سے اسے مارو۔ انہوں نے کہا کہ جیسا آپ چاہیں ویسا کریں۔

حضرت بایزید فرماتے ہیں کہ ان کا بڑا رہبان کھڑا ہوا اور آواز دی کہ اے شخص محمدی تم کو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قسم ہے کہ تم اٹھ کے کھڑے ہو جاؤ تا کہ ہم دیکھیں تب بایزید اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور زبان پر تسبیح اور تقدیس اور تحمید الٰہی جاری تھی۔ تب رہبان نے کہا کہ اے محمدی! میں آپ سے کچھ مسائل پوچھنا چاہتا ہوں۔ اگر ان کے جواب آپ نے دے دیئے تو ہم تیرے تابع ہو جائیں گے۔ اگر تم جواب دینے سے عاجز ہو گئے تو ہم تجھے قتل کر ڈالیں گے۔ حضرت نے فرمایا منظور ہے۔ معقول و منقول سے جو چاہو پوچھ لو۔ میں جواب دوں گا۔ چنانچہ رہبان نے سوالات شروع کئے اور پوچھنے لگا بتاؤ کہ:

وہ ایک چیز کیا ہے جس جیسی دوسری کوئی چیز نہیں۔

وہ دو کیا ہیں۔ جن کا تیسرا نہیں۔

وہ تین کیا ہیں۔ جن کے ساتھ چوتھا نہیں۔

Marfat.com

وہ چار کیا ہیں جن کے ساتھ پانچواں کوئی نہیں۔

وہ پانچ کیا ہیں جن کے ساتھ چھٹا نہیں۔

وہ چھ کیا ہیں جن کے ساتھ ساتواں نہیں۔

وہ سات کیا ہیں جن کے ساتھ آٹھواں نہیں۔

وہ آٹھ کیا ہیں جن کے ساتھ نانواں نہیں۔

وہ نو کیا ہیں جن کے ساتھ دسواں نہیں۔

وہ دس کیا ہیں جو کامل ہیں۔

اور گیارہ کیا ہیں۔ بارہ کیا ہیں۔ تیرہ کیا ہیں اور چودہ کیا ہیں جو اللہ سے باتیں کرتی ہیں۔

اور بتلاؤ! کہ ایک قوم نے جھوٹ بولا اور وہ جنت میں داخل ہوئی۔ اور ایک قوم نے سچ بولا اور وہ دوزخ میں ڈالی گئی۔ اور ذَارِیَاتِ ذَرْوًا کیا ہے اور حَامِلَاتِ وِقْرًا کیا ہے اور جَارِیَاتِ یُسْرًا کیا ہے اور مقسمات امراً کیا ہے؟

اور بتاؤ! کہ وہ کیا چیز ہے کہ بغیر روح کے دم لیتی ہے اور وہ قبر کون سی ہے جو صاحب قبر کو لئے پھرتی ہے اور وہ پانی کون سا ہے جو نہ آسمان سے آیا اور نہ زمین سے نکلا۔ اور بتاؤ وہ چار چیزیں کیا ہیں جو نہ جن ہیں۔ نہ آدمی۔ نہ فرشتہ اور نہ وہ باپ کی پشت سے ہیں اور نہ ماں کے شکم سے۔ اور بتلاؤ! کہ سب سے اول زمین میں کس نے خون کیا۔ اور وہ کیا چیز ہے جس کو خدا نے پیدا کیا۔ اور اس کو عظیم فرمایا۔ اور سب سے افضل عورت کون سی ہے اور سب سے افضل دریا کون سا ہے اور سب سے افضل پہاڑ کون سا ہے اور سب سے افضل چارپایہ کون سا ہے۔ اور سب سے افضل کون سا مہینہ ہے اور سب سے افضل کون سی رات ہے۔ اور الطامیہ کیا ہے۔ اور وہ کون سا درخت ہے جس کی بارہ ٹہنیاں ہیں۔ اور ہر ٹہنی میں تیس پتے ہیں اور ہر پتے میں پانچ شگوفے ہیں۔ اور دوران میں دھوپ کے اندر ہیں اور تین سایہ میں۔ اور وہ کیا چیز ہے جو بیت

Marfat.com

الحرام کا حج کرتی ہے۔ مگر اس میں روح نہیں۔ اور نہ اس پر حج فرض ہے۔

اور بتلاؤ! کہ اتنے نبی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیے اور کتنے ان میں مرسل ہیں اور کتنے غیر مرسل۔ اور وہ چار چیزیں کیا ہیں جن کا مزہ اور رنگ مختلف ہے۔ لیکن ان کی اصل ایک ہے۔

اور بتاؤ! کہ فقیر اور فتیل اور قطمیر کیا ہیں۔ اور سبد اور لبد اور طم اور رم کیا ہیں۔

اور بتلاؤ! جب کتا بھونکتا ہے تو کیا کہتا ہے۔ اور گدھا ہینگتا ہے تو کیا کہتا ہے۔ اور بیل بولتا ہے تو کیا ہے۔ اور گھوڑا جب ہنہنا تا ہے تو کیا کہتا ہے۔ اور اونٹ جب بولتا ہے تو کیا کہتا ہے اور مور جب بولتا ہے تو کیا کہتا ہے۔ اور تیتر اپنی آواز میں کیا کہتا ہے اور بلبل اپنی آواز میں کیا کہتی ہے۔ اور مینڈک اپنی آواز تسبیح میں کیا کہتا ہے۔ اور سنکھ جب بجتا ہے تو وہ کیا کہتا ہے۔

اور بتلاؤ کہ وہ کون سی قوم ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے وحی کی۔ نہ وہ جنوں میں ہے۔ نہ آدمیوں میں اور نہ فرشتوں میں۔

اور بتاؤ! رات کہاں جاتی ہے جب دن نکلتا ہے اور جب رات ہو جاتی ہے۔ دن کہاں چلا جاتا ہے۔

جب رہبان یہ سوالات کر چکا تو حضرت بایزید نے پوچھا کہ کوئی اور سوال بھی باقی ہے۔ رہبان نے جواب دیا۔ نہیں! تب حضرت نے فرمایا کہ اگر میں نے جوابات ان سوالوں کو دے دیے تو تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ گے؟ تب سب نے اقرار کر کے کہا کہ ہم ایمان لے آئیں گے۔ پس حضرت بایزید نے فرمایا کہ اے اللہ تو گواہ ہے اس بات کا جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں۔

لو سنو اپنے سوالوں کے جواب۔ جو سوال کیا تم نے کہ وہ ایک کیا ہے جس جیسا دوسرا نہیں۔ پس وہ اللہ تعالیٰ عزوجل ہے۔ اور جو دو ہیں تیسرا ان کے ساتھ نہیں وہ رات اور دن ہیں۔ بموجب قول اللہ تعالیٰ کے وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ ۔ اور

Marfat.com

جو تین ہیں چوتھا ان کے ساتھ نہیں وہ عرش، کرسی اور قلم ہیں۔ اور جو چار ہیں پانچواں ان کے ساتھ نہیں وہ چار کتابیں توریت اور زبور اور انجیل اور قرآن مجید ہیں اور جو پانچ چھٹا ان کے ساتھ نہیں ہے وہ پانچ فرض ہیں نماز پنج وقتہ جو تمام مسلمان مردوں اور عورتوں پر فرض ہیں۔ اور جو چھ ہیں۔ ساتواں ان کے ساتھ نہیں۔ وہ چھ دن ہیں جن کی بابت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ اَيَّامٍ ۔ اور جو سات ہیں۔ آٹھواں ان کے ساتھ نہیں۔ وہ سات آسمان ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا۔ اور جو آٹھ ہیں نواں ان کے ساتھ نہیں۔ وہ عرش عظیم کے اٹھانے والے آٹھ فرشتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَة ۔ اور جو نو ہیں دسواں ان کے ساتھ نہیں۔ وہ نو آدمیوں کا گروہ ہے جنہوں نے زمین پر فساد کیا تھا۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے اس کی خبر دی ہے۔ وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ○ اور جو دس کاملہ کا سوال ہے۔ وہ دس فرائض ہیں جو مکہ معظمہ میں حاجیوں پر واجب ہیں۔ جب کہ وہ حرم میں ہوں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ۔ اور جو گیارہ ہیں وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے گیارہ بھائی ہیں۔ اور جو بارہ ہیں وہ بارہ مہینے سال کے ہیں۔ اور جو تیرہ ہیں۔ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنِّي رَاَيْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۔ اور جو تمہارا سوال ہے کہ وہ قوم کون ہے جس نے جھوٹ بولا۔ اور بہشت میں داخل ہوئی۔ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی ہیں۔ جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَجَاؤُا عَلٰى قَمِيصِهِ بِدَمٍ كَذِبٍ۔ اور وہ قوم جس نے سچ بولا اور دوزخ میں ڈالی گئی۔ وہ یہود و نصاریٰ ہیں جیسے خبر دی اللہ تعالیٰ نے وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ وَّ قَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلٰى شَيْءٍ فَهُمْ صَدَقُوْا وَ اُدْخِلُوا النَّارَ اور ذَارِيَاتِ ذَرْوًا چار

Marfat.com

ہوائیں ہیں۔اور حَامِلَاتِ وِقْرًا بادل ہیں اور جَارِیَاتِ یُسْرًا وہ دریا میں چلنے والی کشتیاں ہیں اور مُقَسِّمَاتِ اَمْرًا فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَا اَتَيْنَا طَائِعِيْنَ اور وہ قبر جو اپنے قبر والے کو لئے پھرتی تھی۔وہ یونس علیہ السلام کی مچھلی ہے۔اور یہ سوال کہ اللہ تعالیٰ نے کتنے نبی پیدا کئے۔اور کتنے مرسل اور کتنے غیر مرسل۔سو اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ کئی ہزار نبی پیدا کئے۔ان میں سے تین سو تیرہ مرسل ہیں اور وہ چیز جو بغیر روح کے سانس لیتی ہے۔وہ صبح ہے اور وہ پانی جو نہ آسمان سے ہے اور نہ زمین سے نکلا ہے۔وہ شیشہ ہے جس میں بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس گھوڑے کا پسینہ بھیجا تھا۔اور وہ چار چیزیں جو نہ جن ہیں نہ آدمی نہ فرشتہ نہ باپ کی پشت سے اور نہ ماں کے شکم سے۔وہ چار یہ ہیں۔ایک ان میں دنبہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا، دوسری اونٹنی حضرت صالح علیہ السلام کی، تیسرے آدم علیہ السلام، چوتھی مائی حوا علیہا السلام۔اور یہ سوال کہ وہ کیا چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور پھر اس سے کراہت کی۔وہ گدھے کی آواز ہے۔جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْدِ اور یہ سوال کہ سب سے پہلے قتل یا خون زمین پر کس نے کیا۔وہ خون ہے جو قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا۔اور یہ کہ وہ کون سی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور اس کو عظیم فرمایا۔وہ عورتوں کا مکر ہے۔جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْم ۔اور یہ سوال کہ عورتوں میں افضل کون ہے۔سو وہ یہ ہیں حوا، ام البشر، حضرت خدیجہ، حضرت عائشہ، حضرت آسیہ، حضرت مریم بنت عمران رضی اللہ عنہن۔اور دریاؤں میں افضل سیحون، جیحون، فرات، نیل مصر اور پہاڑوں میں افضل طور ہے۔اور چارپایوں میں افضل گھوڑا ہے۔اور مہینوں میں افضل رمضان ہے۔اور الطامۃ قیامت کا دن ہے۔اور یہ سوال کہ وہ کون سا درخت ہے جس کی بارہ ٹہنیاں ہیں۔اور ہر ٹہنی کے تیس پتے اور ہر پتے میں پانچ شگوفے ہیں اور دو ان میں دھوپ میں ہیں اور تین سایہ میں۔سو وہ ایک سال ہے۔ٹہنیاں اس کی بارہ ماہ

Marfat.com

ہیں اور پتے اس کے ہر ماہ میں تیس دن ہیں۔ پانچ شگوفے پانچ نمازیں ہیں۔ دو دن کے وقت اور تین رات کو۔ اور یہ سوال کہ وہ کیا چیز ہے جس نے مکہ معظّمہ کا حج اور طواف کیا۔ مگر اس میں روح نہیں اور نہ اس پر حج فرض ہے سو وہ نوح علیہ السلام کی کشتی ہے۔ اور یہ کہ وہ چار چیزیں کیا ہیں جن کا مزہ اور رنگ جدا جدا ہے۔ لیکن اصل ایک ہے وہ دونوں آنکھیں اور دو کان اور ناک اور منہ ہے۔ یعنی آنکھوں کا پانی نمکین اور کانوں کا پانی کڑوا ہے۔ اور ناک کا پانی ترش ہے۔ اور منہ کا پانی شیریں۔ اور اصل ان کا دماغ ہے۔ جو ایک ہے اور نقیر وہ ہے۔ جو گٹھلی خرما کے پشت پر ہے اور فتیل وہ ہے جو اس کے اندر ہے۔ اور قطمیر اس کو کہتے ہیں جو اوپر کا چھلکا ہے۔ اور سبد اور لبد بھیڑوں اور بکریوں کے بال ہیں۔ اور طم اور رم وہ امتیں ہیں۔ جو حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے تھیں۔ اور یہ سوال کہ گدھا جب ہینکتا ہے تو کیا کہتا ہے۔ سو وہ شیطان کو دیکھ کر کہتا ہے۔ لعن اللہ العشار اور کتا اپنے بھونکنے میں کہتا ہے۔ ویل ہے دوزخیوں کے لئے اور غضب الجبار۔ اور گھوڑا اپنے ہنہنانے میں کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ میرا محافظ ہے جس وقت جھوٹ پھیلے اور مرد مرد کے ساتھ مشغول ہو۔ اونٹ اپنی آواز میں کہتا ہے۔ حسبی اللہ وکفی باللہ وکیلا۔ اور بلبل کہتی ہے پاک ہے اللہ جب صبح ہو اور شام ہو اور مینڈک اپنی تسبیح میں کہتا ہے۔ سُبحان المعبود فی البراری والقفار سبحان الملک والجبار اور سنکھ اپنی آواز میں کہتا ہے سُبحان اللہ حقاً حقاً انظر یا ابن ادم فی ھٰذہِ الدنیا غربا وشرقا ماتریٰ فیھا احداً یبقٰے اور یہ سوال کہ وہ کون قوم ہے جس کی طرف وحی کی گئی۔ نہ وہ جن ہیں۔ نہ آدمی نہ فرشتے۔ وہ شہد کی مکھی ہے۔ جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَ اَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ الآیہ اور یہ سوال کہ رات کہاں جاتی ہے جب دن نکلتا ہے اور دن کہاں جاتا ہے جب رات ہوتی ہے۔ سو وہ دونوں اللہ تعالیٰ کے علم کے گڑھے میں پوشیدہ ہو جاتے ہیں۔ (جوابات ختم ہوئے)

اب حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے پوچھا کہ کیا کوئی اور سوال باقی ہے؟ تب ان

Marfat.com

سب نے کہا کہ نہیں۔ اب حضرت نے سوال کیا کہ اب تم بتاؤ کہ مفتاح الجنت اور مفتاح السمٰوت کیا ہے۔ یعنی بہشت اور آسمان کی کنجی کیا ہے؟ رہبان نے اپنے لوگوں سے کہا کہ چپ رہو۔ بات نہ کرو۔ بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ تم نے مجھ سے بہت سے سوالات کیئے۔ اور میں نے ان کے جوابات دیئے اور اب میں نے تم سے صرف ایک سوال کیا اور تم جواب نہیں دیتے۔ کیا تم جواب دینے سے عاجز ہو۔ انہوں نے کہا۔ ہاں! ہم سب جواب دینے سے عاجز ہیں۔ پھر وہ سب لوگ اپنے بڑے سردار رہبان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ کیا تو بھی جواب دینے سے عاجز ہو گیا ہے۔ رہبان نے کہا کہ میں جواب دینے سے عاجز نہیں ہوں۔ لیکن میں ڈرتا ہوں کہ تم میری موافقت نہ کرو گے۔ سب نے کہا کہ ہم بے شک تیری موافقت کریں گے۔ کیونکہ تم ہمارے بڑے سردار ہو۔ جو کچھ آپ کہیں گے ہم اس کو سنیں گے اور اس پر آپ کو موافقت کریں گے۔ تب رہبان نے کہا کہ کنجی بہشت اور آسمانوں کی مسلمانوں کے لئے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُـحَـمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔ یہ سنتے ہی سب لوگوں کی زبان پر کلمہ طیبہ جاری ہو گیا۔ اور اسی وقت سب کے سب دین اسلام پر ایمان لے آئے اور بہت اچھا ہوا۔ ان کا اسلام اور بت خانہ سے نکل گئے۔ اور اس کو گرا دیا۔ اور اپنے زنار توڑ ڈالے اور اس بت خانہ کو مسجد بنا دیا۔

اسی وقت حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ کو الہام ہوا۔ کہ تو نے ہمارے لئے ایک زنار پہنا تھا۔ اس لئے ہم نے تیرے لئے پانچ سو زنار تڑوا ڈالے۔

ایک سچا خواب

حضرت ابوتراب بخشی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ نے چالیس حج کئے مگر ایک مرتبہ جب حج کرنے گئے تو سجدے کی حالت میں تھے کہ اونگھ آ گئی اور خواب میں دیکھا کہ بہت سی حوریں آپ کی طرف متوجہ ہیں لیکن آپ نے

Marfat.com

فرمایا کہ مجھے تو ذکرالٰہی سے ہی فرصت نہیں میں تمہاری طرف کیسے متوجہ ہوسکتا ہوں۔ لیکن حوروں نے کہا کہ جب آپ کی عدم توجہ کا علم دوسری حوروں کو ہوگا تو وہ ہمارا مذاق اڑائیں گی۔ یہ سن کر داروغۂ جنت نے جواب دیا کہ یہ اس وقت قطعی متوجہ نہیں ہوں گے ان سے تو بس روز محشر جنت میں ہی ملاقات ہوسکے گی۔ ابن جلاء کا قول ہے کہ میں نے بے شمار بزرگوں سے شرف نیاز حاصل کیا ہے لیکن میری نظر میں چار بزرگوں سے زیادہ عظیم المرتبت کوئی بزرگ نہیں گزرے اور ان میں پہلا درجہ حضرت ابوتراب کا ہے پھر جس وقت آپ مکہ معظّمہ پہنچے تو بہت ہی خوش و خرم تھے اور جب میں نے پوچھا کہ کھانے کا کیا انتظام ہے۔ فرمایا کبھی بصرہ، کبھی بغداد اور کبھی یہیں کھا لیتا ہوں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ کے قرض کی ادائیگی

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمتہ اللہ علیہ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ آپ کا دستر خوان علماء کرام، صوفیاء عظام اور غازیوں کے لئے بہت وسیع تھا۔ اس کھلے دستر خوان کے باعث آپ تقریباً ایک لاکھ روپے کے مقروض ہوگئے، قرض خواہوں نے تقاضہ کرنا شروع کردیا، آپ بہت پریشان ہوئے اور اس قرضہ کی وجہ سے آپ بڑے فکر مند رہتے تھے۔ ایک جمعہ کی رات آپ کو خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے یحییٰ! اپنا دل تنگ نہ کرو اٹھو اور خراسان کا سفر اختیار کرو انشاء اللہ تعالیٰ تمہارے قرض کی ادائیگی کا انتظام ہو جائے گا تمہارے لئے ایک شخص تین لاکھ دینار رکھ کر تمہارا انتظار کررہا ہے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمتہ اللہ علیہ نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس شخص کا کیا نام ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم شہر بہ شہر جاتے ہوئے لوگوں کو اچھی اچھی باتیں سناؤ، تمہاری باتیں دلوں کی شفا کا کام دیں گی، جس طرح

Marfat.com

میں نے تمہیں خواب میں بشارت دی ہے اسی طرح اس کو بھی خواب میں حکم دے دوں گا۔ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمتہ اللہ علیہ نیشاپور تشریف لے گئے، ایک مسجد میں پہنچ کر آپ نے وعظ فرمایا اور وعظ کے دوران کہا، اے لوگو! میں نے ایک لاکھ دینار قرضہ دینا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خواب میں یہ حکم دیا ہے کہ میں آپ لوگوں کی جانب آؤں اب یہ تمہارا کام ہے کہ میرے قرض کی ادائیگی کا سامان کرو۔ مجلس وعظ میں سے ایک آدمی اٹھ کر کہنے لگا کہ اس مقصد کے لئے چالیس ہزار دینار میں آپ کو دے دوں گا۔ پھر ایک تیسرا شخص اٹھا اور اس نے کہا کہ میرے پاس دس ہزار دینار موجود ہیں وہ میں آپ کے حوالے کرتا ہوں۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا، میں آپ حضرات سے کچھ نہیں لے سکتا اس لئے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مجھے صرف ایک ہی شخص سے دینار لینے کا حکم فرمایا تھا۔ اس کے بعد آپ نیشاپور سے نکلے اور بلخ کی طرف روانہ ہو گئے۔

بلخ کے لوگ آپ کی آمد سے بہت خوش ہوئے انہوں نے بڑی عقیدت واحترام سے آپ کا استقبال کیا، ایک مدت تک آپ نے وہاں پر قیام کیا اور وعظ ونصیحت سے لوگوں کو مستفید کرتے رہے، اپنے خواب کی روشنی میں امراء کی تعریف وستائش بھی کرتے تھے، لیکن اس کے باوجود بلخ کے لوگوں نے آپ کو ایک لاکھ دینار نہ دیئے، آپ کی مجلس وعظ میں ایک زندہ دل درویش بھی تشریف لایا کرتے تھے ان کو آپ کے منہ سے امراء کی تعریف کرنا پسند نہ آیا۔ ایک عرصہ بلخ میں گزارنے کے بعد آپ نے رخت سفر باندھا اور بخارا کی طرف روانہ ہو گئے راستے میں آپ کو راہزنوں نے لوٹ لیا جو کچھ بھی آپ کے پاس تھا وہ سب لوٹ کر لے گئے۔ آپ نے فرمایا یہ اس درویش کی دعا کا اثر ہے۔

Marfat.com

سفر کرتے ہوئے حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمتہ اللہ علیہ ہرات جا پہنچے وہاں پر بھی وعظ و نصیحت کی مجالس منعقد کیں، ان مجالس میں آپ وعظ کے ساتھ ساتھ اپنے قرض کی ادائیگی اور خواب کے بارے میں بھی کہتے رہتے اور فرماتے کہ میں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد عالیہ کے مطابق یہاں پر آیا ہوں۔ اس شہر میں ایک امیر خاتون رہتی تھی اس نے جب آپ کے بارے میں سنا تو آپ سے کہا کہ آپ اپنے قرض کی فکر نہ کریں اس قرض کی ادائیگی کے لئے مجھے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حکم مل چکا ہے۔ میں آپ ہی کا انتظار کر رہی تھی اور تین لاکھ دینار کی رقم لے کر آپ کی آمد کی منتظر ہوں۔ یہ تمام دینار اب آپ کی ملکیت ہیں۔ آپ ایک لاکھ سے اپنا قرض بیباق کر دیں اور دو لاکھ دینار اپنے اخراجات کے لئے رکھ لیں۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمتہ اللہ علیہ نے اس عورت سے تین لاکھ دینار لے لئے آپ نے اس شہر میں مزید چار دن قیام کیا اور اس دوران لوگوں کو وعظ بھی کرتے رہے۔ پانچویں روز آپ نے اپنا مال و اسباب اونٹوں پر لادا اور چلنے کی تیاری کی آپ کا بیٹا بھی آپ کا ہمسفر تھا اس کے دل میں شیطانی خیال نے سر ابھارا کہ میرا والد ایک لاکھ دینار تو قرض خواہوں کو دے دے گا اور دو لاکھ دینار علماء کرام، صوفیاء کرام اور طلباء میں تقسیم کر دے گا میرے ہاتھ تو کچھ بھی نہیں آئے گا چنانچہ یہ سوچ کر اس نے فیصلہ کیا کہ اپنے والد کو موت کے گھاٹ اتار دوں اور تمام دینار اپنے قبضہ میں کر لوں اس کام کے لئے اس نے کچھ اور لوگوں کو رقم کا لالچ دے کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمتہ اللہ علیہ نماز پڑھنے میں مشغول تھے جب سجدہ میں گئے تو بیٹے نے ایک وزنی پتھر مار دیا آپ کا سر پچک گیا لیکن ابھی جسم میں جان باقی تھی وصال سے قبل اپنے بیٹے سے فرمایا، بیٹا! میرا قرضہ ادا کر دینا صوفیاء کرام نے آپ کا جنازہ اٹھایا اور نیشاپور میں لا کر دفن کر دیا۔

Marfat.com

راہ حق کے عمل

حضرت سہل بن عبداللہ تستری فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک ایسے خدارسیدہ سے شرفِ نیاز ہوا ہے جو شب و روز دریا کے اندر مقیم رہتے ہیں۔ اور صرف پانچ وقت کی نمازوں کیلئے باہر نکلتے ہیں۔ لیکن ان کے اوپر پانی کا کچھ بھی اثر نہیں ہوتا تھا۔ پھر فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور ایک پرندہ پکڑ پکڑ کر لوگوں کو بہشت میں لے جاتا۔ اور جب مجھے حیرت ہوئی تو ندا آئی کہ یہ پرندہ دنیاوی تقویٰ ہے اور آج اہل تقویٰ اس کے طفیل میں داخل جنت ہو رہے ہیں۔

فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ بہشت میں ہوں اور وہاں تین بزرگوں سے ملاقات کر کے یہ سوال کر رہا ہوں کہ دنیا میں سب سے ڈراونی شے آپ کو کیا پیش آئی۔ انہوں نے جواب دیا کہ خاتمہ کا ڈر سب سے زیادہ تھا پھر فرمایا کہ میں نے خواب میں ابلیس سے کہا کہ تیرے نزدیک سب سے زیادہ پریشان کونسی شے ہے۔ اس نے کہا کہ بندے کا خدا کے ہمراہ راز و نیاز۔ ایک مرتبہ میں نے ابلیس سے پکڑ کر پوچھا کہ جب تک تو خدا کی واحدانیت کے متعلق نہیں بتائے گا میں نہیں چھوڑوں گا۔ چنانچہ اس نے اس قدر تشریح کے ساتھ معارف واحدانیت بیان کیے کہ اس انداز میں کوئی عارف بھی بیان نہیں کر سکتا۔

حضرت سمنون کی اللہ سے محبت

حضرت سمنون رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے مشہور ولی اللہ ہیں آپ نے اپنے آپ کو کذاب کے نام سے شہرت دے رکھی تھی جو کوئی آپ کو کذاب کہہ کر نہ پکارتا آپ اس کی آواز کا جواب نہ دیتے۔ آپ نے اپنی آخری عمر میں سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے شادی کر لی جس کے نتیجہ میں ایک بچی پیدا ہوئی جب وہ تین برس کی

Marfat.com

ہوئی تو آپ کے دل میں اس بچی کی محبت بہت زیادہ بڑھ گئی۔ایک رات کا ذکر ہے کہ حضرت سمنون رحمتہ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ قیامت کا منظر ہے' حشر کا میدان لگا ہوا ہے' جابجا جھنڈے لہرا رہے ہیں ہر قوم کا ایک ایک جھنڈا نصب ہے ان تمام جھنڈوں کے درمیان ایک بلند ترین جھنڈا نصب ہے' اس بلند ترین جھنڈے سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں اور یہ جھنڈا سارے میدان قیامت پر چھایا ہوا ہے' آپ نے لوگوں سے دریافت فرمایا کہ یہ جھنڈا کن لوگوں کے لیے ہے؟

لوگوں نے بتایا کہ یہ جھنڈا اللہ تعالیٰ کے محبین کے لیے ہے چنانچہ حضرت سمنون رحمتہ اللہ علیہ بھی اس جھنڈے کے نیچے جا کر کھڑے ہو گئے۔ابھی آپ کو اس جھنڈے تلے کھڑے ہوئے چند لمحے ہی گزرے تھے کہ اچانک ایک شخص آپ کی طرف بڑھا اور آپ کو بازو سے پکڑ کر باہر نکال دیا۔حضرت سمنون رحمتہ اللہ علیہ نے حیرانی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا میں اللہ تعالیٰ کے محبین میں سے نہیں ہوں؟ میرا تو نام ہی سمنون محبّ اللہ ہے۔اس شخص نے جواب دیا کہ بے شک تم محبّ اللہ تھے لیکن جب سے تم نے اپنی تین سالہ بچی کے ساتھ محبت کرنا شروع کی ہے' اللہ تعالیٰ کے دفتر سے تمہارا نام محبان خدا کی فہرست سے کاٹ دیا گیا ہے حضرت سمنون رحمتہ اللہ علیہ نے چیختے ہوئے کہا! اے اللہ! تو اپنے محبت کرنے والوں سے مجھے دور نہ فرما اگر میری بچی تیری محبت کے مابین قاطع ہے تو اس کو درمیان سے اٹھا لے اور میرا نام اپنے محبان کی فہرست سے نہ کاٹ۔کہا جاتا ہے کہ جب حضرت سمنون رحمتہ اللہ علیہ خواب سے بیدار ہوئے تو اپنے گھر سے رونے کی آواز سنی آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ گھر میں شور اور ہنگامہ کس وجہ سے ہے؟ آپ کو بتایا گیا کہ آپ کی بچی چھت سے گر کر انتقال کر گئی ہے۔یہ سن کر آپ نے ارشاد فرمایا' الحمد للہ! میرے اور اللہ تعالیٰ کے مابین محبت کی قاطع کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بلا لیا۔

سفر حج سے واپسی پر اہل فید کے اصرار پر آپ نے وہاں وعظ فرمایا لیکن عوام کے

Marfat.com

اُوپر آپ کا وعظ اثر انداز نہ ہوسکا جس کی بنیاد پر آپ نے قندیلوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اب میں تمہیں محبت کا مفہوم سمجھاتا ہوں اور جب آپ نے مفہوم بیان کرنا شروع کیا تو قندیلوں پر ایسا وجد طاری ہوا کہ باہم ٹکرا کر پاش پاش ہوگئیں۔ اسی طرح ایک اور جگہ مفہوم محبت بیان فرمارہے تھے تو ایک کبوتر نیچے اتر کر آپ کے سر پر پھر آغوش میں' پھر ہاتھ پر بیٹھ کر زمین پر اتر گیا اور اضطرابی کیفیت سے اپنی چونچ سے زمین کھودنے لگا حتیٰ کہ چونچ لہولہان ہوگئی اور وہیں دم توڑ گیا۔

خواب میں جمال الٰہی

کہا جاتا ہے کہ حضرت شجاع کرمانی رحمتہ اللہ علیہ مکمل چالیس سال تک نہیں سوئے اور جب آنکھیں نیند سے بھاری ہونے لگتیں تو کسی طرح سے مجبوراً خود کو بیدار رکھتے لیکن چالیس سال کے بعد جب آپ ایک مرتبہ سوئے تو اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھ کر عرض کیا کہ اے اللہ! میں نے تجھے بیداری میں تلاش کیا لیکن خواب میں پایا' ندا آئی یہ کہ اس بیداری کا معاوضہ ہے اس کے بعد سے آپ نے سونے کو اس لیے اپنا معمول بنالیا کہ شاید پھر جلوہ خداوندی نظر آجائے۔ اور اپنے اس خواب پر آپ اس قدر نازاں تھے کہ یہ فرمایا کرتے اگر اس خواب کے معاوضہ میں مجھے دونوں عالم بھی عطا کیے جائیں جب بھی قبول نہیں کروں گا۔

شیطان سے بچنے کی تاکید

حضرت ابوالقاسم جنید رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابلیس کو خواب میں ننگا دیکھا (اس سے خدا کی پناہ) میں نے اس سے کہا تجھ کو انسانوں سے شرم نہیں آتی؟ کہا یہ لوگ تیرے نزدیک انسان ہیں میں نے کہا ہاں تو بھی جانتا ہے' ابلیس نے کہا اگر یہ لوگ انسان ہوتے تو جیسے لڑکے گولی کے ساتھ کھیلتے ہیں میں ان کے ساتھ نہ

Marfat.com

کھیلتا۔ لیکن انسان ان کے سوا اور ہیں، میں نے کہا وہ کون ہیں؟ کہا مسجد شونیزیہ میں چند لوگ ہیں جن کی عبادت و پرہیز گاری سے میرا بدن دُبلا ہو گیا اور ان کی آتشِ حسد سے میرا دل کباب ہے۔ جب میں ان کا قصد کرتا ہوں خداوند تعالیٰ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ میں جلنے کے قریب ہو جاتا ہوں۔ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ فرماتے جب میں خواب سے بیدار ہوا اس مسجد میں گیا تین مرد نظر آئے، اپنے سر گدڑیوں میں ڈالے بیٹھے تھے۔ جب ان کو میری آہٹ محسوس ہوئی اور معلوم ہوا کہ کوئی غیر شخص ہے تو ایک نے گدڑی سے سر نکالا اور کہا اے ابوالقاسم! شیطان خبیث کی بات سے دھوکا نہ کھانا۔ پھر اپنا سر چھپا لیا۔ خداوند تعالیٰ ان سے راضی اور ہم کو ان سے نفع پہنچائے۔

اللہ اپنے بندوں کے لئے کافی ہے

حضرت ابوعلی دقاق نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میری آنکھوں میں ایسا شدید درد اٹھا کہ میں اس کی اذیت سے مضطرب و بے چین ہو گیا اور اسی حالت میں مجھے نیند آ گئی اور خواب میں میں نے کسی کہنے والے کی یہ آواز سنی الیس اللہ بکاف عبدہ، (یعنی کیا اللہ اپنے بندوں کے لئے کافی نہیں ہے) اور جب میری آنکھ کھلی تو درد ختم ہو چکا تھا جس کے بعد سے پھر کبھی میری آنکھ میں کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

اعترافِ گناہ

حضرت ابوعلی دقاق کا واقعہ ہے کہ حضرت شیخ ابوالقاسم قیشری نے آپ کے انتقال کے بعد آپ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ میرے تمام گناہ معاف کر کے اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرما دی ہے البتہ مجھ سے ایک گناہ ایسا سرزد ہوا تھا کہ اس کا اقرار کرتے ہوئے مجھے خاصی ندامت محسوس ہوئی جس کی وجہ سے میں پسینے میں شرابور ہو گیا۔ اور

Marfat.com

چہرے پر زردی پھیل گئی۔ میرا وہ گناہ یہ تھا کہ میں نے اپنی نوعمری میں ایک لڑکے کو غلط نگاہ سے دیکھا تھا۔

رحم اور مالی مدد

حضرت ابوعلی دقاق فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن ایک جنازہ دیکھا جسے تین مرد اور ایک عورت اٹھائے لیے جا رہے تھے۔ جس طرف سے اس عورت نے اٹھایا ہوا تھا میں نے اٹھا لیا یہاں تک کہ ہم قبرستان میں پہنچ گئے اور نماز جنازہ ادا کرنے کے بعد اس کو دفن کر دیا۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ کیا تمہارے ہمسایہ نہ تھے جو تمہاری مدد کرتے انہوں نے کہا کہ یہ میت مخنث کی تھی اور وہ اس کو حقیر جانتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں مجھے ان کی حالت دیکھ کر رحم آ گیا۔ میں نے کچھ گندم اور چند درہم ان کو دیئے اسی شب میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا جس کا چہرہ منور اور نہایت قیمتی لباس پہنا ہوا تھا اس نے تبسم فرمایا اور کہا میں وہی ہوں۔

روحانی کیفیت کو پوشیدہ رکھا جائے

حضرت ابوعلی دقاق فرماتے ہیں کہ ایک دکاندار اکثر آپ کی خانقاہ میں حاضر ہو کر اکثر فقراء کے ہمراہ کھانے میں شریک ہوتا اور خود بھی اپنے ساتھ کھانے کی کچھ چیزیں لے کر آتا۔ اسی طرح برسوں اپنے ہاں سے فقراء کی خدمت کرتا رہا۔ اس کے متعلق ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ یہ شخص صاحبِ باطن ہے اسی رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان محل کی چھت پر بہت سے بزرگانِ دین کا اجتماع ہے لیکن آپ بیحد کوشش کے باوجود اوپر نہیں پہنچ سکے۔ دریں اثنا وہی شخص آ کر کہنے لگا کہ ان راہوں میں شیر لومڑیوں سے پیچھے رہ جاتا ہے۔ یہ کہہ کر آپ کو اوپر پہنچا دیا۔ دوسرے دن جب آپ منبر پر تشریف فرما تھے اور وہی شخص حاضر ہوا تو آپ نے لوگوں سے

Marfat.com

فرمایا کہ اس کو راستہ دے دو کیونکہ اگر کل یہ ہماری اعانت نہ کرتا تو ہم شکستہ پائی کا شکار ہو جاتے۔ یہ سن کر اس شخص نے عرض کیا کہ میں تو ہر شب وہیں ہوتا ہوں لیکن آج تک کسی سے تذکرہ نہیں کیا اور آپ صرف ایک ہی شب پہنچے تو لوگوں کے سامنے اظہار کر کے مجھ کو بھی ذلیل کیا۔

آپ کی دعا سے عذاب قبر سے نجات مل گئی

ایک روایت میں آتا ہے کہ ہمدان سے ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے اور میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا ہے کہ اسے قبر میں عذاب دیا جا رہا ہے۔ میرے والد نے مجھے کہا کہ تم ابھی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں جاؤ اور میرے حق میں دعا کی درخواست کرو۔ آپ نے اس شخص سے پوچھا کہ کیا تمہارے والد اپنی زندگی میں کبھی میرے مدرسہ میں آئے تھے؟ اس نے کہا' نہیں۔ آپ نے پھر پوچھا' کیا کبھی تمہارے والد میرے مدرسہ کے دروازہ کے سامنے سے گزرے ہیں؟ اس نے کہا' ہاں۔ یہ سن کر آپ خاموش ہو گئے۔ دوسرے دن وہ شخص پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ' رات کو میں نے اپنے والد کو پھر خواب میں دیکھا ہے وہ مجھے بہت خوش و خرم دکھائی دیا۔ اس نے سبز رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا کہ مجھ سے عذاب قبر کو دور کر دیا گیا ہے اور مجھے یہ خلعت حضور غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی برکت سے عطا ہوا ہے تو ہمیشہ حضرت شیخ کی خدمت میں حاضری دیتا رہ۔

خواب کے واقعہ کی تصدیق ہو گئی

حضرت شیخ صالح ابو محمد داؤد رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے صاحب کمال بزرگ ہو گزرے ہیں فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مشہور ولی اللہ

Marfat.com

حضرت شیخ معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ کا دربار لگا ہوا ہے اور آپ کے سامنے بعض لوگوں کے واقعات پیش کیے جا رہے ہیں اور آپ ان کے واقعات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں پیش کرتے جاتے ہیں۔ مجھ پر نظر پڑی تو حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' داؤد! تم بھی اپنا معاملہ بتاؤ تا کہ میں اسے بھی بارگاہ الٰہی میں پیش کروں۔ یہ سن کر میں نے عرض کی کہ مجھے تو حضور غوث اعظم حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے معزول کر دیا ہے۔ حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' نہیں' تم معزول نہیں ہوئے اور نہ ہی تمہیں معزول کیا جائے گا۔ اس کے بعد میں بیدار ہو گیا اور سحری کے وقت حضور غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے مدرسہ کی جانب گیا اور دروازے پر پہنچ کر رک گیا تا کہ آپ کو اس بارے میں بتاؤں ابھی میں دروازے پر کھڑا سوچ ہی رہا تھا کہ اندر سے حضور غوث اعظمؒ کی آواز آئی کہ تمہیں معزول نہیں کیا گیا اور نہ ہی معزول کیا جائے گا تم اپنی بات بتاؤ تا کہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کروں مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں نے آج تک اپنے احباب میں سے جس کا بھی واقعہ بارگاہ الٰہی میں پیش کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے قبولیت کا شرف بخشا ہے۔

ایک تاجر کی غیبی مدد

حضرت شیخ حماد رحمتہ اللہ علیہ اپنے وقت کے صاحب کرامت ولی اللہ تھے ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک تاجر بوالمظفر حسن آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ یا سیدی! میں تجارت کے سلسلہ میں ملک شام کا سفر کرنا چاہتا ہوں کیونکہ قافلہ تیار ہے۔ فی الوقت میرے پاس سو اشرفیاں اور قریباً اتنی ہی مالیت کا سامان موجود ہے۔ آپ میرے حق میں دعا فرمائیں کہ میں اس سفر سے کامیاب واپس لوٹوں۔ حضرت شیخ حماد اوباس رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا' اگر تم نے اس برس سفر کیا تو قتل کر دیئے جاؤ گے اور تمہارا مال و اسباب لوٹ لیا جائے گا۔ تاجر نے یہ بات سنی تو بڑا افسردہ ہوا اور

Marfat.com

پریشان ہو کر آپ کی مجلس سے چلا آیا اس کے بعد پھر وہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ جو کہ ان دنوں ابھی نوجوان تھے کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور تمام واقعہ عرض کیا۔ حضور غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں تم اس سفر پر روانہ ہو جاؤ انشاء اللہ تعالیٰ تم صحیح سلامت واپس لوٹو گے۔ میں اس بات کا ذمہ لیتا ہوں۔

تاجر نے جب حضور غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی بات سنی تو بہت خوش ہوا اور سفر کی تیاری شروع کر دی پھر وہ تجارت کی غرض سے قافلہ کے ساتھ ملک شام کو روانہ ہوا وہاں اس نے اپنا مال واسباب ایک ہزار دینار میں فروخت کر دیا۔ وہ ایک حمام میں گیا اور حمام کے طاق میں ایک ہزار دینار کی تھیلی رکھ دی۔ اتفاق سے وہ اس تھیلی کو حمام کے طاق سے اٹھانا بھول گیا اور اس مکان میں آ گیا جہاں وہ ٹھہرا ہوا تھا۔ اسے گہری نیند آ گئی اور وہ سو گیا۔ خواب میں اس نے دیکھا کہ جس قافلہ کے ہمراہ وہ سفر کر رہا ہے اس پر ڈاکوؤں نے حملہ کر کے سارا سامان لوٹ لیا ہے اور قافلہ کے ہر شخص کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے ایک ڈاکو نے اسے بھی قتل کر دیا ہے۔ اس دہشت ناک خواب کو دیکھ کر وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اور کانپنے لگا مگر وہاں پر کچھ بھی نہ تھا اسے اپنی گردن پر خون کا اثر محسوس ہو رہا تھا اور شدید ضربات کا درد بھی محسوس کر رہا تھا۔ پھر اسے اپنی دینار والی تھیلی یاد آ گئی۔ وہ بھاگتا ہوا حمام میں گیا تھیلی اسی طاق میں پڑی ہوئی تھی اس نے وہاں سے اٹھا کر اپنے قبضہ میں کر لی۔

جب وہ تاجر اس کامیاب سفر کے بعد صحیح سلامت خوشی خوشی بغداد واپس لوٹا تو اس نے فیصلہ کیا کہ وہ دونوں بزرگوں سے ملے گا لیکن اس شش و پنج میں پڑ گیا کہ پہلے شیخ حماد رحمتہ اللہ علیہ سے ملوں یا حضور غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ سے۔ چونکہ حماد دباس رحمتہ اللہ علیہ ضعیف تھے اس لیے وہ سب سے پہلے ان کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے اس کو دیکھتے ہی فرمایا کہ جاؤ پہلے سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے ملو کہ وہ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کے محبوب ہیں انہوں نے تمہاری بریت اور فائدے کے لیے ستر بار بارگاہ الٰہی میں دعا مانگی تب کہیں جا کر تمہاری تقدیر تبدیل ہوئی ہے حالانکہ تمہاری تقدیر میں سرمائے کا نقصان اور تمہارا قتل ہونا لکھا ہوا تھا۔آپ کی دعا کی بدولت اللہ تعالیٰ نے تمہاری تقدیر کو بدل دیا اور اس واقعہ کو بیداری سے خواب میں منتقل کر دیا۔اس کے بعد وہ تاجر حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔آپ نے اس سے فرمایا کہ شیخ حماد دیاس نے میرے ستر بار سفارش کرنے کی بات تمہیں بتادی ہے؟ وہ تاجر کہنے لگا کہ ہاں بتادی ہے اس پر آپ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! میں نے تمہاری تقدیر کو بدلنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے ستر بار التجا کی تھی۔

خرقہ کی سند کا عطیہ

شیخ صالح ابوالحسن علی بن محمد بن احمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے بچپن کے زمانے میں ۵۵۳ھ میں خواب دیکھا کہ نہر عیسیٰ کا پانی خون اور پیپ میں تبدیل ہو گیا ہے اور اس کی مچھلیاں' سانپ اور کیڑے مکوڑے بن کر میری طرف بڑھ رہی ہیں ان کے خوف سے بھاگ کر میں اپنے گھر پہنچا۔گھر میں سے ایک شخص نے میرے ہاتھ میں پنکھا تھما دیا اور کہا اسے مضبوطی سے پکڑ لو۔میں نے کہا یہ تو مجھے نہیں بچا سکے گا۔اس نے کہا تیرا ایمان تجھے بچائے گا۔میں نے اسے ایک کونے سے پکڑ لیا۔اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں اپنے گھر میں ایک تخت پر موجود ہوں۔میرا خوف دور ہو گیا میں نے کہا تمہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے تمہارے سبب مجھ پر احسان فرمایا مجھے بتاؤ تم کون ہو؟ کہا میں تیرا نبی محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔میں آپ کی ہیبت سے کانپنے لگا۔پھر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اللہ تعالیٰ سے میرے حق میں دعا فرمائیں کہ میں اس کی کتاب اور آپ کی سنت پر مروں۔اس پر آپ نے فرمایا ہاں! اور تیرا پیر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ہے۔

Marfat.com

راوی کا بیان ہے کہ میں نے اپنی بات تین دفعہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں دہرائی آپ نے ہر دفعہ یہی جواب دیا۔ اس کے بعد میں جاگ اٹھا۔ اپنے والد اور تمام گھر والوں سے اپنا خواب بیان کیا۔ فجر کی نماز کے بعد میرے والد مجھے ساتھ لے کر حضرت شیخ کی زیارت کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ ان دنوں آپ رباط میں وعظ کہا کرتے تھے۔ جس وقت ہم مجلس میں پہنچے آپ وعظ کہہ رہے تھے۔ لوگوں کے ہجوم کے باعث ہمیں آخر میں جگہ ملی۔ آپ کا قرب حاصل نہ ہو سکا۔ آپ نے کلام بند کر دیا اور ہماری طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان دو آدمیوں کو ہمارے پاس لے آؤ۔ لوگوں نے مجھے اور میرے والد کو لوگوں کی گردنوں کے اوپر اچک لیا اور حضرت شیخ کی کرسی کے قریب پہنچا دیا۔ اتنے میں ہمیں ایک جوان نے اشارہ کیا۔ چنانچہ میرے والد اور پیچھے پیچھے میں حضرت شیخ کی طرف بڑھے۔ آپ نے فرمایا تم ہمارے پاس دلیل کے بغیر نہیں آئے یہ فرما کر میرے والد کو اپنا کرتا اور مجھے اپنے سر کی ٹوپی پہنائی۔ ہم لوگوں کے درمیان بیٹھ گئے۔ میرے والد کو جو کرتا پہنایا گیا تھا اتفاق سے وہ الٹا تھا۔ میرے والد نے ارادہ کیا کہ اسے درست کر لیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا ذرا صبر کرو لوگوں کو جانے دو۔ پھر جب حضرت شیخ کرسی سے اترے تو میرے والد کے دل میں دوبارہ خیال آیا لوگوں کے بھرے مجمع میں کرتا سیدھا کر لوں۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ کرتا بالکل سیدھا ہے۔ یہ دیکھ کر ان پر غشی طاری ہو گئی اور لوگ پریشان ہونے لگے۔ حضرت شیخ نے فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ۔ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت آپ قبۃ الاولیاء میں تشریف فرما تھے۔ یہ رباط میں ایک قبہ تھا۔ قبۃ الاولیاء اس لیے اس کا نام پڑا کہ حضرت شیخ کی زیارت کے لیے یہاں اولیاء اللہ اور مردانِ غیب بکثرت وارد ہوتے تھے۔ آپ نے میرے والد سے فرمایا کہ بے شک جس کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہو اور اس کا پیر عبدالقادر ہو اس کے لیے کرامت کیوں نہ ہو۔ یہ تیرے لیے کرامت ہے۔ یہ فرما

Marfat.com

کر آپ نے قلم دوات اور کاغذ منگوایا اور ہمارے لیے اپنے خرقہ کی سند تحریر فرمائی۔

مقام علیین کا حصول

حضرت ابراہیم خواص سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ عالم رویا میں یہ ندا سنی کہ یوسف بن حسین سے کہہ دو کہ تم راندہ درگاہ ہو چکے ہو' لیکن بیداری کے بعد یہ خواب بیان کرتے ہوئے ان سے مجھے ندامت ہوئی۔ لیکن دوسری شب پھر یہی خواب دیکھا اور تیسرے شب مجھے تنبیہہ کی گئی کہ اگر تم نے یہ خواب ان سے بیان نہ کیا تو تمہیں زندگی بھر کے لیے سزا میں مبتلا کر دیا جائے گا۔ چنانچہ جب خواب بیان کرنے کی نیت سے آپ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے کہا کہ کوئی عمدہ سا شعر سناؤ۔ اور جب میں نے ایک شعر سنایا تو آپ اس قدر روئے کے آنکھوں سے لہو جاری ہو گیا۔ پھر فرمایا کہ شاید اسی لیے لوگ مجھے زندیق کہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا ہے کہ میں مردود بارگاہ ہوں' قطعاً درست ہے۔ حضرت ابراہیم کہتے ہیں کہ میں یہ سن کر حیرت زدہ ہو گیا اور اسی ادھیڑ بن میں جنگل کی طرف نکل گیا اور وہاں جب حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ یوسف بن حسین عشق الٰہی کی شمشیر کے گھائل ہیں اور ان کا مقام اعلیٰ علیین میں ہے اور خدا کی راہ میں ایسا ہی مقام حاصل بھی کرنا چاہیے کہ تنزل کے بعد علیین میں رہیں کیونکہ واصل الی اللہ ہونے کے بعد اگر بادشاہی نہیں تو وزارت تو مل ہی جاتی ہے۔

حضرت ابواسحاق ابراہیم بن شہریار گازرونی رحمتہ اللہ علیہ

ابواسحاق ابراہیم بن شہریار گازرونی رحمتہ اللہ علیہ مادرزاد ولی تھے۔ آپ کے والد خدا رسیدہ انسان تھے۔ انہوں نے اپنی دین پسندی اور حق پرستی کی بنا پر آپ کو ہوش سنبھالتے ہی قرآن پاک کی تعلیم کے لیے عازم مکتب کیا۔ آپ کے دادا جو

Marfat.com

مسلمان نہیں تھے آپ کو صنعتی تعلیم دینا چاہتے تھے مگر آپ کی علمی لگن اور شوق نے آپ کو صنعتی تعلیم کی طرف راغب نہ کیا۔ قدرت نے آپ کو ذہن و ذکاوت میں یگانہ اوصاف بنایا تھا۔ آپ نے بہت جلد قرآن پاک حفظ کیا اور آپ نے تفسیر و حدیث پر عبور حاصل کر لیا۔ ہم مکتبوں اور دیگر ساتھیوں میں آپ سب سے زیادہ لائق اور فائق تھے۔ زمانہ طالب علمی میں ہی آپ کی خواہش تھی کہ آپ کسی شیخ طریقت سے طریقت وحقیقت کی تعلیم حاصل کریں اور آدابِ معرفت سیکھیں۔ آپ کی نظر میں اُس دور کے کئی اکابر اہلِ اللہ تھے اس لیے کسی ایک کا انتخاب کرنے کے لیے آپ نے استخارہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ استخارہ میں آپ نے دیکھا۔ ایک شخص اونٹوں پر کتابیں لاد کر کہیں سے آرہا ہے آپ کے پاس پہنچ کر وہ آپ سے کہتا ہے کہ یہ سب کتابیں میں آپ کے لیے لایا ہوں۔ آپ نے جب کتابیں ملاحظہ فرمائیں تو وہ سب کی سب حضرت شیخ عبداللہ حفیف رحمتہ اللہ علیہ کی تالیف کردہ ہوتی ہیں۔ بیدار ہونے کے بعد آپ خواب میں استخارہ کے اشارہ کو سمجھ جاتے ہیں کہ اللہ پاک نے یقیناً حضرت عبداللہ حفیف رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ نے فوراً حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا خواب سنایا اور بیعت کی درخواست کی' جو قبول کر لی گئی۔

بیعت ہونے کے بعد آپ بہت جلد صاحب کمال ہو گئے اور ہمیشہ نفس کشی کی طرف متوجہ رہے۔ ایک مرتبہ آپ حج پر روانہ ہوئے تو بصرہ میں قیام کے دوران آپ کو وہاں کے مشائخ نے کھانے میں گوشت پیش کیا۔ آپ نے گوشت کھانے سے معذرت کر لی۔ ان لوگوں نے سمجھ لیا کہ شاید آپ گوشت نہیں کھاتے ہوں گے۔ مگر آپ کے نفس نے آپ کو مجبور کیا کہ لوگوں کے سامنے گوشت نہیں کھایا گیا تو کیا ہوا۔ تنہائی میں گوشت کھا لینے میں کیا حرج ہے۔ نفس کے اس طرح باغی کرنے پر آپ نے عہد کر لیا کہ اب زندگی بھر گوشت نہیں کھاؤں گا۔ آپ اس عہد پر زندگی بھر قائم رہے۔ اسی طرح خرما اور شکر کھانے سے بھی آپ نے ایک مرتبہ ایسا ہاتھ کھینچا کہ ساری زندگی

Marfat.com

اُس کو ہاتھ تک نہ لگایا۔ بلکہ ایک مرتبہ آپ بیمار بھی ہو گئے۔ حکیم نے دوائیں شکر میں ملا کر پینے کی ہدایت کی مگر آپ نے کڑوی دوا پی لی اور شکر کو منہ تک نہ لگایا۔

حضور کی نظرِ عنایت

حضرت مصعب رحمتہ اللہ علیہ کے والد بیان کرتے ہیں۔ ''میں ایک روز مسجد نبوی میں امام مالک کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں وہاں ایک شخص آیا اور اس نے آتے ہی سوال کیا کہ تم میں سے مالک رحمتہ اللہ علیہ کون ہے؟ حاضرین نے امام مالک کی طرف اشارہ کیا۔ پھر وہ شخص امام مالک کی جانب بڑھا۔ ادب سے سلام کیا ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور دیوانوں کی مانند امام مالک سے لپٹ گیا۔ اجنبی کی حرکات پر دیوانوں کا سا گمان ہو رہا تھا۔ ادھر حاضرین مجلس اپنی اپنی جگہ ساکت بیٹھے ہوئے تھے۔ جب اس شخص کا جوش قدرے کم ہوا تو وہ لرزتی ہوئی آواز میں کہنے لگا۔ ''خدائے بزرگ و برتر کی قسم میں نے گزشتہ رات خواب میں سرورِ کائنات کی زیارت کی ہے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ سرورِ کائنات اس جگہ تشریف فرما ہیں اور پھر وہ فرماتے ہیں کہ جاؤ مالک کو بلاؤ۔ حکم سنتے ہی مالک کو بلوایا گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' مالک بیٹھ جاؤ'' آپ آقا کے سامنے بیٹھ گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' مالک اپنی آغوش کھولو'' آپ نے حکم کی تعمیل میں اپنی آغوش وا کر دی۔ پھر سرورِ کائنات نے آپ کی آغوش کو مشک سے بھر دیا اور تب فرمایا'' مالک اسے بدن پر مل لے اور میری امت کو معطر کر دے۔''

اس شخص کی زبانی یہ خواب سن کر حضرت امام مالک کی آنکھوں سے اشکوں کا ایک سمندر رواں ہو گیا۔ کافی دیر بعد جب ذرا سنبھلے تو وہاں پر موجود حاضرین سے کہنے لگے۔ ''یہ خواب اگرچہ بہت اچھا ہے مگر تمہیں کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں رہنا چاہئے۔ تم اللہ اور اس کے محبوب پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی پیروی کرتے

Marfat.com

رہو۔'' یہ کہنے کے بعد حضرت امام مالک نے خواب سنانے والے اجنبی سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ ''اے اللہ کے نیک بندے! اگر تو نے صحیح طور پر اپنا خواب بیان کیا ہے تو یہ علم کی بشارت ہے جسے خدا تعالیٰ نے بطور امانت میرے پاس رکھا ہوا ہے۔''

اسی سلسلے میں اپنے زمانے کے مشہور عالم اور بزرگ سہل ابن مزاحم کا بیان ہے کہ جب مجھے حالت خواب میں سرور کائنات کا دیدار نصیب ہوا تو میں نے آپ سے عرض کیا۔ ''یا رسول اللہ آپ کا خیر و برکت والا زمانہ تو گزر گیا ہے۔ اگر اب کسی قسم کے مذہبی معاملات کے متعلق ہمارے دل میں شکوک وشبہات پیدا ہوں تو ہمیں تصدیق اور رہنمائی کے لئے کس شخص سے رجوع کرنا چاہئے'' اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''اگر تمہیں دینی امور کی ادائیگی میں کوئی مشکل یا رکاوٹ پیش آئے تو تمہیں مالک بن انس سے دریافت کرنا چاہئے۔''

حضرت عبداللہ بن مبارک کا سچا خواب

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے حج سے فراغت کے بعد آپ بیت اللہ میں سو گئے آپ نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے آپس میں گفتگو کر رہے ہیں ایک نے دوسرے سے سوال کیا کہ اس سال کتنے لوگوں نے حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی ہے اور کتنے افراد ایسے ہیں کہ جن کے حج کو شرف قبولیت ملا ہے؟ دوسرے فرشتے نے جواب دیا کہ اس سال چھ لاکھ افراد نے حج کی ادائیگی کی ہے مگر ان میں کسی کا بھی حج قبول نہیں ہوا سوائے دمشق کے ایک موچی کے جو حج میں تو شریک نہیں ہوا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے حج کو شرف قبولیت بخشا اور اس کے صدقے میں سب کا حج قبول کر لیا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ خواب دیکھنے کے بعد جب بیدار ہوئے تو آپ کو اس موچی سے ملنے کا اشتیاق ہوا چنانچہ آپ دمشق پہنچے اور موچی سے

Marfat.com

ملاقات کی اس سے دوران گفتگو اس کے حج کے بارے میں پوچھا تو اس نے سب سے پہلے اپنا نام اور پیشہ بتایا پھر اس نے آپ کا نام پوچھا تو آپ نے بتایا کہ میرا نام عبداللہ بن مبارک ہے۔ نام سنتے ہی وہ موچی چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا پھر جب ہوش میں آیا تو اپنا واقعہ اس طرح سے بیان کیا کہ ایک مدت سے میرے دل میں حج کی خواہش تھی اور اس مقصد کے لئے میں نے تین سو درہم بھی جمع کر لئے تھے مگر ایک روز میرے ہمسایہ کے گھر کے کھانا پکنے کی خوشبو آئی تو میری بیوی نے کہا کہ اس کے ہاں سے تم بھی مانگ لاؤ تاکہ ہم بھی کھا لیں چنانچہ میں اس ہمسایہ کے گھر گیا اور اس سے کہا کہ آپ نے آج جو کچھ پکایا ہے اس میں سے مجھے بھی دیں اس نے کہا کہ وہ کھانا آپ کے کھانے کے لائق نہیں ہے کیونکہ میں اور میرے اہل خانہ سات دن سے فاقہ کشی میں مبتلا تھے تو میں نے آج مجبوراً مردہ گدھے کا گوشت پکا لیا ہے۔ یہ سن کر میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے کانپ اٹھا اور واپس اپنے گھر آیا وہاں سے میں نے اپنی تمام جمع شدہ رقم لی اور اس ہمسایہ کو دے دی دل میں یہ تصور کر لیا کہ ایک مسلمان کی مدد کرنا گویا میرے حج کے برابر ہے۔ عبداللہ بن مبارکؒ نے یہ واقعہ سنا تو فرمایا، خواب میں فرشتوں نے واقعی درست کہا تھا اور اصل میں اللہ ہی قضا و قدر کا مالک ہے۔

بے کسی پر رحم کرنے کا صلہ

حضرت ابو علی ثقفیؒ اپنے وقت کے مشہور ولی اللہ ہیں۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ نے ایک جنازہ دیکھا جس کو تین مرد اور ایک عورت اٹھائے ہوئے قبرستان کی طرف جا رہے تھے آپ نے اس عورت کو فارغ کرتے ہوئے اس کی جگہ پر خود کندھا دے کر میت کو قبرستان تک پہنچایا۔ قبرستان میں پہنچنے کے بعد نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد جب میت کو دفن کر دیا گیا تو حضرت ابو علی ثقفی رحمتہ اللہ علیہ نے مرنے والے کے بارے میں دریافت فرمایا کہ یہ کون تھا؟ لوگوں نے آپ کو بتایا کہ یہ مرنے والا مخنث

Marfat.com

تھا۔ جب یہ مر گیا تو محلے میں سے کسی بھی شخص نے اس کے جنازے کو نہیں اٹھایا چنانچہ اس بیکس کو ہم تینوں نے اٹھالیا۔ جب ہم اس کا جنازہ قبرستان کی طرف لے جا رہے تھے تو یہ عورت راستے میں ہمارے ساتھ مل گئی اور ایک طرف سے اس نے اٹھالیا۔

حضرت ابو علی ثقفی رحمتہ اللہ علیہ نے ان کی یہ بات سنی تو ان کے حق میں دعائے خیر فرمائی اسی رات کا ذکر ہے کہ جب آپ سوئے تو رات کو خواب میں ایک نوجوان کو دیکھا جو نہایت خوبصورت لباس پہنے کھڑا تھا اور مسکراتے ہوئے آپ سے کہہ رہا تھا' جناب! میں وہی مخنث ہوں جس کے جنازہ کو آپ نے کندھا دیا تھا' چونکہ لوگوں نے مجھے حقیر سمجھتے ہوئے میرے جنازے کو اٹھانے سے انکار کر دیا تھا اس لیے اللہ تعالیٰ کو میری بے کسی پر رحم آ گیا اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی اس حرکت کی وجہ سے مجھے بخش دیا اور جن لوگوں نے میرا جنازہ اٹھایا انہیں بھی بخش دیا گیا۔

اہل قبور کو ثواب پہنچانا

حضرت علی المرافقی کو ایک رات اپنا ایک دوست یاد آیا جسے وفات پائے ہوئے مدت گزر چکی تھی اس کا خیال آتے ہی سوچا کہ اس کی قبر پر جا کر ایصالِ ثواب کرنا چاہیے۔ چنانچہ اسی وقت گھر سے نکلے اور اس کی قبر کے قریب پہنچ کر پہلے نماز پڑھی اور پھر اس کے لیے دعا کی۔ فوراً حضرت پر غنودگی طاری ہوئی اور آپ نے دیکھا کہ وہ دوست زنجیروں میں جکڑا ہوا عذاب میں مبتلا ہے۔ حضرت نے حال دریافت کیا تو اس نے بتلایا کہ جب سے دنیا میں آیا ہوں اسی عذاب میں مبتلا ہوں۔ فوراً ہی بیدار ہو گئے اس عذاب کو دیکھنے کی وجہ سے بیحد رنجیدہ خاطر تھے کہ تین دن بعد اس دوست کو پھر خواب میں دیکھا تو ان کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ وہ نور کے ستر لباس پہنے ہوئے تھا اور اس کے سر پر نور کا تاج تھا۔ حضرت کے دریافتِ حال پر اس نے بتلایا کہ مصر کے ایک آنے والے قافلے میں سے ایک شخص نے اعوذ' اور بسم اللہ پڑھ کر سورۃ

Marfat.com

اخلاص پڑھی اور اللہ سے عرض کیا کہ جو کچھ میں نے پڑھا ہے اس کا ثواب امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام مردوں کو پہنچ جائے۔ اللہ رحیم وکریم نے اس کی دعا قبول فرمائی۔ تمام مردوں کو اس کا ثواب تقسیم ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم اور رحمت سے مجھے بھی اس ثواب کی وجہ سے آزاد کر دیا۔

خواب حقیقت بن گیا

حضرت بہاؤالدین ذکریا ملتانیؒ جب حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کر کے بغداد پہنچے تو حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ کے مرید ہو گئے۔ حضرت بہاؤالدین ذکریا ملتانیؒ کے دل میں اس بات کی تمنا تھی کہ حضرت شیخ الشیوخ خرقہ پہنائیں۔ ایک رات خواب میں آپ کو حضور نبی کریم ﷺ کا دیدار حاصل ہوا، آپ نے دیکھا کہ حضور ﷺ گھر میں تشریف فرما ہیں اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ ان کے سامنے دست بستہ کھڑے ہیں اس گھر میں ایک طناب بھی بندھی ہوئی ہے جس پر خرقے لٹکے ہوئے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے طلب فرمایا حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے میرے ہاتھ کو پکڑ کر حضور ﷺ سے قدم بوس کرایا۔ حضور سرور کائنات ﷺ نے ان لٹکے ہوئے خرقوں میں سے ایک خرقہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس خرقہ کو بہاء الدین کو پہناؤ چنانچہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے حکم کی تعمیل میں مجھے خرقہ پہنایا۔ پھر جب صبح ہوئی تو مجھے اندر بلایا گیا اندر جا کر میں نے دیکھا کہ بالکل اسی طرح کا گھر ہے جیسا کہ خواب میں دیکھا تھا اور اس میں اسی طرح طناب پر خرقے لٹکے ہوئے ہیں۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے مجھے وہی خرقہ پہنایا جس کی طرف حضور نبی کریم ﷺ نے اشارہ فرمایا تھا۔ خرقہ پہناتے ہوئے مجھ سے کہا، اے بہاء الدین! یہ خرقہ حضور سرور کائنات ﷺ کی طرف سے بخشا ہوا ہے اور

Marfat.com

میں تو درمیان میں صرف ایک وسیلہ ہوں اور بغیر اجازت کے کسی کو نہیں دے سکتا۔اس کے بعد حضرت شیخ بہاء الدین زکریا رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ سے اجازت لی اور ملتان تشریف لا کر مستقل سکونت اختیار فرمائی۔

باطنی راہنمائی مل گئی

ایک مرتبہ شاہ ابوالمعالیؒ بہت حیران پریشان اور رنجیدہ خاطر تھے آپ کو حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی کے دیدار کے شوق نے بے کل و بے چین کر رکھا تھا آپ کی اس اضطراری کیفیت سے آپ کے مرشد عالی مقام شیخ داؤد بذریعہ کشف مطلع ہوئے انھوں نے آپ کو فوراً طلب کیا اور فرمایا تم اپنی بے چینی کو ختم کر دو وہ مبارک گھڑی عنقریب آ جائے گی جب تم اپنے دل کی بات کو اپنے سامنے پاؤ گے ۔شاہ ابوالمعالی ہر وقت اس نیک ساعت کے منتظر رہنے لگے۔ایک رات آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے مرشد شیخ داؤد آپ کے پاس آئے ہیں اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر ایک محفل میں لے گئے وہاں اور بھی بہت سے لوگوں کے علاوہ حضرت غوث اعظم بھی تشریف فرما ہیں اس وقت حضور غوث اعظم کی دائیں طرف ایک صاحب تشریف فرما تھے ان کا نام بھی ابوالمعالی عراقی تھا۔شاہ ابوالمعالی پیران پیر کی بائیں طرف فروکش ہو گئے۔شاہ ابوالمعالی کے دل میں ابوالمعالی عراقی کے بارے میں ایک خیال آیا کہ یہ بزرگ شاید شیخ داود سے زیادہ مرتبے کے ہیں جوان کو پیران پیر کے دربار مین زیادہ تلطف حاصل ہے۔ابھی یہ خیال آپ کے دل ہی میں تھا کہ آپ کو حضرت پیران پیر نے فرمایا ابوالمعالی! تمھارا مرشد تو میرا دل ہے اور دل جسم کے اندر ہوتا ہے۔یہ سن کر شاہ ابوالمعالی کی آنکھ کھل گئی۔آپ اپنے خواب سے اس قدر خوش تھے جسے بیان نہیں کیا جا سکتا کیونکہ آپ کی خدمات پیران پیر سے ہو گئی تھی آپ کی یہ خوشی بے ٹھکانہ تھی۔آپ کئی روز تک شکرانے کے دوگانے پڑھتے رہے آپ کو پیران

Marfat.com

پیر کے علاوہ اپنے مرشد شیخ داؤد سے بھی بڑا پیار تھا آپ ان کی طریقہ میں ہر وہ کام کرتے تھے جو انھوں نے کیا ہو، آپ نے اپنے پیر صاحب کی عنایات اور لطف و کرم کا بہت اعتراف کیا ہے۔

حضرت بلھے شاہ کی تلاش مرشد

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت بلھے شاہ اپنے شہر قصور میں ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے کہ یکدم آپ پر نیند غالب آ گئی اور خواب میں دیکھتے ہیں کہ نیک انسان باشرع ایک تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں اور بلھے شاہ ان کے سامنے کھڑے ہیں۔ ان بزرگوں نے آپ سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ آپ نے کہا کہ میں سید عبداللہ بن سید درویش ہوں' ان کے پاس ایک دودھ کا پیالہ پڑا ہوا تھا انہوں نے اٹھا کر اپنے منہ سے لگایا اور پھر بلھے شاہ کو دیتے ہوئے کہا کہ بیٹا یہ لو دودھ اسے پی لو۔ حضر بلھے شاہ کا کہنا ہے۔ کہ میں نے خواب میں دودھ پی لیا اور اس کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ دودھ پینے سے میرا دل روشن ہو گیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے تاکید کی کہ بیٹا اب مرشد تلاش کر کے بیعت کر لو۔ حضرت بلھے شاہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ کچھ دیر کے بعد آپ گھر واپس آئے اور اپنے والد محترم کو یہ واقعہ سنایا۔ انہوں نے فرمایا بیٹے تم سے بھول ہو گئی۔ اگر ایسے بزرگ سے ملاقات ہو گئی تھی تو ان سے کہنا تھا کہ آپ کو چھوڑ کر اور کونسا مرشد تلاش کروں آپ نے والد صاحب سے عرض کی اب فرمایئے وہ کہاں مل سکتے ہیں؟ آپ کے والد صاحب نے بتایا کہ اس وقت وہ موضع ساندہ میں مقیم ہیں بلھے شاہ اسی وقت گھر سے روانہ ہوئے اور ساندہ کی مسجد میں آ کر لیٹ گئے۔ چنانچہ سید عبدالحکیم سے پھر ملاقات ہوئی تو انہوں نے بلھے شاہ کو مولوی محمد عنایت قادری شطاری سے رجوع کرنے کو کہا وہاں سے آپ گھر تشریف لائے اور اپنے والد کو حقیقت سے آگاہ کیا اور بیعت کی اجازت طلب کی۔ انھوں نے

Marfat.com

اجازت دیدی اور ایک دستار مرشد کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے اور کچھ رقم دی اور یہ نصیحت بھی کی کہ کہیں تکبر میں نہ آ جانا بلکہ نہایت عجز وعقیدت کے ساتھ مرشد کی خدمت میں حاضری دینا اور جو تعلیمات دیں ان کو غور سے سن کر ان پر عمل کرنا۔

والد صاحب سے رخصت ہو کر بلھے شاہ لاہور کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں انہیں خیال آیا کہ میں تو سید ہوں اور جد امجد کی طرف سے میرا روزینہ بھی مقرر ہے۔ اس لئے شاہ عنایت قادری بھاٹی دروازہ میں اونچی مسجد کے پیش امام تھے اور درس وتدریس کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ جب آپ شاہ عنایت کی خدمت میں پہنچے اور اپنا مدعا بیان کیا تو آپ نے فرمایا پہلے ایک کام کرو پھر مرید کریں گے۔ اب دوپہر کا وقت ہے وہ کام کر کے مغرب کی نماز ہمارے ساتھ آ کر پڑھنا کام یہ ہے کہ پانچ سو نقد روپیہ، پانچ سو کا گھوڑا، پانچ سو کی ایک پوشاک اور پانچ سو روپے کے طلائی کنگن لے آؤ پھر بیعت کریں گے۔

آپ وہاں سے نکلے تو بہت پریشان تھے کہ ان شرائط کو کیسے پورا کروں، اتنی تو میری اوقات بھی نہیں ہے اور گھر سے کچھ نقد لے کر بھی نہیں آیا ہوں جو دو ہزار روپیہ کی شرائط پوری کر سکوں۔ اسی ادھیڑ بن میں دریائے راوی کے کنارے آ کر بیٹھ گئے اور سوچنے لگے۔ یہاں تک کہ بہت ہی مایوس ہو گئے اور دل میں آیا کہ کیا ہی اچھا ہو کہ دریا میں ڈوب مروں تا کہ شرمندہ ہونے سے تو بچ جاؤں۔ اسی وقت کسی نے آپ کو آواز دی ''لڑکے ذرا میری بات سنو'' آپ نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک نقاب پوش سوار گھوڑے سے اتر رہا تھا اس نے قریب آ کر آپ سے کہا میں نہانا چاہتا ہوں، ذرا میرا گھوڑا تھام رکھو اور میرے سامان کی حفاظت کرو۔ اس نقاب پوش نے پہلے آپ کو پانچ سو روپیہ کی تھیلی پکڑائی پھر ہاتھوں سے طلائی کنگن اتار کر دیئے اور پھر اپنی قیمتی پوشاک جو پانچ سو روپیہ کی تھی آپ کے حوالے کر کے دریا میں غوطہ زن ہو گیا اور ایسا غوطہ لگایا کہ پھر نہ ابھر سکا آپ ظہر سے عصر تک وہاں بیٹھے رہے۔ بالآخر یہ سوچ کر وہاں سے اٹھے کہ وہ بیچارہ تو دریا میں ڈوب گیا ہے اور قدرت نے یہ چیزیں مجھے مہیا

Marfat.com

کر دی ہیں جو مرشد نے مانگی تھیں۔ چنانچہ آپ یہ چیزیں لے کر شہر میں داخل ہوئے تو لوگوں نے مولوی شاہ عنایت کی پوشاک اور گھوڑے کو پہچان لیا اور مولوی صاحب کے پاس لے گئے، مولوی صاحب نے آپ سے سب چیزیں لے لیں اور فرمایا برخوردار! بس یہی شیخی تھی کہ ڈوب مرنے کیلئے تیار ہو گئے تھے۔ تم تو سید ہو اور بڑے خوبرو ہو اور تمہارے دس روپیہ روزینہ بھی مقرر ہے جبکہ میں ایک باغبانی کرنے والا آرائیں ہوں۔ میں تمہیں کیا فیض دے سکتا ہوں۔ آپ نے عرض کی جناب! میرا سب کچھ تو آپ کی نذر اور آپ پر نچھاور ہے۔ حضرت بلھے شاہؒ کی یہ عقیدتمندی اور خلوص دیکھ کر شاہ عنایت نے آپ کو بیعت کر لیا اور باطنی علوم سے بہرہ ور کیا۔

دورانِ خواب قلب کا ذاکر بنا دیا

حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی شیخ سرہندی قدس سرہ النورانی کا ایک عزیز بیان کرتا ہے کہ میرے دل میں ایک تڑپ موجزن رہتی تھی کہ میں آپ سے طریقہ ذکر حاصل کروں۔ کسی وجہ سے اس سعادت کے حاصل کرنے میں دیر ہی دیر ہوتی گئی۔ ایک رات میں نے مصمم ارادہ کیا کہ کل آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کروں گا کہ مجھے مریدی سے سرفراز فرمائیں اور طریقہ ذکر سے مستفیض فرمایا جائے۔ اسی رات خواب میں یہ دیکھا کہ ایک گہرا سمندر ہے اور میں اس کے اس کنارے پر کھڑا ہوں اور حضرت مجدد الف قدس سرہٗ النورانی دوسرے کنارے پر تشریف فرما ہیں اور میں بھی اس کوشش میں ہوں کہ دوسرے کنارے پر پہنچ جاؤں۔ اتفاقاً آپ کی نگاہِ التفات مجھ بے کس پر پڑی تو آپ نے دیکھتے ہی ارشاد فرمایا: ''اے شخص جلدی آجا، بہت جلدی آجا تو نے تو بہت دیر کر دی۔'' حضرت مجدد الف ثانی قطب ربانی قدس سرہٗ النورانی کا یہ فرمانا ہی تھا کہ میرا قلب ذاکر ہو گیا صبح خواب سے بیدار ہو کر آپ کی خدمت عالیہ میں یہ واقعہ پیش کیا تو آپ نے فرمایا یہی ہمارا طریقہ ہے اسے جاری رکھو۔

Marfat.com

اسمائے گرامی عہدہ داران

اُمور علمیہ کمیٹی Religious publishing commatti چاہ میراں لاہور

چیئرمین

طاہر ندیم بٹ

جنرل سیکرٹری
شیخ نعیم احمد

فنانس سیکرٹری
محمد اعظم

سینئر وائس چیئرمین
جاوید رحمت

وائس چیئرمین
شیخ مبشر حسین
(ایڈووکیٹ)

صدر
ملک عبدالحق

سینئر نائب صدر
محمد نعیم رنگائی والے

نائب صدر
حاجی خلیل احمد

اسسٹنٹ نائب صدر
حافظ ارشد علی

ڈپٹی جنرل سیکرٹری
محمد اعجاز

جوائنٹ سیکرٹری
محمد اسلم ٹیلر ماسٹر

سیکرٹری نشرواشاعت
سید شبیر حسین شاہ بخاری

سیکرٹری ریسرچ
محمد شبیر علی

اراکین ۔ محمد محسن نقری ۔ شیخ مقصود احمد ۔ سہیل علی ۔ عبدالرحمٰن بٹ ۔ فصیح الرحمٰن بٹ

محمد عبداللہ اعظم ۔ عبداللہ جاوید رحمت ۔ عدنان خلیل ۔ علی رضا اسلم ۔

Marfat.com

Marfat.com

۴۰۔ حقوق اولاد
۴۱۔ حقوق العباد
۴۲۔ خوراک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
۴۳۔ خزینہ رحمت
۴۴۔ خزینہ درود شریف
۴۵۔ خزینہ اخلاق
۴۶۔ خزینہ درود شریف بڑا
۴۷۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ
۴۸۔ خواجہ معین الدین چشتیؒ
۴۹۔ رمضان المبارک
۵۰۔ رزق حلال
۵۱۔ روحانی عملیات
۵۲۔ رمضان کے تین عشروں کے وظائف
۵۳۔ روحانی مجموعہ وظائف
۵۴۔ رمضان مجموعہ وظائف
۵۵۔ زکوٰۃ کی کتاب
۵۶۔ سنت نکاح
۵۷۔ سنت قربانی وعید الضحیٰ
۵۸۔ سچی حکایات (بڑی)
۶۱۔ سنہ فضائل صدقات
۶۲۔ سبق آموز حکایات
۶۳۔ سیرت غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ
۶۴۔ شفاء القلوب
۶۵۔ شان بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ
۶۶۔ صدقہ کیسے دیا جائے
۶۷۔ طہارت کا سنت طریقہ
۶۸۔ طریقہ حج وعمرہ
۶۹۔ علامات قیامت
۷۰۔ فقری اسم اعظم
۷۱۔ فقری اعمال قرآنی
۷۲۔ فضیلت کی راتیں مجموعہ وظائف
۷۳۔ فیضان رمضان
۷۴۔ فضیلت کی راتیں
۷۵۔ فضائل قرآن
۷۶۔ فقری وعظ
۷۷۔ فقری مجموعہ وظائف
۷۸۔ قرآنی دعائیں
۷۹۔ قبر کی پہلی رات

Marfat.com

Marfat.com